الملفوظ کامل



اعلیٰ حضرت عظیم امام احمد رضا خان فاضل بریلوی

شائع کردہ

رضوی کتاب گھر (رجسٹرڈ)

۴۲۵- اُردو مارکیٹ، ... مسجد، دہلی ۶



بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسلمانانِ عالم کے لئے ایک اعلیٰ ترین اسلامی دستور العمل

یعنی

حصہ اوّل ملفوظات حضور پر نور اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت رضی اللہ عنہ



حصہ اوّل

مؤلفہ و مرتبہ

شہزادۂ اعلیٰ حضرت تاجدار اہلسنت مفتی اعظم
مولانا مصطفےٰ رضا بریلوی قدس سرہ

ناشر
رضوی کتاب گھر
۴۲۵، اردو مارکیٹ، مٹیا محل، جامع مسجد دہلی ۱۱۰۰۰۶
فون 3264524



نام کتاب .... الملفوظ مکمل

مرتب .... حضور مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا بریلوی قدس سرہٗ

کمپوزنگ .... رضوی کمپیوٹر پوائنٹ

پروف ریڈنگ .... مولانا شرف عالم رضوی

تعارف .... مولانا محمد شہاب الدین رضوی

سال اشاعت .... جولائی ۲۰۰۲ء/۱۴۲۲ھ

باہتمام .... حافظ محمد قمر الدین رضوی

صفحات ۴۰۰

تعداد اشاعت ۱۱۰۰

ہدیہ .... Rs. 90 =

مہاراشٹر میں اہلسنّت کا مرکزی کتب خانہ
رضوی کتاب گھر رجسٹرڈ
۱۱۴، غیبی نگر، بھیونڈی، ۴۲۱۳۰۲، ضلع تھانہ مہاراشٹر فون: 55389

فہرست مضامین الملفوظ حصہ اوّل

فہرست مضامین الملفوظ حصہ دوم



فہرست مضامین

الملفوظ حصہ سوم

فہرست مضامین الملفوظ حصہ چہارم

81215

الملفوظ اور اس کا مقام ومرتبہ

از: محمد شہاب الدین رضوی ایڈیٹر سنی دنیا بریلی

ہندوستان میں ملفوظات کی ترتیب وتدوین کی تاریخ نہایت اہم اور دلچسپ ہے۔ عہد وسطیٰ کے فارسی ادب کا گراں قدر سرمایہ ان ملفوظات کی شکل میں محفوظ ہے۔ نیز عربی میں بھی ملفوظات کا سلسلہ شروع ہوا ہے مگر ضرور یہ سلسلہ اردو فارسی میں زیادہ اختیار کیا گیا۔

ملفوظات کے سلسلہ میں بیسوں کتابیں فارسی، اردو میں شائع ہو چکی ہیں، انہیں یوں سمجھنا چاہیے کہ جس طرح قدیم زمانے میں مختلف لوگ کتابت یا روایت کرتے تھے اسی طرح فارسی اردو میں مختلف اقوال، حکایات کو سن کر نقل کرنے کا نام ملفوظات پڑ گیا، ان ملفوظات کی صحت زیادہ تر ناقل کی ثقاہت پر مبنی ہوتی ہے۔ ملفوظات کی بہت سی قسمیں کی جا سکتی ہیں اب تک عموماً تصوف ومذہب کے سلسلے میں ملفوظات لکھے گئے ہیں۔

امام احمد رضا بریلوی کے الملفوظ کی نوعیت اگر چہ ملفوظات کی ہے لیکن اس میں واقعات بھی ہیں اور حکایات وروایات بھی، ضیاء قرآن بھی ہے اور بہار حدیث بھی۔ معرفت کی جھلک بھی ہے اور حقیقت کی خاموش بیانی بھی، مجاہدات وریاضات بھی ہیں اور مسائل فقہیات بھی، رموز ونکات بھی ہیں اور عملی ذخائر بھی بہرحال ہر جملۂ ملفوظات وارشادات امام احمد رضا فاضل بریلوی کو کئی بڑی قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

ہندوستان میں ملفوظ نویسی کی ابتدا حضرت امیر حسن علامہ سنجری کے مرتبہ ملفوظات

حضرت شیخ نظام الدین اولیاء قدس سرہٗ موسوم بہ فوائد الفواد سے ہوتی ہے، صاحب سیر الاولیا نے لکھا ہے کہ۔

دین ودنیا کے فخر ومباہات، خیر وبرکت کی خاطر حضرت امیر خسرو علیہ الرحمۃ اپنی تمام تصانیف اس ملفوظ کے بدلے دینے کے لئے آمادہ تھے۔ شیخ الاولیاء حضرت نظام الدین کے روحانی فیض کے تصرف اور برکت کی وجہ سے ہندوستان کی مختلف خانقاہوں میں ملفوظات نویسی کا آغاز ہوگیا۔

ملفوظات کی حیثیت ایک سوانح اور بکھرے ہوئے پاروں کے مانند ہوتی ہے۔ اس میں کسی عظیم بزرگ کے سوانح واذکار، تعلیمات ونظریات، پندونصائح اور علمی جواہر پاروں کو جمع کردیا جاتا ہے۔ ایسی کتاب کی ترتیب وتدوین میں دو شخصیتیں کارفرما ہوتی ہیں جن کے اقوال ومواعظ ہوتے ہیں، وہ انہیں مرتب نہیں کرتے بلکہ فیض یافتہ تلامذہ، صحبت یافتہ اخلاف اہل ارادت اور حاضر باش جو کچھ دیکھتے اور سنتے ہیں ضبط تحریر میں لائے جاتے ہیں۔

ملفوظات کی ترتیب وتدوین میں ارادت وعقیدت کے نیک اور سعادت مند ہاتھوں نے بڑی خدمات انجام دی ہیں۔ ملفوظات کے جامع حضرات نے اپنے مرشد کے اقوال وگفتار، تعلیمات ومواعظ کو جس طرح سنا اسی طرح محفوظ رکھنے اور قلم بند کرنے کی سعی بلیغ کی۔ اس احتیاط سے یہ فائدہ ہوا کہ وہ الفاظ وتغیرات محفوظ رہ گئے جو ان بزرگوں کی زبان فیض ترجمان سے گاہے بہ گاہے صادر ہوتے رہتے تھے۔ وہ حضرات اپنے حلقۂ اثر میں اپنی تعلیمات ونظریات کو عام سے عام تر کرنے کے لئے مواعظ کہتے۔ اہل اردات کے سوالات پر ایسے ایسے جوابات دیتے جو رموز ونکات پر مبنی ہوتے۔ اور ان حضرات کے اقوال وگفتار سے ایسے لاینحل مسائل حل ہوجاتے جس کا وہم وگمان بھی نہ ہوتا تھا، وہ مشائخ کوئی بات کہتے تو شریعت ہی کی روشنی میں کہتے۔ چلتے تو اسوۂ حسنہ کو پیش نظر رکھتے۔ کسی سے محو گفتار ہوتے تو پھول کی طرح ان کے الفاظ کو محفوظ کرلیا جاتا۔

وہ اپنے معتقدین کو تعلیم وتربیت دیتے تو ایک کتاب ہوجاتی ۔اگر مجاہدات وریاضات کراتے تو بزم صحابہ کی یاد تازہ ہوجاتی ۔حلقۂ ذکر کرتے تو چرند وپرند سماعت کے لئے نیچے آجاتے ۔مواعظ حسنہ بیان کرتے تو لوگوں کے سنگ دل موم کی طرح پگھل جاتے......اوران پر رقت طاری ہوجاتی ،زار وقطار آہ وبکا ہونے لگتی تو پھر ایک عجیب ساعالم ہوجاتا۔ان کے فقرات لوگوں کے ذہن ودماغ پر اس طرح اثر گزیں ہوتے کہ ہروقت ذکر الٰہی اور معرفتِ حق میں گم رہتے ...... وہ زبان پارے یعنی ملفوظات ہماری زبان کے ارتقائی پہلوؤں کو سمجھنے کے لئے بڑی مدد دیتے ہیں......لسانی نقطۂ نظر سے ان کا مطالعہ کافی دلچسپ ہے۔

روحانی ، ایمانی ، ایقانی اور اخلاقی تعلیم کے سلسبیل وکوثر ملفوظات میں اہل سلوک وتصوف کو باطنی خوبیوں سے متصف ہونے کے لئے ......تزکیۂ نفس اور تصفیۂ باطن کی تعلیم دی گئی ہے۔ملفوظات میں زنگ آلود دلوں کو صاف وشفاف کیا گیا ہے......پژمردہ قلوب کو زندگی بخشی گئی ہے......ملفوظات نے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کی تفسیر بیان کی ہے......اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد ان کا نشانِ منزل ہے......اور اہل دنیا کو تلقین کی گئی ہے کہ وہ اپنے آپ میں عمدہ صفات پیدا کریں اسلاف اخلاف کے مناہج کو نہ چھوڑیں ......اخلاق حسنہ کے پیکر بن جائیں......رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرامین کو دل وجان سے تسلیم کریں۔قرآن روح ایمان ہے......احادیث متاع حیات ہے...... ان کی تعلیمات کو فراموش نہ کریں۔بزرگوں کی تمام زندگی کا نمونہ ان کے سامنے ہے۔

ملفوظات کے مطالعہ سے نیک اعمال کا جذبہ اور خواہش پیدا ہوتی ہے......تزکیۂ نفس حاصل ہوتا ہے......تفصیۂ باطن ملتا ہے۔اپنے بدلے ہوئے کردار کا صحیح پتہ چلتا ہے کہ وہ بس ذکر الٰہی میں ہمہ وقت سرگرداں رہتے تھے ایک غائر مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہمارے بزرگ اپنے اعمال واذکار سے انسان کے ظاہری اعمال کی اصلاح کس طرح کرنا چاہتے تھے...... برائیوں کو کس طرح نیست ونابود کرنا چاہتے تھے، وہ برائی کے سوتے خشک کردینا چاہتے تھے......اچھے اخلاق عمدہ طور طریقہ کو انسان کے اندر

اجاگر کرنا چاہتے تھے، ملفوظات کی خاموش روانی میں آپ کو ارتقائے روحانی کا پاک راستہ اور بلند زینہ ملے گا۔

ملفوظات میں بہت سے تمدنی و تہذیبی پہلوؤں پر روشنی پڑتی ہے...... تاریخ کے اوراق میں واقعات شہان کے رقعہ ملتے ہیں، ملفوظات میں عوام کی زندگی کی سچی تصویریں ملتی ہیں، ملفوظات میں فرماں رواؤں کا ہلکا پھلکا ذکر ہوتا ہے...... ملفوظات میں تاریخی اشارات پائے جاتے ہیں۔ ان واقعات میں تاریخوں وسنہ کے حوالے نہیں ہوتے مگر واقعات کے تطابق اور دیگر متعلقات میں نظر رکھنے سے تاریخ صحت کے ساتھ معلوم کی جاسکتی ہے۔

ملفوظات کی ادبی اہمیت مسلم ہے۔ عام طور سے ملفوظات کی زبان عام اور سلیس ہوتی ہے...... ملفوظات میں بزرگوں کے خوارق وکرامات کا ذکر بھی ہوتا ہے...... وہ باتیں عام ذہن کی رسائی سے بالاتر ہوتی ہیں، یہ اہل باطن کے معاملات میں تصوف کی خصوصی شان بلکہ اس کی روح ہے۔

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کی شخصیت ایک ہمہ گیر شخصیت ہے...... جنہوں نے اپنی چھوٹی بڑی تقریباً ایک ہزار کتابوں کے ذریعہ حمایت حق کا گرانقدر فریضہ انجام دیا...... اور رفعت وعظمت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متعلق جن کے ایمان افروز ترانوں کی گونج آج بھی ایشیا وافریقہ اور یورپ وامریکہ کے ہر اس شہر میں سنائی دیتی ہے جہاں اردو جاننے والے مسلمان تھوڑی تعداد میں بھی موجود ہیں۔ امام احمد رضا بریلوی کے علوم ومعارف کا ایک بہت بڑا ذخیرہ الملفوظ بھی ہے اور ان کے ارشادات اور کلمات طیبات پر مشتمل ہے۔ اگرچہ یہ امام احمد رضا بریلوی کی تصنیف نہیں بلکہ ان کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے جواہر پاروں اور ذخائر علم وحکمت کا ایک گنج گراں مایہ ہے اور یہ احسان ہے مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا بریلوی قدس سرہٗ کا کہ انہوں نے امام احمد رضا بریلوی کی علمی مجالس کے ان خزائن وذخائر کو قلم بند فرمایا...... اور ملفوظ کے نام سے چار جلدوں میں انہیں شائع کر دیا۔

الملفوظ کے مقدمہ میں حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ نے اس کے جلوہائے سبب تالیف پر روشنی ڈالتے ہوئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کی مجلس علم وحکمت اور فیض و برکت کا جو نقشہ کھینچا ہے وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے حضور مفتی اعظم تحریر فرماتے ہیں۔

یہاں جو دیکھا کہ شریعت وطریقت کے وہ باریک مسائل جن میں مدتوں غور وخوض کامل کے بعد بھی ہماری کیا بساط بڑے بڑے سر ٹیک کر رہ جائیں فکر کرتے کرتے تھک جائیں اور ہرگز نہ سمجھیں اور صاف لا ادری کا دم بھریں، وہ یہاں ایک فقرے میں ایسے صاف فرمادیتے ہیں کہ ہر شخص سمجھ لے گویا اشکال ہی نہ تھا۔

اور وہ دقائق ونکات مذہب وملت جو ایک چیستاں اور ایک معمہ ہوں جن کا حل دشوار سے دشوار ہو، وہ یہاں منٹوں میں حل فرمادیے جاتے ہیں تو خیال ہوا کہ یہ جواہر عالیہ، اور زواہر غالیہ یوں ہی بکھرے رہے اور انہیں سلک تحریر میں نہ لایا گیا، تو اندیشہ ہے کہ وہ کچھ عرصہ کے بعد ضائع ہو جائیں پھر یہ کہ ان ملفوظات عالیہ سے یا تو خود متمتع ہوتے یا زیادہ سے زیادہ ان کا نفع حاضر باشانِ دربار عالی ہی کو پہنچتا، باقی اور مسلمانوں کو محروم رکھنا ٹھیک نہیں، بلکہ ان کا نفع جس قدر عام ہوتا اتنا ہی بھلا، لہٰذا جس طرح ہو یہ تفریق جمع ہو مگر یہ کام مجھ سے بے بضاعت اور عدیم الفرصت کی بساط سے کہیں سوا تھا اور گویا چادر سے زیادہ پاؤں پھیلانا تھا اس لئے بار بار ہمت کرتا اور بیٹھ جاتا، میری حالت اس وقت اس شخص کی سی تھی جو کہیں جانے کے ارادے سے کھڑا ہو مگر مذبذب ہو، ایک قدم آگے ڈالتا اور دوسرا پیچھے ہٹالیتا ہو، مگر دل جو بے چین تھا کسی طرح قرار نہ لیتا تھا آخر السَّعیُ مِنِّیْ وَالاتمام مِنَ اللّٰہ کہتا کمر ہمت چست کرتا اور حسبنا اللہ ونعم الوکیل پڑھتا اٹھا اور ان جواہر نفیسہ کا ایک خوشنما ہار تیار کرنا شروع کیا اور میں اپنے رب عزوجل کے کرم سے امید رکھتا

ہوں کہ وہ اس ہار ہی کو میری جیت کا ذریعہ بنائے۔ (الملفوظ ج ۱ ص ۵، حبیب المطابع دہلی)

امام احمد رضا بریلوی کے ان ارشادات واقوال کو جمع کرنے کا یہ سلسلہ تسلسل کے ساتھ جاری نہیں تھا۔ حضرت مفتی اعظم بریلوی کی دوسری مصروفیات کے باعث اکثر ناغے ہوجاتے تھے۔ حضرت مفتی اعظم اگر ایک طرف رضوی دارالافتاء کے مفتی تھے۔ تو دوسری جانب امام احمد رضا بریلوی کے معین راست تھے۔ اگر ایک طرف تصنیف وتالیف کی سرگرمیاں تھیں تو دوسری جانب درس وتدریس کا بازار سرگرم تھا اگر ایک طرف تبلیغ دین متین میں مصروف تھے تو دوسری جانب گستاخانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے برہنہ شمشیر لیے ہوئے نبردآزما تھے۔ اگر ایک طرف تحریک شدھی کے انسداد کے لئے سرگرداں تھے...... تو دوسری جانب جماعت رضائے مصطفیٰ کے سرگرم رکن تھے ...... ان ساری ذمہ داریوں نے مفتی اعظم قدس سرہٗ کو تسلسل کے ساتھ جمع وترتیب کا موقع نہ دیا، ورنہ الملفوظ کی صرف چار ہی جلدیں نہ ہوتیں بلکہ یہ ایک عظیم دفتر ہوتا جیسا کہ حضور مفتی اعظم نے اپنے مقدمہ میں اس کی صراحت فرمائی ہے...... رقم طراز ہیں:

- ''میں نے چاہا تو یہ تھا کہ روزانہ کے ملفوظات جمع کروں مگر میری بے فرصتی آڑے آئی اور میں اپنے اس عالی مقصد میں کامیاب نہ ہوسکا غرض جتنا اور جو کچھ مجھ سے ہوسکا میں نے کیا آگے قبول واجر کا اپنے مولیٰ تعالیٰ سے سائل ہوں۔'' (ص ۶)

حضرت مفتی اعظم کے دل میں یہ خیال آیا کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ یہ حالات عجیبہ اور مقاماتِ غریبہ ان لکھے رہ جائیں ......اور یہ عالی مقدار اسرار کچھ مدت گمنام ہوجائیں ......اور یہ مکتوبات وملفوظات جو ہر ایک القاء رحمانی سے دل وجان سے نکلتے ہیں حضور مفتی اعظم کا یہ احسان ہے کہ امام احمد رضا کے ارشادات کو امت مسلمہ کی مجلس کا تذکرہ بنایا...... اس لئے کہ محبوں میں یہ بات قدرتی طور پر پائی جاتی ہے کہ انہیں اپنے آقا اور پیرومرشد کی باتیں سننے کی زیادہ رغبت ہوتی ہے۔ اور اپنی جدائی کی

زیادتی اور اپنے درجات کی ترقی خیال کرتے ہیں۔

حضرت مفتی اعظم بریلوی کا یہ بہت بڑا اور لازوال کارنامہ ہے کہ انہوں نے ہم مہجوروں کو امام احمد رضا قدس سرہٗ کی مجلس میں بٹھا دیا۔ مضطرب نفس کو اطمینان حاصل ہوا اور قلب مضطرب کو چین آیا۔ اس لئے کہ جدائی کی تیر کے زخم کے لئے گفتگو سے بڑھ کر کوئی اچھا مرہم نہیں...... اور جدائی کی چنگاری کے سوزش کو کم کرنے کا علاج اس جستجو سے بڑھ کر اور کوئی اچھا نہیں ہوسکتا۔

جامع الملفوظ مفتی اعظم قدس سرہٗ کا انداز بیان یہ ہے کہ وہ مجلس میں بیٹھنے والے کسی سائل کے سوال کو عرض اور امام احمد رضا کے جواب کو ارشاد سے تعبیر کرتے ہیں اور چونکہ سوالات کے درمیان فنی ترتیب نہیں ہے اس لئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے ارشادات علم وفن کے بے شمار اصناف پر مشتمل ہیں اور رنگا رنگ پھولوں کی پنکھڑیوں کی طرح ۴۰۰ صفحات پر بکھرے ہوئے ہیں...... الملفوظ کو اس لئے بھی اہمیت حاصل ہے کہ اس میں صوفیاء کرام کا تصوف بھی ملے گا اور علماء عظام کا تتبع بھی...... مورخین کی تحقیق بھی ملے گی اور سیاحوں کے اسفار بھی...... فقہا کی فقاہت بھی ملے گی اور محدثین کی حدیث بیانی بھی...... مصلحین کا کردار بھی ملے گا اور مبلغین کے کارنامے بھی۔ دوسرے ملفوظات سے الملفوظ کی نوعیت اس لئے بھی جداگانہ ہے کہ مفتی اعظم نے ایسے اسلوب میں اس کو ترتیب دیا ہے کہ مطالعہ کرتے وقت کچھ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ سوال سائل کر رہا ہے اور امام احمد رضا بریلوی اس کا جواب دے رہے ہیں گویا کہ قاری اپنے آپ کو امام احمد رضا کی مجلس میں بیٹھا ہوا محسوس کرتا ہے۔

معروف محقق ڈاکٹر مختار الدین احمد آرزو (بن مولانا ظفر الدین رضوی بہاری) الملفوظ کا تعارت کراتے ہوئے اظہار خیال فرماتے ہیں۔

''اردو میں شائع شدہ مشہور ملفوظات کو دیکھ کر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ چودھویں صدی کے ملفوظاتی ادب میں بہت اہم حیثیت مجدد مائۃ حاضرہ موید ملت طاہرہ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا قادری برکاتی بریلوی رحمۃ

اللہ علیہ کے ملفوظات کی ہے جنہیں مفتی اعظم حضرت مولانا مصطفیٰ رضا قادری برکاتی بریلوی نوری نے ۱۳۳۸ھ میں مرتب فرمایا، یہ ملفوظات اس جلیل القدر عالم کے ہیں جو تفسیر، حدیث، اصول حدیث، فقہ، اصول فقہ، عقائد وکلام، صرف ونحو، معانی وبیان وبدیع، منطق وفلسفہ، تکسیر وہیئت وتوقیت، حساب وہندسہ، تصوف وسلوک ادب واخلاق سیر وتاریخ، جبر ومقابلہ، زیجات ومربعات وغیرہ ۵۰ پچاس علوم وفنون کے ماہر تھے۔ ایسی جامع ہستی ہمیں اس عہد میں کوئی اور نہیں ملتی یہی وجہ ہے کہ یہ ملفوظات دوسال کے کچھ مہینوں ہی کے قلم بند کئے جاسکے۔ اگر ۸، ۱۰ سال کے بھی ملفوظات مرتب کئے جاتے تو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس کی جلدیں علوم وفنون کی مختصر سی دائرۃ المعارف بن جاتیں۔"

(ماہنامہ جہان رضا لاہور۔ص ۳۹، اگست ستمبر ۱۹۹۴ء)

گویا کہ مذکورہ علوم وفنون کا ماہر وشناور اور کامل ادارک رکھنے والے کے ملفوظات میں ان علوم وفنون کی جھلک کا ہونا لابدی امر ہے الملفوظ کے مطالعہ کرنے والوں سے یہ بات مخفی نہیں کہ اس میں علوم کی موجیں مارتی ہوئی لہریں کامل طور پر موجود ہیں۔ یہ ملفوظات اس مقدس ذات گرامی کے ہیں جس نے چٹکیوں میں لاینحل مسائل حل کئے۔ امام احمد رضا بریلوی کی صورت ان کی سیرت ان کی گفتار، ان کی پرورش، انکی ہرادا، ان کا ہر کردار، اسرار پروردگار کا ایک بہترین مرقع، اور بولتی ہوئی تصویر ہے، مرتب الملفوظ کا یہ جذبہ تھا کہ ملفوظات کا سلسلہ تادیر چلتا رہے، ان کو اس بات کا بھی احساس تھا کہ آئندہ کی جدید نسلوں کی تعمیر وتشکیل نہایت ہی ضروری ہے، اور نئی نسلوں کی ذہن سازی اسی وقت ممکن ہے جب وہ اپنے اسلاف کے اقوال وافعال کا گہرائی سے مطالعہ کریں۔

اور ان کے قلب وجگر میں اسلاف واخلاف کے ملفوظات وکارناموں کو جاگزیں کردیا جائے..... اس کی اہمیت وافادیت یوں اجاگر کرتے ہیں:

اسی لئے اسلاف کرام رحمۃ اللہ علیہم نے ایسے انفاس قدسیہ کے حالات

مبارکہ، ومکاتیب طیبہ، وملفوظات طاہرہ جمع فرمائے یا اس کا اذن دیا، کہ ان کا نفع قیامت تک عام ہو جائے اور صرف ہم ہی مستفید ومحظوظ نہ ہوں بلکہ ہماری آئندہ نسلیں بھی فائدہ اٹھائیں اور پھر وہ بھی یوں ہی اپنے اخلاف کے لئے پندو نصائح ووصایا اذکار عشق ومحبت مسائل شریعت وطریقت چھوڑ جائیں، اور یہ سلسلہ یوں ہی قیامت تک جاری رہے۔"

الملفوظ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ امام احمد رضا بریلوی کو مختلف علوم پر کیسا تبحر حاصل تھا...... حاضرین مجلس میں کسی نے کوئی سوال پوچھا۔ آپ نے فوراً جواب دیا، اور ایسا جواب کہ سائل مطمئن ہو گیا اس کے تمام اشکال دور ہو گئے...... حافظہ ایسا غضب کا تھا کہ معلوم ہوتا تھا کہ سارے علوم مستحضر ہیں۔ استدلال کی ضرورت پڑی تو کتب متداولہ کی معروف کتابوں کے حوالہ جات اور عبارتیں سنا دیتے تھے...... فاجر کو برا کہنے کے بارے میں ایک حدیث شریف کا ذکر آیا تو بغیر مراجعت کتب کے ارشاد فرمایا، یہ حدیث امام ابوبکر ابن ابی الدنیا نے کتاب ذم الغیبہ، امام ترمذی نے نوادر الاصول، حاکم نے کتاب الکنیٰ، شیرازی نے کتاب الانقاب، ابن عدی نے کامل، طبرانی نے معجم کبیر، بیہقی نے سنن کبریٰ، خطیب نے تاریخ میں حضرت معویہ قسیری رضی اللہ عنہ، اور خطیب نے رواۃ مالک میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی...... الملفوظ میں اس طرح کی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔

ڈاکٹر مختار الدین احمد (علیگڑھ) نے امام احمد رضا بریلوی، اور مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا بریلوی کے قوت حافظہ کا ذکر کرتے ہوئے دونوں شخصیات کو خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ انہی کے الفاظ میں

"جہاں حیرت اعلیٰ حضرت کے خداداد حافظے، اور ان کے استحضار علم پر ہوتی ہے، وہیں جامع ملفوظات علیہ الرحمۃ کی بے پناہ صلاحیتوں پر بھی ہوتی ہے کہ کس خوبی سے انہوں نے یہ ملفوظات قلم بند کئے ہیں، انہوں نے افاضات رضویہ سنکر اس کا مفہوم ادا نہیں کیا، بلکہ جیسا کہ مجھے یقین

ہے، اعلیٰ حضرت کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ ملفوظات میں درج کیے ہیں، بعض قدیم وجدید ملفوظ نگاروں کی طرح اپنے شیخ کی باتیں حافظے میں محفوظ رکھ کر، یا مختصر سے اشارات لکھ کر پھر اپنے مستقر پر جا کر انہیں قلم بند نہیں کیا ہے بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ارشاد گرامی کو سنتے رہے اور اسی وقت انہیں ضبط کرتے گئے، یہ بھی مستبعد نہیں کہ ملفوظات سپرد قلم کر کے وہ اعلیٰ حضرت کے ملاحظے میں لے آتے ہیں کہ وہ ان پر ایک نظر ڈال کر ترمیم وتصحیح فرمادیں اگر الملفوظ کا مسودہ کہیں مل جائے تو اس سے اس خیال کی تائید ہو سکتی ہے۔"

(معارف رضا ۱۹۹۴ء، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی)

الملفوظ کتابی شکل میں بہت بعد میں منظر عام پر آئی...... راقم السطور نے "تاریخ جماعت رضائے مصطفیٰ" کی ترتیب وتدوین کے دوران ملک کی شہرت یافتہ لائبریریوں کا دورہ کیا، اور ہر جگہ کچھ دنوں قیام کر کے مواد کی فراہمی میں مشغول رہا۔ اسی دوران ماہنامہ الرضا بریلی، ماہنامہ تحفۂ حنفیہ پٹنہ اور ماہنامہ یادگار رضا بریلی کے قدیم شمارے دیکھنے کو ملے۔ یہ یاد رہے کہ مذکورہ دور سالے امام احمد رضا بریلوی کی حیات اور ان کی ہی سرپرستی میں اشاعت پذیر ہوتے تھے، بالترتیب مولانا حسنین رضا بریلوی، قاضی عبدالوحید فردوسی عظیم آبادی اور مولانا ابرار حسن حامدی تلہری ایڈیٹر تھے.........

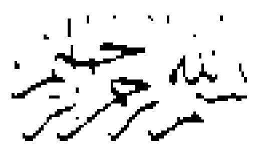
الملفوظ اولاً ماہنامہ الرضا بریلی، ثانیاً ماہنامہ تحفۂ حنفیہ پٹنہ، ثالثاً یادگار رضا بریلی میں قسط وار شائع ہوا۔ سب سے زیادہ قسطیں تحفۂ حنفیہ میں شائع ہوئیں بعدہ حسنی پریس بریلی کے زیر اہتمام کتابی سائز میں شائع ہوا مطبع حسنی بریلی کے ایڈیشن کی نقل دیگر اداروں نے کی، اور انہوں نے اس کی کتابت وغیرہ کرائی اور لاپرواہی سے شائع کر دیا، پروف ریڈنگ پر زیادہ دھیان نہ دیا گیا جس کی وجہ سے غلطیاں رہ گئیں اور اغیار کو اعتراضات کا موقع مل گیا...... زیر نظر ایڈیشن حسنی پریس بریلی کے مطبوعہ کا عکس ہے اور اس کے ناشر صاحبزادہ صدر الشریعہ مولانا بہاء المصطفیٰ قادری مدظلہ العالی نے تصحیح کا اہتمام کیا ہے اور

یہ قابل مطالعہ ہے۔

ملفوظات کے جمع کرنے میں کسی قسم کی ترتیب مدنظر نہیں رکھی گئی ہے کہ اصل مقصود مضامین کا مضبوط کرنا تھا..... حضرت مفتی اعظم کے لکھے ہوئے تمہیدی کلمات پر تاریخ وغیرہ کا اندراج نہیں ہے اس لئے قیاس سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ ۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء کی ترتیب ہے چونکہ اس پر امام احمد رضا کا لکھا ہوا قطعہ مرقوم ہے..... ضرورت ہے کہ عمدہ کرا کر جدید ترتیب و تہذیب اور عنوانات کے ساتھ ایک اعلیٰ ایڈیشن شائع کیا جائے۔ عصر حاضر کے جدید تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کی تکمیل بآسانی ممکن ہے۔

نوٹ: ماہنامہ تحفۂ حنفیہ پٹنہ کے مختلف شمارے رضا لائبریری رام پور، دو سال کی مکمل فائل خدا بخش لائبریری پٹنہ، میں موجود ہے جماد الثانی ۱۵/۱۳ھ/۱۸۹۷ء سے ۱۳۱۷ھ/۱۸۹۹ء کے اواخر تک کے تمام شمارے حضرت علامہ تحسین رضا خاں بریلوی کے ذخیرہ کتب میں موجود ہیں، اور چند کاپیاں مرکزی دار الافتاء سوداگران بریلی میں بھی دیکھی جا سکتی ہیں ماہنامہ الرضا بریلی اور ماہنامہ یادگار رضا بریلی کے مختلف شمارے جناب مرتضیٰ علی رضوی بانس منڈی بریلی کے ذاتی کتب خانہ میں محفوظ ہیں اور ماہنامہ یادگار رضا کے ابتدائی دور کی کاپیاں عزیزم سمنان رضا خان بن مولانا منان رضا خاں بریلوی کے پاس بھی ہیں، راقم السطور نے مذکورہ مقامات پر ان قیمتی شماروں کی زیارت کی ہے۔

(۱) حضور مفتی اعظم کی ولادت ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ/۷/ر جولائی ۱۸۹۳ء میں ہوئی والد ماجد امام احمد رضا اور برادر اکبر مولانا حامد رضا خاں سے خصوصی تعلیم حاصل کی شاہ سید ابوالحسین نوری کے دست مبارک پر ۲۵/ر جمادی الثانی۔ ۱۳۱۱ھ کو بیعت سے سرفراز ہوئے اور خلافت عطا ہوئی آپ کی فراغت ۱۳۲۸ھ/۱۹۱۰ء میں ہوئی تقریباً ۴۴ تصانیف یادگار ہیں ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۱ء میں انتقال ہوا۔



نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسوله الکریم

احسن المکتوبات : وعمدة الملفوظات ، حمد مبدع انطق الموجودات، بان لا اله الا الله ولا موجود الا الله واخرج المعدومات ، من العدم الی الوجود فشهدن ان لامشهود الا الله فالحمد لله الذی خلق الانسان، وعلمه البیان ، وانطقه بفصیح اللسان ،والصلوٰة والسلام الا تمان الا کملان ، علیٰ سید الانس والجان، عمیم الجودوالا حسان ، شفیعنا یوم الجزع والفزع عندالملك المنان، الذی علی المومنین ، بمحض کرمه حنان ، وقهار علی اجیال البغی والعناد والفساد والکفران، جبار علی المرتدین وعلیٰ من کفربه وبرسوله دیان ، نبی الرحمة ذی الکرم والغفران، حامی الا یمان، ماحی الطغیان ، غافرالذنب والفسوق والعصیان، سید نا ومولانا ناصر نا وماونا ، حامینا وملجاء نا ، السلطان ،ابی القاسم محمد رسول ربنا الرحمن، وعلیٰ آله وصحبه الذین صدّ قوه بالا ذعان، وامنو بمولا هم بالتصدیق والا یقان، وسعدوافی منا هج الصدق وصعد وامعارج الحق بالثبات والا تقان، هم للدین اساس وبنیان وارکان ،اللهم احشرنا معهم بکرمك وادخلنا بهم دارالجنان ، برحمتك ومغفرتك ، یا کریم یا رحیم یا غفار یا سبحان ، آمین ، آمین یا ارحم الراحمین ۔

اللہ اللہ اہل اللہ کی زندگی اللہ تعالیٰ وتبارک کی ایک اعلیٰ نعمت ہے ان کی ذات پاک سے ہر مصیبت ٹلتی ہے اور ہر بڑی مشکل بآسانی بدلتی ہے، سبحان اللہ انہیں نفوس طیبہ طاہرہ کے قدوم کی برکت سے وہ وہ عقدۂ مالاینحل چٹکی بجاتے حل ہوتے ہیں جنہیں

قیامت تک کبھی بھی ناخن تدبیر نہ کھول سکے جس سے کیسا ہی کوئی عقیل و مدبر ہو حیران رہ جائے کچھ نہ بول سکے جسے میزان عقل میں کوئی نہ تول سکے، اللہ اکبر ان کی صورت ان کی سیرت انکی رفتار ان کی گفتار ان کی ہر روش ان کی ہر ادا ان کا ہر ہر کردار اسرار پروردگار عزمجدہٗ کا ایک بہترین مرقع اور بولتی تصویر ہے کہ یہ انفاس نفیسہ مظہر ذات علیہ وصفات قدسیہ ہوتے ہیں مگر بفحوائے كل شئى هالك الا وجهه اور كل من عليها فان ويبقى وجه ربك ذوالجلال والاكرامُ دوام کسی کے لئے نہیں ہمیشہ نہ کوئی رہا ہے نہ رہے ہمیشگی رب عزوجل کو ہے باقی جو موجود ہے معدوم اور ایک دن سب کو فنا ہے اسی لئے اسلاف کرام رحمۃ اللہ علیہم نے ایسے انفاس قدسیہ کے حالات مبارکہ ومکاتیب طیبہ وملفوظات طاہرہ جمع فرمائے یا اس کا اذن دیا کہ ان کا نفع قیامت تک عام ہو جائے اور ہمیں، مستفید و محظوظ نہ ہوں بلکہ ہماری آئندہ نسلیں بھی فائدہ اٹھائیں اور پھر وہ بھی یوں ہی اپنے خلاف کے لئے پند ونصائح ووصایا تنبیہات واخلاص کے ذخیرے اذکار عشق ومحبت مسائل شریعت وطریقت کے مجموعہ، معرفت وحقیقت کے گنجینہ کو اپنے پچھلوں کے لئے چھوڑ جائیں اور یہ سلسلہ یوں ہی قیامت تک جاری رہے سچ ہے۔

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد   بسا کین دولت از گفتار خیزد

فقیر جب تک سن شعور کو نہ پہنچا تھا اور اچھے برے کی تمیز نہ تھی بھلائی برائی کا ہوش نہ تھا اس وقت میں ایسے خیال ہونا کیا معنے پھر جب سن شعور کو پہنچا تو اور زیادہ بے شعور ہوا جوانی دیوانی مشہور ہے مگر الصحبة مؤثرة صحبت بغیر رنگ لائے نہیں رہتی اور پھر اچھوں کی صحبت اور وہ بھی کون جنہیں سید العلماء کہیں تو حق یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا جنہیں تاج العرفا کہیں بجا جنہیں مجدد وقت اور امام اولیا سے تعبیر کریں تو صحیح۔ جنہیں حرمین طیبین کے علمائے کرام نے مدائح جلیلہ سے سراہا انه السيدالفرد الامام کہاں ان کے ہاتھ پر بیعت ہوئے انہیں اپنا شیخ طریقت بنایا ان سے سندیں لیں انہیں اپنا استاذ مانا پھر ایسے کی صحبت کیسی بابرکت صحبت ہوگی سچ تو یہ ہے کہ اس صحبت کی برکت نے انسان کردیا اس زمانے میں کہ آزادی کی تند ہوا چل رہی ہے کیا عجب تھا کہ میں غریب بھی اس باد

صرصر کے تیز جھونکوں سے جہاں صدہا بئس المصیر پہنچے وہیں جا رہتا مگر اپنے مولا کے قربان جس کی نظر عنایت نے پکا مسلمان بنا دیا۔ والحمد للہ علی ذلک اب نہ وہ خودی ہے جو بیخود بنائے تھی نہ وہ مدہوشی جو بے ہوش کیے تھی نہ وہ جوانی کی امنگ نہ کسی قسم کی کوئی اور ترنگ مولانا معنوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔ ع صحبتِ صالح ترا صالح کند، مولانا کے اس فرمان کی مجھے آنکھوں دیکھی تصدیق ہوئی اسی معنی میں حضرت سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اور کتنا اچھا فرمایا میں بار باران کے اشعار پڑھتا ہوں اور حظ اٹھاتا ہوں جب پڑھتا ہوں ایک نیا لطف پاتا ہوں وہ فرماتے ہیں۔

قطعہ

گلے خوشبوئے در حمام روزے — رسید از دست محبوبے بدستم
بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری — کہ از بوئے دلآویز تو مستم
بگفتا من گلے نا چیز بودم — ولیکن مدتے باگل نشستم
جمالِ ہمنشیں درمن اثر کرد — وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

غرض میری جان ان پاک قدموں پر قربان جب سے یہ قدم پکڑے آنکھیں کھلیں اچھے برے کی تمیز ہوئی اپنا نفع وزیان سوجھا منہیات سے تابمقدور احتراز کیا اور اوامر کی بجا آوری میں مشغول ہوا اور اب اعلیٰ حضرت مدظلہ الاقدس کی بافیض صحبت میں زیادہ رہنا اختیار کیا، یہاں جو یہ دیکھا کہ شریعت وطریقت کے وہ باریک مسائل جن میں مدتوں غور وخوض کامل کے بعد بھی ہماری کیا بساط بڑے بڑے سرٹیک کر رہ جائیں فکر کرتے کرتے تھکیں، اور ہرگز نہ سمجھیں اور صاف انا لا ادری کا دم بھریں وہ یہاں ایک فقرے میں ایسے صاف فرمادیتے ہیں کہ ہر شخص سمجھ لے گویا اشکال ہی نہ تھا اور وہ دقائق ونکاتِ مذہب وملت جو ایک چیستان اور ایک معما ہوں جن کا حل دشوار سے زیادہ دشوار ہو یہاں منٹوں میں حل فرمادئے جائیں۔ تو خیال ہوا کہ یہ جواہر عالیہ وزواہر غالیہ یوں ہی بکھرے رہے تو اس قدر مفید نہیں جتنا انہیں سلک تحریر میں نظم کر لینے کے بعد ہم فائدہ اٹھا سکتے ہیں پھر یہ کہ خود ہی متمتع ہونا یا زیادہ سے زیادہ ان کا نفع حاضر باشان دربار

عالی ہی کو پہنچنا باقی اور مسلمانوں کو محروم رکھنا ٹھیک نہیں، ان کا نفع جس قدر عام ہو، اتنا ہی بھلا لہٰذا جس طرح ہو یہ تفریق جمع ہو مگر یہ کام مجھ سے بے بضاعت اور عدیم الفرصت کی بساط سے کہیں سوا تھا اور گویا چادر سے زیادہ پاؤں پھیلانا تھا اس لئے بار بار ہمت کرتا اور بیٹھ جاتا میری حالت اس وقت اس شخص کی سی تھی جو کہیں جانے کے ارادے سے کھڑا ہو مگر مذبذب ہو ایک قدم آگے ڈالتا اور دوسرا پیچھے ہٹا لیتا ہو مگر دل جو بے چین تھا کسی طرح قرار نہ لیتا تھا آخر السعی منی والا تمام من اللہ کہتا کمر ہمت چست کرتا اور حسبنا اللہ ونعم الوکیل پڑھتا اٹھا اور ان جواہر نفیسہ کا ایک خوشنما ہار تیار کرنا شروع کیا اور میں اپنے رب عزوجل کے کرم سے امید رکھتا ہوں کہ وہ اس ہار ہی کو میری جیت کا باعث بنائے۔ ع ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

واللّٰہ تعالی ولی التوفیق وھو حسبی وخیر رفیق وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سید نا ومولانا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین وبارک وسلم میں نے چاہا تو یہ تھا کہ روزانہ کے ملفوظات جمع کروں مگر میری بے فرصتی آڑے آئی اور میں اپنے اس عالی مقصد میں کامیاب نہ ہوا غرض جتنا اور جو کچھ مجھ سے ہو سکا میں نے کیا، آگے قبول واجر کا اپنے مولیٰ سے سائل ہوں وھو حسبی وربی وہ اگر قبول فرمائے تو یہی میری بگڑی بنانے کو بس ہے، میں اپنے سنی بھائیوں سے امیدوار کہ وہ مجھ سے بے بضاعت ومسافر بے توشۂ آخرت کے لئے دعا فرمائیں کہ رب العزۃ تبارک وتقدس اسے میری فلاح ونجات کا ذریعہ بنائے آمین آمین بحرمۃ سید المرسلین النبی الا مین المکین صلی اللہ تعالی وبارک وسلم علیہ وعلی کل من ھومحبوب ومرضی لدیہ مولوی عبدالعلیم صاحب صدیقی میرٹھی حاضر خدمت تھے انہوں نے عرض کی۔ حضور سب سے پہلے کیا چیز پیدا فرمائی گئی۔

ارشاد: حدیث میں ارشاد فرمایا یا جابر ان اللہ قد خلق قبل الا شیاء نور نبیک من نورہ۔ اے جابر بے شک اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تمام اشیا سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

عرض: حضور میری مراد دنیا کی ہر چیز سے پہلے سے ہے۔

ارشاد: رب العزۃ تبارک وتعالیٰ نے چار روز میں زمین اور دو دن میں آسمان یکشنبہ تا چہارشنبہ زمین و پنجشنبہ تا جمعہ آسمان نیز اس جمعہ میں بین العصر والمغرب آدم علیٰ نبینا علیہم الصلوٰۃ والسلام کو پیدا فرمایا۔

عرض: ادنےٰ درجہ علم باطن کا کیا ہے۔

ارشاد: حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بار سفر کیا اور وہ علم لایا جسے خواص وعوام سب نے قبول کیا دوبارہ سفر کیا اور وہ علم لایا جسے خواص نے قبول کیا عوام نے نہ مانا، سہ بارہ سفر کیا اور وہ علم لایا جو خواص وعوام کسی کی سمجھ میں نہ آیا۔

یہاں سفر سے سیر اقدام مراد نہیں بلکہ سیر قلب ہے ان کے علوم کی حالت تو یہ ہے اور ادنےٰ درجہ ان سے اعتقاد ان پر اعتماد وتسلیم، ارشاد جو سمجھ میں آیا فبھا ورنہ کل من عند ربنا وما یذکر الا اولوا الالباب ۔حضرت شیخ اکبر اور اکابر فن نے فرمایا ہے کہ ادنیٰ درجہ علم باطن کا یہ ہے کہ اس کے عالموں کی تصدیق کرے کہ نہ جانتا تو ان کی تصدیق نہ کرتا نیز حدیث میں فرمایا ہے اغدعا لما او متعلما او مستمعا او محبا ولا تکن الخامس فتھلک صبح کر اس حالت میں کہ تو خود عالم ہے یا علم سیکھتا ہے یا عالم کی باتیں سنتا ہے یا ادنےٰ درجہ یہ کہ عالم سے محبت رکھتا ہے اور پانچواں نہ ہونا کہ ہلاک ہو جائے گا۔

عرض: کیا واعظ کا عالم ہونا ضروری ہے۔

ارشاد: غیر عالم کو وعظ کہنا حرام ہے۔

عرض: عالم کی کیا تعریف ہے۔

ارشاد: عالم کی تعریف یہ ہے کہ عقائد سے پورے طور پر آگاہ ہو اور مستقل ہو اور اپنی ضروریات کو کتاب سے نکال سکے بغیر کسی کی مدد کے۔

عرض: کتب بینی ہی سے علم ہوتا ہے۔

ارشاد: یہی نہیں بلکہ علم افواہ رجال سے بھی حاصل ہوتا ہے۔

عرض: حضور مجاہدے میں عمر کی قید ہے۔

ارشاد: مجاہدے کے لئے کم از کم اسی (۸۰) برس درکار ہوتے ہیں باقی طلب ضرور کی جائے۔

عرض: ایک شخص اسی (۸۰) برس کی عمر سے مجاہدات کرے یا اسی (۸۰) برس مجاہدہ کرے۔

ارشاد: مقصود یہ ہے کہ جس طرح اس علم میں مسببات کو اسباب سے مربوط فرمایا گیا ہے اسی طریقہ پر اگر چھوڑیں اور جذب وعنایت ربانی بعید کو قریب نہ کر دے تو اس راہ کی قطع کو اسی (۸۰) برس درکار ہیں اور رحمت توجہ فرمائے تو ایک آن میں نصرانی سے ابدال کر دیا جاتا ہے اور صدق نیت کے ساتھ یہ مشغول مجاہدہ ہو تو امداد الٰہی ضرور کارفرما ہوتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا وہ جو ہمارا راہ میں مجاہدہ کریں ہم ضرور انہیں اپنے راستے دکھادیں گے۔

عرض: یہ تو حضور اگر کسی کا ہو رہے تو ہوسکتا ہے دنیوی ذرائع معاش اگر چھوڑ دے جائیں تو یہ بھی نہایت دقت طلب ہے اور یہ دینی خدمت (۱) جو اپنے ذمہ لی ہے اسے بھی چھوڑنا پڑے گا۔ (۱-حمایت مذہب اہلسنّت ورد وہابیہ وغیرہم مرتدین ۱۲)

ارشاد: اس کے لئے یہی خدمات مجاہدات ہیں بلکہ اگر نیت صالحہ ہے تو ان مجاہدوں سے اعلیٰ امام ابواسحاق اسفرائنی جب انہیں مبتدعین کی بدعات کی اطلاع ہوئی پہاڑوں پر ان اکابر علما کے پاس تشریف لے گئے جو ترک دنیا و مافیہا کر کے مجاہدات میں مصروف تھے ان سے فرمایا: یا اکلۃ الحشیش انتم ھھنا وامۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی الفتن۔ اے سوکھی گھانس کھانے والو تم یہاں ہو اور امت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فتنوں میں ہے انہوں نے جواب دیا کہ امام یہ آپ کا کام ہے ہم سے ہو نہیں سکتا۔ وہاں سے واپس آئے اور مبتدعین کے رد میں نہریں بہائیں۔

عرض۔ کیا دنیوی تفکرات کا قلب (۲) جاری پر اثر ہوتا ہے۔

(۱۔قلب جاری وہ قلب ہے جو خدا اور رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر شریف میں جاگتا رہے۔۱۲)

ارشاد: ہاں دنیا کی فکریں جاری قلب کی حالت میں ضرور فرق ڈالتی ہیں۔

عرض: سفر کے لئے کون کون سے دن مخصوص ہیں۔

ارشاد: پنجشنبہ۔ شنبہ دوشنبہ حدیث شریف میں ہے بروز شنبہ قبل طلوع آفتاب جو کسی حاجت کی طلب میں نکلے اس کا ضامن میں ہوں (اسی سلسلہ تقریر میں فرمایا) بحمد اللہ دوسرے بار کی حاضری حرمین طیبین میں یہاں سے جانے اور وہاں سے واپس آنے میں انہیں تین دن میں سے ایک دن میں روانگی ہوئی تھی۔ اور بفضلہ تعالیٰ فقیر کا یوم ولادت بھی شنبہ ہے۔

عرض: عمر شریف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبول اسلام کے وقت کیا تھی۔

ارشاد: ۳۸ سال اور سوائے عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے کہ حضور کی عمر شریف ۸۳ سال ہوئی ہر سہ خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی عمر مبارک نیز عمر شریف حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عمر مبارک کے برابر ہوئیں یعنی ۶۳ سال اگرچہ اس میں کچھ روز و ماہ کم وبیش ضرور تھی لیکن سال وفات یہی تھا۔

عرض: حضور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ قبل قبول اسلام کیا مذہب رکھتے تھے۔

ارشاد: صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کبھی بت کو سجدہ نہ کیا ۴ برس کی عمر میں آپ کے باپ بت خانے میں لے گئے اور کہا ھؤلاء آلھتك الشم العلی فاسجد لھم یہ ہیں تمہارے بلند و بالا خدا انہیں سجدہ کرو، جب آپ بت کے سامنے تشریف لے گئے فرمایا میں بھوکا ہوں مجھے کھانا دے میں ننگا ہوں مجھے کپڑا دے میں پتھر مارتا ہوں اگر تو خدا ہے تو اپنے آپ کو بچا وہ بت بھلا کیا جواب دیتا آپ نے ایک پتھر اس کے مارا جس کے لگتے ہی وہ گر پڑا اور قوت خدا داد کی تاب نہ لا سکا باپ نے یہ حالت دیکھی انہیں غصہ آیا انہوں نے ایک پتھر رخسار مبارک پر مارا اور وہاں سے آپ کی ماں کے پاس لائے سارا واقعہ بیان کیا ماں نے کہا اسے اس کے حال پر چھوڑ دو جب یہ پیدا ہوا تھا تو غیب سے آواز آئی تھی کہ یا امۃ اللہ بالتحقیق ابشری بالولد

العتيق اسمه فی السماء الصديق لمحمد صاحب ورفيق (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اے اللہ کی سچی لونڈی تجھے مژدہ ہو اس آزاد بچے کا آسمانوں میں اس کا نام صدیق ہے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یار ورفیق ہے میں نہیں جانتی کہ وہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کون ہیں اور کیا معاملہ ہے۔ اس وقت سے صدیق اکبر کو کسی نے شرک کی طرف نہ بلایا یہ روایت صدیق اکبر نے خود مجلس اقدس میں بیان کی جب یہ بیان کر چکے جبریل امین حاضر بارگاہ ہوئے (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اور عرض کی صدق ابوبکر وهو الصديق۔ ابوبکر نے سچ کہا اور وہ صدیق ہیں یہ حدیث عوالی الفرش الی معالی العرش میں ہے اور اس سے امام احمد قسطلانی نے شرح صحیح بخاری میں ذکر کی۔

جب سے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے کسی وقت جدا نہ ہوئے یہاں تک کہ بعد وفات بھی پہلوئے اقدس میں آرام فرما ہیں ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دہنے دست اقدس میں صدیق کا ہاتھ لیا اور بائیں دست مبارک میں حضرت عمر کا ہاتھ لیا اور فرمایا هكذا نبعث يوم القيامة ہم قیامت کے روز یوں ہی اٹھائے جائیں گے۔ امام اہلسنت سیدنا امام ابوالحسن اشعری قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں: لم يزل ابوبكر بعين الرضامن الله تعالیٰ۔ ابوبکر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی نظر رضا سے منظور رہے ابن عساکر امام زہری تلمیذ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی من فضل ابوبكر انه لم يشك فی الله ساعة صدیق کے فضائل سے ایک یہ ہے کہ انہیں کبھی اللہ میں شک نہ ہوا امام عبدالوہاب شعرانی یواقیت والجواہر میں فرماتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا۔ اتذكر يوم یوم کیا تمہیں اس دن والا دن یاد ہے عرض کی ہاں یاد ہے اور یہ بھی یاد ہے کہ اس دن سب سے پہلے حضور نے بلیٰ فرمایا تھا بالجملہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روز الست سے روز ولادت اور روز ولادت سے روز وفات اور روز وفات سے ابدالآباد تک سردار مسلمین ہیں یوں ہی سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم۔ اس بارے میں میرا ایک خاص رسالہ ہے۔

تنزیہ المکانۃ الحیدریۃ عن وصمۃ عھد الجاھلیۃ

استفتاء: دھوبی کے یہاں گیارہویں شریف کا کھانا جائز ہے یا نہیں اور فاحشہ کے یہاں کھانے اور اس سے قرآن عظیم تلاوت کرنے کی تنخواہ لینے کا کیا حکم ہے۔

جواب: دھوبی کے یہاں کھانے میں کوئی حرج نہیں یہ جو جاہلوں میں مشہور ہے کہ دھوبی کے یہاں کا کھانا ناپاک ہے محض باطل ہے۔ ہاں فاحشہ کے یہاں کھانا جائز نہیں وہ تنخواہ[1] اگر اس ناپاک آمدنی سے دے تو وہ بھی حرام قطعی اور اگر اس کے ہاتھ کوئی چیز بیچی ہو اور وہ اپنے اسی مال سے دے اس کا لینا قطعی حرام البتہ اگر قرض لیکر قیمت دے تو جائز ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

[1] قرآن عظیم کی تلاوت پر اُجرت لینا دینا دونوں حرام ہیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اقرءوا القرآن ولا تاکلوا بہ۔ ہاں جب کہ خاص تلاوت پر معاہدہ نہ ہوا ہو مثلاً ایک حافظ کو ملازم رکھا اور اس کے متعلق پھر یہ کام بھی کر دیا۔ تو اب اسے تنخواہ لینا جائز ہے کہ وہ اُجرت تلاوت قرآن نہیں بلکہ اس کے وقت کی اُجرت ہے یہی مقصود اعلیٰ حضرت ہے اور تعلیم قرآن بخوف ذہاب قرآن پر جواز اجرت کا فتویٰ متاخرین نے دیدیا ہے اگر یہ صورت ہو تو بھی جائز ہے اور محض تلاوت پر اُجرت کا وہی حکم ہے۔۱۲

عرض: اگر بچے کی ناک میں کسی طرح دودھ چڑھ کر حلق میں پہنچ گیا ہو تو کیا حکم ہے۔

ارشاد: منہ یا ناک سے عورت کا دودھ جو بچے کے جوف میں پہنچے گا حرمت رضاعت لائے گا۔ یہ وہی فتویٰ ہے جو چودہ (۱۴) شعبان ۱۲۸۶ھ کو سب سے پہلے اس فقیر نے لکھا اور اسی ۱۴ شعبان ۱۲۸۶ھ کو منصب افتا عطا ہوا اور اسی تاریخ سے بحمد اللہ تعالیٰ نماز فرض ہوئی اور ولادت دس شوال المکرم ۱۲۷۲ھ روز شنبہ وقت ظہر مطابق ۱۴ رجون ۱۸۵۶ء ۱۱ رجیٹھ سدی ۱۹۱۳ سمبت کو ہوئی تو منصب افتا ملنے کے وقت فقیر کی عمر ۱۳ برس دس مہینہ چار دن کی تھی جب سے ابتک برابر یہی خدمت دین لی جا رہی ہے والحمد للہ۔

عرض: رکوع وسجود میں بقدر سبحان اللہ کہہ لینے کے ٹھہرنا کافی ہے۔

ارشاد: ہاں رکوع وسجود میں اتنا ٹھہرنا فرض ہے کہ ایک بار سبحان اللہ کہہ سکے جو رکوع وسجود میں تعدیل نہ کرے ساٹھ برس تک اسی طرح نماز پڑھے اس کی نمازیں قبول نہ ہوں گی۔ حدیث میں ہے۔ انا نخاف لومت علی ذلک لمت علی غیر

الفترة اے غیر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم اندیشہ کرتے ہیں کہ اگر تو اسی حال پر مرا تو دین محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نہ مرے گا۔

عرض: کیا جس قدر ممکنات ہیں وہ تحت قدرت بایں معنی داخل ہیں کہ ان کو پیدا فرما چکا ہے۔

ارشاد: نہیں بلکہ بہت سی چیزیں وہ ہیں جو ممکن ہیں اور پیدا نہ فرمائیں مثلاً کوئی شخص ایسا پیدا کر سکتا ہے کہ سر آسمان سے لگ جائے مگر پیدا نہ فرمایا۔

عرض: حضور کیا جن و پری بھی مسلمان ہوتے ہیں۔

ارشاد: ہاں (اور اسی تذکرہ میں فرمایا) ایک پری مشرف باسلام ہوئی اور اکثر خدمت اقدس میں حاضر ہوا کرتی تھی ایک بار عرصہ تک حاضر نہ ہوئی جب حاضر ہوئی۔ سبب دریافت فرمایا۔ عرض کی حضور میرے ایک عزیز کا ہندوستان میں انتقال ہو گیا تھا وہاں گئی تھی، راہ میں میں نے دیکھا کہ ایک پہاڑ پر ابلیس نماز پڑھ رہا ہے۔ میں نے اس کی یہ نئی بات دیکھ کر کہا کہ تیرا تو کام نماز سے غافل کر دینا ہے تو خود کیسے نماز پڑھتا ہے۔ اس نے کہا کہ شاید رب العزت تبارک وتعالیٰ میری نماز قبول فرمائے اور مجھے بخش دے۔

عرض: زید محمد شیر میاں صاحب پیلی بھیتی سے بیعت ہوا تھوڑا عرصہ ہوا کہ ان کا وصال ہو گیا اب کسی اور کا مرید ہو سکتا ہے۔

ارشاد: تبدیل بیعت بلا وجہ شرعی ممنوع ہے اور تجدید جائز بلکہ مستحب ہے سلسلہ عالیہ قادریہ میں نہ ہوا ہو اور اپنے شیخ سے بغیر انحراف کیے اس سلسلۂ عالیہ میں بیعت کرے یہ تبدیل بیعت نہیں بلکہ تجدید ہے کہ جمیع سلاسل اس سلسلہ اعلیٰ کی طرف راجع ہیں (اسی سلسلہ میں ارشاد ہوا) تین قلندر نظام الحق والدین محبوب الٰہی قدس سرہ العزیز کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کھانا مانگا خدام کو لانے کا حکم فرمایا خادم نے جو کچھ اس وقت موجود تھا ان کے سامنے رکھا ان میں سے ایک نے وہ کھانا اٹھا کر پھینک دیا اور کہا اچھا کھانا لاؤ حضرت نے اس ناشائستہ حرکت کا کچھ خیال نہ فرمایا خدام کو اس سے اچھا لانے کا حکم فرمایا خادم پہلے سے اچھا لایا انہوں نے پھر پھینک دیا اور اس سے بھی اچھا

مانگا حضرت نے اور اچھے کا حکم دیا غرض انہوں نے اس بار بھی پھینک دیا اور اس سے بھی اچھا مانگا اس پر اس قلندر کو اپنے پاس بلایا اور کان میں ارشاد فرمایا کہ یہ کھانا اس مردار بیل سے تو اچھا تھا جو تم نے راستہ میں کھایا یہ سنتے ہی قلندر کا حال متغیر ہوا راہ میں تین فاقوں کے بعد ایک مرا ہوا بیل جس میں کیڑے پڑ گئے تھے ملا تھا اس کا گوشت کھا کر آئے تھے قلندر حضور کے قدموں پر گرا حضور نے اس کا سر اٹھا کر اپنے سینے سے لگا لیا اور جو کچھ عطا فرمانا تھا عطا فرما دیا۔ اس وقت وہ وجد میں رقص کرتا اور یہ کہتا تھا کہ میرے مرشد نے مجھے نعمت عطا فرمائی حاضرین نے کہا بے وقوف جو کچھ تجھے ملا وہ حضرت کا عطا کیا ہوا ہے یہاں تک تو تو بالکل خالی آیا تھا کہا بے وقوف تم ہو اگر میرے مرشد نے مجھ پر نظر نہ کی ہوتی تو حضور کیوں نظر فرماتے یہ اسی نظر کا ذریعہ ہے اس پر حضرت نے کہا یہ سچ کہتا ہے اور فرمایا بھائیو مرید ہونا اس سے سیکھو۔

مؤلف: ایک روز بعد نماز عصر مسجد سے تشریف لائے اس وقت حاضرین میں مولانا امجد علی صاحب اعظمی بھی تھے رسالہ انفس الفکر فی قربان البقر ان دنوں طبع ہو رہا تھا اس میں مولوی عبدالحی صاحب کے دو فتوے کہ قربانی گاؤ سے متعلق تھے اس رسالہ میں نقل کیے گئے تھے اسی رسالہ کی نسبت تذکرہ ہو رہا تھا ان فتووں کا بھی ذکر آیا اس پر مولانا سے فرمایا۔

ارشاد: مولوی صاحب ہنود کے دھوکے میں آ گئے مسلمانوں کے خلاف فتویٰ لکھ دیا تنبیہ پر متنبہ ہوئے یہی سوال میرے پاس بھی آیا تھا بفضلہٖ بنگاہ اولین مکر مکاران پہچان لیا اور گربہ کشتن روز اول باید پر عمل کیا وللہ الحمد۔

عرض: حضور ان کے فتاوے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ ان کے اکثر اقوال متعارض ہیں اور یہ اس لئے کہ یہ اپنے فہم پر بڑا اعتماد کرتے تھے۔

ارشاد: ہاں اپنے فہم پر اعتماد اور وہ بھی ائمہ کرام کے مقابلہ پر، کہیں لکھتے ہیں۔ واستدلوا لابی حنیفۃ بوجوہ والکل باطل ابوحنیفہ کے لئے کئی طرح دلیلیں لائے اور سب باطل ہیں کہیں قال ابو حنیفۃ کذا والحق کذا ابوحنیفہ نے یوں کہا

اور حق یوں ہے امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہتے ہیں ھھنا وھم آخر لصاحب الکتاب یہاں کتاب والے کا ایک اور وہم ہے آدمی کو اپنی حالت کا لحاظ ضروری ہے نہ کہ اپنے کو بھولے یا ستائش مردم پر پھولے اپنے نفس کا علم تو حضوری ہے۔ علماء نے ابن تیمیہ کو لکھا ہے علمه اکبر من عقله اس کا علم اس کی عقل سے بڑا ہے۔ علم نافع وہ جس کے ساتھ فقاہت ہو، مولوی صاحب نے اپنی کتاب نفع المفتی والسائل میں جس میں خود ہی سائل اور خود ہی مجیب ہیں سوال و جواب کو استفسار و استبشار لکھا ہے ایک سوال قائم کیا کہ جس مکان میں جانور ہو کوئی آدمی نہ ہو وہاں جماع جائز ہے یا نہیں اس کا جواب لکھا نا جائز ہے اس جواب سے لازم کہ مکان سے تمام مکھیوں کو نکالے اور چارپائیاں کھٹملوں سے صاف کرے اور یہ تکلیف مالا یطاق ہے حالانکہ فقہا تصریح فرماتے ہیں جو بچہ سمجھتا اور دوسرے کے سامنے بیان کرسکتا ہو۔ اس کے سامنے جماع مکروہ ہے ورنہ حرج نہیں تو جب ناسمجھ بچے کے سامنے جائز ہے حالانکہ آدمی ہے جانور کے سامنے کیوں ممانعت۔

مؤلف: فقہاء کرام نے یہ شرط کیوں زائد کی کہ غیر سے بیان کرسکتا ہو محض سمجھنا کافی تھا اور اس پر یہ بھی الزام آتا ہے کہ گونگے اپاہج کے سامنے جائز ہو اور اسے کسی طرح عقل تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔

ارشاد: سمجھنے کے دو معنے ہیں ایک نفس حرکات کو سمجھنا یہ بچے میں قوت بیان آنے سے پہلے ہوتا ہے اور یہ سمجھنا کہ یہ حرکات شرم و حیا ہیں ان کا اخفا ضرور ہے یہ قوت بیان آنے کے بہت بعد ہوتا ہے بیان کے لئے پہلا سمجھنا لازم ہے اور اسی قدر ممانعت کے لئے کافی کہ خود اگرچہ اسے کوئی امر شرم و حیا نہ سمجھا مگر دوسروں سے کہہ تو سکے گا بخلاف دوسرے معنیٰ فہم کے کہ وہ مانع مستقل ہے اس میں دوسرے سے بیان کی حاجت نہیں تو جس میں دوسرے معنے کا سمجھتا ہو اس کے سامنے بدرجۂ اولیٰ مطلقاً ممانعت ہے اگرچہ بیان نہ کرسکے۔

عرض: حضور آج کیا پہلی تاریخ ہے۔

ارشاد: پہلی تاریخ تھی کل چاند ہوا آج دوسری شب ہے تاریخ کی ابتدا و انتہا

میں چار طریقے ہیں۔ ایک طریقہ نصاریٰ کا کہ ان کے یہاں نصف شب سے نصف شب تک تاریخ کا شمار ہے۔ دوسرا ہنود کا کہ طلوع آفتاب سے طلوع آفتاب تک۔ تیسرا طریقہ فلاسفہ یونان کا ہے کہ نصف النہار سے نصف النہار تک علم ہیٔات میں یہی ماخوذ ہے۔ چوتھا طریقہ مسلمانوں کا کہ غروب آفتاب سے غروب آفتاب تک اور یہی عقل سلیم پسند کرتی ہے کہ ظلمت نور سے پہلے ہے۔

مؤلف: حاضرین میں گائے کا گوشت کھانے کا اور اس کے مضر ہونے کا ذکر آیا اس پر فرمایا۔

ارشاد: وہ قطعاً حلال اور نہایت غریب پرور گوشت اور بعض امزجہ میں گوشت بز سے نافع تر ہے بہتیرے گوشت کے شوقین اسے پسند کرتے اور بکری کے گوشت کو بیمار کی خوراک کہتے ہیں اور اس کی قربانی کا تو خاص قرآن عظیم میں ارشاد ہے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی قربانی ازواج مطہرات کی طرف سے فرمائی ہندوستان میں بالخصوص شعائر اسلام سے ہے اور اس کا باقی رکھنا واجب بعض لیڈر بننے والے کہ ہنود سے اتحاد منانے کے لئے اس کا انسداد چاہتے ہیں۔ بدخواہ مسلمانان ہیں مگر عجب ہے کہ کوئی ہندو اتحاد بگھارنے کو مساجد کے قریب بھی گھنٹا یا سنکھ بند کرنے کی کوشش نہیں کرتا۔ یہ اتحاد کی ایک طرفہ تالی ان لیڈروں ہی کو نصیب ہے ہاں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کا گوشت تناول فرمانا ثابت نہیں اور مجھے تو سخت ضرر کرتا ہے ایک صاحب نے میری دعوت کی باصرار لے گئے ان دنوں جناب سید حبیب اللہ صاحب دمشقی جیلانی فقیر کے یہاں مقیم تھے ان کی بھی دعوت تھی میرے ساتھ تشریف لے گئے وہاں دعوت کا یہ سامان تھا کہ چند لوگ گائے کے کباب بنا رہے تھے اور حلوائی پوریاں، یہی کھانا تھا سید صاحب نے مجھ سے فرمایا تو (آپ) گائے کے گوشت کا (کے) عادی نہیں اور یہاں کوئی اور چیز موجود نہیں بہتر کہ صاحب خانہ سے کہہ دیا جائے میں نے کہا کہ یہ میری عادت نہیں وہی پوریاں کباب کھائے اسی دن مسوڑوں میں ورم ہوگیا اور اتنا بڑھا کہ حلق اور منہ بالکل بند ہوگیا مشکل سے تھوڑا دودھ حلق سے اتارتا اور

اسی پر اکتفا کرتا، بات بالکل نہ کرسکتا تھا یہاں تک کہ قرأت سریہ بھی میسر نہ تھی سنتوں میں بھی کسی کی اقتدا کرتا اس وقت مذہب حنفی میں عدم جواز قرأت خلف الامام کا یہ نفیس فائدہ مشاہدہ ہوا۔ جو کچھ کسی سے کہنا ہوتا لکھ دیتا بخار بہت شدید تھا اور کان کے پیچھے گلٹیں میرے منجھلے بھائی مرحوم ایک طبیب کو لائے ان دنوں بریلی میں مرض طاعون بشدت تھا ان صاحب نے بغور دیکھ کر سات آٹھ مرتبہ کہا یہ وہی ہے وہی ہے وہی ہے یعنی طاعون میں بالکل کلام نہ کرسکتا تھا اس لئے انہیں جواب نہ دے سکا حالانکہ میں خوب جانتا تھا کہ یہ غلط کہہ رہے ہیں نہ مجھے طاعون ہے نہ انشاء اللہ العزیز کبھی ہوگا اس لیے کہ میں نے طاعون زدہ کو دیکھ کر بارہا وہ دعا پڑھ لی ہے جسے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی بلا رسیدہ کو دیکھ کر یہ دعا پڑھ لے گا اس بلا سے محفوظ رہے گا وہ دعا یہ ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا ۔ جن جن امراض کے مریضوں، جن جن بلاؤں کے مبتلاؤں کو دیکھ کر میں نے اسے پڑھا بحمدہ تعالیٰ آج تک ان سب سے محفوظ ہوں اور بعونہ تعالیٰ ہمیشہ محفوظ رہوں گا البتہ ایک بار اسے پڑھنے کا مجھے افسوس ہے مجھے نوعمری میں آشوب چشم اکثر ہوجاتا اور بوجہ حدت مزاج بہت تکلیف دیتا تھا ۱۹ سال کی عمر ہوگی کہ رام پور جاتے ہوئے ایک شخص کو رمد چشم میں مبتلا دیکھ کر یہ دعا پڑھی جب سے اب تک آشوب چشم پھر نہ ہوا اسی زمانہ میں صرف دو مرتبہ ایسا ہوا کہ ایک آنکھ کچھ دبتی معلوم ہوئی دو چار دن بعد وہ صاف ہوگئی۔ دوسری دبی پھر وہ بھی صاف ہوگئی مگر درد کھٹک، سرخی، کوئی تکلیف اصلاً کسی قسم کی نہیں۔ افسوس اس لئے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حدیث ہے کہ تین بیماریوں کو مکروہ نہ رکھو۔ زکام کہ اس کی وجہ سے بہت سی بیماریوں کی جڑ کٹ جاتی ہے۔ کھجلی کہ اس سے امراض جلد یہ جذام وغیرہ کا انسداد ہوجاتا ہے۔ آشوب چشم نابینائی کو دفع کرتا ہے اس دعا کی برکت سے یہ تو جاتا رہا ایک اور مرض پیش آیا جمادی الاولیٰ ۱۳۰۰ھ میں بعض مہم تصانیف کے سبب ایک مہینہ کامل باریک خط کی کتابیں شبانہ روز علی الاتصال دیکھنا ہوا گرمی کا موسم تھا دن کو اندر کے دالان

میں کتاب دیکھتا اور لکھتا اٹھائیسواں سال تھا آنکھوں نے اندھیرے کا خیال نہ کیا ایک روز شدت گرمی کے باعث دوپہر کو لکھتے لکھتے نہایا سر پر پانی پڑتے ہی معلوم ہوا کہ کوئی چیز دماغ سے داہنی آنکھ میں اتر آئی بائیں آنکھ بند کر کے داہنی سے دیکھا تو وسط شے مرئی میں ایک سیاہ حلقہ نظر آیا اس کے نیچے شئے کا جتنا حصہ ہوا وہ ناصاف اور دبا ہوا معلوم ہوتا یہاں اس زمانہ میں ایک ڈاکٹر علاج چشم میں بہت سر برآوردہ تھا۔ سینڈرسن یا انڈرسن کچھ ایسا ہی نام تھا میرے استاذ (حضرت مرزا صاحب مرحوم مغفور اعلیٰ حضرت قبلہ کے استاذ بھی تھے کہ حضرت قدس سرہٗ نے ابتدائی تعلیم مرزا صاحب سے کچھ دن حاصل کی اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد بھی تھے کہ بعض کتب درسیہ غالباً ہدایہ وغیرہ انہوں نے حضور پرنور مرحوم مغفور سے پڑھیں) جناب مرزا غلام قادر بیگ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اصرار فرمایا کہ اسے آنکھ دکھائی جائے علاج کرنے نہ کرنے کا اختیار ہے ڈاکٹر نے اندھیرے کمرے میں صرف آنکھ پر روشنی ڈال کر آلات سے بہت دیر تک بغور دیکھا اور کہا کثرت کتاب بینی سے کچھ یبوست آ گئی ہے پندرہ دن کتاب نہ دیکھو مجھ سے پندرہ گھڑی بھی کتاب نہ چھوٹ سکی۔ حکیم سید مولوی اشفاق حسین صاحب مرحوم سہسوانی ڈپٹی کلکٹر طبابت بھی کرتے تھے اور فقیر کے مہربان تھے فرمایا مقدمہ نزول آب ہے بیس برس بعد (خدانا کردہ) پانی اتر آئے گا میں نے التفات نہ کیا اور نزول آب والے کو دیکھ کر وہی دعا پڑھ لی اور اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد پاک پر مطمئن ہو گیا ۱۳۱۶ھ میں ایک اور حاذق طبیب کے سامنے ذکر ہوا بغور دیکھ کر کہا چار برس بعد (خدانخواستہ) پانی اتر آئے گا ان کا حساب ڈپٹی صاحب کے حساب سے بالکل موافق آیا انہوں نے بیس ۲۰ برس کہے تھے انہوں نے سولہ ۱۶ برس بعد چار کہے مجھے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد پر وہ اعتماد نہ تھا کہ طبیبوں کے کہنے سے معاذ اللہ متزلزل ہوتا الحمد اللہ کہ بیس ۲۰ درکنار تینتیس ۳۳ برس سے زائد گزر چکے ہیں اور وہ حلقہ ذرّہ بھر نہ بڑھا نہ بعونہٖ تعالیٰ بڑھے، نہ میں نے کتاب بینی میں کبھی کمی کی، نہ ان شاء اللہ تعالیٰ کمی کروں یہ میں نے اس لئے بیان کیا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دائم و باقی

معجزات ہیں جو آج تک آنکھوں دیکھے جارہے ہیں اور قیامت تک اہل ایمان مشاہدہ کریں گے میں اگر انہیں واقعات کو بیان کروں جو ارشادات کے منافع میں نے خود اپنی ذات میں مشاہدہ کیے تو ایک دفتر ہو۔ مجھے ارشاد حدیث پر اطمینان تھا کہ مجھے طاعون کبھی نہ ہوگا آخر شب میں کرب بڑھا میرے دل نے درگاہ الٰہی میں عرض کی۔ اَللّٰھُمَّ صدق الحبیب وکذب الطبیب (اے اللہ اپنے حبیب کو سچا کر اور طبیب کو جھوٹا) کسی نے میرے دہنے کان پر منہ رکھ کر کہا کہ مسواک اور سیاہ مرچیں۔ لوگ باری باری سے میر لئے جاگتے اس وقت جو شخص جاگ رہا تھا میں نے اشارے سے اسے بلایا اور اسے مسواک اور سیاہ مرچ کا اشارہ کیا وہ مسواک تو سمجھ گئے گول مرچ کس طرح سمجھیں غرض بمشکل سمجھے جب یہ دونوں چیزیں آئیں بدقت میں نے مسواک کے سہارے پر تھوڑا تھوڑا منہ کھولا اور دانتوں میں مسواک رکھ کر چھوڑ دی کہ دانتوں نے بند ہو کر دبالی پسی ہوئی مرچیں اسی راہ سے داڑھوں تک پہنچائیں تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ ایک کلّی خالص خون کی آئی مگر کوئی تکلیف واذیت محسوس نہ ہوئی اس کے بعد ایک کلّی خون کی آئی اور بحمد اللہ تعالیٰ وہ گلٹیں جاتی رہیں منہ کھل گیا میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور طبیب صاحب سے کہلا بھیجا کہ آپ کا وہ طاعون بفضلہٖ تعالیٰ دفع ہو گیا دو تین روز میں بعونہٖ تعالیٰ بخار بھی جاتا رہا۔

مؤلف: چونکہ اثنا گفتگو میں طاعون کا ذکر تھا لہٰذا مولانا مولوی حکیم امجد علی صاحب نے یوں عرض کیا۔

عرض: غالباً یہ بلائیں کفار جن ہوں۔

ارشاد: ہاں کفار ہیں حدیث ہے الطاعون وخزاعدائکم من الجن طاعون تمہارے دشمن جنوں کا کونچا ہے ولہٰذا طاعون زدہ خاص شہدا میں شامل کیا ئے گا۔

(اسی سلسلہ میں ایک حکایت بیان فرمائی کہ) شیخ محقق عولقی مدنی مجھ سے کہتے تھے کہ حضرت سید محمد یمنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نماز فجر کے لئے مسجد میں تشریف لائے دیکھا کہ منبر پر ایک بچہ بیٹھا ہے سوا حضرت کے کسی نے نہ دیکھا آپ نے کچھ تعرض نہ فرمایا

نماز پڑھ کر تشریف لے آئے۔ پھر ظہر کے لئے آئے تو دیکھا کہ ایک جوان بیٹھا ہے نماز پڑھ کر چلے آئے اور اس سے کچھ نہ کہا پھر عصر کے لئے گئے تو وہیں منبر پر ایک بوڑھے کو پایا اب بھی کچھ نہ پوچھا اور نماز سے فارغ ہو کر واپس آئے پھر مغرب کے لئے گئے تو ایک بیل کو وہاں دیکھا اب فرمایا تو کیا ہے اتنی مختلف حالتوں میں میں نے تجھے دیکھا ہے اس نے کہا میں وبا ہوں اگر آپ اس وقت مجھ سے کلام کرتے جب میں بچہ تھا تو یمن میں کوئی بچہ باقی نہ رہتا اور اگر اس وقت دریافت فرماتے جب میں جوان تھا تو یہاں کوئی جوان نہ رہتا یوں ہی اگر اس وقت بات کرتے جب میں بڈھا تھا تو اس شہر میں کوئی بوڑھا نہ رہتا اب آپ نے اس حال میں کہ مجھے بیل دیکھا کلام فرمایا یمن میں کوئی بیل نہ رہے گا یہ کہہ کر غائب ہو گیا یہ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر رحمت تھی کہ آپ نے پہلی تین حالتوں میں اس سے سوال نہ فرمایا بیلوں میں مرگ عام ہو گئی اگر اس وقت کوئی بیل اچھا بھی ذبح کیا جاتا تو اس کا گوشت ایسا خراب ہوتا کہ کوئی کھا نہ سکتا۔ اس میں گندھک کی بو آتی انہیں سید محمد یمنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک صاحبزادے مادر زاد ولی تھے ایک مرتبہ جب عمر شریف چند سال کی تھی باہر تشریف لائے اور اپنے والد ماجد کی جگہ تشریف رکھی ایک شخص سے کہا لکھ فلان فی الجنۃ یعنی فلاں شخص جنت میں ہے یونہی نام بنام بہت سے اشخاص کو لکھوایا پھر فرمایا کہ لکھ فلان فی النار یعنی فلاں شخص دوزخ میں ہے انہوں نے لکھنے سے ہاتھ روک لیا آپ نے پھر فرمایا انہوں نے نہ لکھا آپ نے سہ بارہ ارشاد کیا انہوں نے لکھنے سے انکار کر دیا، اس پر آپ نے فرمایا انت فی النار تو آگ میں ہے وہ گھبرائے ہوئے ان کے والد ماجد کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت نے فرمایا انت فی النار کہا یا انت فی جھنم عرض کی انت فی النار فرمایا، حضرت نے ارشاد فرمایا میں اس کے کہے کو بدل نہیں سکتا اب تجھے اختیار ہے دنیا کی آگ پسند کر یا آخرت کی عرض کی دنیا کی آگ پسند ہے ان کا جل کر انتقال ہوا حدیث میں آگ کے جلے ہوئے کو بھی شہید فرمایا ہے۔

عرض: (۱) حضور میرے بھتیجا پیدا ہوا ہے اس کا کوئی تاریخی نام تجویز فرمادیں۔

(۱- جناب دلاور حسین خاں صاحب مرحوم زمیندار موضع جواہر پور ضلع بریلی کی عرض ہے۔۱۲)

ارشاد: تاریخی نام سے کیا فائدہ نام وہ ہوں جن کے احادیث میں فضائل آئے ہیں میرے اور میر بھائیوں کے جتنے لڑکے پیدا ہوئے میں نے سب کا نام محمد رکھا یہ اور بات ہے کہ یہی نام تاریخی بھی ہو جائے حامد رضا خاں کا نام محمد ہے اور ان کی ولادت ۹۲ھ میں ہوئی اور اس نام مبارک کے عدد بھی بانوے ہیں ایک دقت تاریخی نام میں یہ ہے کہ اسمائے حسنیٰ سے ایک یا دو جن کے اعداد موافق عدد نام قاری ہوں عدد نام دو چند کر کے پڑھے جاتے ہیں وہ قاری کو اسم اعظم کا فائدہ دیتے ہیں تاریخی نام سے مقدار بہت زیادہ ہو جائے گی مثلاً اگر کسی کی ولادت اس ۱۳۲۹ھ میں ہوئی تو اس کے مطابق عدد کے اسماء حسنیٰ ۲۶۵۸ بار پڑھے جائیں گے اور محمد نام ہوتا تو ایک سو چوراسی بار دونوں میں کس قدر فرق ہوا (پھر اس نام اقدس کے فضائل میں یہ چند حدیثیں ذکر فرمائیں) ایک حدیث میں ہے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو میری محبت کی وجہ سے اپنے لڑکے کا نام محمد یا احمد رکھے گا اللہ تعالیٰ باپ اور بیٹے دونوں کو بخشے گا ایک روایت میں ہے قیامت کے دن ملائکہ کہیں گے کہ جن کا نام محمد یا احمد ہے جنت میں چلے جاؤ ایک روایت میں ہے ملائکہ اس گھر کی زیارت کو آتے ہیں جس میں کسی کا نام محمد یا احمد ہے ایک روایت میں ہے جس مشورے میں اس نام کا آدمی شریک ہو اس میں برکت رکھی جاتی ہے ایک روایت میں ہے تمہارا کیا نقصان ہے کہ تمہارے گھروں میں دو یا تین محمد ہوں۔

عرض: جوتا پہن کر نماز پڑھنا چاہیے یا نہیں۔

ارشاد: نہیں عالمگیری میں تصریح ہے کہ مسجد میں جوتا پہن کر جانا بے ادبی ہے۔

عرض: غیر مقلدین پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی۔

ارشاد: بعض احکام میں عرف و مصالح کے سبب تغیر و تبدل ہوتا ہے میں نے خاص اس بارے میں ایک رسالہ مسمیٰ بنام تاریخی۔ جمال الاجمال لتوقیف حکم الصلوٰۃ بالنعال لکھا ہے اور اس کی ایک شرح کمال الاکمال کی ہے (پھر فرمایا) تعظیم و توہین عرف پر مبنی ہیں ایک چیز سے ایک زمانہ میں تعظیم یا توہین ہوتی ہے دوسرے

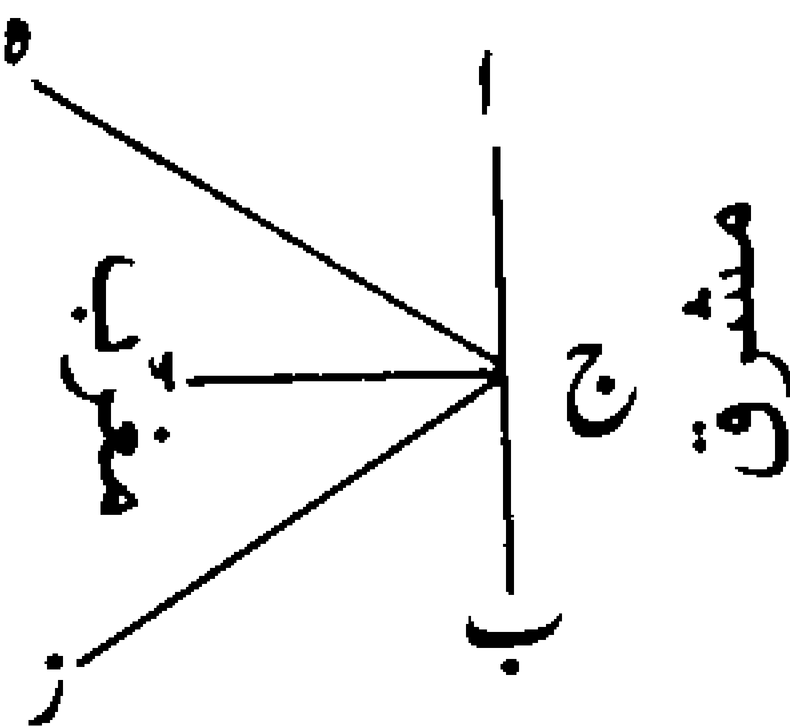
زمانہ میں نہیں یا ایک قوم میں ہوتی ہے دوسری قوم میں نہیں مثلاً عرب میں بڑے چھوٹے سب کو صیغہ مفرد سے خطاب ہے انت قلت تو نے کہا یہ وہاں کوئی توہین نہیں اور ہمارے یہاں توہین ہے یا یورپ کا ادب یہ ہے کہ ملاقات معظم کے وقت سر ننگا کرلے اور جوتا پہنے ہو اور ہمارے یہاں یہ توہین ہے ادب اس میں ہے کہ پاؤں ننگے ہوں اور سر پر عمامہ ہو جب ہمارے یہاں یہ دربار بادشاہان مجازی کی توہین ہے تو دربار الٰہی کہ ملک الملوک اور حقیقی شاہنشاہ سچے بادشاہ کا دربار ہے احق بالتعظیم ہے۔

عرض: ریل گاڑی میں بنچ پر بیٹھ کر پاؤں لٹکا کر فرض یا وتر پڑھے نماز ہوئی یا نہیں بعض ایسا کرتے ہیں۔

ارشاد: نہیں کہ قیام فرض ہے اور جب تک عذر نہ ہو ساقط نہیں ہوسکتا فرض اور وتر اور صبح کی سنتیں یوں نہ ہوسکیں گے۔

عرض: ریل میں ایسا موقع کم ملتا ہے کہ کھڑے ہو کر نماز ادا کی جائے۔

ارشاد: مجھے بڑے بڑے سفر کرنے پڑے اور بفضلہٖ تعالیٰ پنج وقتہ جماعت سے نماز پڑھی قیام اور رکوع تو ریل میں بھی بخوبی ہوسکتا ہے ہاں بعض وقت سجدے میں دقت ہوتی ہے جب کہ قبلہ بنچ کی طرف ہو وہ یوں ہوسکتا ہے کہ سر کو خم کرکے بنچ کے نیچے کرے صرف تھوڑا سا تکلف کرنا ہوگا، مگر اس قدر خم نہ کرے کہ ۴۵ درجے کسی جانب مائل ہو جائے ۴۵ درجے کے قریب تک اجازت ہے ایک خط کے نصف پر دوسرا خط عمود قائم کرو کہ دو زاویہ قائمے بنائے گا ان دونوں قائموں کی دو خطوں سے تنصیف کردو یہ ۴۵+۴۵۔ درجے کے زاویہ ہوں گے فرض کرو خطہ ج ء سمت قبلہ تو شمال کو ء ہ یا جنوب کو ء ز تک جھکنا مفسد نماز نہیں کہ سمت قبلہ نہ بدلے گی زیادہ میں فساد ہے۔



عرض: جتنی نمازیں اس طرح پڑھی ہوں ان کے اعادہ کی تو ضرورت نہ ہوگی اس لئے کہ وہ نادانستگی میں پڑھی ہیں ہاں آئندہ یونہی پڑھنا فرض ہے۔

ارشاد: جہل عدم اعادہ کا سبب نہیں ہوسکتا جہل خود گناہ ہے۔ ہمارے علمانے احکام شرعیہ شرق سے غرب تک روشن کردیے اور قرآن عظیم میں فرمایا۔ فاسئلوا اهل الذکران کنتم لا تعلمون تمہیں نہ معلوم ہو تو جاننے والوں سے پوچھو اب نہ جاننے والے کی غلطی ہے اس نے کیوں نہ سیکھا کیوں نہ پوچھا ان نمازوں کا اعادہ ضرور ہے۔

عرض: پھر کس قدر کا اعادہ کیا جائے۔

ارشاد: اتنی کہ ظن غالب ہو جائے کہ اب باقی نہ رہے گی۔

عرض: ایک شخص نے نماز پڑھائی مصلےٰ کج تھا نہ انہوں نے استقبال قبلہ کیا نہ مصلےٰ ہی کو ٹھیک کیا نماز ہوئی یا نہیں۔

ارشاد: اگر مصلےٰ کا میلان قبلہ سے ۴۵ درجے کے اندر تھا تو نماز ہوگئی اور اگر زیادہ تھا تو باطل (پھر فرمایا) بریلی میں اکثر مساجد قبلہ سے دو دو درجے جانب شمال ہٹی ہوئی ہیں اور بمبئی کی مساجد دس درجے جانب جنوب اگر شرع مطہر اس کی اجازت نہ دیتی تو لاکھوں نمازیں باطل ہوتیں (پھر فرمایا) انسان کی پیشانی قوسی کے شکل ہونے میں یہ بھی مصلحت ہے تاکہ یہ آسانی رہے کہ اگر قبلہ سے ۴۵ درجہ تک انحراف بھی ہوگا تو بھی پیشانی کے کسی جز سے محاذات ہو جائے گی۔ اگر پیشانی مستوی ہوتی تو یہ بات حاصل نہ ہوتی (انحراف مساجد کی وجہ بیان فرمائی) لوگوں نے یہ سمجھا کہ مغرب کی طرف منہ کرکے اس طرح کھڑے ہوں کہ قطب داہنے شانے پر ہو تو جو جہت محاذی وجہ ہو وہی سمت قبلہ ہے حالانکہ یہ تحقیق نہیں البتہ ہندوستان میں تقریب کے لئے کافی ہے۔

عرض: عورتوں کی نماز باریک کپڑوں سے ہوتی ہے یا نہیں۔

ارشاد: آزاد عورتوں کو سر سے پاؤں تک تمام بدن کا چھپانا فرض ہے مگر چہرہ یعنی پیشانی سے ٹھوڑی اور ایک کنپٹی سے دوسری کنپٹی تک (جس میں سر کے بالوں یا کان کا کوئی حصہ داخل نہیں نہ ٹھوڑی کے نیچے کا) یہ تو بالاتفاق نماز میں چھپانا فرض نہیں اور گٹوں

تک دونوں ہاتھ ٹخنوں تک دونوں پاؤں ان میں اختلاف روایات ہے ان کے سوا اگر کسی عضو کا چوتھائی حصہ نماز میں قصداً کھولے اگرچہ ایک آن کو یا بلا قصد بقدر ادائے رکن یعنی تین بار سبحان اللہ کہنے کی دیر تک کھلا رہے تو نماز نہ ہوگی اور باریک کپڑے جن سے بدن نظر آئے یا رنگت دکھائی دے یا سر کے بالوں کی سیاہی چمکے تو نماز نہ ہوگی۔

مؤلف: ایک صاحب جن کا میلان قدرے وہابیت کی طرف تھا انہوں نے علم غیب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی نسبت سوال کیا تو فرمایا۔

ارشاد: کیا آپ مطلق علم غیب کو پوچھتے ہیں یا علم ما کان وما یکون جیسا سوال ہو اس کے موافق جواب دیا جائے۔

عرض: میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے افضل و اعلیٰ جانتا ہوں اور حضور کو روشن ضمیر مانتا ہوں مگر یہ کہ وہ دلوں کی بات جانتے ہیں یہ نہیں مانتا۔

ارشاد: روشن ضمیر ہونے کے تو یہی معنے ہیں کہ دلوں کی حالتیں جانیں (پھر اس کے ثبوت کی طرف توجہ فرمائی) قرآن عظیم فرماتا ہے۔ وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء۔ اے عام لوگو اللہ اس لیے نہیں کہ تمہیں غیب پر مطلع فرمادے ہاں اپنے رسول سے چن لیتا ہے جسے چاہے اور فرماتا ہے۔ علم الغیب فلا یظھر علیٰ غیبہ احدًا الا من ارتضی من رسول۔ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں فرماتا مگر اپنے پسندیدہ رسول کو صرف اظہار ہی نہیں بلکہ رسولوں کو علم غیب پر مسلط فرمادیا (اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ) علمائے اہلسنّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا اتفاق ہے کہ جو فضائل اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو عنایت فرمائے گئے۔ وہ سب باکمل وجوہ اور ان سے بدرجہا زائد حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مرحمت ہوئے اور اہل باطن کا اس پر اتفاق ہے کہ جو کچھ فضائل اور انبیاء صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیٰ سیدہم وعلیہم کو ملے وہ سب حضور کے دیے سے اور حضور کے طفیل میں۔ اصحاب صحیح بخاری و مسلم نے روایت کی۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما انا قاسم و اللہ یعطی۔ میں بانٹنے

والا ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بابت فرماتا ہے۔ وکذلك نری ابراھیم ملکوت السموٰت والا رض یعنی ایسا ہی ہم ابراہیم کو آسمان وزمین کی ساری سلطنت دکھاتے ہیں اور لفظ نُری استمرار وتجدد پر دال ہے جس کا یہ مطلب کہ وہ دکھانا ایک بار کے لیے نہ تھا بلکہ مستمر ہے تو یہ صفت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اکمل طور پر ثابت حضور کے دیے سے اور حضور کے طفیل میں حضور کے جدا کرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ ابیہ وبارک وسلم یہ فضیلت ملی اس کا انکار نہ کرے گا مگر کور باطن اعاذنا اللہ تعالیٰ من ھذہ العقیدۃ الباطلۃ ۔ اور لفظ کذلك تشبیہ کے واسطے ہے جسے ہر معمولی عربی داں جانتا ہے اور تشبیہ کے لئے مشبہ اور مشبہ بہ ضرور ہے مشبہ تو خود قرآن کریم میں مذکور ہے یعنی حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام باقی رہا مشبہ بہ وہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ اے حبیب لبیب جیسے ہم آپ کو آسمانوں اور زمینوں کی سلطنتیں دکھا رہے ہیں یونہی آپ کے طفیل میں آپ کے والد ماجد حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو بھی ان کا معائنہ کرارہے ہیں اور قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے۔ وما ھو علی الغیب بضنین یعنی میرا محبوب غیب پر بخیل نہیں جس میں استعداد پاتے ہیں اسے بتاتے بھی ہیں اور ظاہر کہ بخیل وہ کہ جس کے پاس مال ہو اور صرف نہ کرے وہ کہ جس کے پاس مال ہی نہیں کیا بخیل کہا جائے گا اور یہاں بخیل کی نفی کی گئی تو جب تک کوئی چیز صرف کی نہ ہو کیا مفاد ہوا لہٰذا معلوم ہوا کہ حضور غیب پر مطلع ہیں اور اپنے غلاموں کو اس پر اطلاع بخشتے ہیں اور فرماتا ہے۔ نزلنا علیك الکتٰب تبیانا لکل شئی ہم نے تم پر یہ کتاب ہر شے کا روشن بیان کردینے کے لئے اتاری تبیانا ارشاد فرمایا بیانا نہ فرمایا کہ معلوم ہوجائے کہ اس میں بیان اشیاء اس طرح پر ہے کہ اصلاً خفا نہیں اور حدیث میں ہے جسے امام ترمذی وغیرہ نے دس صحابہ سے روایت کیا کہ صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ ایک روز ہم صبح کو نماز فجر کے لئے مسجد نبوی میں حاضر ہوئے۔ اور حضور کی تشریف آوری میں دیر ہوئی حتی کدنا ان نترای الشمس یعنی قریب تھا کہ آفتاب طلوع کر آئے اتنے میں حضور تشریف فرما

ہوئے اور نماز پڑھائی پھر صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم جانتے ہو کیوں دیر ہوئی سب نے عرض کی اللہ ورسولہ اعلم اللہ ورسول خوب جانتے ہیں ارشاد فرمایا اتانی ربی فی احسن صورۃ میرا رب سب سے اچھی تجلی میں میرے پاس تشریف لایا یعنی میں ایک دوسری نماز میں مشغول تھا اس نماز میں عبد، درگاہ معبود میں حاضر ہوتا ہے اور وہاں خود ہی معبود کی عبد پر تجلی ہوئی قال محمد فیما یختصم الملاء الا علی اس نے فرمایا اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ فرشتے کس بات میں مخاصمہ اور مباہات کرتے ہیں فقلت لا ادری میں نے عرض کی کہ میں بے تیرے بتائے کیا جانوں۔ فوضع کفہ بین کتفے فوجدت بردانا ملہ بین ثدی فتجلے لی کل شئی وعرفت۔ تو رب العزۃ نے اپنا دست قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا اور اس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں پائی اور میرے سامنے ہر چیز روشن ہوگئی اور میں نے پہچان لی صرف اسی پر اکتفا نہ فرمایا کہ کسی وہابی صاحب کو یہ کہنے کی گنجائش نہ رہے کہ کل شے سے مراد ہر شے متعلق بشرائع ہے بلکہ ایک روایت میں فرمایا ما فی السماء والا رض میں نے جان لیا جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے اور دوسری روایت میں فرمایا فعلمت مابین المشرق والمغرب اور میں نے جان لیا جو کچھ مشرق سے مغرب تک ہے یہ تینوں روایتیں صحیح ہیں تو تینوں لفظ ارشاد اقدس سے ثابت ہیں یعنی میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور جو کچھ مشرق سے مغرب تک ہے ہر چیز مجھ پر روشن ہوگئی اور میں نے پہچان لی اور روشن ہونے کے ساتھ پہچان لینا اس لیے فرمایا کہ کبھی شے معروف ہوتی ہے پیش نظر نہیں اور کبھی شے پیش نظر ہوتی ہے اور معروف نہیں جیسے ہزار آدمیوں کی مجلس کو چھت پر سے دیکھو وہ سب تمہارے پیش نظر ہوں گے مگر ان میں بہت کو پہچانتے نہ ہو گے اس لئے ارشاد فرمایا کہ تمام اشیائے عالم ہمارے پیش نظر بھی ہوگئیں اور ہم نے پہچان بھی لیں کہ ان میں نہ کوئی ہماری نگاہ سے باہر رہی نہ علم سے خارج والحمد اللہ رب العالمین مسلمان دیکھیں نصوص میں بلا ضرورت تاویل وتخصیص باطل ونامسموع ہے اللہ عزوجل نے فرمایا ہر چیز کا روشن بیان

کردینے کو یہ کتاب ہم نے تم پر اتاری۔ نبی ﷺ نے فرمایا ہر چیز مجھ پر روشن ہوگئی اور میں نے پہچان لی تو بلاشبہہ یہ رویت و معرفت جمیع مکنونات قلم و مکتوبات لوح کو شامل ہے جس میں سب ماکان ومایکون من الیوم الاول الی یوم الآخر وجملہ ضمائر و خواطر سب کچھ داخل ولہٰذا طبرانی ونعیم بن حماد استاذ امام بخاری وغیرہما نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ان اللـہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیها والی ماهو کائن فیها الی یوم القیمة کا نما انظر الی کفی هذه ۔ بیشک اللہ نے میرے سامنے دنیا اٹھالی ہے تو میں اسے اور اس میں جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی ہتھیلی کو اور حضور کے صدقہ میں اللہ تعالیٰ نے حضور کے غلاموں کو یہ مرتبہ عنایت فرمایا ایک بزرگ فرماتے ہیں وہ مرد نہیں جو تمام دنیا کو مثل ہتھیلی کے نہ دیکھے انہوں نے سچ فرمایا اپنے مرتبہ کا اظہار کیا ان کے بعد حضرت شیخ بہاء الملۃ والدین نقش بند قدس سرہٗ نے فرمایا میں کہتا ہوں مرد وہ نہیں جو تمام عالم کو انگوٹھے کے ناخن کی مثل نہ دیکھے اور وہ جو نسب میں حضور کے صاحبزادے اور نسبت میں حضور کے ایک اعلیٰ جاہ کفش بردار ہیں اعنی حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ قصیدۂ غوثیہ شریف میں ارشاد فرماتے ہیں۔

نظرت الی بلاد الله جمعاً   کـخردلة علیٰ حکم اتصال

یعنی میں نے اللہ کے تمام شہروں کو مثل رائی کے دانے کے ملاحظہ کیا اور یہ دیکھنا کسی خاص وقت سے خاص نہ تھا بلکہ علی الاتصال یہی حکم ہے اور فرماتے ہیں ان بوبوة عیـنـی فـی اللوح المحفوظ میری آنکھ کی پتلی لوح محفوظ میں لگی ہے لوح محفوظ کیا ہے اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کل صـغیـر وکبیر مستطر ہر بڑی چھوٹی چیز لکھی ہوئی ہے اور فرماتا ہے۔ مـا فـرطـنـا فـی الـکتب من شئی ہم نے کتاب میں کوئی شے اٹھا نہ رکھی اور فرماتا ہے۔ لا رطـب ولا یـابـس الا فی کتٰب مبیـن کوئی تر وخشک ایسا نہیں جو کتاب مبین میں نہ ہو تو جب لوح محفوظ کی یہ حالت کہ اس میں تمام کائنات روز اول سے روز آخر تک محفوظ ہیں تو جس کو اس کا علم ہو بے شک

اسے ساری کائنات کا علم ہوگا۔

عرض: ظہر کا وقت کب تک رہتا ہے۔

ارشاد: مذہب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ میں دومثل تک رہتا ہے اور یہی قول اصح ہے۔

عرض: اگر ایک مثل کے اندر ظہر پڑھی جائے اور بعد دومثل عصر تو بہتر ہوگا کہ سب اقوال علما جمع ہوجائیں گے۔

ارشاد: ہاں اچھا ہے امام وصاحبین کے قول جمع ہوجائیں گے تمام اقوال علماء کا جمع کرنا ناممکن ہے کہ اصطخری شافعیہ سے اس امر کے قائل ہیں کہ بعد مثلین کسی نماز کا وقت ہی نہیں۔

مولوی امجد علی صاحب: ظہر میں تاخیر گرمی کے زمانہ میں مستحب ہے اس قدر کہ شدت حر جاتی رہے جیسا کہ حدیث میں ارشاد ہوا۔ ابردوا بالظھر فان شدة الحر من فیح جھنم۔

ارشاد: ہاں ایک مثل تک تو ہرگز شدت حر مین کی نہیں ہوتی یہ اعلیٰ درجہ کی حدیث صحیح امام کی اعلی دلیل ہے اور اسے واضح تر کر دیا بخاری کی حدیث ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ ایک منزل میں تشریف فرما تھے مؤذن اذان کہہ کر حاضر بارگاہ ہوئے فرمایا ابردوقت ٹھنڈا کرو پھر دیر کے بعد حاضر ہوئے فرمایا ابردوقت ٹھنڈا کرو پھر دیر کے بعد حاضر ہوئے فرمایا ابردوقت ٹھنڈا کرو۔ حتیٰ ساوی الظل التلول یہاں تک کہ ٹیلوں کے سائے ان کے برابر ہوگئے اس وقت نماز ادا فرمائی خود ائمہ شافعیہ تصریح فرماتے ہیں کہ ٹیلوں کا سایہ شروع اس وقت ہوتا ہے جب اکثر وقت ظہر نکل جاتا ہے تو ان کے برابر کس وقت ہوگا یقیناً جب کہ مثل اول دیر کا نکل چکا ہو قائلان مثل اول کے پاس اس حدیث صحیح سے اصلا کوئی جواب نہیں غیر مقلدوں کے پیشوا نذیر حسین دہلوی نے معیار الحق میں جو حرکت مذبوحی اور حدیث سے مسخر کی گئی ہے اس کا رد میری کتاب حاجز البحرین میں دیکھئے۔

عرض: اگر قبل دومثل کے عصر کی نماز پڑھ لی جائے تو ہوجائے گی۔

ارشاد: ہاں صاحبین کے نزدیک ہو جائے گی۔

عرض: کیا اعادہ واجب نہ ہوگا۔

ارشاد: فرض نہ ہوگا کہ اس قول پر بھی فتویٰ دیا گیا ہے اگرچہ صحیح و معتمد قول امام ہے۔

عرض: تو کیا تمام مسائل اختلافیہ کا یہی حکم ہے۔

ارشاد: نہیں بلکہ جس میں اختلاف فتویٰ ہے اس کا یہی حکم ہے کہ جس قول پر عمل کیا جائے گا ہو جائے گا اور چونکہ اس میں علما دونوں طرف گئے ہیں اور دونوں قولوں پر فتویٰ دیا ہے۔ لہٰذا جس پر عمل کیا جائے گا ہو جائے گا مگر جو معتقد ترجیح قول امام ہے اسے احتراز چاہیے حرمین طیبین میں اب کچھ برسوں سے حنفی مصلیٰ پر نماز عصر مثل ثانی میں ہونے لگی ہے صبح کے سوا سب نمازیں پہلے مصلائے حنفی پر ہوتیں شافعیہ نے شکایت کی کہ ہمارے لئے وقت عصر ہمارے مذہب کی رو سے تنگ ہو جاتا ہے اس پر تو یہ ہوا نہیں کہ نماز عصر مثل صبح مؤخر کر دی جائے رکھی مقدم اور مثل دوم میں کر دی اس بار کی حاضری میں یہ نئی بات دیکھی میں اور مکہ کے جلیل علماء حنفیہ مثل مولانا شیخ صالح کمال مفتی حنفیہ مولانا سید اسماعیل محافظ کتب حرم اس جماعت میں شریک ہوتے تو نفل کی نیت سے پھر حنفی وقت پر اپنی جماعت کرتے جس میں وہ اکابر اس فقیر کو امامت پر مجبور فرماتے۔

عرض: جمعہ اگر عین زوال کے وقت پڑھا جائے تو ہوگا یا نہیں۔

ارشاد: نہیں کتب فقہ بحر وغیرہ میں تصریح فرمائی جمعہ مثل ظہر ہے۔

عرض: زوال کے وقت نماز کی کراہت اس بنا پر ہے کہ جہنم روشن کیا جاتا ہے اور یہ حدیث میں ہے دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا کہ جمعہ کے دن جہنم بھڑکایا نہیں جاتا لہٰذا چاہیے کہ زوال کے وقت مکروہ نہ ہو کہ مانع موجود نہیں۔

ارشاد: یہ اس وقت نوافل کی کراہت میں جاری ہو سکتا ہے فرائض کے تو اول و آخر وقت مقرر ہیں اول سے پہلے باطل ہیں اور آخر کے بعد قضا مثلاً نماز صبح کا اول وقت طلوع فجر ہے اس سے پہلے شروع کی تو نماز قطعاً نہ ہوگی۔ نہ یہ کہ جائز کریں۔ کہ وہ وقت کراہت نماز کا نہیں یونہی جمعہ کے دن جہنم نہ سلگائے جانے سے اگر ثابت ہوا تو اتنا

کہ وہ اوقات کراہت سے نہ رہا نہ یہ کہ جمعہ جس کا آغاز وقت بعد زوال ہے پیش از وقت جائز ہو جائے ہاں دربارہ نوافل اسی حدیث کی بنا پر امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روز جمعہ وقت زوال کراہت نہ مانی اشباہ میں اسے صحیح و معتمد رکھا مگر یہ حاوی قدسی سے ہے میرا تجربہ ہے کہ صاحب حاوی یوسفی المذہب ہیں ہر جگہ قول امام ابو یوسف کو بہ نأخذ کہتے ہیں ہمارے امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب جس پر تمام متون وشروح ہیں اطلاق منع ہے اور یہی صحیح و معتمد ہے۔

مؤلف: آج حضرت مولانا وصی احمد صاحب محدث سورتی (علیہ الرحمۃ جن کو اعلیٰ حضرت مدظلہ الاقدس نے الاسد الاسد الاشد سے مخاطب فرمایا تھا) اور جناب مولانا مولوی حمد اللہ صاحب پیشاوری بھی دولت کدۂ اقدس پر مہمان ہیں دوپہر کا وقت ہے یہ حضرات اور حضرت قبلہ دامت برکاتہم کھانا ملاحظہ فرمارہے ہیں مولانا مولوی حکیم امجد علی صاحب بھی حاضر اور شریک طعام ہیں بریلی کے پانی کی نفاست کا ذکر ہوا اس پر ارشاد ہوا کہ پانی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے جس سے قرآن عظیم میں جابجا بندوں پر منت رکھی اور ایک جگہ خاص اس پر شکر کی ہدایت فرمائی۔ ا فرائیتم الماء الذی تشربو ن اانتم انزلتموہ من المزن ام نحن المنزلون ۔ لو نشاء جعلنہ اجاجا فلو لا تشکرون ۔کیا تم نے دیکھا یہ پانی جو پیتے ہو کیا تم نے اسے بادلوں سے اتارا یا ہم ہیں اتارنے والے (بلکہ تو ہی اے رب ہمارے) ہم چاہیں تو اسے سخت کھاری کردے پھر کیوں نہیں شکر کرتے (تیرے وجہ کریم کے لئے ہمیشہ حمد ہے اے رب ہمارے) حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی کھانے پینے پہننے کی کوئی چیز کسی سے طلب نہ فرمائی مگر ٹھنڈا پانی دوبار طلب فرمایا ایک بار فرمائش فرمائی رات کا باسی لاؤ۔ میں نے مدینہ طیبہ سے بہتر پانی کہیں نہ پایا خدام کرام حاضرین بارگاہ کے لئے زورقوں میں پانی بھر کر رکھتے ہیں گرمی کے موسم میں اس شہر کریم کی ٹھنڈی نسمیں اتنا سرد کردیتی ہیں کہ بالکل برف معلوم ہوتا ہے عمدہ پانی کی تین صفتیں ہیں اور وہ تینوں اس میں اعلیٰ درجہ پر ہیں ایک صفت یہ کہ ہلکا ہو اور وہ پانی اس قدر ہلکا ہے کہ پیتے وقت حلق

میں اس کی ٹھنڈک تو محسوس ہوتی ہے اور کچھ نہیں اگر خنکی نہ ہوتو اس کا اترنا بالکل معلوم نہ ہو دوسری صفت شیرینی وہ پانی اعلیٰ درجہ کا شیریں ہے ایسا شیریں میں نے کہیں نہ پایا تیسری خنکی یہ بھی اس میں اعلیٰ درجہ پر ہے۔ میری عادت ہے کہ کھانا کھاتے میں پانی پیتا ہوں کھانا مکان پر کھایا جائے اور وہ جانفزا پانی مسجد کریم میں لہٰذا کھانا کھاتے میں پانی نہ پیتا کھانے کے بعد مسجد کریم میں بہ نیت اعتکاف حاضر ہوتا اور اس عطیہ سرکاری سے دل وجان سیراب کرتا اعتکاف تو ہر مسجد کی حاضری میں ہمیشہ ہوتا ہی ہے پانی کے لئے اعتکاف نہ ہوتا تھا بلکہ اس کی منفعت یہی غیر معتکف کو مسجد میں کھانا پینا جائز نہیں۔

عرض: کھانے پینے کے لئے اعتکاف جائز ہے۔

ارشاد :اعتکاف صرف ذکر الٰہی کے لئے کیا جائے بالتبع اس کے منافع اور ہو سکتے ہیں مثلاً روزے کے بارے میں حدیث ہے۔ صُوْمُوْا تَصِحُّوْا روزہ رکھو تندرست ہو جاؤ گے۔ تو یہ نہیں ہوسکتا کہ روزہ تندرستی کی نیت سے رکھا جائے بلکہ روزہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہوگا اور تندرستی کی منفعت بھی اس سے تبعاً حاصل ہوگی پھر اسی حدیث میں فرمایا۔ حُجُّوْا تَسْتَغْنُوْا حج کرو غنی ہو جاؤ گے تو یہ نہیں کہ حج مال کی نیت سے کیا جائے بلکہ حج اللہ تعالیٰ کے لئے ہوگا اور یہ نفع بھی ضمناً ملے گا تو جس طرح یہ دونوں اللہ ہی کے لئے ہیں اور صحت وغنا ان کے ضمنی منافع اسی طرح اعتکاف اللہ تعالیٰ کے لئے ہوگا اور کھانے پینے کا جواز نفع بالتبع فتاویٰ عالمگیری وغیرہا میں ہے اگر مسجد میں سونا چاہے اعتکاف کی نیت کرلے کچھ دیر ذکر الٰہی میں مشغول رہے پھر جو چاہے کرے۔

مؤلف: کھانے کے بعد ڈاک نکالنے کا حکم فرمایا ڈاک نکالی گئی مولانا مولوی حکیم محمد امجد علی صاحب نے خطوط سنانا شروع کیے جواب فرماتے جاتے مولانا لکھتے جاتے ان میں ایک خط حضرت سید شاہ نور عالم میاں صاحب صاحبزادہ سرکار خورد مارہرہ مطہرہ کا تھا انہوں نے تحریر فرمایا تھا کہ ایک مسئلہ طلب ہے شرم اس بات کی ہے کہ کوئی دینی مسئلہ جس میں مجھے ثواب ملتا اور آپ کا قیمتی وقت ضائع نہ ہوتا میں دریافت کرتا سو یہ دینی مسئلہ نہیں دوسرے کوئی سوال آپ کے شایان شان ہوتا تو بھی مجھ کو پس و پیش نہ تھا

جو بات دریافت کرتا ہوں وہ بھی آپ کے مرتبہ علیا سے بہت دون وادون ہے بہر حال آپ ہی ایسے ہیں کہ ہر فن کے اکمل ومکمل آپ سے فیضیاب ہو سکتے ہیں لہٰذا بوجود اعتقاد وامید ووثوق سودا کا مطلع کہ اس وقت زیر بحث اعزا ہے اور مجھ سے دریافت کیا گیا ہے پیش کرتا ہوں۔

ہوا جب کفر ثابت ہے یہ تمغائے مسلمانی نہ ٹوٹے شیخ سے زنار تسبیح سلیمانی

کچھ سمجھ میں نہ آیا۔ ہر چند اس ناچیز سوال میں آپ کے ہمایوں ساعات کو تلف کرنا بہت گستاخی ہے مگر کیا کریں آپ ہی ایسے ہیں جوان مشکلات کو بھی حل فرمائیں تو آپ کو ہر فن میں امام اور علم الا علام خیال کرتا ہوں خداوند تعالیٰ آپ کے وجود مسعود باجود کو زندہ سلامت وباخیریت رکھے۔ (وہ ہر شے پر قادر اور قبول فرمانا اس کی شان ہے) اِنَّہٗ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ o وَبِالْاِ جَابَۃِ جَدِیْر۔ اس شعر کی شرح مختصر اور تھوڑی ترکیب عبارت اور خلاصہ اور نتیجہ مطلب خیز بذریعہ کسی طالب علم صاحب کے افادہ فرمایا جائے ہم سب لوگ آپ ہی کے ارشاد وحل مطلب پر نظر کر رہے ہیں ایک اعلیٰ حزین کا مطلع توحید یہ جس کو بڑے بڑے ذہین وسخن سنج نہ حل کر سکیں گے پہلے آپ نے آن کی آن میں حل فرمادیا تھا یہ تو اس کے سامنے ہیچ معلوم ہوتا ہے بہر حال متوقع ہوں کہ جواب سے مسرور ومفخر فرمائیے فقط۔

مولانا امجد علی صاحب: حضور اس کا کیا مطلب ہے۔

ارشاد: بہت آسان اور ظاہر ہے اچھا اس کا جواب لکھیے اور اسی ڈاک سے روانہ فرمادیجیے۔

مؤلف: پھر حضرت قبلہ مدظلہ الاقدس نے یہ جواب لکھوا کر روانہ فرمادیا۔ بشرف ملاحظہ حضرت والا دامت برکاتہم۔ ظاہر مطلب شعر جہاں تک شاعر نے مراد لیا ہوگا صرف اتنی مناسبت دیکھ لینا ہے کہ دانہ سلیمانی میں جس کی تسبیح عباد وزہاد رکھتے ہیں شکل زنار موجود ہے اور اس کا رکھنا تمغائے فقر قرار پایا ہے شاعر کہ مذہباً سنی نہ تھا اور بدگمانی تغمائے شعرا ہے غالباً اس سے زائد کچھ نہ سمجھا ہوگا اور یہ ایک بیہودہ معنی تھے مگر اتفاقاً

اس کے قلم سے ایک لفظ ایسا نکل گیا جس نے اس شعر کو بامعنی و پرمغز کر دیا وہ کیا یعنی لفظ ثابت زنار کہ کفار باندھتے ہیں زنار زائل ہے کہ ایک جھٹکے میں ٹوٹ سکتا ہے اور دانہ سلیمانی میں اس کی تصویر ثابت ہے کہ جبتک دانہ رہے گا قائم رہے گی یونہی کفر دو قسم ہے ایک کفر زائل جو کفر کفار ہے اور جس کی سزا خلود فی النار ہے ہر کافر موت کے بعد اس سے باز آتا ہے قال تعالیٰ (۱) وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا ۝ كَلَّا سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ۝ (۱۔ انہوں نے اللہ کے سوا اور خدا ٹھہرائے کہ ان سے ان کی عزت ہو۔ ہرگز نہیں۔ عنقریب ان کی عبادت سے کفر کریں گے اور ان کے مخالف ہوں۔ ۱۲ منہ) دوسرا کفر ثابت جو ابد الآباد تک قائم رہے گا جسے علمائے دین نے جزء ایمان فرمایا ہے وہ ہے جسے قرآن عظیم ارشاد فرماتا ہے ۔(۱) فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ (۱۔ جو شیطان کے ساتھ کفر کرے اور اللہ پر ایمان لائے اس نے بے شک بڑی مضبوط گرہ تھام لی جو کبھی نہ کھلے گی اور اللہ سنتا جانتا ہے) ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنی قوم سے فرمایا۔ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَفَرْنَا بِكُمْ ۔ ہم بیزار ہیں تم سے اور اللہ کے سوا تمہارے معبودوں سے ہم تم سے کفر و انکار رکھتے ہیں صحیح حدیث میں ہے جب مینہ برستا ہے اور مسلمان کہتا ہے ہمیں اللہ کے فضل و رحمت سے مینہ ملا اللہ عزوجل اسے فرماتا ہے۔ مُؤْمِنٌ بِيْ وَكَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ ۔ مجھ پر ایمان رکھتا ہے اور پتھر سے کفر و انکار، الحمد للہ طاغوت و شیطان و بت و جملہ معبودان باطل کے ساتھ مسلمانوں کا یہ کفر و انکار ابد الآباد تک قائم رہے گا بخلاف کفر کفار کے کہ اللہ و رسول سے ان کا کفر قیامت بلکہ برزخ بلکہ سینے پر دم آتے ہی جس وقت ملائکۂ عذاب کو دیکھیں گے زائل ہو جائے گا مگر کیا فائدہ۔ (۲) آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ (۲۔ کیا اب حالانکہ پہلے تو نافرمان رہا ۱۲) اب معنے واضح ہو گئے کہ جو کفر ثابت ہے وہ تمغائے مسلمان بلکہ جزو ایمان ہے بخلاف کفر زائل و العیاذ باللہ تعالیٰ۔ اسی وقت صحیفہ شریفہ ملا فوری جواب حاضر ہے۔

مؤلف: اس وقت وہ حافظ صاحب حاضر ہیں جنہوں نے اس وہابی خیال شخص کو پیش کیا تھا جس نے علم (۳) غیب میں کچھ دریافت کیا تھا۔ (جس کا جواب گزر چکا۔)

عرض: حضور وہ شخص جب یہاں سے گیا تو راستہ ہی میں کہنے لگا کہ اعلیٰ حضرت مدظلہم کی باتیں میرے دل نے قبول کیں اور اب میں ان شاء اللہ تعالیٰ ان کا مرید ہوں گا۔

ارشاد: دیکھو نرمی کے جو فوائد ہیں وہ سختی میں ہرگز حاصل نہیں ہوسکتے اگر اس شخص سے سختی برتی جاتی تو ہرگز یہ بات نہ ہوتی جن لوگوں کے عقائد مذبذب ہوں ان سے نرمی برتی جائے کہ وہ ٹھیک ہو جائیں یہ جو وہابیہ میں بڑے بڑے ہیں ان سے بھی ابتداءً بہت نرمی کی گئی مگر چونکہ ان کے دلوں میں وہابیت راسخ ہوگئی تھی اور مصداق ثم لا یعودون حق نہ مانا اس وقت سختی کی گئی کہ رب عزوجل فرماتا ہے یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْهِمْ اے نبی جہاد فرماؤ کافروں اور منافقوں پر اور ان پر سختی کرو اور مسلمانوں کو ارشاد فرماتا ہے ولیجدوا فیکم غلظۃ لازم ہے کہ وہ تم میں درشتی پائیں ایک شخص خدمت اقدس حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ میرے لئے زنا حلال فرما دیجیے صحابہ کرام نے انہیں قتل کرنا چاہا کہ خدمت اقدس میں حاضر ہو کر یہ گستاخی کے الفاظ کہے حضور نے منع فرمایا اور ان سے فرمایا قریب آؤ وہ قریب حاضر ہوئے اور قریب فرمایا یہاں تک کہ ان کے زانو زانوئے اقدس سے مل گئے اس وقت ارشاد فرمایا کیا تو چاہتا ہے کہ کوئی شخص تیری ماں سے زنا کرے عرض کی نہ۔ فرمایا تیری بیٹی سے عرض کی نہ۔ فرمایا تیری بہن سے عرض کی نہ، فرمایا کہ جس سے تو زنا کرے گا آخر وہ بھی کسی کی ماں یا بیٹی یا بہن یا پھوپی یا خالہ ہوگی یعنی جو بات اپنے لئے نہیں پسند کرتا دوسرے کے لئے کیوں پسند کرتا ہے۔ دست اقدس ان کے سینہ پر مار کر دعا فرمائی کہ الٰہی زنا کی محبت اس کے دل سے نکال دے وہ صاحب کہتے ہیں جب میں حاضر ہوا تھا تو زنا سے زیادہ محبوب میرے نزدیک کوئی چیز نہ تھی، اور اب اس سے زیادہ کوئی چیز مجھے مبغوض نہیں اس کے بعد حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری تمہاری مثال ایسی ہے جیسے کسی کا اونٹ بھاگ گیا لوگ اسے

پکڑانے کو اس کے پیچھے دوڑتے ہیں جتنا دوڑتے ہیں وہ زیادہ بھاگتا ہے۔ اس کے مالک نے کہا تم لوگ ٹھہر جاؤ اس کی راہ میں جانتا ہوں۔ سبز گھانس کا ایک مٹھا لے کر چمکارتا ہوا اونٹ کے قریب گیا اور اسے پکڑ لیا اور بٹھا کر اس پر سوار ہو لیا فرمایا اس وقت اگر تم اسے قتل کر دیتے تو جہنم میں جاتا۔

عرض: حضور میرے کچھ روپے ایک شخص پر ہیں وہ نہیں دیتے۔

ارشاد: اس زمانے میں قرض دینا اور یہ خیال کرنا کہ وصول ہو جائے گا ایک مشکل خیال ہے میرے پندرہ (۱۵۰۰) سو روپے لوگوں پر قرض ہیں جب قرض دیا یہ خیال کر لیا کہ دیدے تو خیر ورنہ طلب نہ کروں گا۔ جن صاحبوں نے قرض لیا دینے کا نام نہ لیا (پھر خود ہی فرمایا) جب یوں قرض دیتا ہوں تو ہبہ کیوں نہیں کر دیتا اس کی وجہ یہ ہے کہ حدیث شریف میں ارشاد فرمایا جب کسی کا دوسرے پر دین ہو اور اس کی میعاد گذر جائے تو ہر روز اسی قدر روپیہ کی خیرات کا ثواب ملتا ہے جتنا دین ہے۔ اس ثواب عظیم کے لئے میں نے قرض دیے ہبہ نہ کیے پندرہ سو روپے روز میں کہاں سے خیرات کرتا۔

عرض: حضور حافظ کتنوں کی شفاعت کرے گا سنا گیا ہے کہ اپنے اعزا سے دس شخصوں کی۔

ارشاد: ہاں اور اس کے ماں باپ کو قیامت کے دن ایسا تاج پہنایا جائے گا جس سے مشرق سے مغرب تک روشن ہو جائے اور شہید پچاس (۵۰) شخصوں کی، حاجی ستر (۷۰) کی اور علماء بے گنتی لوگوں کی شفاعت کریں گے حتیٰ کہ عالم کے ساتھ جن لوگوں کو کچھ بھی تعلق ہوگا اس کی شفاعت کریں گے۔ کوئی کہے گا میں نے وضو کے لئے پانی دیا تھا کوئی کہے گا میں نے فلاں کام کر دیا تھا لوگوں کا حساب ہوتا جائے گا اور وہ جنت کو بھیجے جائیں گے علما کا حساب کب کا ہو چکا ہوگا اور وہ روکے جائیں گے عرض کریں گے الٰہی لوگ جا رہے ہیں ہم کیوں روکے گئے ہیں فرمایا جائے گا تم آج میرے نزدیک فرشتوں کی مانند ہو شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت سے لوگ بخشے جائیں۔ ہر سنی عالم سے فرمایا جائے گا اپنے شاگردوں کی شفاعت کر اگرچہ آسمان کے ستاروں کی برابر ہوں۔

عرض: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام اقدس کیا ہے۔

ارشاد: حضور کے علم ذات دو ہیں کتب سابقہ میں احمد ہے اور قرآن کریم میں محمد ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضور کے اسماء صفات بے گنتی ہیں علامہ احمد خطیب قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پانچ سو جمع فرمائے۔ سیرت شامی میں تین سو اور اضافہ کیئے اور میں نے چھ سو اور ملائے کل چودہ سو ہوئے اور حضور کے اسماء ہر طبقہ میں مختلف ہیں اور ہر ہر جنس میں جداگانہ ہیں دریا میں اور نام ہیں پہاڑوں میں اور۔

عرض: یہ کثرت اسماء کثرت صفات پر دلالت کرتی ہے۔

ارشاد: ہاں۔

عرض: ہر طبقہ اور ہر جنس میں جدا جدا نام ہونا اس لئے کہ ہر جگہ حضور کی ایک خاص تجلی ہے جس جگہ صفت کا ظہور ہے اسی کے مناسب نام بھی ہے۔

ارشاد: یہ بھی ہے (اس کے بعد بیان فرمایا) انجیل شریف کی بہت سی آیات ہیں جو حضور کے اوصاف بیان کررہی ہیں اگر چہ نصاریٰ نے بہت تحریف کی ہے اور اپنی چلتی وہ کل آیتیں جو حضور کے اوصاف میں تھیں نکال ڈالیں مگر جس امر کو اللہ تعالیٰ پورا کرنا چاہے اس کو کون ناقص کرسکتا ہے بہت سی آیتیں اب بھی رہ گئیں مگر انہیں سوجھتی نہیں علیٰ ہٰذا القیاس توراۃ و زبور میں۔

مؤلف: ایک صاحب شاہجہانپور سے حاضر خدمت ہوئے انہوں نے عرض کی میں نے سنا ہے اور بعض دیوبندیوں کی کتابوں میں بھی دیکھا ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم شریف کو جناب اللہ تعالیٰ کے علم کریم کی برابر فرماتے ہیں۔ مگر چونکہ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی اس لئے میں نے چاہا کہ حضور کا شرف ملاقات حاصل کرکے اسے عرض کروں اور جو کچھ حضرت کا اس بارے میں خیال ہو دریافت کروں۔

ارشاد: اس کا فیصلہ قرآن عظیم نے فرمادیا۔ **فنجعل لعنۃ اللہ علی الکذبین** جو میرے عقائد ہیں وہ میری کتابوں میں لکھے ہیں وہ کتابیں چھپ کر شائع ہوچکی ہیں کہیں اس کا کچھ نام نشان ہو تو کوئی دکھادے۔ ہم اہل سنت کا مسئلۂ علم غیب میں

یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو علم غیب (قرآن کریم کی بکثرت آیات کریمہ مثل وعلمك مالم تكن تعلم وكان فضل الله عليك عظيما۔ اور بہت احادیث شریفہ مثلاً فتجلی لی کل شئ وعرفت نیز کثیر اقوال ائمہ سے آفتاب نصف النہار کی طرح روشن ہے کہ حضور کو علم غیب عنایت ہوا تفصیل کے لئے خالص الاعتقاد انباء المصطفیٰ الدولة المكيه مالئ الحبيب وغیرہا رسائل شریفہ امام اہلسنت مجدد المائۃ الحاضرہ دامت برکاتہم نیز وقعات السنان وادخال السنان وقصیدہ مبارکہ الاستمداد علی اجیال الارتداد ملاحظہ ہوں ۱۲ مؤلف غفرلہ۔) عنایت فرمایا رب عزوجل فرماتا ہے وما هو على الغيب بضنين یہ نبی غیب کے بتانے میں بخیل نہیں تفسیر معالم وتفسیر خازن میں ہے یعنی حضور کو علم غیب آتا ہے وہ تمہیں بھی تعلیم فرماتے ہیں اور وہابیہ دیوبندیوں کا یہ خیال ہے کہ کسی غیب کا علم حضور کو نہیں اپنے خاتمہ (حضور کو معاذ اللہ اپنے خاتمہ کا بھی علم نہیں اور دیوار کے پیچھے کی خبر نہیں اور حضور کے لئے علم غیب ماننا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے اور شیطان کا علم وسیع ہے اپنے خاتمہ کا علم نہ ہونا دہلی کے ایک وہابی نے کہا تھا باقی سب کفریات براہین قاطعہ میں ہیں۔ مؤلف غفرلہ) کا بھی علم نہیں دیوار کے پیچھے کی بھی خبر نہیں بلکہ حضور کے لئے علم غیب کا ماننا شرک ہے اور شیطان کی وسعت علم نص سے ثابت ہے اور اللہ کے دیے سے بھی حضور کو علم غیب حاصل نہیں ہوسکتا۔ برابری تو درکنار میں نے اپنی کتابوں میں تصریح کردی ہے کہ اگر تمام اولین وآخرین کا علم جمع کیا جائے تو اس علم کو علم الٰہی سے وہ نسبت ہرگز نہیں ہوسکتی جو ایک قطرے کے کروڑویں حصہ کو کروڑ سمندر سے ہے کہ یہ نسبت متناہی کی متناہی کے ساتھ ہے اور وہ غیر متناہی متناہی کو غیر متناہی سے کیا نسبت ہوسکتی ہے۔

عرض: صدقہ کا جانور بلا ذبح کیے کسی مصرف صدقہ کو دے دیا جائے تو جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد: اگر صدقہ واجبہ ہے اور وجوب خاص ذبح کا ہے تو بے ذبح ادا نہ ہوگا۔ مگر اس حالت میں کہ ذبح کے لئے وقت معین تھا جیسے قربانی کے لئے ذی الحجہ کی دسویں گیارھویں بارھویں اور وہ وقت نکل گیا تو اب زندہ تصدق کیا جائے گا۔

عـــــرض: عقیقہ کا گوشت بچہ کے ماں باپ نانا نانی دادا دادی ماموں چچا وغیرہ کھائیں یانہیں۔

ارشاد: سب کھاسکتے ہیں کلو او تصدقوا و أيتجروا عقودالدریہ میں ہے احکامها احکام الاضحية۔

عرض: کیا محرم وصفر میں نکاح کرنا منع ہے۔

ارشاد: نکاح کسی مہینے میں منع نہیں یہ غلط مشہور ہے۔

عرض: زید کی ربیبہ لڑکی کا نکاح زید کے حقیقی بھائی سے ہوسکتا ہے۔

ارشاد: ہاں جائز ہے۔

عرض: کیا عدت کے اندر بھی نکاح ہوسکتا ہے۔

ارشاد: عدت میں نکاح تو نکاح۔نکاح کا پیام دینا بھی حرام ہے۔

عرض: اگر کوئی پیش امام یا قاضی عدت میں نکاح پڑھائے تو اس کے لئے کیا حکم ہے اس پڑھانے والے کے نکاح میں تو کچھ فرق نہ آئے گا اور ایسے شخص کی امامت کا کیا حکم ہے اور اس پر کچھ کفارہ بھی لازم ہوگا یا نہیں اور اس نکاح میں جو لوگ شریک ہوئے ان کی نسبت بھی ارشاد ہو پیش امام نے اقرار کیا کہ مجھ سے غلطی ہوگئی اب مجھے مسلمان معاف فرمائیں مگر ایک مولوی صاحب نے اس سے کہہ دیا کہ تم کہہ دو ''مجھے اطلاع نہ تھی میں نے بے خبری میں نکاح پڑھا دیا'' ان صاحب کے لئے شرعاً کیا حکم ہے۔

ارشـــــاد: جس نے دانستہ عدت میں نکاح پڑھایا اگر حرام جان کر پڑھایا سخت فاسق اور زنا کا دلّال ہوا مگر اس سے اس کا اپنا نکاح نہ گیا اور اگر عدت میں نکاح حلال جانا تو خود اس کا نکاح جاتا رہا اور وہ اسلام سے خارج ہوگیا بہر حال اس کی امامت جائز نہیں جب تک کہ توبہ نہ کرے یہی حکم شریک ہونے والوں کا ہے جو نہ جانتا تھا کہ نکاح پیش از عدت ہو رہا ہے اس پر الزام نہیں اور جو دانستہ شریک ہوا اگر حرام جان کر تو سخت گناہ گار ہوا اور حلال جانا تو اسلام بھی گیا اور وہ شخص جس نے امام کو جھوٹ بولنے کی تعلیم دی سخت گناہ گار ہوا اس پر توبہ فرض ہے۔

عـــرض: ہندہ کے نکاح ورخصت کودوسال ہوئے رخصت کے بعد صرف چودہ پندرہ روز شوہر کے یہاں رہی پھر اپنے میکے چلی آئی جب سے نہ شوہر بلاتا ہے نہ روٹی کپڑا دیتا ہے اور ہندہ کا مہر نصف معجّل اور نصف مؤجل ہے اب شرعاً وہ نصف معجّل اور نان نفقہ مل سکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد: ہاں نصف معجّل کا ابھی یا جب چاہے دعویٰ کر سکتی ہے اور اگر وہ شوہر کے یہاں جانے سے انکاری ہو کر نہ بیٹھی بلکہ وہاں جانا چاہتی ہے اور شوہر نہیں آنے دیتا تو نان نفقہ کی بھی مستحق ہے مگر جتنا زمانہ گزرلیا اس کا دعویٰ نہیں کر سکتی جب تک کچھ ماہوار مقرر نہ ہو گیا ہو۔ (پھر ایک استفتا پیش ہوا) کہ زید نے اپنی عورت کو طلاق دی دو تین روز کے بعد دوسرے شخص نے نکاح کرلیا ابھی عدت نہ گزری تھی آیا اس کا نکاح ہوا یا نہیں اور اگر نہیں ہوا تو تیس برس تک اس نے حرام کیا اور وہ حرام کا مرتکب ہوا اب ہم برادری والے اس پر جرمانہ ڈالنا چاہتے ہیں شریعت کیا حکم دیتی ہے ہم اسے سزا بھی دینا چاہتے ہیں جو شرع فرمائے وہ سزا ہم اسے دیں یا اسے برادری سے جدا کر دیں یا کچھ لوگوں کو کھانا کھلا دیں۔

ارشـــــاد: وہ نکاح نہیں ہوا حرام محض ہوا اور مرد و عورت پر فرض ہے کہ فوراً جدا ہو جائیں نہ مانیں تو برادری والے انہیں قطعاً برادری سے خارج کر دیں ان سے میل جول بول چال، نشست برخاست یک لخت ترک کر دیں اس کے سوا یہاں اور کیا سزا ہو سکتی ہے اور جبراً کھانا ڈالنا یا جرمانہ لینا جائز نہیں۔

عرض: ہمارے یہاں اب یہ رواج ہو چلا ہے کہ نکاح کے وقت شاہدین ہمراہی وکیل نہیں جاتے اور قاضی بوکالت وکیل اور حاضرین کی شہادت سے نکاح پڑھا دیتا ہے یہ امر عندالشرع محمود ہے یا مردود۔ نیز مذہب حنفی میں اس طور پر نکاح صحیح بھی ہوگا یا نہیں کیا وکیل کو اپنے ساتھ دو شاہد رکھنا اور ان گواہوں کا عورت کی اجازت سننا ضروری نہیں اگر بطریق اول نکاح ہوا تو سب گناہ گار ہوئے یا نہیں۔

ارشـــــاد: وکیل کے ساتھ شاہدوں کی کچھ حاجت نہیں اگر واقع میں عورت نے

وکیل کو اذن دیا اور اس نے نکاح پڑھا دیا، نکاح ہو گیا ہاں اگر عورت انکار کرے گی کہ میں نے اذن نہ دیا تھا تو حاکم کے یہاں گواہوں کی حاجت ہو گی یہ تو کوئی غلطی نہیں۔ ہاں یہ ضرور غلطی ہے کہ وکیل ہوتا ہے کوئی اور نکاح پڑھاتا ہے دوسرا مذہب صحیح وظاہر الروایۃ میں وکیل بالنکاح دوسرے کو وکیل نہیں کر سکتا اسمیں بہت دقتیں ہیں جن کی تفصیل میرے فتاوے میں ہے لہٰذا یہ چاہیے کہ جس سے نکاح پڑھوانا منظور ہو۔ اسی کے نام کی اجازت لی جائے یا اذن مطلق لے لیا جائے۔

عرض: حضور نوشہ کا وقت نکاح سہرا باندھنا باجے گاجے سے جلوس کے ساتھ نکاح کو جانا شرعاً کیا حکم رکھتا ہے۔

ارشاد: خالی پھولوں کا سہرا جائز ہے اور یہ باجے جو شادی میں رائج و معمول ہیں سب ناجائز و حرام ہیں۔

عرض: حضور ولیمہ کا کھانا شریعت کے کس حکم میں داخل ہے اور اس کا تارک کیسا ہے۔

ارشاد: ولیمہ بعد زفاف سنت اور اس میں صیغہ امر بھی وارد ہے۔ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا۔ اولم ولو بشاۃ ولیمہ کرو اگر چہ ایک ہی دنبہ یا اگر چہ (۱) ایک دنبہ دونوں معنی محتمل ہیں اور اول اظہر۔ (۱- پہلے معنی ایک دنبہ کی قلت پر دلالت کرتے ہیں یعنی زیادہ نہ ہو تو ایک ہی دنبہ سہی دوسرے معنی اس کی کثرت پر یعنی اگر چہ پورا دنبہ صرف کرنا پڑے ۱۲ مدیر)

عرض: جس شہر کے لوگوں میں سے ایک بھی ولیمہ نہ کرتا ہو بلکہ نکاح سے پہلے اول روز جیسا رواج ہے کھلا دیتا ہو تو ان سب کے لئے کیا حکم ہے۔

ارشاد: تارکان سنت ہیں مگر یہ سنن مستحبہ سے ہے تارک گنہگار نہ ہو گا اگر اسے حق جانے۔

عرض: حضور اگر ہندہ بوقت شیر خوارگی عمرو پسر خود بکر کو مدت رضاعت کے اندر اپنا دودھ پلائے اس کے بعد ہندہ کے تین لڑکے سعید، فاضل، سلیم پیدا ہوئے تو اب بکر

کی لڑکی سے سلیم کا نکاح جو عمرو کا برادر حقیقی ہے جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد: بکر کی لڑکی ہندہ کی اگلی پچھلی سب اولاد حقیقی بھتیجی ہے اور باہم مناکحت حرام قطعی۔

عرض: زید و بکر آپس میں چچازاد بھائی بھی ہیں اور رضاعی بھی زید کے حقیقی چھوٹے بھائی کا بکر کی حقیقی چھوٹی ہمشیرہ سے نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد: جائز ہے۔

مؤلف: تحفہ حنفیہ کی جلد پیش نظر تھی اس میں یہ مکالمہ ملا، خیال ہوا کہ اسے بھی ملفوظات میں شامل کرلیا جائے کہ نہایت مفید اور ناظرین کی دلچسپی کا باعث ہے۔ ۲۵ر جمادی الاولیٰ روز پنجشنبہ ۱۳۱۶ھ کو وقت چاشت جناب مولوی سید محمد شاہ صاحب صدر دوم ندوہ ابن مولوی سید حسن شاہ محدث رامپوری مع گرامی جناب سید نوشہ میاں صاحب: وجناب مولوی سید محمد نبی صاحب مختار و جناب تصدق علی صاحب وکیل صاحب حجت قاہرہ مجدد مأتہ حاضرہ حامی اہل سنت اعلیٰ حضرت قبلہ دامت برکاتہم کے یہاں آئے اور دیر تک ایک نفیس جلسہ دلکشا مذاکرہ علمی کا رہا۔

میاں صاحب: سے مراد جناب صدر دوم ندوہ ہیں۔

جو الفاظ دو خط ہلالی کے اندر ہوں وہ فقیر محرر سطور کے ہیں۔

میاں صاحب: (بعد سلام ومصافحہ وباہمی گفتگوئے مزاج پرسی) میں حسن شاہ محدث کا بیٹا ہوں۔

ارشاد: جناب میں ان کے فضائل سے واقف ہوں اور آپ سے بھی ایک بار نیاز حاصل ہوا تھا۔

میاں صاحب: میں بالقصد ایک بات آپ سے گزارش کرنے کو آیا ہوں اگرچہ آپ کی طبیعت علیل ہے (مسہلات ہورہے ہیں) آپ کو تکلیف ضرور ہوگی مگر بات ضروری ہے اور اس میں آپ کی رائے دریافت کرنی ہے۔

ارشاد: میں حاضر ہوں جو فہم قاصر میں آئے اسے گزارش بھی کروں گا اگرچہ

رای العلیل علیل۔

میاں صاحب: میری رائے یہ ہے کہ کسی کو برا نہ کہنا چاہیے اس لئے کہ صائب نے کہا ہے ؎

دہن خویش بدشنام میالا صائب کیں زقلب بہر کس کہ دہی باز دہد

(رسالہ سل السیوف الہندیہ علی کفریات بابا النجد یہ میاں صاحب کے پاس پہنچ چکا تھا یہ نصیحت اس بنا پر تھی)

ارشاد: بہت بجا فرمایا جہاں اختلافات فرعیہ ہوں جیسے باہم حنفیہ وشافعیہ وغیرہما فرق اہلسنّت میں وہاں ہرگز ایک دوسرے کو برا کہنا جائز نہیں اور فحش دشنام جس سے دہن آلودہ ہو کسی کو بھی نہ چاہیے۔

میاں صاحب: کچھ اختلافات فروعی کی قید نہیں زمانہ رسالت میں دیکھئے منافق لوگ کیسے مسلمانوں میں گھلے ملے رہتے تھے نمازیں ساتھ پڑھتے مجالس میں پاس بیٹھتے شریک رہتے۔

ارشاد: ہاں صدر اسلام میں ایسا تھا مگر اللہ عزوجل نے صاف ارشاد فرمادیا تھا کہ (ندوے کا سا) یہ گھال میل جو ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ تمہیں یوں رہنے نہ دے گا ضرور خبیثوں کو طیبوں سے الگ کردے گا۔ قال للّٰہ تعالیٰ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَاۤ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ۔ اس کے بعد آپ کو معلوم ہے کیا ہوا بھری مسجد میں خاص جمعے کے دن۔ عَلٰى رُءُوْسِ الْاَشْهَادِ۔ حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نام بنام ایک ایک کو فرمایا اخرج یا فلان فانك منافق۔ اے فلاں نکل جا تو منافق ہے نماز سے پہلے سب کو نکال دیا (یہ حدیث طبرانی وابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی) مخالفین دین کے ساتھ یہ برتاؤ ان کا ہے جنہیں رب العزت عز جلالہ رحمۃ للعالمین فرماتا ہے جن کی رحمت رحمت الٰہیہ کے بعد تمام جہان کی رحمت سے زیادہ ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

میاں صاحب: **دیکھئے** فرعون کے پاس جب موسیٰ (علیٰ نبینا وعلیہ

السلام) کو بھیجا تو اللہ (تعالیٰ) نے فرمادیا۔ قَوْلًا لَّهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا اس سے نرم بات کہنا۔

ارشاد: مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا۔ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَ الْمُنٰفِقِیْنَ وَ اغْلُظْ عَلَیْهِمْ اے نبی جہاد کر کافروں اور منافقوں سے اور ان پر شدت و سختی کر۔ یہ انہیں حکم دیتا ہے جن کی نسبت فرماتا ہے۔ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیْمٍ بے شک تو بڑے خلق پر ہے تو معلوم ہوا کہ مخالفان دین پر شدت و غلظت منافی اخلاق نہیں بلکہ یہی خلق حسن ہے۔

میاں صاحب: میری مراد کافروں سے نہیں (منافقین اور فرعون شاید مسلمان ہوں گے)

ارشاد: جی آپ کی بہر کس تو سب کو عام تھی خیر اب کوئی دائرہ محدود کیجیے۔

میاں صاحب: جو کلمۂ کفر کہے اسے ان لفظوں سے بیان کیجیے کہ میرے فلاں بھائی نے جو بات کہی ہے میرے نزدیک یہ کلمۂ کفر معلوم ہوتی ہے۔

ارشاد: کفریات بکنے والا بحمد اللہ میرا بھائی نہیں اور جب اس کا کلمۂ کفر ہونا ثابت ہو تو ان گڑھے لفظوں کی کیا حاجت کہ میرے نزدیک ایسا معلوم ہوتا ہے جس سے عوام سمجھیں کہ احتمالی بات ہے شک ہے۔

میاں صاحب: میرے نزدیک ضرور کہنا چاہیے۔

ارشاد: جب دلیل شرعی قائم ہو ضرور صاف کہنا چاہیے۔

میاں صاحب: خیر یہ کہو کہ کلمۂ کفر کہا مگر گمراہ نہ کہو۔

ارشاد: کیا خوب گمراہی کفریات بکنے سے بھی کسی بدتر چیز کا نام ہے۔

میاں صاحب: یوں تو داڑھی منڈا فاسق بھی گمراہ ہے مگر عرف میں گمراہ بہت برا لقب ہے۔

ارشاد: داڑھی منڈانے والا کہ اسے فعل حرام جانے فاسق ہے گمراہ نہیں (کہ راہ سنت جانتا اور اس پر اعتقاد رکھتا ہے اگرچہ شامتِ نفس سے اختیار نہ کی) مگر قائل کفریات ضرور گمراہ ہے۔

میاں صاحب: کوئی قائل کفریات ہو بھی اب آپ نے اتنے بڑے عالم محدث (اسماعیل دہلوی) کو جس کی عمر خدمت حدیث میں کٹی قائل کفریات بنا دیا۔

ارشاد: سل السیوف آپ نے ملاحظہ فرمائی۔

میاں صاحب: ہاں۔

ارشاد: میں نے اس میں کافر لکھا ہے۔

میاں صاحب: نہیں کافر نہیں لکھا (الحمد للہ یہ بھی غنیمت ہے ورنہ بہت وہابیہ تو یہی رو رہے ہیں کہ تکفیر کر دی)

ارشاد: تو جس قدر میں نے لکھا ہے وہ ضرور ثابت اور خدمت حدیث مسلم بھی ہو تو اس سے انتفائے ضلالت لازم نہیں قال اللہ تعالی ،اضلّه الله علی علم۔

میاں صاحب: اب آپ نے لکھ دیا کہ انہوں نے کہا ہے خدائے سوا کسی کو نہ مانو۔

ارشاد: جی چھپی ہوئی کتاب موجود ہے یہی لفظ جا بجا دیکھ لیجیے۔

میاں صاحب: یہ کون کہے گا کہ نبی کا اعتقاد نہ رکھو۔

ارشاد: حضرت اردو زبان ہے آپ ہی فرمایئے کہ ماننے کے معنی کیا ہیں۔

میاں صاحب: بھلا ہم نبی کو نہ مانتے تو مڈل نہ پڑھتے کہ نوکری ملتی حدیث کیوں پڑھتے۔

ارشاد: یہ آپ اپنی نسبت کہیے اس کے وقت میں نہ مڈل تھا نہ مڈل کی نوکری۔

مولانا حسن رضا خاں صاحب: حضرت پچیس برس کی عمر کے بعد نوکری ملتی بھی تو نہیں۔

میاں صاحب: بھلا کوئی نبی کی شان میں گستاخیاں کرے گا۔

ارشاد: کیا معاذ اللہ مر کر مٹی میں مل جانا بتانا گستاخی نہیں۔

میاں صاحب: (انکاری لہجے میں) ہوں کس نے کہا ہے۔

ارشاد: اسماعیل نے۔

میاں صاحب: کوئی نہیں بھلا کوئی رسول کو ایسا کہے ہے۔

ارشاد: تقویۃ الایمان چھپی ہوئی موجود ہے دیکھ لیجیے۔

میاں صاحب: بھلا کوئی رسول کو ایسا کہے ہے۔

ارشاد: جی رسول ہی کی شان میں کہا ہے دیکھ لیجیے نا۔

سید مختار صاحب: جناب میاں صاحب اس کے کلمات ضرور یہاں ایسے ہیں جن سے دل دکھتا ہے یہ (اعلیٰ حضرت قبلہ) ان کے سبب جوش میں ہیں۔

میاں صاحب: مولوی روم نے مثنوی میں لکھا ہے کہ اے اللہ تو ظالم ہے جتنا چاہے مجھ پر ظلم کیے جا تیرا ظلم مجھے اوروں کے انصاف سے اچھا لگتا ہے۔

ارشاد: مولانا قدس سرہٗ نے اللہ عزوجل سے یوں عرض کی ہے۔

میاں صاحب: جی مولانا نے۔

ارشاد: مثنوی شریف لاؤ۔

مولوی محمد رضا خاں صاحب: مثنوی شریف لائے جناب میاں صاحب کے سامنے رکھ دی۔ میاں صاحب نے ہاتھ سے ہٹا دی۔

ارشاد: حضرت بتائیے کہاں لکھا ہے۔

میاں صاحب: (مثنوی شریف اور ہٹا کر) اب اسی میں لکھا ہے۔ ع

گہہ شہیدے دیدۂ از...... خر۔ خر کے ساتھ شہید کا لفظ دیکھئے۔

ارشاد: یہ فسق پر استہزا ہے (قرآن مجید میں) فرمایا۔ ذُقْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ اسی حکایت کی سرخی میں ہے جان من۔ را دیدی و کدورا ندیدی جناب نے یہ نہ دیکھا کہ مولانا کا یہ ارشاد تو ہماری دلیل ہے جب ایک فاسقہ کی نسبت اکابر دین ایسے کلمات فرماتے ہیں تو گمراہانِ بددین زیادہ مستحق تشنیع و توہین ہیں۔

میاں صاحب: اب آپ ہی جو اپنے آپ کو عبد المصطفیٰ لکھتے ہیں۔

ارشاد: یہ مسلمان کے ساتھ حسن ظن کی خوبی ہے رب العزۃ جل جلالہ نے قرآن عظیم میں جو فرمایا۔ وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ۔ اسے بھی شرک کہہ دیجیے (حضرت عالم اہل سنت نے اپنے قصیدۂ اکسیر

اعظم (۱۳۰۲ھ) کی شرح مجیر معظم میں تحریر فرمایا ہے شاہ ولی اللہ صاحب نے ازالۃ الخفا میں حدیث نقل کی ہے امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت فرمایا کنت عبده وخادمه میں حضور کا بندہ اور حضور کا خادم تھا اس مسئلہ کی بحث کافی اسی کتاب مستطاب میں ہے)

میاں صاحب: خیر بھائی تمہیں اختیار ہے برا کہو برا سنو۔

ارشاد: کافر کو کافر رافضی کو رافضی خارجی کو خارجی وہابی کو وہابی ضرور کہا جائے گا اور وہ ہمیں برا کہیں تو اس کی کیا پرواہ۔ ہمارے پیشواؤں صدیق وفاروق کو انتقال فرمائے ہوئے تیرہ (۱۳۰۰) سو برس گزرے آج تک ان کا برا کہنا نہیں چھوٹتا۔

میاں صاحب: ایسے ہی وہ بھی کہتے ہیں پھر اس سے کیا حاصل۔

ارشاد: ضرور حاصل ہے حدیث میں فرمایا اترعون عن ذكر الفاجر متیٰ یعرفه الناس اذكروا الفاجر بما فيه يحذره الناس کیا فاجر کو برا کہنے سے پرہیز کرتے ہو لوگ اسے کب پہچانیں گے، فاجر کی برائیاں بیان کرو کہ لوگ اس سے بچیں (یہ حدیث امام ابوبکر ابن ابی الدنیا نے کتاب ذم الغیبہ اور امام ترمذی محمد بن علی نے نوادر الاصول اور حاکم نے کتاب الکنیٰ اور شیرازی نے کتاب الالقاب اور ابن عدی نے کامل اور طبرانی نے معجم کبیر اور بیہقی نے سنن کبریٰ اور خطیب نے تاریخ میں حضرت معویہ بن حیدہ قشیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خطیب نے رواۃ مالک میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی)

میاں صاحب: تو یہ تو فاسق کو کہا ہے۔

ارشاد: فسق عقیدہ فسق عمل سے بدرجہا بدتر ہے۔

میاں صاحب: بے شک۔

ارشاد: خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سب بدمذہبوں کو جہنمی بتایا۔ کلهم فی النار الا واحدة اب کیا نہ کہا جائے گا کہ رافضی گمراہ جہنمی ہیں۔

میاں صاحب: رافضی جہنمی نہیں۔

ارشاد: حدیث کا کیا جواب۔

میاں صاحب: (سکوت فرمایا)

ارشاد: کیا آپ کے نزدیک ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو کافر کہنے والا جہنمی نہیں۔

میاں صاحب: کون کہتا ہے کوئی نہیں۔

ارشاد: رافضی کہتے ہیں۔

میاں صاحب: کوئی رافضی ایسا نہیں کہتا۔

مولوی سید تصدق علی صاحب: چھپی ہوئی کتابیں تو موجود ہیں اور کوئی کہتا ہی نہیں۔

میاں صاحب: میرے دس (۱۰) بارہ (۱۲) ہزار ملاقاتی اور عزیز رافضی ہیں کسی نے میرے سامنے اس کا اقرار نہیں کیا کوئی ایسا نہیں کہتا۔

سید مختار صاحب: حضرت وہ ضرور ایسا کہتے ہیں آپ کے سامنے تقیۃً کچھ اور کہہ دیا ہوگا۔

ارشاد: حضرت اب وجہ حمایت معلوم ہوئی۔

میاں صاحب: پھر بھائی تم انہیں برا کہو وہ تمہیں برا کہیں۔

ارشاد: اس کی پرواہ نہیں ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو جواب تک کہا جاتا ہے۔

میاں صاحب: ایسی ہی وہ بھی کہتے ہیں۔

ارشاد: آپ کے نزدیک یہود ونصاریٰ گمراہ ہیں یا نہیں۔

میاں صاحب: ہوں گے۔

ارشاد: ہیں یا نہیں۔

میاں صاحب: ہوں گے (اللہ اللہ ضروریات دین میں بھی تامل)

سید مختار صاحب: اس سوال کا مطلب یہ ہے کہ ایسے ہی وہ بھی آپ کو کہتے ہیں (تو اہل باطل اگر اہل حق کو اہل باطل کہیں اس سے اہل حق انہیں اہل باطل کہنے سے باز نہیں رہ سکتے۔

میاں صاحب: تشدد کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اگلے زمانے میں رافضیوں نے

سنیوں کو قتل کیا سنیوں نے رافضیوں کو مارا۔ ہمارے نزدیک دونوں مردود (اللہ اللہ کفریات بکنے والے کو گمراہ نہ کہے۔ رافضیوں کو جہنمی نہ بتائے مگر سنی ضرور مردود انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ارشاد: آپ ایسا فرمائیے مگر اہل سنت ایسا ہرگز نہیں کہہ سکتے۔

میاں صاحب: جب دونوں مسلمان ہیں اور باہم لڑے دونوں مردود ہوئے۔ (سبحان اللہ اسی دلیل سے خارجیوں نے مولیٰ علی اہل جمل واہل صفین سب پر معاذ اللہ وہ حکم ناپاک لگایا تھا انا للہ وانا الیہ راجعون)

ارشاد: بھلا امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے جو ایک دن میں پانچ ہزار کلمہ گو قتل فرمائے جو نہ صرف مسلمان بلکہ قراء وعلما کہلاتے اس کی نسبت کیا ارشاد ہے۔

سید مختار صاحب: یہ بحث ختم نہ ہوگی اب تشریف لے چلیے اور اس جلسہ کو خوشی اور خوش اسلوبی پر ختم کیجیے۔

میاں صاحب: (کھڑے ہو کر تشریف لیجاتے وقت) ابو بکر صدیق کو کسی نے ان کے سامنے برا کہا لوگوں نے اسے قتل کرنا چاہا صدیق نے فرمایا کہ قتل میرے برا کہنے والے کے لئے نہیں ہے۔ (آگے تتمۂ حدیث یوں ہے کہ جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرے میاں صاحب یہیں تک پہنچے تھے کہ اس کے لئے ہے کہ اعلیٰ حضرت قبلہ نے سبقت کر کے فرمایا) جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہے معاذ اللہ مرکر مٹی میں مل گئے۔

حاضرین: سوائے میاں صاحب۔ سب ہنسنے لگے۔

ارشاد: الحمد للہ ہم امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کے تابع ہیں جنہوں نے خوارج کو نہ گلے لگایا نہ بھائی بنایا بد مذہبی کے ہوتے ہوئے کچھ پاس نہ فرمایا۔

میاں صاحب: السلام علیکم۔

(جلسہ بالخیر ختم وتمام والحمد للہ)

مؤلف: حدیث میں ارشاد فرمایا۔ اِتَّقُوا مَوَاضِعَ التُّهَمِ۔ بچو تہمت کی جگہوں

سے یہ امر کسی کے ساتھ خاص نہیں سب مسلمانوں کو عام ہے وہ عام ہوں یا خاص اور ظاہر کہ اولیاء کرام مکلّف ہیں تو وہ بھی مامور ہوئے پھر انہیں اس امر کا خلاف کیونکہ کر جائز ہوگا اور پھر اس صورت میں صرف تہمت کے موقع سے بچنا ہی نہیں بلکہ لوگوں کو بلا وجہ بدگمانی کا مرتکب کرنا بھی ہے جو حرام ہے۔

ارشاد: شریعت میں احکام اضطرار احکام اختیار سے جدا ہیں سب جانتے ہیں کہ خمر وخنزیر حرام قطعی ہیں مگر ساتھ ہی ارشاد ہوا۔ اِلَّا مَنِ اضْطُرَّ فِیْ مَخْمَصَةٍ۔ بھوک یا پیاس سے جان نکلی جاتی ہے اور کھانے یا پینے کو حرام کے سوا کچھ نہیں اب اگر ترک کرے تو گنہ گار ہوگا اور حرام موت مرے گا بلکہ فرض ہے کہ جان بچانے کی قدر استعمال کرے۔ یونہی اگر نوالہ اٹکا دم نکلا جاتا ہے اور اتارنے کو سوائے خمر کچھ نہیں شریعت کا کلیہ قاعدہ ہے۔ اَلضُّرُوْرَاتُ تُبِیْحُ الْمَحْظُوْرَاتِ۔ اللہ عزوجل کے ساتھ قلب کی محافظت اہم واعظم فرائض سے ہے۔ جب بحالت ضعف وتنگی ظرف اس کا حفظ بے ایسے کسی اظہار کے نہ بن پڑے تو یہ واجب ہوگا۔ حقیقت فعل سے جاہل اسے مرتکب حرام جانے گا حالانکہ وہ ایک مباح کر رہا ہے اور فعل سے واقف حال فاعل سے غافل اسے موضع تہمت میں پڑتا لوگوں کو بدگمانی میں ڈالتا یوں خلاف امر کرتا گمان کرے گا حالانکہ وہ ادائے واجب اعظم کر رہا ہے کیا اپنے کسی عضو کا کاٹ ڈالنا حرام نہیں لیکن معاذ اللہ آکلہ ہو جائے تو کاٹ ڈالا جائے گا کہ اور بدن محفوظ رہے۔ سیدنا ابوبکر شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سو اشرفیاں ملیں کنارہ دجلہ پر ایک صاحب خط بنوا رہے تھے ان کو دیں قبول نہ کیں حجام کو دیں کہا میں نے ان کا خط اللہ عزوجل کے لئے بنانا چاہا ہے اس پر عوض نہ لوں گا شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مال سے فرمایا کہ تو ایسی ہی چیز ہے جسے کوئی قبول نہیں کرتا اور دریا میں پھینک دیں جاہل گمان کرے گا کہ تضیع مال ہوئی حاشا بلکہ حفظ قلب، کہ اس وقت یہی اس کا ذریعہ تھا دو صاحب سامنے تھے کسی نے قبول نہ کیں اب ان کو پاس رکھتے اور ایسے فقیر کی تلاش میں نکلتے جو قبول کر لیتا اور معصیت میں نہ اٹھاتا اتنی دیر تک کی زندگی پر تم لوگوں کو اطمینان ہوتا ہے وہاں ہر آن موت پیش نظر ہے اور

ڈرتے ہیں کہ اس وقت آجائے اور اس غیر خدا کا خطرہ قلب میں ہو جنگل میں پھینک دیتے تو نفس کا تعلق قطع نہ ہوتا کہ ابھی دست رس رہتی اب بتایئے سوا اس کے ان کے پاس کیا چارہ تھا کہ اس سے فوراً فوراً اس طرح ہاتھ خالی کرلیں کہ نفس کو یاس ہو جائے اور اس کے خیال سے باز آئے یہ صفائے قلب و دفع خطرۂ غیر کی دولت کروڑوں اشرفیوں بلکہ تمام ہفت اقلیم کی سلطنت سے کروڑوں درجہ اعلیٰ و افضل ہے کیا اگر سو اشرفیاں خرچ کر کے سلطنت یہ ملی کوئی اسے تضیع مال کہہ سکتا ہے بلکہ بڑی دولت کا بہت ارزاں حاصل کرنا، یہی یہاں ہے۔

عرض: وحدۃ الوجود کے کیا معنے ہیں۔

ارشاد: وجود ہستی بالذات واجب تعالیٰ کے لئے ہے اس کے سوا جتنی موجودات ہیں سب اسی کی ظل پرتو، ہیں تو حقیقۃً وجود ایک ہی ٹھہرا۔

عرض: اس کا سمجھنا تو کچھ دشوار نہیں پھر یہ مسئلہ اس قدر کیوں مشکل مشہور رہے۔

ارشاد: اس میں غور و تامل یا موجب حیرت ہے یا باعث ضلالت اگر اس کی تھوڑی بھی تفصیل کروں تو کچھ سمجھ میں نہ آئے گا بلکہ اوہام کثیرہ پیدا ہو جائیں گے اس کے بعد کچھ مثالیں بیان فرمائیں ان میں سے ایک یاد رہی۔ مثلاً روشنی بالذات آفتاب و چراغ میں ہے زمین و مکان اپنی ذات میں بے نور ہیں مگر بالعرض آفتاب کی وجہ سے تمام دنیا منور اور چراغ سے سارا گھر روشن ہوتا ہے ان کی روشنی انہیں کی روشنی ہے ان کی روشنی ان سے اٹھالی جائے وہ ابھی تاریک محض رہ جائیں۔

عرض: یہ کیوں کہ کر ہوتا ہے کہ ہر جگہ صاحب مرتبہ کو اللہ ہی اللہ نظر آتا ہے۔

ارشاد: اس کی مثال یوں سمجھیے کہ جو شخص آئینہ خانہ میں جائے وہ ہر طرح اپنے آپ ہی کو دیکھے گا اس لئے کہ یہی اصل ہے اور جتنی صورتیں ہیں سب اسی کے ظل ہیں مگر یہ صورتیں ان کی صفات ذات کے ساتھ متصف نہ ہوں گی مثلاً سننے والی، دیکھنے والی وغیرہ وغیرہ نہ ہوں گی۔ اس لئے کہ یہ صورتیں صرف اس کی سطح ظاہری کی ظل ہیں۔ ذات کی نہیں اور سمع و بصر ذات کی صفتیں ہیں سطح ظاہر کی نہیں لہٰذا جو اثر ذات کا ہے وہ ان

ظلال میں پیدا نہ ہوگا بخلاف حضرت انسان کہ یہ ظل ذات باری تعالیٰ ہے لہٰذا ظلال صفات سے بھی حسب استعداد بہرہ ور ہے۔

مؤلف: حضور یہ اب بھی سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ ہر جگہ خدا کیونکر دیکھتے ہیں اگر ان ظلال وعکوس کو کہا جائے تو یہ اتحاد ہے وحدت نہیں اور اتحاد کھلا الحاد وزندقہ ہے اور اگر یہ ظلال عکوس کو نہیں دیکھتے بلکہ انہیں عدم محض میں سلاتے ہیں ایک اللہ کا جلوہ نظر آتا ہے۔ تو یہ خود بھی ایک ظل ہیں یہ بھی معدوم ہوئے تو نہ ناظر رہا نہ نظر پھر یہ کہ اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کے کیا معنے وہ اس سے پاک ہے کہ کسی کی نظر اسے احاطہ کرے وہ سب کو محیط ہے نہ کہ محاط یہ میرا ایمان ہے کہ قیامت میں انشاء اللہ تعالیٰ دیدار الٰہی سے ہم مسلمان فیضیاب ہوں گے مگر یہ نہیں سمجھ سکتا کہ رویت کیونکر ممکن ہے جب کہ احاطہ ناممکن اگر یہ کہا جائے کہ منظور کو نظر کا محیط ہو جانا کچھ ضرور نہیں مثلاً فلک ہے کہ اس کا ایک حصہ انسان کی نظر میں سما سکتا ہے جہاں تک اس کی نظر پہنچتی ہے تو یہ تقریر وہاں جاری نہیں کہ وہ تجزی سے پاک ہے میں اپنا مافی الضمیر اچھی طور پر ظاہر نہ کرسکا مگر یہ جانتا ہوں کہ حضور میرے ان ٹوٹے پھوٹے الفاظ سے میرا مطلب خیال فرمالیں گے۔

ارشاد: ظلال وعکوس مرأت ملاحظہ ہیں مرأت کا مرئی سے متحد ہونا کیا ضرور علم بالوجہ میں وجہ مرأت ملاحظہ ہوتی ہے حالانکہ ذوالوجہ سے متحد نہیں بلاشبہہ آئینہ میں جو اپنی صورت دیکھتے ہو کیا اس میں کوئی صورت ہے۔ نہیں بلکہ شعاع بصری آئینہ پر پڑ کر واپس آتی ہے۔ اور اس رجوع میں اپنے آپ کو دیکھتی ہے لہٰذا دہنی جانب بائیں اور بائیں دہنی معلوم ہوتی ہے۔ تو آئینہ تمہارا عین نہیں مگر دکھایا اس نے تمہیں کو ظلال اپنی ذات میں معدوم ہیں کہ کسی کی ذات مقتضی وجود نہیں۔ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ مگر وجود عطائی سے ضرور موجود ہیں اسلام کا پہلا عقیدہ ہے کہ حَقَائِقُ الْاَشْيَاءِ ثَابِتَةٌ نظر سے ساقط ہونا واقع سے عدم نہیں کہ نہ ناظر رہے نہ نظر فی الواقع اس مشاہدہ میں خود اپنی ذات بھی ان کی نگاہ میں نہیں ہوتی اہل سنت کا ایمان ہے کہ قیامت و جنت میں مسلمانوں کو دیدا الٰہی بے کیف و بے جہت و بے محاذات ہوگا قال اللہ تعالیٰ

-وَجُوْهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ اِلَى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ - کچھ منہ تروتازہ ہوں گے اپنے رب کو دیکھتے ہوئے۔ کفار کے حق میں فرماتا ہے۔ كَلَّا اِنَّهُمْ عَنْ رَبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَمَحْجُوْبُوْنَ - بے شک وہ اس دن اپنے رب سے حجاب میں رہیں گے یہ کافروں پر عذاب بیان فرمایا گیا ہے تو ضرور مسلمان اس سے محفوظ ہیں۔ بصراحاطہ مرئی نہیں چاہتی آیہ کریمہ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ - کا یہی مفاد ہے کہ وہ ابصار و جملہ اشیاء کا محیط ہے اسے بصر اور کوئی شے محیط نہیں فلک وغیرہ کی مثالیں اس کے بیان کو ہیں کہ بصر کو احاطہ لازم نہیں نہ یہ کہ وہاں بھی عدم احاطہ معاذ اللہ اسی طرح کا ہے وہاں بمعنی عدم ادراک حقیقت وکنہ ہے رہا یہ کہ "رویت کیونکر" یہ کیف سے سوال ہے وہ اور اس کی رویت کیف سے پاک ہے پھر کیونکر کو کیا دخل۔

عرض: ذات باری کے پرتو تو صرف حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوۃ جلد ثانی کے خاتمہ میں فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام مظہر صفات الٰہیہ ہیں اور عامہ مخلوق مظہر اسماء الٰہیہ ہے۔ وسید کل مظہر ذات حق ست وظہور حق دروے بالذات ست تو تمام مخلوق ظلال ذات کس طرح ہوگی۔

ارشاد: اسماء مظہر صفات ہیں اور صفات مظہر ذات اور مظہر کا مظہر مظہر ہے تو سب خلق مظہر ذات ہے اگرچہ بواسطہ یا بوسائط شیخ کا کلام مظہر ذات بلا واسطہ میں ہے وہ نہیں مگر حضور مظہر اول ﷺ ان کے لفظ دیکھئے کہ ظہور حق دروے بالذات ست۔

عرض: دو شخصوں میں کچھ روپیہ کا جھگڑا تھا چودھری نے صلح کرادی اور مدعی کو مدعا علیہ سے روپے مل گئے اور برادری میں یہ دستور ہے کہ جب چودھری تصفیہ کراتا ہے تو اپنا کچھ حق مقرر کر رکھا ہے وہ لے لیتا ہے چنانچہ اس صلح میں بھی چودھری اپنے حق کا طالب ہوا اس نے دینے سے انکار کیا جب اس نے اصرار کیا تو اس نے سب روپے چودھری کو دیدیے چودھری نے کہا کہ میں صرف اپنا حق لوں گا سب نہ لوں گا اس نے کہا میں خوشی سے دیتا ہوں چودھری نے وہ سب روپیے لے لیے بعد میں اس واقعہ کے مدعی نے کچہری میں نالش دائر کی کہ مجھے روپیے نہیں ملے اور وہ شخصوں نے جو اس واقعہ میں

موجود تھے اور جن کے سامنے روپے دیے گئے تھے قسم کھا کر شہادت دی کہ اس کو روپے نہیں ملے ان سب کے لیے شریعت کا کیا حکم ہے۔

ارشاد: مدعی سے چودھری کو روپیہ لینا حرام ہے ہاں اپنی خوشی سے دے تو مضائقہ نہیں اور مدعی اور گواہوں پر توبہ فرض ہے کہ جھوٹا دعویٰ کیا اور جھوٹی گواہی دی اور جھوٹی قسم کھائی۔

مؤلف: رشوت بھی اپنی خوشی سے دی جاتی ہے بلکہ چودھر نے تو مانگا اور مدعی نے انکار کیا پھر جب چودھری کا بہت اصرار ہوا تو اس نے سب دیدیے جس سے معلوم ہوا کہ وہ ناخوش تھا اور یہ کہ خوشی سے دیتا ہوں جھوٹ تھا اور رشوت تو بغیر طلب خود دی جاتی ہے پھر یہ کیوں جائز ہوا اور وہ تو حرام ہی ہے اور چودھری کو جو پہلے لینا حرام تھا اس کی وجہ بھی نیت رشوت ہوگی۔

ارشاد: انسانی خواہش وہاں تک معتبر ہے جہاں تک نہی شرعی نہ ہو رشوت، شرع نے حرام فرمائی ہے وہ کسی کی خوشی سے حلال نہیں ہوسکتی صحیح حدیث میں فرمایا۔ اَلرَّاشِیُ وَالْمُرْشِیُ كِلَا هُمَا فِی النَّارِ رشوت دینے والا اور لینے والا دونوں جہنمی ہیں چودھری جو صلح ہوجانے پر صلح کرانے کا معاوضہ لیتے ہیں وہ رشوت نہیں ہے بلکہ ایک ناجائز اجرت ہے جاہلانِ بے خرد ایسی جگہ حق کا لفظ بولتے ہیں یہاں تک کہ رشوت خوار بھی یہی کہتا ہے کہ ہمارا حق دلوایئے یہ کفر ہے کہ حرام کو حق کہا۔ ورع کا مرتبہ وہی ہے جو تم نے کہا کہ ظاہر انداز سے مظنون ہوتا ہے کہ اس کا یہ دینا حقیقۃً خوشی سے نہ ہوا اگرچہ بظاہر صاف کہہ رہا ہے کہ میں خوشی سے دیتا ہوں مگر شریعت مطہرہ میں زبان مظہر مافی الضمیر مانی گئی ہے وہ جو کچھ ہے قیاسی دلالت ہے اور یہ کہ خوشی سے دیتا ہوں صریح تصریح ہے اور فتاویٰ قاضی خاں وغیرہ میں مصرح ہے۔ اَلصَّرِيْحُ يَفُوْقُ الدَّلَالَةَ صریح کے آگے دلالت نہ لی جائے گی فقہ میں بہت مسائل اس پر مبنی ہیں کہ خانیہ و ہندیہ و درمختار میں ہیں اور تمام کتاب حیل کی بنا ہی اس پر ہے اور نہ اصل غرض قلبی اس عقد ملفوظ کے مطابق نہیں ہوتی درزی سے کپڑا سلوایا اور اجرت دینے کا کچھ ذکر نہ آیا اجرت واجب ہوگئی کہ اس کا

پیشہ ہی دلیل اجرت ہے لیکن اگر اس نے کہہ دیا تھا کہ میں تم سے اجرت نہیں چاہتا اب نہیں لے سکتا اگر چہ دوستانہ میں کہا ہو اگر چہ ایسی صورت میں غالباً یہ کہنا دل سے نہیں ہوتا بلکہ محض مروت ولحاظ حَتّی الامکان مسلمان کا حال صلاح پر محمول کرنا واجب ہے قیاس سے ٹھہرا لینا کہ اس نے خوشی سے دینا جھوٹ کہا اس کی طرف تین کبیروں کی نسبت ہے ایک تو جھوٹ دوسرے دھوکا دینا کہ دیا ناراضی سے اور اس پر رضا ظاہر کی۔ تیسرے حرام مال دینا جس کا لینا حرام ہے دینا بھی حرام ہے لہٰذا اس کا قول واقعیت پر محمول کریں گے۔

عرض: حضور قسم کا کفارہ کچھ نہیں۔

ارشاد: اس صورت میں کفارہ کچھ نہیں توبہ ہے۔ کفارہ اس قسم کا ہوتا ہے جو آئندہ کے لئے کسی کام کے کرنے نہ کرنے پر کھائی اور اس کے خلاف کیا گزشتہ پر قسم کھانے سے کفارہ نہیں۔

مؤلف: شب جمعہ میں اعلیٰ حضرت مدظلہ کے چھوٹے بھائی مولانا مولوی محمد رضا خاں صاحب تشریف لائے اور عرض کیا کہ آج ایک اخبار سے معلوم ہوا ہے کہ سلطنت بخارا شریف روسیوں سے منتقل ہو کر سلطان المعظم کے زیر اثر آ گئی اس پر ارشاد ہوا کہ یہ ایک قدیمی اسلامی سلطنت ہے جہاں بڑے بڑے ائمہ ومجتہدین گزرے ہیں۔ اور جن کے برکات اس وقت تک یہ موجود ہیں کہ ایک وقت میں سب جگہ اذان ہوتی ہے اور ایک ہی وقت میں نماز دکاندار اور کاروباری لوگ اپنا اپنا کام فوراً چھوڑ کر شامل جماعت ہو جاتے ہیں پھر اسی تذکرۂ سلطنت بخارا میں فرمایا کہ میں ایک روز حکیم وزیر علی صاحب کے یہاں قریب دس بجے دن کے جا رہا تھا میری عمر اس وقت جیلانی (اعلیٰ حضرت مدظلہ کے پوتے یعنی برخوردار ابراہیم رضا خاں) کے برابر تھی (دس سال) کہ سامنے سے ایک بزرگ سفید ریش نہایت شکیل ووجیہ تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا۔ سنتا ہے بچے آج کل عبدالعزیز ہے اس کے بعد عبدالحمید اور اس کے بعد عبدالرشید ہوگا اور فوراً نظر سے غائب ہو گئے چنانچہ اس وقت تک ان بزرگ کا قول بالکل مطابق ہوا

ایسے ہی ایک صاحب مسجد کے قریب ملے میرے بچپن کا زمانہ تھا مجھے بہت دیر تک غور سے دیکھتے رہے پھر فرمایا کہ تو رضا علی خاں کا کون ہے میں نے کہا پوتا فرمایا جبھی۔ اور فوراً تشریف لے گئے۔

عرض: نماز سے قبل کی سنتیں نہ ملنے سے کیا وہ قضا ہو جاتی ہیں۔

ارشاد: اپنے وقت سے قضا سمجھی جائیں گی نہ وقت نماز سے۔

عرض: کیا ائمہ مجتہدین میں اختلاف ہے جو ہاتھوں کے باندھنے میں اختلاف ہے کہ بعض سینہ پر اور بعض ناف پر باندھتے ہیں۔

ارشاد: خربوزہ کھایئے فالیز سے کیا غرض اس میں نہ پڑیے، جو کچھ ائمہ نے فرمایا مطابق شرع ہے ہر ایک کو امام کی تقلید چاہیے۔

عرض: حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت شریفہ حاصل ہونے کا طریقہ کیا ہے۔

ارشاد: درود شریف کی کثرت شب میں اور سوتے وقت کے علاوہ ہر وقت تکثیر رکھے بالخصوص اس درود شریف کو بعد عشا سو بار یا جتنی بار پڑھ سکے پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِ نَا مُحَمَّدٍ کَمَا اَمَرْتَنَا اَنْ نُصَلِّیَ عَلَیْہِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا ھُوَ اَھْلُہٗ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضیٰ لَہٗ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ رُوْحِ سَیِّدِ نَا مُحَمَّدٍ فِیْ الْاَرْوَاحِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ جَسَدِ سَیِّدِ نَا مُحَمَّدٍ فِیْ الْاَجْسَادِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ قَبْرِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِیْ الْقُبُوْرِ صَلَّی اللّٰہُ عَلیٰ سَیِّدِ نَا مُحَمَّدٍ وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ۔

حصول زیارت اقدس کے لئے اس سے بہتر صیغہ نہیں مگر خالص تعظیم شان اقدس کے لئے پڑھے اس نیت کو بھی جگہ نہ دے کہ مجھے زیارت عطا ہو آگے ان کا کرم، بے حد و بے انتہا۔

فراق و وصل چہ خواہی رضائے دوست طلب　　که حیف باشد ازو غیر او تمنا ئی

پھر ایک مسئلہ معمولی پیش ہوا جس کے اخیر میں لکھا تھا کہ جواب بحوالہ کتب ارقام

فرمایا جائے۔

ارشاد: صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے زمانہ میں بھی استفتاء پیش ہوتے تھے جن کے جواب فرما دیے جاتے تھے حوالہ کتب وہاں کہاں تھا اور آج کل مدلل مفصل صفحہ سطر دریافت کرتے ہیں حالانکہ سمجھتے کچھ بھی نہ ہوں۔

عرض: حضور ایک استغاثہ پیش کرنا ہے اس کے واسطے کونسا دن مناسب ہے۔

ارشاد: اس کے لئے کوئی خاص دن مقرر نہیں البتہ حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ جو شخص کسی حاجت کو ہفتہ کے دن صبح کے وقت قبل طلوع آفتاب اپنے گھر سے نکلے تو اس کی حاجت روائی کا میں ضامن ہوں۔

عرض: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر حاجت کے لئے ارشاد فرمایا ہے۔

ارشاد: ہاں جائز حاجت ہونا چاہیے۔

عرض: الم کے پارے میں ایک جگہ عذاب عظیم آیا ہے اگر نماز میں الیم پڑھا ہو جائے گی یا نہیں۔

ارشاد: ہاں ہو جائے گی نماز اس غلطی سے جاتی ہے جس سے معنے فاسد ہو جائیں۔

عرض: نماز میں اگر بسم اللہ شریف بالجہر نکل جائے تو کیا حکم ہے۔

ارشاد: بلاقصد نکل جائے تو خیر ورنہ قصداً مکروہ۔

عرض: دو مسجدیں قریب قریب ہیں ایام بارش میں ایک شہید ہوگئی اب اس کا سامان دوسری مسجد میں کہ وہ بھی شکستہ حالت میں ہے لگا سکتے ہیں یا نہیں۔

ارشاد: ناجائز ہے حتیٰ کہ ایک مسجد کا لوٹا بھی دوسری مسجد میں لے جانے کی ممانعت ہے مسلمانوں پر دونوں کا بنانا اور آباد کرنا فرض ہے اور اس قدر قریب بنانے کی ضرورت ہی کیا۔

عرض: حضور مسجد کے نام سے چندہ وصول کر کے خود کھائے تو کیا حکم ہے۔

ارشاد: جہنم کا مستحق ہے۔

عرض: اگر کوئی شخص اپنی زندگی میں پختہ قبر بنوا کر تیار کر رکھے۔ یہ جائز ہے یا

ناجائز۔

ارشاد: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں مرے گا قبر تیار رکھنے کا شرعاً حکم نہیں البتہ کفن سلوا کر رکھ سکتا ہے کہ جہاں کہیں جائے اپنے ساتھ لے جائے اور قبر ہمراہ نہیں رہ سکتی۔

عرض: جمعہ وعیدین کا خطبہ مع بسم اللہ جائز ہے۔

ارشاد: اعوذ باللہ آہستہ پڑھے اس کے بعد خطبہ پڑھے۔

عرض: اگر نماز کے وقت عمامہ باندھ لے اور سنتوں کے وقت اتار لے کہ درد سر کا گمان ہے تو جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد: خیر۔ مگر اولیٰ یہ ہے کہ نہ اتارے ایک جمعہ عمامہ کے ساتھ ستر جمعہ بغیر عمامہ کے برابر ہے (اسی بیان میں ارشاد ہوا کہ) درد سر اور بخار وہ مبارک امراض ہیں جو انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ہوتے تھے ایک ولی اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے درد سر ہوا آپ نے اس شکریہ میں تمام رات نوافل میں گزاردی کہ رب العزت تبارک وتعالیٰ نے مجھے وہ مرض دیا جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ہوتا تھا اللہ اکبر یہاں یہ حالت کہ اگر برائے نام درد معلوم ہوا تو یہ خیال ہوتا ہے کہ جلد نماز پڑھ لیں پھر فرمایا ہر ایک مرض یا تکلیف جسم کے موضع پر ہوتی ہے وہ زیادہ کفارہ اسی موقع کا ہے کہ جس کا تعلق خاص اس سے ہے لیکن بخار وہ مرض ہے کہ تمام جسم میں سرایت کر جاتا ہے جس سے باذنہ تعالیٰ تمام رگ رگ کے گناہ نکال لیتا ہے الحمد اللہ کہ مجھے اکثر حرارت ودرد سر رہتا ہے۔

عرض: حضور خلفائے راشدین کے زمانہ میں بھی فرقہ وہابیہ تھا۔

ارشاد: ہاں یہی وہ فرقہ ہے جسے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے فہمائش کی اجازت چاہی تھی اور بحکم امیر المومنین تشریف لے گئے اور ان سے پوچھا، کیا بات امیر المومنین کی تم کو ناپسند آئی انہوں نے کہا واقعہ صفین میں ابوموسیٰ اشعری کو حکم بنایا یہ شرک ہوا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ حکم نہیں مگر اللہ کے لئے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا اسی قرآن کریم

میں یہ آیت بھی تو ہے۔ فَابْعَثُوا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا زن وشوہر میں خصومت ہو ایک حکم اس کی طرف سے بھیجو ایک حکم اس کی طرف سے اگر وہ دونوں اصلاح چاہیں گے تو اللہ ان میں میل کر دے گا۔ دیکھو وہی طریقہ استدلال ہے جو وہابیہ کا ہوتا ہے کہ علم غیب وامداد وغیرہا میں ذاتی وعطائی کے فرق سے آنکھ بند اور نفی کی آیتوں پر دعویٰ ایمان اور اثبات کی آیتوں سے کفر اس جواب کو سن کر ان میں سے پانچ ہزار تائب ہوئے اور پانچ ہزار کے سر پر موت سوار تھی وہ اپنی شیطنت پر قائم رہے۔ امیر المومنین نے ان کے قتل کا حکم فرمایا۔ امام حسن وامام حسین اور دیگر اکابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ان کے قتل میں تامل ہوا کہ یہ قوم رات بھر تہجد اور دن بھر تلاوت میں بسر کرتی ہے ہم کیوں کر ان پر تلوار اٹھائیں مگر امیر المومنین کو تو حضور عالم ما کان وما یکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دیدی تھی کہ نماز روزہ وغیرہ ظاہری اعمال کے بشدت پابند ہوں گے باایں ہمہ دین سے ایسا نکل جائیں گے جیسے تیر نشانہ سے قرآن پڑھیں گے مگر ان کے گلوں سے نیچے نہیں اترے گا امیر المومنین کے حکم سے لشکر ان کے قتل پر مجبور ہوا عین معرکہ میں خبر آئی کہ وہ نہر کے اس پار اتر گئے۔ امیر المومنین نے فرمایا واللہ ان میں سے دس اس پار نہ جانے پائیں گے سب اسی طرف قتل ہوں گے جب سب قتل ہو چکے امیر المومنین نے لوگوں کے دلوں سے ان کے تقوے وطہارت وتہجد وتلاوت کا وہ خدشہ دفع کرنے کے لئے فرمایا تلاش کرو اگر ان میں ذوالثدیہ پایا جائے تو تم نے بدترین اہل زمین کو قتل کیا تلاش کیا گیا لاشوں کے نیچے نکلا جس کا ایک ہاتھ پستانِ زن کے مشابہ تھا امیر المومنین نے تکبیر کہی اور حمد الٰہی بجالائے اور لشکر کے دل کا شبہہ اس غیب کی خبر بتانے اور مطابق آنے سے زائل ہو گیا کسی نے کہا حمد ہے اسے جس نے ان کی نجاست سے زمین کو پاک کیا۔ امیر المومنین نے فرمایا کیا سمجھتے ہو کہ یہ لوگ ختم ہو گئے ہرگز نہیں ان میں سے کچھ ماں کے پیٹ میں ہیں کچھ باپ کے پیٹھ میں جب ان میں سے ایک گروہ ہلاک ہوگا دوسرا سر اٹھائے گا۔ حَتّٰى يَخْرُجَ آخِرُهُمْ مَعَ الدَّجَّالِ یہاں تک کہ ان کا پچھلا گروہ دجال کے ساتھ نکلے گا یہی وہ فرقہ ہے کہ ہر زمانہ میں نئے رنگ نئے نام

سے ظاہر ہوتا رہا اور اب اخیر وقت میں وہابیہ کے نام سے پیدا ہوا ان کی جو جو علامتیں صحیح حدیثوں میں ارشاد فرمائی ہیں سب ان میں موجود ہیں۔ تُحَقِّرُوْنَ صَلَاتَکُمْ عِنْدَ صَلَاتِھِمْ وَصِیَامَکُمْ عِنْدَ صِیَامِھِمْ وَاَعْمَالَکُمْ عِنْدَ اَعْمَالِھِمْ تم ان کی نماز کے آگے اپنی نماز کو حقیر جانو گے اور ان کے روزوں کے آگے اپنے روزوں کو اور ان کے اعمال کے آگے اپنے اعمال کو یَقْرَؤُنَ الْقُرْآنَ لَا یُجَاوِزُ طَرَاقِیَھُمْ قرآن پڑھیں گے ان کے گلوں سے نیچے نہ اترے گا۔ یَقُوْلُوْنَ مِنْ قَوْلِ خَیْرِ الْبَرِیَّۃِ بظاہر وہ بات کہیں گے کہ سب کی باتوں سے اچھی معلوم ہو یَا مِنْ قَوْلِ خَیْرِ الْبَرِیَّہ بات بات پر حدیث کا نام لیں گے اور حال یہ ہوگا کہ یَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّیْنَ کَمَا یَمْرُقُ السَّھْمُ مِنَ الرَّمِیَّۃِ دین سے نکل جائیں گے جیسے تیر نشانہ سے سِیْمَاھُمُ التَّحْلِیْقُ ان کی علامت یہ ہے کہ ان میں سے اکثر سر مونڈے مُشَمِّرِیَ الْاُزُرِ گھٹنی ازاروں والے ان کے پیشوا ابن عبدالوہاب نجدی کو سر منڈانے میں یہاں تک غلو تھا کہ عورت اس کے دین ناپاک میں داخل ہوتی اس کا سر بھی منڈا دیتا کہ یہ زمانہ کفر کے بال ہیں انہیں دور کر یہاں تک کہ ایک عورت نے کہا جو مرد تمہارے دین میں آتے ہیں ان کی داڑھیاں منڈوایا کرو کہ وہ بھی تو زمانہ کفر کے بال ہیں اس وقت سے باز آیا اور اب وہابیہ کو دیکھئے ان میں اکثر وہی سر منڈانے اور گھٹنے پائچے والے ہیں (اسی سلسلہ میں ارشاد فرمایا کہ) غزوہ حنین میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو غنائم تقسیم فرمائے اس پر ایک وہابی نے کہا کہ میں اس تقسیم میں عدل نہیں پاتا کیونکہ کسی کو زیادہ کسی کو کم عطا فرمایا اس پر فاروق اعظم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اجازت دیجیے کہ میں اس منافق کی گردن ماردوں فرمایا کہ اسے رہنے دے کہ اس کی نسل سے ایسے ایسے لوگ پیدا ہونے والے ہیں (وہابیہ کی طرف اشارہ فرمایا) اس سے فرمایا افسوس اگر میں تجھ پر عدل نہ کروں تو کون عدل کرے گا اور فرمایا اللہ رحم فرمائے میرے بھائی موسیٰ پر کہ اس سے زائد ایذا دیے گئے علما فرماتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک اس دن کی عطا سخی بادشاہوں کی عمر بھر کی داد و دہش سے زائد تھی جنگ غنائم سے بھرے ہوئے ہیں

اور حضور عطا فرمارہے ہیں اور مانگنے والے ہجوم کرتے چلے آتے ہیں اور حضور پیچھے ہٹتے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب سب اموال تقسیم ہو لیے ایک اعرابی نے ردائے مبارک بدن اقدس پر سے کھینچ لی کہ شانہ و پشت مبارک پر اس کا نشان بن گیا اس پر اتنا فرمایا اے لوگو جلدی نہ کرو واللہ کہ تم مجھ کو کسی وقت بخیل نہ پاؤ گے حق ہے اے مالک عرش کے نائب اکبر قسم ہے اس کی جس نے حضور کو حق کے ساتھ بھیجا کہ دونوں جہان کی نعمتیں حضور ہی کی عطا ہیں دونوں جہان حضور کی عطا سے ایک حصہ ہیں۔

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

بے شک دنیا و آخرت حضور کی بخشش سے ایک حصہ ہیں اور لوح و قلم کے تمام علوم ما کان و ما یکون حضور کے علوم سے ایک ٹکڑا صلی اللہ تعالیٰ علیك وسلم وعلیٰ آلك وصحبك وبارك وكرم۔ ایک روز بارگاہ رسالت میں صحابہ کرام حاضر ہیں ایک شخص آیا اور کنارہ مجالس اقدس پر کھڑے ہو کر مسجد میں چلا گیا ارشاد فرمایا کہ کون ہے کہ اسے قتل کرے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اور جا کر دیکھا وہ نہایت خشوع وخضوع سے نماز پڑھ رہا ہے صدیق اکبر کا ہاتھ نہ اٹھا کہ ایسے نمازی کو عین نماز کی حالت میں قتل کریں واپس حاضر ہوئے اور سب ماجرا عرض کیا ارشاد فرمایا کون ہے کہ اسے قتل کرے فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اور انہیں بھی وہی واقعہ پیش آیا حضور نے پھر ارشاد فرمایا۔ کون ہے کہ اسے قتل کرے مولیٰ علی اٹھے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ میں، فرمایا ہاں تم۔ اگر تمہیں ملے۔ مگر تم اسے نہ پاؤ گے یہی ہوا۔ مولیٰ علی رضی اللہ عنہ جب تک جائیں وہ نماز پڑھ کر چلتا ہوا۔ ارشاد فرمایا اگر تم اسے قتل کر دیتے تو امت پر سے بڑا فتنہ اٹھ جاتا یہ تھا وہابیہ کا باپ جس کی ظاہری و معنوی نسل آج دنیا کو گندہ کر رہی ہے اس نے مجلس اقدس کے کنارے پر کھڑے ہو کر ایک نگاہ سب پر کی اور دل میں یہ کہتا ہوا چلا گیا تھا کہ مجھ جیسا ان میں ایک بھی نہیں یہ غرور تھا اس خبیث کو، اپنی نماز و تقدس پر، اور نہ جانا کہ نماز ہو یا کوئی عمل صالح وہ سب اس سرکار کی غلامی و بندگی کی فرع ہے جب تک ان کا غلام نہ ہو لے کوئی بندگی کام نہیں دے سکتی۔ ولہذا قرآن عظیم میں ان کی تعظیم کو اپنی

عبادت سے مقدم رکھا کہ فرمایا۔ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا۔ تاکہ تم ایمان لاؤ اللہ ورسول پر اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو اور صبح شام اللہ کی پاکی بولو یعنی نماز پڑھو تو سب میں مقدم ایمان ہے کہ بے اس کے تعظیم رسول مقبول نہیں اس کے بعد تعظیم رسول ہے کہ بے اس کے نماز اور کوئی عبادت مقبول نہیں یوں تو عبداللہ تمام جہان ہے مگر سچا عبداللہ وہ ہے جو عبد مصطفیٰ ہے ورنہ عبد شیطان ہوگا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

مؤلف: ایک روز مولوی سعید احمد ابن مولوی فتح محمد صاحب تائب لکھنوی اعلیٰ حضرت مدظلہ سے آ کر دست بوس ہوئے اور قربانی کی کھال کے بارے میں دریافت کیا کہ مدارس میں دی جاسکتی ہے یا نہیں۔

ارشاد: ہوا بلاشبہ ان کا صرف مدرسہ میں جائز ہے مولوی صاحب نے صاحب ہدایہ کا قول نقل کیا کہ ان کے نزدیک قربانی کی کھال بیچنے سے اس کی قیمت کا صدقہ واجب ہوجاتا ہے اور صدقات واجبہ کا مصرف مصرف زکوٰۃ ہے اور مصرف زکوٰۃ میں تملیک فقرا شرط ہے اس پر ارشاد فرمایا کہ یہ اس صورت میں ہے کہ تمول کے لئے بیچے کہ وہ بوجہ تقرب صالح تمول نہ رہی بخلاف اس صورت کے کہ فی سبیل اللہ مصارف خیر میں صرف کے لئے بیچے کہ یہ بھی قربت ہے اور یہاں قربت ہی مقصود ہے علاوہ بریں مدارس میں دینا بیچ کر ہی ضرور نہیں اکثر کھالیں مدارس میں بھیج دیتے ہیں اور کھال تو غنی کو بھی دے سکتا ہے پھر مدرسہ دینیہ نے کیا قصور کیا ہے۔ اس وقت مولانا مولوی حسنین رضا خاں صاحب بھی حاضر خدمت تھے انہوں نے عرض کی کہ جب صدقات واجبہ میں تملیک شرط ہے تو زکوٰۃ اور ایسے صدقات مدارس میں کیوں کر صرف کیے جاسکیں گے۔

ارشاد: مہتمم کو چاہیے کہ زکوٰۃ وصدقات واجبہ کی رقوم سے ضرورت پر طلبا کو کتابیں خرید دے اور انہیں مالک بنادے یا یہ کہ جو کھانا طلبا کو مدرسہ سے بطریق اباحت دیا جاتا ہے طلبا کو پہلے روپیہ دے کر مالک بنادے پھر وہ روپیہ مہتمم کو واپس کریں اور کھانے میں شریک ہوجائیں البتہ مدرسین کی تنخواہ وغیرہ میں یہ روپیہ صرف کرنا جائز نہیں۔

عرض: حضور اگر قرآن عظیم صندوق میں بند ہو اور ریل کا سفر یا کسی دوسری سواری میں سفر کر رہا ہے اور تنگی جگہ کے باعث مجبور ہے تو ایسی صورت میں صندوق نیچے رکھ سکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد: ہرگز نہ رکھے انسان خود مجبوریاں پیدا کر لیتا ہے ورنہ کچھ دشوار نہیں جس کے دل میں قرآن عظیم کی عظمت ہے وہ ہر طرح سے اس کی تعظیم کا خیال رکھے گا۔

عرض: وقت عصر میں کراہت کس وقت آتی ہے۔

ارشاد: غروب آفتاب سے بیس منٹ قبل تک کراہت نہیں یعنی سلام کے بعد بیس منٹ غروب میں باقی رہیں اس کے بعد کراہت ہے کہ اس وقت تخمینی میں آفتاب پر نگاہ جمنے لگتی ہے۔

عرض: ایک شخص نے نماز میں سورۂ زلزال و عادیات پڑھیں اور اثقال اور تحدث کی ث کو س کے مخرج سے ادا کیا اور اوحی کی ح کو ہ اور ضبحاً کے ض کو د مفخم بھی نہیں پڑھا بلکہ صریح دبھا پڑھا اور حصل کے ص کو مشابہ س تو اس صورت میں اعادہ نماز کا ہوگا یا نہیں۔

ارشاد: نماز نہ ہوئی پھر پڑھے۔

عرض: بعض حاضرین نے عرض کیا کہ حضور دنیوی مکروہات نے ایسا گھیرا ہے کہ روز ارادہ کرتا ہوں آج قضا نمازیں ادا کرنا شروع کر دوں گا مگر نہیں ہوتا کیا یوں ادا کروں کہ پہلے تمام نمازیں فجر کی ادا کر لوں پھر ظہر کی پھر اور اوقات کی تو کوئی حرج ہے مجھے یہ بھی یاد نہیں کہ کتنی نمازیں قضا ہوئی ہیں ایسی حالت میں کیا کرنا چاہیے۔

ارشاد: قضا نمازیں جلد سے جلد ادا کرنا لازم ہیں نہ معلوم کس وقت موت آجائے کیا مشکل ہے ایک دن کی بیس رکعت ہوتی ہیں (یعنی فجر کے فرضوں کی دو رکعت اور ظہر کی چار اور عصر کی چار اور مغرب کی تین اور عشا کی سات رکعت یعنی چار فرض تین وتر) ان نمازوں کو سوائے طلوع و غروب و زوال کے (کہ اس وقت سجدہ حرام ہے) ہر وقت ادا کر سکتا ہے اور اختیار ہے کہ پہلے فجر کی سب نمازیں ادا کر لے پھر ظہر پھر عصر

پھر مغرب پھر عشا کی یا سب نمازیں ساتھ ساتھ ادا کرتا جائے اور ان کا ایسا حساب لگائے کہ تخمینہ میں باقی نہ رہ جائیں زیادہ ہو جائیں تو حرج نہیں اور وہ سب بقدر طاقت رفتہ رفتہ جلد ادا کرلے کاہلی نہ کرے جب تک فرض ذمہ پر باقی رہتا ہے کوئی نفل قبول نہیں کیا جاتا۔ نیت ان نمازوں کی اس طرح ہو مثلاً سو بار کی فجر قضا ہے تو ہر بار یوں کہے کہ سب سے پہلے جو فجر مجھ سے قضا ہوئی ہر دفعہ یہی کہے یعنی جب ایک ادا ہوئی تو باقیوں میں جو سب سے پہلی ہے اسی طرح ظہر وغیرہ ہر نماز میں نیت کرے جس پر بہت سی نمازیں قضا ہوں اس کے لئے صورت تخفیف اور جلد ادا ہونے کی یہ ہے کہ خالی رکعتوں میں بجائے الحمد شریف کے تین بار سبحان الله کہے اگر ایک بار بھی کہہ لے گا تو فرض ادا ہو جائے گا نیز تسبیحات رکوع وسجود میں صرف ایک ایک بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم اور سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی پڑھ لینا کافی ہے تشہد کے بعد دونوں درود شریف کے بجائے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وتروں میں بجائے دعائے قنوت رَبِّ اغْفِرْلِیْ کہنا کافی ہے طلوع آفتاب کے بیس منٹ بعد اور غروب آفتاب سے بیس منٹ قبل نماز ادا کر سکتا ہے اس سے پہلے یا اس کے بعد ناجائز ہے ہر ایسا شخص جس کے ذمہ نمازیں باقی ہیں چھپ کر پڑھے کہ گناہ کا اعلان جائز نہیں (اسی سلسلہ میں ارشاد فرمایا) اگر کسی شخص کے ذمہ تیس یا چالیس سال کی نمازیں واجب الادا ہیں اس نے اپنے ان ضروری کاموں کے علاوہ جن کے بغیر گزر نہیں کاروبار ترک کر کے پڑھنا شروع کیا اور پکا ارادہ کر لیا کہ کل نمازیں ادا کر کے آرام لوں گا اور فرض کیجئے اسی حالت میں ایک مہینہ یا ایک دن ہی کے بعد اس کا انتقال ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کاملہ سے اس کی سب نمازیں ادا کر دے گا۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَمَنْ یَّخْرُجْ مِنْ بَیْتِہٖ مُھَاجِرًا اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ثُمَّ یُدْرِکْہُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ۔ جو اپنے گھر سے اللہ ورسول کی طرف ہجرت کرتا ہوا نکلے پھر اسے راستہ میں موت آجائے تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ کرم پر ثابت ہو چکا یہاں مطلق فرمایا گھر سے اگر ایک ہی قدم نکالا اور موت نے آلیا تو پورا کام اس کے نامۂ اعمال میں لکھا جائے گا اور کامل

ثواب پائے گا وہاں نیت دیکھتے ہیں سارا دارو مدار حسن نیت پر ہے۔

عرض : حضور جب رسل وملائکہ معصوم ہیں تو ان کو علیہ الصلوٰۃ والسلام کہہ کر ایصال ثواب کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

ارشاد: اوّل تو علیہ الصلوٰۃ والسلام ایصال ثواب نہیں بلکہ اظہار تعظیم ہے اور ان پر نزول درود وسلام کی دعا اور ہو بھی تو ملائکہ ورسل زیادت ثواب سے مستغنی نہیں حضرت ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام غسل فرمارہے تھے رب العزۃ تبارک وتعالیٰ نے سونے کا مینہ ان پر برسایا آپ چادر مبارک پھیلا کر سونا اٹھانے لگے ندا آئی اے ایوب کیا ہم نے تمہیں اس سے غنی نہ کیا عرض کرتے ہیں بے شک تو نے غنی کیا ہے لیکن تیری برکت سے مجھے کسی وقت غنا نہیں (اسی تذکرے میں فرمایا) کہ ایک صاحب شاکی رہتے ایک مرتبہ بہت پریشان آئے میں نے ان سے دریافت کیا کہ جس عورت کو باپ نے طلاق دیدی ہو کیا وہ بیٹے کو حلال ہوسکتی ہے فرمایا نہیں میں نے کہا حضرت امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے جن کی آپ اولاد میں ہیں تنہائی میں اپنے چہرۂ مبارک پر ہاتھ پھیر کر ارشاد فرمایا اے دنیا کسی اور کو دھوکا دے میں نے تجھے وہ طلاق دی جس میں کبھی رجعت نہیں پھر سادات کرام کا افلاس کیا تعجب کی بات ہے سید صاحب نے فرمایا واللہ میری تسکین ہوگئی وہ اب زندہ موجود ہیں اس روز سے کبھی شاکی نہ ہوئے۔

مولوی عبدالرحمن صاحب بہاری جیپوری: حضور حاجی عبدالجبار صاحب کو اکثر اوقات پریشانی رہتی ہے۔

ارشاد: لاحول شریف کی کثرت کریں یہ ۶۹ بلاؤں کو دفع کرتی ہے ان میں سب سے آسان تر پریشانی ہے اور ۶۰ بار پڑھ کر پانی پر دم کرکے روز پی لیا کریں۔

عرض: برکت رزق کی کوئی دعا حضور ارشاد فرمائیں میں آج کل بہت پریشان ہوں۔

ارشاد: ایک صحابی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی دنیا نے مجھ سے پیٹھ پھیر لی فرمایا کیا وہ تسبیح تمہیں یاد نہیں جو تسبیح ہے ملائکہ کی اور جس کی برکت سے روزی دی جاتی ہے خلق دنیا آئے گی تیرے پاس ذلیل وخوار ہو کر طلوع فجر کے ساتھ سو بار

کہا کر سبحان اللہ بحمدہ سبحان اللہ العظیم ۔وبحمدہ استغفراللہ ۔ ان صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سات دن گزرے تھے کہ خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی حضور دنیا میرے پاس اس کثرت سے آئی میں حیران ہوں کہاں اٹھاؤں کہاں رکھوں۔اس تسبیح کا آپ بھی ورد رکھیں حتی الامکان طلوع صبح صادق کے ساتھ ہو ورنہ صبح سے پہلے جماعت قائم ہو جائے تو اس میں شریک ہو کر بعد کو عدد پورا کیجئے اور جس دن قبل نماز بھی نہ ہو سکے تو خیر طلوع شمس سے پہلے۔

مؤلف: مصر کے میناروں کا تذکرہ ہوا اس پر فرمایا۔

ارشاد: ان کی تعمیر حضرت آدم علی نبینا علیہ الصلاۃ والسلام سے چودہ ہزار برس پہلے ہوئی نوح علیہ السلام کی امت پر جس روز عذاب طوفان نازل ہوا ہے پہلی رجب تھی بارش بھی ہو رہی تھی اور زمین سے بھی پانی ابل رہا تھا بحکم رب العالمین نوح علیہ السلام نے ایک کشتی تیار فرمائی جو ۱۰ رجب کو تیرنے لگی اس کشتی پر ۸۰ آدمی سوار تھے جس میں دو نبی تھے (حضرت آدم وحضرت نوح علیہم السلام) حضرت نوح علیہ السلام نے اس کشتی پر حضرت آدم علیہ السلام کا تابوت رکھ لیا اور اس کے ایک جانب مرد اور دوسری جانب عورتوں کو بٹھایا تھا پانی اس پہاڑ سے جو سب سے بلند تھا، ۳۰ ہاتھ اونچا ہو گیا تھا دسویں محرم کو ۶ ماہ کے بعد سفینہ مبارکہ جودی پہاڑ پر ٹھہرا سب لوگ پہاڑ سے اترے اور پہلا شہر جو بسایا اس کا سوق الثمانین نام رکھا یہ بستی جبل نہاوند کے قریب متصل موصل واقع ہے اس طوفان میں دو عمارتیں مثل گنبد ومنارہ باقی رہ گئیں تھیں۔جنہیں کچھ نقصان نہ پہنچا اس وقت روئے زمین پر سوائے ان کے اور عمارت نہ تھی۔

امیر المومنین حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے انہیں عمارتوں کی نسبت منقول ہے بنی الھرمان النسر فی سرطان یعنی دونوں عمارتیں اس وقت بنائی گئیں جب ستارہ نسر نے برج سرطان میں تحویل کی تھی۔نسر دو ستارے ہیں نسر واقع ونسر طائر اور جب مطلق بولتے ہیں تو اس سے نسر واقع مراد ہوتا ہے ان کے دروازہ پر ایک گدھ کی تصویر ہے اور اس کے پنجہ میں کنگچہ جس سے تاریخ تعمیر کی طرف اشارہ ہے

مطلب یہ کہ جب نسر واقع برج سرطان میں آیا اس وقت یہ عمارت بنی جس کے حساب سے بارہ ہزار چھ سو چالیس سال ساڑھے آٹھ مہینے ہوتے ہیں کہ ستارہ چونسٹھ برس قمری سات مہینے ستائیس دن میں ایک درجہ طے کرتا ہے اور اب برج جدی کے سولھویں درجہ میں ہے تو جب سے چھ برج بڑھے پندرہ درجہ سے ہزار طے کر گیا تو آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تخلیق سے بھی تقریباً پونے چھ ہزار برس پہلے کے بنے ہوئے ہیں کہ ان کی آفرینش کو سات ہزار برس سے کچھ زائد ہوئے لاجرم یہ قوم جن کی تعمیر ہے کہ پیدائش آدم علیہ الصلاۃ والسلام سے پہلے ساٹھ ہزار برس زمین پر رہ چکی تھی۔

عرض: حضور انہیں ۸۰- انسانوں کی اولاد ہو کر دنیا بڑھی۔

ارشاد: پسماندگان طوفان سے کسی کی نسل نہ بڑھی صرف نوح علیہ السلام کی نسل تمام دنیا میں ہے قرآن عظیم فرماتا ہے۔ وجعلنا ذریتہ ھم الباقین اسی لئے انہیں آدم ثانی کہتے ہیں۔

عرض: کیا حضرت نوح علیہ السلام نے دنیا میں ایک ہزار برس قیام فرمایا۔

ارشاد: نہیں بلکہ تقریباً سولہ سو برس (۱۶۰۰) تک تشریف فرما رہے۔

عرض: حضور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر بھی حج فرض ہوا تھا۔

ارشاد: ان پر فرضیت کا حال خدا جانے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام حج کرتے رہے حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت ہوا پر اڑتا جا رہا تھا جب کعبۂ معظمہ سے گزرا تو کعبہ رویا اور بارگاہ احدیت میں عرض کی کہ ایک نبی تیرے انبیاء سے اور ایک لشکر تیرے لشکروں سے گزرا نہ مجھ میں اترا نہ نماز پڑھی اس پر ارشاد باری تعالیٰ ہوا نہ رو میں تیرا حج اپنے بندوں پر فرض کردوں گا جو تیری طرف ایسے ٹوٹیں گے جیسے پرندا اپنے گھونسلے کی طرف اور ایسے روتے ہوئے دوڑیں گے جس طرح اونٹنی اپنے بچے کے شوق میں اور تجھ میں نبی آخر الزماں کو پیدا کروں گا جو مجھے سب انبیاء سے زیادہ پیارا ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

عرض: غرور بالفتح اور غرور بالضم میں کیا فرق ہے۔

ارشاد: غرور بالفتح فریبی اور بالضم فریب۔

عرض: زید اپنے عیال واطفال کو اپنے بھانجے یا بھتیجے کی نگرانی میں چھوڑ کر خود باہر چلا گیا اس کے چلے جانے کے بعد عورت کے بچہ پیدا ہوا۔ اس کی اطلاع خاوند کو دی گئی اس نے کچھ جواب نہ دیا۔ یہاں تک کہ جب واپس آیا تب بھی محض خاموش رہا، نہ کچھ کہا نہ سنا اور پھر باہر چلا گیا۔ پھر ایک لڑکی پیدا ہوئی اس کی خبر کی اطلاع دینے پر اس نے جواب لکھا کہ تم میری عورت پر تہمت لگاتے ہو، اس صورت میں اولاد حرامی ہوگی یا نہیں۔

ارشاد: تاوقتیکہ چار مرد مسلمان آزاد عادل گواہان ثبوت اس طرح دیکھنے کی گواہی نہ دیں جیسے سرمہ دانی میں سلائی ان کی شہادت شریعت مطہرہ میں قابل سماعت نہ ہوگی۔

عرض: حضور عہد رسالت میں کوئی ایسا واقعہ گزرا ہے یا نہیں۔

ارشاد: عہد رسالت اقدس میں زنا کا ثبوت گواہوں سے کبھی نہیں ہوا۔ البتہ دو بار یہ ہوا کہ مجرموں نے خود اقرار کر لیا پہلا واقعہ حضرت ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دوسرا ایک صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دونوں مجرم بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور شرعی سزا کے خواستگار ہوئے کہ ہم پاک ہو جائیں دونوں کو سنگسار کیا گیا جس وقت حضرت ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنگسار کیا آپ بھاگے لیکن سنگساریوں نے پکڑ کر قتل کر دیا اور خدمت اقدس میں حاضر ہو کر کل واقعہ بیان کیا فرمایا تم نے چھوڑ کیوں نہیں دیا جب وہ بھاگا تھا اور فرمایا اس نے ایسی توبہ کی کہ اگر تمام شہر پر تقسیم کی جائے۔ سب کو کافی ہو صحابہ کرام میں سے ایک صاحب نے حضرت ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت کچھ برے الفاظ فرمائے اس پر ارشاد ہوا۔ برا نہ کہو میں دیکھتا ہوں کہ وہ جنت کی نہروں میں غوطہ لگا رہا ہے۔ اسی طرح صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے جرم کا خدمت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر اقرار کیا اور سزا کی خواستگار ہوئیں۔ ارشاد فرمایا تیرے پیٹ میں حمل ہے بعد وضع حمل آنا بعد فراغ حمل بچہ کو لے کر حاضر ہوئیں اور عرض کی کہ اس بچہ کو اب کیا کروں فرمایا اس کو دودھ پلاؤ۔ یہ ارشاد عالی سن کر وہ بی بی واپس گئیں اور بعد دو برس بچہ کو لے کر حاضر ہوئیں۔ بچہ کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا عرض کی حضور اب یہ روٹی خود کھاتا ہے بچہ لے کر رجم فرمایا۔

عرض: کیا حضور حد شرعی سے پاک ہو جاتا ہے۔

ارشاد: حد سے پاک ہو جاتا ہے اور قصاص سے نہیں ہوتا خون ناحق کرنے والے پر تین حق ہیں ایک مقتول کے اعزا کا دوسرا مقتول کا تیسرا رب العزۃ تبارک وتعالیٰ کا جن میں سے اعزا کا حق قصاص لینے سے ادا ہو جاتا ہے اور دو حق باقی رہتے ہیں۔

عرض: اس شخص پر جو قصاص میں قتل کیا گیا نماز پڑھی جائے۔

ارشاد: ہاں جیسے خودکشی کرنے والے کی البتہ اپنے ماں باپ کو قتل کرنے والے اور باغی ڈاکو کہ ڈاکہ میں مارا گیا ان کے جنازہ کی نماز نہیں۔

عرض: ایک صاحب نے ایک وہابی کے جنازہ کی نماز پڑھی ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے۔

ارشاد: وہابی رافضی قادیانی وغیرہم کفار مرتدین کے جنازہ کی نماز انہیں ایسا جانتے ہوئے پڑھنا کفر ہے۔

عرض: اگر امام منبر چھوڑ کر خطبہ پڑھے اور جب کہا جائے تو کہے کوئی حرج نہیں اس صورت میں نماز ہوگی یا نہیں۔

ارشاد: خلاف سنت ہے امام کو سمجھانا چاہیے نماز ہوگئی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں برسوں کے بعد منبر شریف بنا ابتداء اکثر ستون کے سہارے سے حضور نے خطبہ فرمایا ہے۔

عرض: حضور نمازی کے سامنے سے نکلنے کے لئے کتنا فاصلہ درکار ہے۔

ارشاد: خاشعین کی سی نماز پڑھے کہ قیام میں نظر موضع سجود پر جمائی تو نظر کا قاعدہ ہے جہاں جمائی جائے اس سے کچھ آگے بڑھتی ہے میرے تجربہ میں یہ جگہ تین گز ہے یہاں تک نکلنا مطلقاً جائز نہیں اس سے باہر باہر صحرا اور بڑی مسجد میں نکل سکتا ہے مکان اور چھوٹی مسجد میں دیوار قبلہ تک سامنے سے نہیں جا سکتا فقہائے کرام نے جس کو بڑی مسجد فرمایا ہے یہاں کوئی نہیں سوائے مسجد خوارزم کے جس کا ایک ربع چار ہزار ستون پر ہے بڑی مسجد ہے یا مسجد حرام شریف میں نمازی کے سامنے طواف جائز ہے کہ وہ بھی مثل

نماز عبادت ہے (اسی سلسلۂ بیان میں فرمایا کہ) اگر کوئی شخص تنہا اپنے گھر یا مسجد میں پڑھ رہا ہے اور دوسرا شخص دستک دے یا مسجد میں نمازی کے سامنے سے نکلنا چاہتا ہو تو نمازی اس کو آگاہ کرنے کی غرض سے بالجہر لا الہ الا اللہ کہدے اور اگر نماز میں بچہ سامنے آکر بیٹھ جائے تو اس کو ہٹادے اور اگر تخت پر پڑھ رہا ہو اور بچہ کے گر جانے کا احتمال ہو تو اس کو گود میں اٹھالے خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت اُمامہ بنت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو گود میں لے کر نماز پڑھی ہے اگر بچے کے کپڑے یا بدن میں نجاست لگی ہے اور وہ اس قابل ہے کہ گود میں خود رک سکتا ہے تو نماز جائز ہے کہ بچہ حامل نجاست ہے ورنہ نماز نہ ہوگی کہ اب یہ خود حامل نجاست ہوا۔

عرض: جھوٹے مدعی نبوت سے معجزہ طلب کیا جا سکتا ہے۔

ارشاد: اگر مدعی نبوت سے اس خیال سے کہ اس کا عجز ظاہر ہو معجزہ طلب کرے تو حرج نہیں اور اگر تحقیق کے لئے معجزہ طلب کیا کہ یہ معجزہ بھی دکھا سکتا ہے یا نہیں تو فوراً کافر ہوگیا (اسی تذکرہ میں فرمایا کہ) مباحثہ میں لوگ یہ شرط کر لیتے ہیں کہ جو ساکت ہوجائے گا وہ دوسرے کا مذہب اختیار کر لے گا یہ سخت حرام اور اشد حماقت ہے ہم اگر کسی سے لاجواب بھی ہوجائیں تو مذہب پر کوئی الزام نہیں کہ ہمارے مقدس مذہب کا مدار ہم پر نہیں ہم انسان ہیں اس وقت جواب خیال میں نہ آیا۔

مؤلف: اس وقت مولانا مولوی نعیم الدین صاحب اور مولانا مولوی ظفر الدین صاحب اور مولوی احمد مختار صاحب میرٹھی اور مولوی احمد علی صاحب و مولانا مولوی رحم الٰہی صاحب ناظم انجمن اہلسنت و مدرس مدرسہ اہلسنت و مولانا مولوی امجد علی صاحب مدرس مدرسہ اہلسنت و مہتمم مطبع اہلسنت وغیرہ حضرات علمائے کرام حاضر خدمت تھے۔ انجمن کے آریہ، ناریہ کے مقابل جلسے ہو رہے تھے یہ سب حضرات جلسہ مناظرہ سے مظفر ومنصور واپس آئے تھے رام چند رمناظر آریہ کی چرب زبانی اور بے حیائی کا ذکر ہو رہا تھا کہ بات سمجھنے کی لیاقت نہیں رکھتا بے حیائی سے کچھ نہ کچھ کہے ضرور جاتا ہے اس پر ارشاد فرمایا سخت غلطی ہے کہ ایسوں سے زبانی بات چیت ہو اس کا حاصل یہی ہوتا ہے کہ وہ کچھ

نہ کچھ بکے جائے گا جس سے لوگ جانیں کہ بڑا مقرر ہے برابر جواب دے رہا ہے انسان میں یہ قوت نہیں کہ زبان بند کردے بے حیا کفار اللہ وجل کے حضور نہ چوکیں گے وہاں بھی زبان چلی ہی جائے گی یہاں تک کہ منہ پر مہر فرمائی جائے گی اور اعضا کو حکم ہوگا بول چلو۔ اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلیٰ اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ تو ایسوں سے ہمیشہ تحریری گفتگو ہونا چاہیے کہ مکرنے بدلنے بچلنے کی گلی نہ رہے بہت دھوکا ہوتا ہے کہ وہابیہ وغیرہ سے فرعی مسائل میں گفتگو کر بیٹھتے ہیں وہابی غیر مقلد قادیانی وغیرہ تو چاہتے ہی یہ ہیں کہ اصول چھوڑ کر فرعی مسائل میں گفتگو ہو انہیں ہرگز یہ موقع نہ دیا جائے ان سے یہی کہا جائے کہ پہلے تم اسلام کے دائرہ میں آلو اپنا مسلمان ہونا تو ثابت کرلو پھر فرعی مسائل میں گفتگو کا حق ہوگا۔

عرض: مصافحہ واپسی کے وقت کرنے کی ممانعت فرمائی گئی ہے۔

ارشاد: نہیں اصحاب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب آپس میں ملتے مصافحہ فرماتے اور جب رخصت ہوتے معانقہ کرتے۔

عرض: معانقہ ایک جانب یا دونوں جانب سے کرے۔

ارشاد: ایک طرف سے بھی ہوجائے گا لیکن عرب شریف میں دونوں طرف سے کرتے ہیں۔

عرض: نماز جمعہ یا عیدین یا بعد صلاۃ پنجگانہ مصافحہ کرنا کیسا ہے۔

ارشاد: جائز ہے نسیم الریاض میں ہے الا صح انها بدعة مباحة۔

عرض: اذان میں نام اقدس لیتے وقت روضۂ منورہ کی طرف منہ کرسکتا ہے۔

ارشاد: خلاف سنت ہے سوائے حی علی الصلاۃ اور حی علی الفلاح کے اور کسی کلمہ پر کسی طرف منہ نہیں پھیر سکتا یا خطبہ میں عز جلالہ، وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہے یہ قلبی محبت نہیں۔ قلبی محبت وہی ہے کہ شریعت کے دائرہ میں رہے اس میں اپنی اصلاح کی مداخلت نہ کرے البتہ خطبہ میں اگر کلمہ شریف خطیب پڑھے تو رفع سبابہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

عرض: گناہ صغیرہ وکبیرہ میں کیا فرق ہے۔

ارشاد: گناہ کبیرہ سات سو ہیں ان کی تفصیل بہت طویل ہے اللہ کی معصیت جس قدر ہے سب کبیرہ ہے اگر صغیرہ وکبیرہ کو علحدہ شمار کرایا جائے تو لوگ صغائر کو ہلکا سمجھیں گے وہ کبیرہ سے بھی بدتر ہو جائے گا جس گناہ کو ہلکا جان کر کرے گا وہی کبیرہ ہے ان کے امتیاز کے لئے صرف اس قدر کافی ہے کہ فرض کا ترک کبیرہ ہے اور واجب کا صغیرہ جو گناہ بیبا کی اور اصرار سے کیا جائے کبیرہ ہے۔

عرض: کون کون عورتیں غیر محرم کے یہاں جاسکتی ہیں۔

ارشاد: مریضہ، غاسلہ، قابلہ، کا غیر محرم کے یہاں جانا جائز ہے۔

عرض: لا مذہب کو مسلمان کرنے کا کیا طریقہ ہے۔

ارشاد: لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اللہ ایک ہے آسمان سے پانی اتارنے والا ایک اللہ ہے زمین سے کھیتی اگانے والا ایک اللہ ہے جلانے والا ایک اللہ ہے مارنے والا ایک اللہ ہے روزی دینے والا ایک اللہ ہے ایک اللہ کی پوجا ہے اللہ کے سوا کسی کی پوجا نہیں۔ لوگ اللہ کے سوا جن جن کو پوجتے ہیں وہ سب جھوٹے ہیں اللہ نے اپنے بندوں کو سچا راستہ دکھانے کے لئے اپنے نیک بندے بھیجے جنہیں نبی اور رسول کہتے ہیں وہ جو کچھ خدا کے پاس سے لائے وہ سب حق ہیں ان نبیوں اور کتابوں پر ایمان لایا ان میں سب سے بڑے اور سب کے سردار محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں وہ جو کچھ اللہ کے پاس سے لائے سب سچ ہے میرا دین مسلمانوں کا دین ہے مسلمانوں کا دین سچا ہے مسلمانوں کے دین کے سوا اور دین جتنے ہیں وہ سب جھوٹے ہیں۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

عرض: وسوسہ کے دفع کے لئے کیا پڑھے۔

ارشاد: اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۔ پڑھنے سے فوراً وسوسے رفع ہو جاتے ہیں بلکہ صرف اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ کہنے سے دور ہو جاتے ہیں۔

عرض : اگر ریا کے لئے نماز روزہ رکھا تو فرض ادا ہوگا یا نہیں۔

ارشاد : (معاذ اللہ) فقہی نماز روزہ ہو جائے گا کہ مفسد نہ پایا گیا ثواب نہ ملے گا بلکہ عذاب نار کا مستحق ہوگا روز قیامت اس سے کہا جائے گا او فاجر او غادر او خاسر او کافر تیرا عمل حبط ہوا اپنا اجر اس سے مانگ جس کے لئے کرتا تھا یہی ایک برائی ریا کی مذمت کو کافی ہے۔

عرض : تبارک بعد مرنے ہی کے ہوسکتا ہے یا زندگی میں بھی کرسکتا ہے اور مقدار سوا من صحیح ہے یا نہیں۔

ارشاد : ہرسال کریں یا ایک ہی سال تبارک شریف سے مقصود ایصال ثواب ہے اور شریعت میں اس کی کوئی مقدار مقرر نہیں جتنا ہو اور جب ہو پاک مال اور خالص نیت سے اللہ کے لئے ہو مرنے کے بعد ہو یا زندگی میں ہرسال کریں کوئی حرج نہیں بلکہ مقرر کر کے موقوف کرنا نہ چاہیے اس کے فوائد بے شمار ہیں اس میں سورۂ تبارک شریف پڑھی جاتی ہے اس سورۂ کریمہ کی برابر عذاب قبر سے بچانے والی اور راحت پہنچانے والی کوئی چیز نہیں اگر اس کے پڑھنے والے کے پاس ملائکہ عذاب آنا چاہتے ہیں تو ان کو روکتی ہے وہ دوسری طرف سے آنا چاہتے ہیں تو ادھر حائل ہوتی ہے اور فرماتی ہے کہ اس کے پاس نہ آؤ یہ مجھے پڑھتا تھا فرشتے عرض کرتے ہیں ہم اس کے حکم سے آئے ہیں جس کا تو کلام ہے تو فرماتی ہے کہ ٹھہر جاؤ جب تک میں واپس نہ آؤں اس کے پاس نہ آنا اور بارگاہ الٰہی میں حاضر ہو کر اپنے پڑھنے والے کی مغفرت کے لئے ایسا جھگڑتی ہے کہ مخلوق کو ایسا جھگڑنے کی طاقت نہیں انتہا یہ کہ اگر مغفرت میں تاخیر ہوتی ہے عرض کرتی ہے وہ مجھے پڑھتا تھا اور تو نے اسے نہ بخشا اگر میں تیرا کلام نہیں تو مجھے اپنی کتاب میں سے چھیل دے اس پر ارشاد باری ہوتا ہے جا ہم نے اسے بخشا وہ فوراً جنت میں جاتی ہے اور وہاں سے ریشمی کپڑے اور آرام تکیے اور پھول اور خوشبوئیں لیکر قبر میں آتی ہے اور فرماتی ہے مجھے آنے میں دیر ہوئی، تو گھبرایا تو نہ تھا پھر بچھونے بچھاتی اور تکیہ لگاتی ہے فرشتے بحکم رب العالمین واپس جاتے ہیں۔

عرض: حضور ایک شخص نے اپنی لڑکی کے انتقال کے بعد دیکھا کہ وہ علیل اور برہنہ ہے یہ خواب چند بار دیکھ چکا ہے۔

ارشاد: کلمۂ طیبہ ستر ہزار مرتبہ مع درود شریف پڑھ کر بخشد یا جائے انشاء اللہ تعالیٰ پڑھنے والے اور جس کو بخشا ہے دونوں کے لئے ذریعۂ نجات ہوگا اور پڑھنے والے کو دونا ثواب ہوگا اور اگر دو کو بخشے گا تو تگنا اسی طرح کروڑوں بلکہ جمیع مومنین مومنات کو ایصال ثواب کرسکتا ہے اسی نسبت سے اس پڑھنے والے کو ثواب ہوگا حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک جگہ دعوت میں تشریف لے گئے آپ نے دیکھا کہ ایک لڑکا کھانا کھا رہا ہے کھانا کھاتے ہوئے دفعتاً رونے لگا وجہ دریافت کرنے پر کہا کہ میری ماں کو جہنم کا حکم ہے اور فرشتے اسے لے جاتے ہیں (اس شہر میں یہ لڑکا کشف میں مشہور تھا) حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس یہی کلمۂ ستر ہزار مرتبہ پڑھا ہوا محفوظ تھا آپ نے اس کی ماں کو دل میں ایصال ثواب کردیا فوراً وہ لڑکا ہنسا آپ نے سبب ہنسنے کا دریافت فرمایا لڑکے نے جواب دیا کہ حضور میں نے ابھی دیکھا میری ماں کو فرشتے جنت کی طرف لے جارہے ہیں شیخ ارشاد فرماتے ہیں اس حدیث کی تصحیح مجھے اس لڑکے کے کشف سے ہوئی اور اس کے کشف کی تصدیق اس حدیث سے۔

عرض: عذاب فقط روح پر ہوتا ہے یا جسم پر بھی۔

ارشاد: روح وجسم دونوں پر یوہیں ثواب بھی حدیث میں ہے ایک لنجھا کسی باغ کے سامنے پڑا تھا اور میوے دیکھ رہا تھا مگر اس تک جانہ سکتا تھا اتفاقاً ایک اندھے کا اس طرف سے گزر ہوا کہ باغ میں جاسکتا تھا مگر میوے اسے نظر نہ آتے لنجھے نے اندھے سے کہا تو مجھے باغ میں لے چل وہاں جاکر ہم اور تم دونوں میوے کھائیں اندھا اس کو اپنی گردن پر سوار کر کے باغ میں لے گیا لنجھے نے میوے توڑے اور دونوں نے کھائے اس صورت میں کون مجرم ہوگا دونوں ہی مجرم ہیں اندھا جسم ہے اور لنجھا روح۔

عرض: ہر ایک کے ساتھ کتنی روحیں ہیں۔

ارشاد: صرف ایک روح ہے اگر مسلمان ہے تو علیین میں اور کافر سجین میں جو شخص قبر پر جاتا ہے اس کو بخوبی دیکھتی ہے اس کی بات سمجھتی ہے مرنے کے بعد روح کا ادراک بے شمار بڑھ جاتا ہے خواہ مسلمان کی ہو یا کافر کی شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے ہیں روح کو قرب و بعد مکانی یکساں ہے روح بصر کو دیکھو کوئیں کے اندر سے ستاروں کو دیکھتی ہے یعنی نگاہ اٹھتے ہی زمین سے۔ فلک ثوابت تک پہنچتی ہے یہاں سے آٹھ ہزار برس کی راہ پر ہے حدیث میں روح زندہ و مردہ کی مثال پرند کی فرمائی کہ جب تک پنجرے میں بند ہے اسی کے لائق پر کھول سکتا ہے جب قفس سے نکال دو پھر اس کی اڑان دیکھو۔

عرض: قبر کھودی وہاں مردے کی ہڈیاں نکلیں تو کیا کیا جائے۔

ارشاد: اگر اور جگہ مل سکتی ہے تو ہرگز اس میں دفن نہ کریں اور اس قبر کو بدستور درست کر دیں ورنہ ان ہڈیوں کو ایک طرف رکھ کر حائل کا فصل دے کر اس کو دفن کریں اور اگر یہ معلوم ہو کہ پہلے یہاں قبر تھی اگرچہ اب یہاں نشان باقی نہ رہا تو اس صورت میں وہاں قبر کھودنا جائز نہیں ہاں اگر کوئی جگہ اور نہ مل سکے اور یہ قبر پرانی ہو چکی تو مجبوراً جائز ہے۔

عرض: داڑھی منڈانا اور کتروانا گناہ صغیرہ ہے یا کبیرہ۔

ارشاد: کتروانا منڈانا ایک دفعہ کا صغیرہ گناہ ہے اور عادت سے کبیرہ جس سے فاسق معلن ہو جائے گا اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب اگر اعادہ نہ کیا گنہگار ہوگا ایک روز حضرت مولانا شاہ سید احمد اشرف صاحب کچھوچھوی تشریف لائے ہوئے تھے رخصت کے وقت انہوں نے عرض کیا مولوی سید محمد صاحب اشرفی اپنے بھانجے کو میں چاہتا ہوں کہ حضور کی خدمت میں حاضر کردوں حضور جو مناسب خیال فرمائیں ان سے کام لیں۔ ارشاد ہوا ضرور تشریف لائیں یہاں فتوے لکھیں اور مدرسہ میں درس دیں ردوہابیہ اور افتا یہ دونوں ایسے فن ہیں کہ طب کی طرح یہ بھی صرف پڑھنے سے نہیں آتے ان میں بھی طبیب حاذق کے مطب میں بیٹھنے کی ضرورت ہے میں بھی ایک حاذق طبیب کے مطب میں سات برس بیٹھا مجھے وہ وقت وہ دن وہ جگہ وہ مسائل اور جہاں سے وہ آئے تھے اچھی طرح یاد ہیں۔ میں نے ایک

بار ایک نہایت پیچیدہ حکم بڑی کوشش و جانفشانی سے نکالا اور اس کی تائیدات مع تنقیح آٹھ ورق میں جمع کیں مگر جب حضرت والد ماجد قدس سرہ کے حضور میں پیش کیا تو انہوں نے ایک جملہ ایسا فرمایا کہ اس سے یہ سب ورق رد ہو گئے وہی جملے اب تک دل میں پڑے ہوئے ہیں اور قلب میں اب تک ان کا اثر باقی ہے خود ستائی جائز نہیں مگر وقت حاجت اظہار حقیقت، تحدیث نعمت ہے سیدنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بادشاہ مصر سے فرمایا۔ اِجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَائِنِ الْاَرْضِ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ۔ زمین کے خزانے میرے ہاتھ میں دیدیجئے بے شک میں حفظ والا ہوں اور علم والا ہوں بفضل و رحمت الٰہی پھر بعون وعنایت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم افتا اور رد وہابیہ کے دونوں کامل فن، دونوں نہایت عالی فن، انہیں یہاں سے اچھا انشاء اللہ تعالیٰ ہندوستان میں کہیں نہ پایئے گا غیر ممالک کی بابت نہیں کہتا میں تو ہر شخص کو بہ طیب خاطر سکھانے کو تیار ہوں سید محمد اشرفی صاحب تو میرے شاہزادے ہیں میرے پاس جو کچھ ہے وہ انہیں کے جدا مجد (یعنی حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا صدقہ وعطیہ ہے آپ کے یہاں موجودین میں تفقہ جس کا نام ہے وہ مولوی امجد علی صاحب میں زیادہ پایئے گا اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ استفتاء سنایا کرتے ہیں اور جو میں جواب دیتا ہوں لکھتے ہیں طبیعت اخاذ ہے طرز سے واقفیت ہو چلی ہے اسی طرح علم توقیت بھی ایک ایسا فن ہے کہ اس کے جاننے والے بھی معدوم ہیں حالانکہ ائمہ دین نے اسے فرض کفایہ بتایا ہے علمائے موجودین میں تو کوئی اتنا بھی نہیں جانتا کہ فلاں دن آفتاب کب طلوع ہوگا اور کب غروب بہت سی عمر گزر گئی تھوڑی باقی ہے جس صاحب کو جو کچھ لینا ہو وہ حاصل کر لیں۔ سَلُوْنِیْ قَبْلَ اَنْ تَفْقِدُوْنِیْ حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا ارشاد ہے اور شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کا قول بالکل صحیح ہے ع

قدر نعمت پس از زوال بود، پھر لینے والے کو یہ چاہیے کہ جب کسی چیز کے حاصل کرنے کا ارادہ کرے تو اگر چہ کمالات سے بھرا ہوا ہو اپنے تمام کمالات کو دروازہ ہی پر چھوڑے اور یہ جانے کہ میں کچھ جانتا ہی نہیں خالی ہو کر آئے گا تو کچھ پائے گا اور جو

اپنے آپ کو بھرا سمجھے گا تو ع اناء کہ پر شد دگر چوں پر د۔ بھرے برتن میں اور کوئی چیز نہیں ڈالی جاسکتی اور آج کل تو حاصل کرنے والے ایسے ہیں کہ جب میں حسن میاں مرحوم کے مکان میں رہتا تھا اس میں ایک زینہ ہے جو باہر سے چھت پر گیا ہے اس زمانہ میں ایک مدرس صاحب کے ہدایہ آخرین سپرد ہوا یہ کوئی آسان کتاب نہیں جب انہوں نے کام چلتا نہ دیکھا تو مجھ سے پڑھنا چاہا مگر شرط یہ کی کہ اس باہر کے زینہ سے چھت پر مجھے بلالیا کیجیے اور وہاں تنہائی میں پڑھادیا کیجیے کسی کو معلوم نہ ہو میں نے کہا مولانا ہدایہ آخرین کا سبق کوئی سرقہ نہیں جو لوگوں سے چھپ کر ہو مجھ سے یہ نہ ہوگا ایک صاحب یہیں کی فتویٰ نویسی کرتے تھے وہ اس طرح لکھتے تھے کہ باہر سے جواب لکھ کر بھیج دیا میں نے اصلاح دے کر بھیج دیا ایک روز ان سے کہا گیا مولانا یوں جواب تو ٹھیک ہو جائے گا مگر آپ کو یہ نہ معلوم ہوگا کہ آپ کی لکھی ہوئی عبارت کیوں کاٹی گئی اور دوسری عبارتیں کس مصلحت سے بڑھائی گئیں مناسب یہ ہے کہ آپ بعد نماز عصر اپنے لکھے ہوئے فتووں پر اصلاح لے لیا کریں انہوں نے کہا کہ اس وقت آپ کے پاس بہت سے لوگ جمع ہوتے ہیں اس مجمع میں آپ فرمائیں گے کہ تم نے یہ غلط لکھا وہ غلط لکھا اور مجھے اس میں ندامت ہوگی اس بندۂ خدا کے نام افریقہ اور امریکہ تک سے استفتے آتے تھے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں سے ان کے نام سے جواب جاتا تو لوگ انہیں کے نام استفتے بھیجتے اس زمانے میں مکہ معظمہ کے ایک عالم جلیل حضرت مولانا سید اسماعیل حافظ کتب حرم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فقیر کے یہاں تشریف لائے ہوئے تھے مکہ معظمہ سے صرف ملاقات فقیر کے لئے کرم فرمایا تھا ان کے سامنے اس کا تذکرہ ہوا فرمایا ایسا شخص برکت علم سے محروم رہتا ہے یہی ہوا کہ وہ صاحب چھوڑ کر بیٹھ رہے اب، بی۔اے، پاس کرنے کی فکر میں ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں جب میں بغرض تحصیل علم حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے در دولت پر جاتا اور وہ باہر تشریف نہ رکھتے ہوتے تو براہ ادب ان کو آواز نہ دیتا ان کی چوکھٹ پر سر رکھ کر لیٹ رہتا، ہوا، خاک اور ریتا اڑا کر مجھ پر ڈالتی پھر جب حضرت زید کا شانۂ اقدس سے تشریف لاتے

فرماتے اے ابن عم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ نے مجھے اطلاع کیوں نہ کرادی میں عرض کرتا مجھے لائق نہ تھا کہ میں آپ کو اطلاع کراتا یہ وہ ادب ہے جس کی تعلیم قرآن عظیم نے فرمائی۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَیْهِمْ لَكَانَ خَیْرًا لَّهُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ وہ جو حجروں کے باہر سے تمہیں آواز دیتے ہیں ان میں بہت کو عقل نہیں اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ تم باہر تشریف لاؤ تو ان کے لئے بہتر تھا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ ایک مرتبہ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑی پر سوار ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے رکاب تھامی حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ ابن عم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہوں نے کہا ہمیں یہی تعلیم دی گئی ہے علما کے ساتھ ادب کریں اس پر حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑے سے اترے اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ہاتھ پر بوسہ دیا اور فرمایا ہمیں یہی حکم ہے کہ اہل بیت اطہار کے ساتھ ایسا ہی کریں۔ ہارون رشید جیسے جبار بادشاہ نے مامون رشید کی تعلیم کے لئے حضرت امام کسائی سے (جو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے خالہ زاد بھائی اور اجلہ علماء وقراء سبعہ میں سے ہیں) عرض کیا فرمایا میں یہاں پڑھانے نہ آؤں گا۔ شہزادہ میرے ہی مکان پر آجایا کرے۔ ہارون رشید نے عرض کی وہ وہیں حاضر ہوجایا کرے گا مگر اس کا سبق پہلے ہو فرمایا یہ بھی نہ ہوگا بلکہ جو پہلے آئے گا اس کا سبق پہلے ہوگا۔ غرض مامون رشید نے پڑھنا شروع کیا اتفاقاً ایک روز ہارون رشید کا گزر ہوا۔ دیکھا کہ امام کسائی اپنے پاؤں دھورہے ہیں اور مامون رشید پانی ڈالتا ہے بادشاہ غضب ناک ہوکر اترا اور مامون رشید کے کوڑا مارا اور کہا او بے ادب خدا نے دو ہاتھ کس لئے دیے ہیں۔ ایک ہاتھ سے پانی ڈال اور دوسرے ہاتھ سے ان کا پاؤں دھو۔ ایک مرتبہ ہارون رشید نے ابو معاویہ خزیر کی دعوت کی وہ آنکھوں سے معذور تھے جب آفتابہ اور چلمچی ہاتھ دھونے کے لئے لائی گئی تو چلمچی خدمت گار کو دی اور آفتابہ خود لے کر ان کے ہاتھ دھلائے اور کہا آپ نے جانا کون آپ کے ہاتھوں پر پانی ڈال رہا ہے کہا نہیں کہا

ہارون کہا جیسی آپ نے علم کی عزت کی ایسی اللہ آپ کی عزت کرے ہارون رشید نے کہا اسی دعا کے حاصل کرنے کے لئے یہ کیا تھا۔

ہارون رشید کے دربار میں جب کوئی عالم تشریف لاتے بادشاہ ان کی تعظیم کے لئے سروقد کھڑا ہو جاتا۔ ایک بار درباریوں نے عرض کیا یا امیر المومنین رعب سلطنت جاتا ہے جواب دیا اگر علمائے دین کی تعظیم سے رعب سلطنت جاتا ہے تو جانے ہی کے قابل ہے یہی وجہ تھی کہ انکا رعب روئے زمین کے بادشاہوں پر بدرجۂ اتم تھا سلاطین نصاریٰ ان کا نام لیتے تھراتے تھے تخت قسطنطنیہ پر ایک عیسائیہ عورت حکمراں تھی اور وہ ہر سال خراج ادا کرتی جب وہ مرگئی تو اس کا بیٹا تخت پر بیٹھا اور خراج نہ حاضر کیا ادھر سے خراج کا مطالبہ ہوا تو اس نے حضرت ہارون رشید کی خدمت میں ایک ایلچی کے ہاتھ اس مضمون کی تحریر بھیجی کہ وہ مرگئی جو خود پیادہ بنی تھی اور آپ کو رخ بنایا تھا یہ تحریر لیکرا یلچی جب حاضر دربار ہوا وزیر کو حکم ہوا سناؤ وزیر نے اسے دیکھ کر عرض کی حضور مجھ میں تاب نہیں جو اسے سنا سکوں فرمایا لا مجھے دے اور اس تحریر کو پڑھا بادشاہ کو دیکھتے ہی ایسا جلال آیا جسے دیکھ کر تمام دربار بھاگ گیا صرف وزیر اور ایلچی رہ گئے وزیر کو حکم ہوا کہ جواب لکھ اس نے ارادہ لکھنے کا کیا مگر رعب شاہی اس قدر غالب تھا کہ ہاتھ تھرتھرانے لگا اور قلم نہ چلا پھر فرمایا لا مجھے دے اور یوں لکھا یہ خط ہے خدا کے بندے امیر المومنین ہارون رشید کی طرف سے روم کے کتے فلاں کو کہ او کافرہ کے جنے جواب وہ نہیں جو تو سنے جواب وہ ہے جو تو دیکھے گا یہ فرمان ایلچی کو دیا اور فوراً لشکر کو تیاری کا حکم دیا ایلچی کے ساتھ لشکر لے کر پہنچے اور جاتے ہی قسطنطنیہ کو فتح کر کے اس بادشاہ عیسائی کو گرفتار کر لیا اس نے بہت گریہ زاری کی ہاتھ پاؤں جوڑے خراج دینے کا وعدہ کیا چھوڑ دیا اور تاج بخشی کر کے واپس آئے ابھی ایک منزل آئے تھے کہ خبر پائی اس نے پھر سرتابی کی فوراً واپس گئے اور پھر فتح کیا اور پھر اسے گرفتار کیا پھر اس نے ہاتھ جوڑے اور خوشامد کی پھر چھوڑ دیا ایسے جبار بادشاہ کی علما کے ساتھ یہ طرز تعظیم تھی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم۔

عرض: بندوں کو قرب الی اللہ کا مرتبہ علاوہ نماز بھی ہوتا ہے۔

ارشاد: ہاں ہر سجدہ میں رب کے قریب ہوتا ہے اور سجدہ چار قسم ہیں۔

(۱) سجدہ نماز (۲) سجدۂ تلاوت (۳) سجدۂ سہو (۴) سجدہ شکر۔

عرض: سجدہ شکر مسنون ہے یا مستحب۔

ارشاد: سنت مستحبہ ہے جس وقت ابو جہل لعین کا سر کٹ کر سرکار میں آیا سجدۂ شکر فرمایا۔

عرض: اس لعین سے بھی قلب اقدس کو بہت تکلیف پہنچی۔

ارشاد: یہ ان بارہ لعینوں سے تھا جو سب کے سب تباہ و برباد ہو گئے کسی کے سر پر بجلی گری کسی پر پتھر برسے غرض طرح طرح کے عذاب الٰہی ان خبثا پر نازل ہوئے ایک مرتبہ عاص سفر کو گیا تکان کے باعث ایک درخت سے تکیہ لگا کر بیٹھ گیا جبریل امین بحکم رب العالمین تشریف لائے اور اس کا سر پکڑ کر درخت سے ٹکرانا شروع کیا وہ چلاتا تھا کہ ارے کون میرے سر کو درخت سے ٹکرا رہا ہے اس کے ساتھی کہتے تھے کہ ہمیں کوئی نظر نہیں آتا یہاں تک کہ جہنم واصل ہوا۔ قیامت کے دن اس جہنمی کی سب سے جدا حالت ہوگی یہ اپنے آپ کو معاذ اللہ عزیز و کریم کہا کرتا یعنی عزت والا و کرم والا۔ داروغہ دوزخ کو حکم ہوگا کہ اس کے سر پر گرز مارو جس کے لگتے ہی ایک بڑا خلا، سر میں ہو جائے گا اور جس کی وسعت اتنی نہ ہوگی جتنی تم خیال کرتے ہو بلکہ جس کی ایک داڑھ کوہ احد کی برابر ہوگی اس کے سر پھٹنے سے جو خلا ہوگا وہ کس قدر وسیع ہوگا غرض اس خلا میں جہنم کا کھولتا ہوا پانی بھرا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا۔ ذُقْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ۔ چکھ تو عزت و کرم والا ہے اور ہر کافر کو یہی پانی پلایا جائے گا کہ جب منہ کے قریب آئے گا منہ اس میں گل کر گر پڑے گا اور جب پیٹ میں اترے گا آنتوں کے ٹکڑے کر دے گا اور اس پانی کو ایسا پئیں گے جیسے تونس کے مارے اونٹ بھوک سے بیتاب ہوں گے تو خار دار تھوہڑ کھولتا ہوا چرخ دیے ہوئے تانبے کی طرح ابلتا ہوا کھلائیں گے جو پیٹ میں جا کر کھولتے ہوئے پانی کی طرح جوش مارے گا اور بھوک کو کچھ فائدہ نہ دے گا انواع انواع کے عذاب ہوں گے ہر طرف سے موت آئے گی اور مریں گے کبھی

نہیں نہ کبھی ان کے عذاب میں تخفیف ہوگی یہی حال تمام رافضیوں وہابیوں اور قادیانیوں نیچریوں تمام مرتدین کا ہے۔جس نے کسی دوسرے کے بہکانے سے کفر کیا ہوگا وہ بارگاہ رب العزۃ میں عرض کرے گا اس نے مجھے بہکایا اس پر دونا عذاب کر رب العزۃ فرمائے گا سب پر دونا ہے مگر تم جانتے نہیں اور ناریوں کے جسم ایسے بڑے بڑے ہوں گے جن کی ایک ایک داڑھ مثل کوہ احد کے۔

عرض: مسجد میں کپڑا سینا جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد: اگر اجرت پر سیتا ہے تو ناجائز ورنہ کوئی حرج نہیں۔

عرض: کھانا کھانے کا مسنون طریقہ کیا ہے۔

ارشاد: داہنا پاؤں کھڑا ہو اور بایاں بچھا اور روٹی بائیں ہاتھ میں لے کر داہنے ہاتھ سے توڑنا چاہیے ایک ہاتھ سے توڑ کر کھانا اور دوسرا ہاتھ نہ لگانا عادت متکبرین ہے۔

عرض: فاتحہ میں الحمد شریف پڑھنے کو وہابیہ منع کرتے ہیں آیا کچھ زیادہ ثواب ہے۔

ارشاد: جو کچھ تیس پاروں میں ہے وہ صرف الحمد شریف میں ہے اس کی بابت حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ رب عزوجل فرماتا ہے: اِنِّیۡ قَسَمۡتُ الصَّلٰوۃَ بَیۡنِیۡ وَبَیۡنَ عَبۡدِیۡ نِصۡفَیۡنِ میں نے سورۂ فاتحہ کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان نصف نصف تقسیم فرمایا نصف اول میرے لئے اور نصف آخر میرے بندے کے لئے ہے جب بندہ پہلے تین آیتوں کو پڑھتا ہے تو ارشاد فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری تمجید کی اور جب بیچ کی آیت اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ۔ پڑھتا ہے ارشاد فرماتا ہے یہ آدھی میرے لئے اور آدھی میرے بندے کے لئے جب اخیر کی تین آیات پڑھتا ہے ارشاد فرماتا ہے ھٰذَا لِعَبۡدِیۡ مَا سَأَلَ یہ میرے بندے کے لئے ہے اور میرے بندے کے لئے ہے وہ جو اس نے مانگا یہ اس لیے ارشاد ہوا کہ پہلی تین آیتوں میں مٰلِكِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ تک مولیٰ عزوجل کی خالص حمد وثنا ہے اور پچھلی اِھۡدِنَا سے آخر سورہ تک اپنے لیے دعا ہے اور بیچ کی آیت میں ذکر عبادت اور استعانت ہے عبادت مولیٰ تعالیٰ کے لیے ہے اور استعانت بندہ کا نفع وہابیہ کی بدعقلی کو کیا کہیے کہ ایسی متبرک سورت کے

پڑھنے سے منع کرتے ہیں۔

عرض: حضور زمانہ صحابہ میں بھی قرآن عظیم کے یہ پارے ہو گئے تھے۔

ارشاد: امام جلال الدین سیوطی نے کتاب الاتقان میں جس قدر احادیث وروایات واقوال قرآن عظیم کے ایسے امور کے متعلق ہیں جمع فرمادیے ہیں اس میں پاروں کا کہیں ذکر نہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے وقت تک یہ تقسیم نہ تھی ہاں رکوع جاری ہوئے آٹھ سو برس ہوئے مشائخ کرام نے الحمد شریف کے بعد پانچ سو چالیس رکوع رکھے کہ تراویح کی ہر رکعت میں ایک رکوع پڑھے تو ستائیسویں شب میں کہ شب قدر ہے ختم ہو۔

عرض: یہ احزاب وغیرہ کیسے شروع ہوئے۔

ارشاد: احزاب واعشار زمانہ مبارک سے ہیں اعشار دس دس آیتوں کے مجموعہ کا نام تھا یعنی صحابہ کرام ایک عشر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پڑھتے اور اس کے متعلق علوم ومعارف جو ان کے لائق ہوتے ان سب کو حاصل کرنے کے بعد دوسرا عشر شروع کرتے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آٹھ برس میں سورۂ بقر شریف ختم فرمائی اور بعد اختتام ایک اونٹ قربانی فرمایا سیدنا عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سورۂ بقر شریف بارہ برس میں پڑھی۔

عرض: کیا یہ روایت صحیح ہے کہ حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبر شریف میں ننگے سر کھڑے ہوئے گانے والوں پر لعنت فرمارہے تھے۔

ارشاد: یہ واقعہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے کہ آپ کے مزار شریف پر مجلس سماع میں قوالی ہورہی تھی آج کل تو لوگوں نے بہت اختراع کرلیے ہیں ناچ وغیرہ بھی کراتے ہیں حالانکہ اس وقت بارگاہوں میں مزامیر بھی نہ تھے حضرت سید ابراہیم ایرجی رحمۃ اللہ تعالیٰ جو ہمارے پیران۔ سلسلہ میں سے ہیں باہر مجلس سماع کے تشریف فرماتھے ایک صاحب صالحین سے آپ کے پاس آئے اور گزارش کی مجلس میں تشریف لے چلیے حضرت سید ابراہیم ایرجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے

فرمایا تم جاننے والے ہو مواجہ اقدس میں حاضر ہوا اگر حضرت راضی ہوں میں ابھی چلتا ہوں انہوں نے مزار اقدس پر مراقبہ کیا دیکھا کہ حضور قبر شریف میں پریشان خاطر ہیں اور ان قوالوں کی طرف اشارہ کر کے فرماتے ہیں' ایں بدبختیاں وقت مارا پریشان کردہ اند' وہ واپس آئے اور قبل اس کے کہ عرض کریں فرمایا آپ نے دیکھا۔

عرض: حضور، کاکی کے کیا معنے ہیں اور اس کی وجہ تسمیہ کیا ہے۔

ارشاد: حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں چند مسافر حاضر ہوئے حضور کے یہاں اس وقت کچھ سامان خورد و نوش موجود نہ تھا غیب سے کاک (روٹیاں) آئیں جو سب کو کافی ووافی ہوگئیں جب سے آپ کاکی مشہور ہوگئے (اسی تذکرہ میں فرمایا) کہ ایک مرتبہ مولانا فضل رسول رحمۃ اللہ علیہ جو میرے پیر و مرشد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حضرت مولانا نور صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے (جو مولانا بحر العلوم ملک العلما کے شاگرد تھے) پڑھتے تھے دہلی میں تھے جلسہ وہابیہ میں تشریف لے گئے وہاں حاضرین پر کاک اور چھوہارے برسا کرتے تھے چنانچہ حسب دستور آپ کے سامنے بھی بوچھار ہوئی ایک کاک اور ایک چھوہارا آپ کو بھی ملا آپ نے چھوہارا توڑا تو اس میں سے کیڑا نکلا اور کاک کا کنارہ جلا ہوا یہ دیکھ کر تبسم کیا اور باآواز بلند کہا صاحبو آج تک تو سنا کرتے تھے کہ فرشتے بھولتے نہیں یہ کیسا بھول گئے کہ روٹی بھی جلا دی اور سنتے تھے کہ جنت کا میوہ سڑتا گلتا نہیں تعجب ہے کہ چھوہاروں میں کیڑے پڑ گئے اس پر بہت شور و غل ہوا آپ کو غصہ آیا پردہ کو ہٹا دیا جس کے پیچھے سے یہ بارش ہو رہی تھی دیکھا تو اسماعیل دہلوی کا ایک غلام جس کا نام عبد اللطیف تھا ایک جھولی میں کاک اور ایک میں چوہارے لیے بیٹھا ہے پردہ ہٹتے ہی پردہ فاش ہوگیا اس کے بعد حضرت مولانا فضل رسول صاحب دہلی سے لکھنؤ حضرت مولانا نور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اندر سے خبر آئی کہ آنے کی ممانعت ہے آپ چوکھٹ پر بیٹھ گئے اور رونے لگے اور عرض کی کہ میری کیا خطا ہے معلوم ہو کہ وہ قابل معافی بھی ہے یا نہیں جب بہت دیر گزر گئی تو مولانا نور صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ باہر تشریف لائے اور فرمایا

تمہیں میں نے اسی لیے پڑھایا تھا کہ وہابیوں کے جلسوں میں جاؤ آپ نے عرض کی کہ اتنا تو معلوم ہوگیا کہ میری خطا قابل معافی ہے اور پھر آپ نے سارا واقعہ اسماعیل دہلوی کے مکر وفریب کا عرض کیا اور کہا میں اس کا صرف پردہ فاش کرنے کو گیا تھا کہ نہ معلوم کتنے بندگانِ خدا اس کی اس عیاری سے گمراہ ہورہے تھے آپ سن کر خوش ہوئے اور راضی ہو گئے۔ یہی مولانا نور صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک روز راستے میں تشریف لیے جارہے تھے سامنے سے علی بخش وزیر بادشاہ اودھ جو اس کی ناک کا بال ہورہا تھا ہاتھی پر چلا آرہا تھا اس نے حضرت کو دیکھ کر ادب کیا کہ ہاتھی کو بٹھادیا اور اتر کر قریب حاضر ہوا اور سلام عرض کیا آپ نے اس کی طرف سے منہ پھیرلیا اور سلام نہ لیا کہ وہ رافضی تھا اور داڑھی منڈی ہوئی تھی سمجھا کہ شاید مجھے دیکھا نہیں دوسری طرف جاکر سلام عرض کیا آپ نے ادھر سے منہ پھیرلیا اور سلام قبول نہ فرمایا تیسری دفعہ پھر سلام کیا آپ نے جواب نہ دیا اس خبیث کو غصہ آیا اور ہاتھی پر چڑھ کر یہ کہتا ہوا چلا گیا کہ فرنگی محل کے مردوں کی داڑھی اور عورتوں کا سر نہ منڈوایا تو علی بخش نام نہیں آپ جب مکان میں تشریف لے گئے تو ایک طالب علم نے علی بخش کا وہ فقرہ عرض کیا آپ فوراً باہر تشریف لائے آستانے پر اس وقت میرے پیر و مرشد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور مولانا فضل رسول صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حاضر تھے عرض کیا حضور کہاں کا قصد فرماتے ہیں فرمایا بچو نورا کی حماقتے تو ہے (آپ کی زبان پوربی تھی) رافضی آیا تھا سلام کیا تھا جواب دیدیا ہوتا اب کسی کی داڑھی مونڑے ہے کسی کا مونڑ مونڑے ہے نورا کی حماقتے تو ہے اور آپ سیدھے بادشاہ کے محل کو تشریف لے چلے کہ اس سے پیشتر کبھی نہ گئے تھے پیچھے پیچھے یہ دونوں حضرات بھی ہو لیے اس دن نوروز کا دن تھا اس کے محل میں جشن ہورہا تھا شراب و کباب اور گانے بجانے کے سامان موجود تھے جب دربان نے آپ کو تشریف لاتے دیکھا گھبرا کر دوڑتا ہوا گیا اور بادشاہ کو خبر دی بادشاہ سن کر گھبرا گیا اور حکم دیا کہ فوراً تمام منہیات شرع اٹھا دیے جائیں اور خود دروازہ تک استقبال کر کے حضرت کو اندر لے گیا اور باعزاز تمام بٹھایا علی بخش کھڑا ہوا یہ واقعہ دیکھ رہا ہے کاٹو تو بدن میں خون نہیں سمجھ رہا ہے کہ اب یہ

شکایت فرمائیں گے اور خدا جانے بادشاہ کیا کچھ کرے گا مگر یہ وسیع ظرف اس ہلکے کے قیاس سے وراہیں یہ شکایت فرمانے تشریف نہ لے گئے بلکہ اسے اپنی عظمت دکھانے کو کہ وہ ایذا رسانی کے خیال سے باز رہے بادشاہ نے عرض کی حضرت نے کیسی تکلیف فرمائی ارشاد فرمایا تیری زمین میں رہتے ہیں ہم نے کہا ہو آئیں بادشاہ نے وہ شیرینی جو نوروز کے لئے آئی تھی پیش کی فرمایا ہمارے دو بچے بھی باہر ہیں چنانچہ ان حضرات کو بھی بلا لیا گیا تھوڑی دیر تشریف رکھ کر واپس تشریف لائے یہ دونوں حکاتیں مجھ سے حضرت مولانا عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھنؤ میں بیان فرمائیں جب میں اور وہ ۱۳۰۹ھ میں کچھ کتابیں دیکھنے لکھنؤ گئے تھے۔

ایک روز نواب وزیر احمد خاں صاحب ایک کتاب جس میں انہوں نے تعریفات اشیاء لکھیں تھیں اعلیٰ حضرت مدظلہ کو بغرض اصلاح بعد ظہر سنا رہے تھے علم جفر کی تعریف سناتے وقت حضور نے ارشاد فرمایا آپ نے علم زایرجہ کی تعریف نہ لکھی یہ علم جفر ہی کا ایک شعبہ ہے اس میں جواب منظوم عربی زبان بحر طویل اور حرف ل کی روی سے آتا ہے اور جب تک جواب پورا نہیں ہوتا مقطع نہیں آتا جس کو صاحب علم کی اجازت نہیں ہوتی نہیں آتا میں نے اجازت حاصل کرنا چاہی اس میں کچھ پڑھا جاتا ہے جس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خواب میں تشریف لاتے ہیں اگر اجازت عطا ہوئی حکم مل گیا ورنہ نہیں میں نے تین روز پڑھا تیسرے روز خواب میں دیکھا کہ ایک وسیع میدان ہے اور اس میں ایک بڑا پختہ کنواں ہے حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور چند صحابہ کرام بھی حاضر ہیں جن میں سے میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہچانا اس کنوئیں میں سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام پانی بھر رہے ہیں اس میں سے ایک بڑا تختہ نکلا کہ عرض میں ڈیڑھ گز اور طول میں دو گز ہوگا اور اس پر سبز کپڑا چڑھا ہوا تھا جس کے وسط میں سفید روشن بہت جلی قلم سے ا ہ ذ اسی شکل میں لکھے ہوئے تھے۔ جس سے میں نے یہ مطلب نکالا کہ اس کا حاصل کرنا ہذیان فرمایا جاتا ہے اس سے بقاعدہ جفر اذن نکل سکتا تھا ہ کو بطور صدر موخر میں رکھا اس کے عدد پانچ ہیں

اب وہ اپنی پہلی جگہ سے ترقی کر کے دوسرے مرتبہ میں آ گئی اور پانچ کا دوسرا مرتبہ پانچ دہائی ہے یعنی پچاس جس کا حرف نون ہے یوں اذن سمجھا تا مگر میں نے اس طرف التفات نہ کیا اور لفظ کو ظاہر رکھ کر اس فن کو چھوڑ دیا کہ **اھذ** کے معنے ہیں فضول بک۔

عرض : مرید کو بعد وفات شیخ، قبر پر کس طرح ادب کرنا چاہیے۔

ارشاد: چار ہاتھ کے فاصلہ سے کھڑا ہو کر فاتحہ پڑھے اور اس کے حیات میں جیسا ادب کرتا تھا سامنے سے حاضر ہو کہ بالیں سے حاضر ہونے میں مڑ کر دیکھنا پڑتا ہے اور اس میں تکلیف ہوتی ہے (اسی سلسلۂ بیان میں یہ حکایت بیان فرمائی) ایک بزرگ کا انتقال ہوا ان کی صاحبزادی روزانہ قبر پر حاضر ہوتیں اور تلاوت قرآن عظیم کیا کرتیں کچھ مدت گزرنے کے بعد وہ جوش جاتا رہا ایک روز حاضر نہ ہوئیں شب کو خواب میں تشریف لائے فرمایا ایسا نہ کرو آؤ اور میرے مواجہ میں کھڑی ہو یہاں تک کہ تمہیں جی بھر کے دیکھ لوں پھر میرے لیے دعائے رحمت کرو اور پھر چلی جاؤ رحمت آ کر مجھ میں اور تم میں حجاب ہو جائے گی ایک بی بی نے مرنے کے بعد خواب میں اپنے لڑکے سے فرمایا میرا کفن ایسا خراب ہے کہ مجھے اپنے ساتھیوں میں جاتے شرم آتی ہے پرسوں فلاں شخص آنے والا ہے اس کے کفن میں اچھے کپڑے کا کفن رکھ دینا صبح کو صاحبزادہ نے اُٹھ کر اس شخص کو دریافت کیا معلوم ہوا کہ وہ بالکل تندرست ہے اور کوئی مرض نہیں تیسرے روز خبر ملی اس کا انتقال ہو گیا ہے لڑکے نے فوراً نہایت عمدہ کفن سلوا کر اس کے کفن میں رکھ دیا اور کہا یہ میری ماں کو پہنچا دینا رات کو وہ صالحہ خواب میں تشریف لائیں اور بیٹے سے کہا خدا تمہیں جزائے خیر دے تم نے بہت اچھا کفن بھیجا۔ اُہبان بن صیفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی ہیں ان کے کفن میں ایک تہ بند زائد چلا گیا شب کو اپنے صاحبزادے کی خواب میں تشریف لائے اور فرمایا یہ تہ بند لو اور الگنی پر ڈال دیا صبح ان کی آنکھ کھلی تو وہیں رکھا ملا۔ ایک شخص قبرستان میں ایک قبر کے پاس بیٹھ گیا اور تھوڑی دیر میں غافل ہو گیا خواب میں دیکھتا ہے کہ ایک بی بی اس قبر میں فرماتی ہیں اے خدا کے بندے اس بلا کو میرے پاس سے دور کر جو تھوڑی دیر میں آنے والی ہے اس کی فوراً آنکھ کھل گئی دیکھا کہ ایک قبر وہیں

کھد رہی ہے اور سامنے سے ایک جنازہ جو کسی رئیس کا تھا چلا آرہا ہے اس نے سب کو منع کیا کہ یہ جگہ ٹھیک نہیں ہے خراب ہے ایسی ہے ویسی ہے غرض وہ لوگ باز رہے اور دوسری جگہ اس میت کو لے گئے شب کو اس شخص نے خواب میں دیکھا کہ وہ بی بی فرماتی ہیں کہ خدا تجھے جزائے خیر دے کہ تو نے آگ کو میرے پاس سے دور کیا۔

مؤلف: ایک روز مولانا مولوی امجد علی صاحب بعد عصر بہار شریعت حصہ سوم بغرض اصلاح سنا رہے تھے اس میں ایک مسئلہ اس بارے میں تھا کہ رب العزۃ جل جلالہ کی طرف مؤنث کا صیغہ زبان سے نماز میں نکل جائے تو نماز باطل ہو جائے گی۔

ارشاد: فرمایا صیغہ ہو یا ضمیر حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ دفعتاً سوتے سوتے اٹھ بیٹھے اور بہت روئے لوگوں نے سبب دریافت کیا فرمایا میں نے دیکھا رب العزۃ کو کہ فرماتا ہے تو اشعار لیلیٰ وسلمہ کو مجھ پر محمول کرتا ہے اگر میں نہ جانتا کہ تو مجھ سے محبت رکھتا ہے تو وہ عذاب کرتا جو کسی پر نہ کیا ہو۔

عرض: حضور دعا کے وقت اگر کسی شخص کے ہاتھ سردی کی وجہ سے ڈھکے رہیں تو کیسا ہے۔

ارشاد: ایک بزرگ شاید حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دعا میں سردی کے سبب صرف ایک ہاتھ باہر نکالا تھا الہام ہوا ایک ہاتھ اٹھایا ہم نے اس میں رکھ دیا جو رکھنا تھا دوسرا اٹھاتا تو اسے بھی بھر دیتے۔

عرض: دعا ہر وقت مقبول ہوتی ہے۔

ارشاد: حدیث شریف میں ہے اللہ تعالیٰ حیاوالا اکرم والا ہے اس سے شرم فرماتا ہے کہ اس کا بندہ اس کی طرف ہاتھ اٹھائے اور انہیں خالی پھیر دے اور فرمایا جو دعا نہ مانگے اللہ تعالیٰ اس پر غضب فرماتا ہے۔

عرض: کیا صف اول میں نماز پڑھنے کا ثواب زیادہ ہے۔

ارشاد: حدیث میں فرمایا اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ صف اول میں نماز پڑھنے کا اس قدر ثواب ہے تو ضرور اس پر قرعہ اندازی کرتے یعنی ہر ایک صف اول میں کھڑا ہونا

چاہتا اور جگہ کی تنگی کے سبب قرعہ برداری پر فیصلہ ہوتا سب سے پہلے امام پر رحمت الٰہی نازل ہوتی ہے پھر صف اول میں جو اس کے محاذی کھڑا ہو اس محاذی کے داہنی جانب پھر بائیں اسی طرح دوسری صف میں پہلے محاذی امام پھر داہنے پھر بائیں پر یونہی آخر صفوف تک

مؤلف: برکات اولیائے کرام کے ذکر میں فرمایا سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ بیمار ہوئے آپ کا قارورہ ایک طبیب نصرانی کے پاس گیا بغور دیکھتا رہا پھر دفعتاً کہا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۔ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لوگوں نے سبب پوچھا کہ میں دیکھتا ہوں یہ قارورہ ایسے شخص کا ہے جس کا جگر عشق الٰہی نے کباب کر دیا اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۔ ان بزرگوں کا بول وہ ہدایت کرتا ہے جو دوسروں کا قول نہیں کرتا۔ یمن کے ایک نصرانی نے یہ صحیح حدیث سنی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اِتَّقُوْ فِرَاسَةَ الْمُؤمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ مِنْ نُوْرِ اللّٰهِ ۔ مسلمان کی فراست سے ڈرو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے اس نصرانی نے چاہا کہ امتحان کرے ادھر کے نصاریٰ زنار باندھتے ہیں اس نے زنار نیچے چھپایا اور اوپر مسلمانی لباس پہنا عمامہ باندھا اور مسلمان بنکر مشائخ کرام کی مجلسوں پر دورہ شروع کیا ہر ایک کے پاس جاتا اور حدیث کے معنے پوچھتا وہ کچھ فرمادیتے یہ دوسرے کے پاس حاضر ہوتا یوں ہیں بغداد شریف آیا اور حضرت سید الطائفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی مجلس وعظ میں حاضر ہوا عرض کی یا سیدی اس حدیث کے معنے کیا ہیں اِتَّقُوْ فِرَاسَةَ الْمُؤمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ مِنْ نُوْرِ اللّٰهِ ۔ فرمایا اس کے یہ معنے ہیں کہ زنار توڑ اور نصرانیت چھوڑ اسلام لا وہ یہ سنتے ہی بے تاب ہوا اور کلمۂ شہادت پڑھا اور کہا یا سیدی میں اتنے مشائخ کرام کے پاس گیا اور کسی نے مجھے نہ پہچانا فرمایا سب نے پہچانا مگر تجھ سے تعرض نہ کیا کہ تیرا اسلام میرے ہاتھ پر لکھا ہوا ہے۔

عرض: مجاہد کے کیا معنے ہیں۔

ارشاد: سارا مجاہدہ اس آیہ کریمہ میں جمع فرمادیا ہے۔ واما من خاف مقام

رَبِّہٖ وَنَہَی النَّفْسَ عَنِ الْھَوٰی فَاِنَّ الْجَنَّۃَ ھِیَ الْمَاوٰی ۔ جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اور نفس کو خواہشوں سے روکے بیشک تو جنت ہی ٹھکانا ہے یہی جہاد اکبر ہے حدیث میں ہے جہاد کفار سے واپس آتے ہوئے فرمایا: رَجَعْنَا مِنَ الْجِھَادِ الْاَصْغَرِ اِلَی الْجِھَادِ الْاَکْبَرِ ۔ ہم اپنے چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف پھرے۔ ایک صاحب کو انار، کی خواہش میں تیس برس گزر گئے اور نہ کھایا اس کے بعد خواب میں زیارت اقدس حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے کہ فرماتے ہیں: اِنَّ لِنَفْسِکَ عَلَیْکَ حَقًّا تیرے نفس کا بھی کچھ تجھ پر حق ہے صبح اٹھے انار کھایا اب نفس نے دودھ کی خواہش کی فرمایا تیس برس خواہش کر پھر شاید حضور تشریف لائیں اور فرمائیں اس سے یہی بہتر ہے کہ صبر کر فوراً خلش دور ہوگئی اس قسم کی خواہش یا تو نفسانی ہوا کرتی ہے یا شیطانی جس کے دو امتیاز سہل ہیں ایک یہ کہ شیطانی خواہش میں بہت جلد کا تقاضا ہوتا ہے کہ ابھی کرلو اَلْعُجْلَۃُ مِنَ الشَّیْطَانِ اور نفس کو ایسی جلدی نہیں ہوتی دوسری یہ کہ نفس اپنی خواہش پر جمارہتا ہے جب تک پوری نہ ہو اسے بدلتا نہیں اسے واقعی اسی شے کی خواہش ہے اگر شیطانی ہے تو ایک چیز کی خواہش ہوئی وہ نہ ملی دوسری چیز کی ہوگئی وہ نہ ملی تیسری کی ہوگئی اس واسطے کہ اس کا مقصد گمراہ کرنا ہے خواہ کسی طور پر ہو ایک صاحب ایک بزرگ کے یہاں آئے دیکھا کہ پانی پینے کا گھڑا دھوپ میں رکھا ہے انہوں نے کہا پانی دھوپ میں رکھا رہ گیا، گرم ہوگیا ہوگا فرمایا صبح تو سایہ ہی تھا پھر دھوپ آگئی میں نے اللہ سے شرم کی کہ نفس کی خاطر قدم اٹھاؤں حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا روزہ تھا طاق میں پانی ٹھنڈا ہونے کے لئے آبخورہ میں رکھ دیا تھا عصر کے مراقبہ میں تھے حوران بہشتی نے یکے بعد دیگرے سامنے سے گزرنا شروع کیا جو سامنے آتی اس سے دریافت فرماتے تو کس کے لئے ہے وہ ایک بندہ خدا کا نام لیتی ایک آئی اس سے پوچھا اس نے کہا میں اس کے لئے ہوں جو روزہ میں پانی ٹھنڈا ہونے کو نہ رکھے فرمایا اگر تو سچ کہتی ہے تو اس کوزہ کو گرا دے اس نے گرا دیا اس کی آواز سے آنکھ کھل گئی دیکھا تو وہ آبخورہ ٹوٹا پڑا ہے دو فرشتے آپس میں ملے ایک نے پوچھا کہاں

جاتے ہو دوسرے نے کہا فلاں عابد کے ہاتھ میں دودھ کا پیالہ ہے اور وہ پینا چاہتا ہے مجھے حکم ہے کہ جا کر پر ماروں اور گرادوں اور تم کہاں جاتے ہو کہا ایک فاسق دیر سے دریا میں بنچھی ڈالے بیٹھا ہے اور مچھلیاں نہیں پھنستیں مجھے حکم ہے جاؤں اور پھانس دوں (اسی تذکرہ میں ارشاد فرمایا) اگر چالیس دن گزر جائیں کہ کوئی علت یا قلت یا ذلت نہ ہو تو خوف کرے کہ کہیں چھوڑ نہ دیا گیا حدیث میں ہے جب کوئی مقبول بندہ رب عزوجل کی طرف اپنی کسی حاجت کے لئے ہاتھ اٹھاتا ہے اور گڑگڑاتا ہے جبریل امین علیہ الصلاۃ والتسلیم کو ارشاد ہوتا ہے اے جبریل اس کی حاجت رہنے دے کہ مجھے اس کا گڑگڑانا اور میری طرف منہ اٹھانا اچھا معلوم ہوتا ہے اور جب کوئی فاسق اپنی حاجت کے لئے ہاتھ اٹھاتا ہے آرشاد ہوتا ہے اے جبریل اس کی حاجت جلد روا کردے کہ مجھے اپنی طرف اس کا منہ اٹھانا اچھا نہیں معلوم ہوتا اس حدیث میں ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ جبریل علیہ الصلاۃ والسلام حاجت روا ہیں پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاجت روا ومشکل کشا ودافع البلا ماننے میں کس مسلمان کو تامل ہوسکتا ہے وہ تو جبریل کے بھی حاجت روا ہیں صلی اللہ علیہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ایک روز مولوی احمد مختار صاحب میرٹھ سے آئے اور بعد نماز عشا اعلیٰ حضرت مدظلہ سے دست بوس ہوئے اور یہ مسئلہ پوچھا کہ آیا شرعی امامت کبریٰ کے لئے قرشی ہونا شرعا ضروری ہے کہ بے اس کے شرعی امامت کبریٰ نہ پائی جائے گی۔

اگرچہ عرفی ہو یا یہ کوئی استحسانی شرط ہے۔

ارشاد: یہ مذہبی مسئلہ ہے اس میں ہمارا اور روافض وخوارج کا خلاف ہے خوارج کچھ تخصیص نہیں کرتے اور روافض نے اس قدر تنگی کی کہ صرف ہاشمیوں سے خاص کردی اور یہ بھی مولیٰ علی کی خاطر ورنہ بنی فاطمہ کی تخصیص کرتے اہل سنت صراط مستقیم وطریق وسط پر ہیں ہمارے تمام کتب عقائد میں تصریح ہے کہ اہلسنت کے نزدیک امامت کبریٰ کے لئے ذکورت وحریت وقرشیت لازم ہے اور تصریح فرماتے ہیں کہ اس کا اشتراط قطعی یقینی اجماعی ہے۔

عرض: خلافت راشدہ کسے کہتے ہیں اور اس کے مصداق کون کون ہوئے اور اب کون کون ہوں گے۔

ارشاد: خلافت راشدہ وہ خلافت کہ منہاج نبوت پر ہو جیسے حضرات خلفاء اربعہ وامام حسن مجتبیٰ وامیر المومنین عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کی اور اب میرے خیال میں ایسی خلافت راشدہ امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی قائم کریں گے والغیب عنداللہ۔

عرض: قیامت کب ہوگی اور ظہور امام مہدی کب۔

ارشاد: قیامت کب ہوگی اسے اللہ جانتا ہے اور اس کے بتائے سے اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قیامت ہی کا ذکر کر کے ارشاد فرماتا ہے: عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا۔ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ اللہ غیب کا جاننے والا ہے وہ اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں فرماتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے امام قسطلانی وغیرہ نے تصریح فرمائی کہ اس غیب سے مراد قیامت ہے جس کا اوپر کی متصل آیت میں ذکر ہے امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پہلے بعض علمائے کرام نے بملاحظہ احادیث حساب لگایا کہ یہ امت سن ہزار ہجری سے آگے نہ بڑھے گی امام سیوطی نے اس کے انکار میں رسالہ لکھا الکشف عن تجاوز ھذہ الامۃ الالف اس میں ثابت کیا کہ یہ امت ۱۰۰۰ھ سے ضرور آگے بڑھے گی امام جلال الدین کی وفات شریف ۹۱۱ھ میں ہے اور اپنے حساب سے یہ خیال فرمایا کہ ۱۳۰۰ھ میں خاتمہ ہوگا بحمد اللہ تعالیٰ اسے بھی چھبیس برس گزر گئے اور ہنوز قیامت تو قیامت اشراط کبریٰ میں سے کچھ نہ آیا امام مہدی کے بارے میں احادیث بکثرت اور متواتر ہیں مگر ان میں کسی وقت کا تعین نہیں اور بعض علوم کے ذریعہ سے مجھے ایسا خیال گزرتا ہے کہ شاید ۱۸۳۷ھ میں کوئی سلطنت اسلامی باقی نہ رہے اور ۱۹۰۰ھ میں حضرت امام مہدی ظہور فرمائیں۔

عرض: جب میں مکہ معظمہ حضرت مولانا عبدالحق صاحب علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوا قاضی رحمت اللہ وہابی کو حاضر خدمت پایا اور یہ وہ وقت تھا کہ مولانا اس کو سند

حدیث دے چکے تھے مجھے یہ نہایت ہی گراں گزرا میں نے مولانا عبدالحق صاحب سے عرض کیا کہ میں بھی آپ کی غلامی میں حاضر ہوا ہوں اور یہ بھی آپ سے سند حاصل کر چکے ہیں تو یہاں وہ اختلاف جو ہم میں ان میں دربارہ مسئلہ علم غیب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے بآسانی طے ہوسکتا ہے اس پر مولانا تین دن میں ایک رسالہ بفرائد السنیہ فی الفوائد البھیہ تحریر فرما کر قاضی رحمت اللہ کو دیا اس رسالہ میں مولانا نے آثار قیامت کے متعلق بہت سی احادیث جمع فرمائیں لیکن ان میں بھی تعین وقت نہیں۔

ارشاد: حدیث میں ہے دنیا کی عمر سات دن ہے میں اس کے پچھلے دن میں معبوث ہوا دوسری حدیث میں ہے میں امید کرتا ہوں کہ میری امت کو خدائے تعالیٰ نصف دن اور عنایت فرمائے ان حدیثوں سے امت کی عمر پندرہ سو برس ثابت ہوئی۔ اِنَّ یَوۡمًا عند ربك كالف سنة مما تعدون تیرے رب کے یہاں ایک دن تمہاری گنتی کے ہزار برس کی برابر ہے ان حدیثوں سے جو مستفاد ہو، اس میں وہ توقیت کے منافی نہیں جو اس علم سے میرے خیال میں آئی ہے کیوں کہ یہاں حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے اپنے رب عز جلالہ سے استدعا ہے آئندہ انعام الٰہی وہ جس قدر زیادہ عمر عطا فرمائے جیسے جنگ بدر میں حضور نے صحابۂ کرام کو تین ہزار فرشتے مدد کے لئے آنے کی امید دلائی کہ اَلَنۡ یَّكۡفِیَكُمۡ اَنۡ یُّمِدَّكُمۡ رَبُّكُمۡ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الۡمَلٰٓئِكَةِ مُنۡزَلِیۡنَ ۔کیا تمہیں یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب تین ہزار فرشتے اتار کر تمہاری مدد فرمائے اس پر حق سبحانہ تعالیٰ نے فرشتوں کا اضافہ فرمایا کہ۔ بَلٰۤی اِنۡ تَصۡبِرُوۡا وَتَتَّقُوۡا وَیَاۡتُوۡكُمۡ مِّنۡ فَوۡرِهِمۡ یُمۡدِدۡكُمۡ بِخَمۡسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الۡمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِیۡنَ ۔کیوں نہیں اگر تم صبر کرو اور تقویٰ پر رہو اور کافر بھی کے ابھی تم پر آئیں تو تمہارا رب پانچ ہزار نشان والے فرشتوں سے تمہاری مدد فرمائے گا۔

عرض: حضور نے جفر سے معلوم فرمایا۔

ارشاد: ہاں (اور پھر کسی قدر زبان دبا کر فرمایا) آم کھایئے پیڑ نہ گنیے (پھر خود ہی ارشاد ہوا) کہ میں نے یہ دونوں وقت (۱۸۳۷ھ میں سلطنت اسلامی کا بڑھنا اور ۱۹۰۰ھ

میں امام مہدی کا ظہور فرمانا) سید الکاشفین حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام سے اخذ کیے ہیں اللہ اکبر کیسا زبردست واضح کشف تھا کہ سلطنت ترکی کا بانی اول عثمان پاشا حضرت کے مدتوں بعد پیدا ہوا مگر حضرت شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اتنے زمانے پہلے عثمان پاشا سے لیکر قریب زمانہ آخر تک جتنے بادشاہ اسلامی اوران کے وزراہوں گے رموز میں سب کا مختصر ذکر فرمادیا ان کے زمانے کے عظیم وقائع کی طرف بھی اشارے فرمادیے کسی بادشاہ سے اپنی اسی تحریر میں بہ نرمی خطاب فرماتے ہیں اور کسی پر حالت غضب کا اظہار ہوتا ہے اس میں ختم سلطنت اسلامی کی نسبت لفظ ایقظ فرمایا اور صاف تصریح فرمائی کہ لا اقول ایقظ الهجرية بل ایقظ الجفرية میں اس ایقظ جعفری کا جو حساب کیا تو ۱۸۳۷ھ آتے ہیں اور انہیں کے دوسرے کلام سے ۱۹۰۰ھ کے ظہور امام مہدی کے اخذ کیے ہیں وہ فرماتے ہیں۔ رباعی

اذا دار الزمان علی حروف ببسم اللہ فالمهدی قاما
ویخرج فی الحطیم عقیب صوم الا فاقرأه من عندی سلاما

خود اپنی قبر شریف کی نسبت بھی فرمادیا کہ اتنی مدت تک میری قبر لوگوں کی نظروں سے غائب رہے گی مگر اذا دخل السین فی الشین ظهر قبر محی الدین جب شین میں سین داخل ہوگا تو محی الدین کی قبر ظاہر ہوگی سلطان سلیم جب شام میں داخل ہوئے تو ان کو بشارت دی کہ فلاں مقام پر ہماری قبر ہے سلطان نے وہاں ایک قبہ بنوادیا جو زیارت گاہ عام ہے (پھر فرمایا) چند جلد اول ۲۸۔۲۸ خانوں کی آپ نے تحریر فرمادی ہیں جن میں ایک ایک خانہ لکھا اور باقی خالی چھوڑ دیے اب اس کا حساب لگاتے رہیے کہ اس سے کیا مطلب ہے۔

عرض: کافر جو ہولی دیوالی میں مٹھائی وغیرہ بانٹتے ہیں مسلمانوں کو لینا جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد: اس روز نہ لے ہاں اگر دوسرے روز دے تو لے لے نہ یہ سمجھ کر کہ ان خبثا کے تیوہار کی مٹھائی ہے بلکہ مال موذی نصیب غازی سمجھے۔

عرض: اگر نماز میں بلغم آ جائے تو کیا کرے۔

ارشاد: دامن یا آنچل میں لے کر مل دے۔

عرض: حضور ہر سائل پر رحم کھانا چاہیے خواہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو کہ قرآن عظیم میں وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ فرمایا۔

ارشاد: پھر سائل بھی تو ہو۔ بحر الرائق وغیرہ میں تصریح ہے کہ کافر حربی پر کچھ تصدق کرنا اصلا جائز نہیں، فرمایا یہ بھی ارشاد ہے اقم الصلوٰۃ نماز پڑھو تو کیا اس سے یہ مطلب ہے خواہ وضو ہو یا نہ ہو شرط بھی تو موجود ہونا چاہیے نہ کہ مطلق، فقہائے کرام فرماتے ہیں اگر آدمی کے پاس ایک پیاس کا پانی ہو اور جنگل میں ایک کتا اور ایک کافر شدت تشنگی سے جاں بلب ہو تو کتے کو پلا دے اور کافر کو نہ دے حدیث شریف میں ہے قیامت کے دن ایک شخص حساب کے لئے بارگاہ رب العزۃ میں لایا جائے گا اس سے سوال ہوگا کیا لایا وہ کہے گا میں نے اتنی نمازیں پڑھیں علاوہ فرض کے اتنے روزے رکھے علاوہ ماہ رمضان کے اس قدر خیرات کی علاوہ زکوٰۃ کے اور اس قدر حج کیے علاوہ حج فرض کے وغیر ذٰلک ارشاد باری ہوگا ھل ولیت لی ولیا و عادیت لی عدوا کبھی میرے محبوں سے محبت اور میرے دشمنوں سے عداوت بھی رکھی تو عمر بھر کی عبادت ایک طرف اور خدا رسول کی محبت ایک طرف اگر محبت نہیں سب عبادات اور ریاضات بے کار۔ بر کے کاٹنے سے ایک ذرا سی آپ کو تکلیف ہوتی ہے اگر کہیں اسے زمین پر پڑا دیکھیں کہ اس کا ایک پاؤں یا پر بیکار ہو گیا ہے اور اس میں طاقت پرواز نہیں ہے تو اس پر رحم کیا جاتا ہے کہ پیر سے مسل دیتے ہیں تو خدا اور رسول عز جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کریں اور ان سے دشمنی و عداوت رکھیں وہ قابل رحم ہیں ہرگز نہیں عوام کی یہ حالت ہے کہ ذرا کسی کو ننگا محتاج دیکھا سمجھے کہ قابل رحم ہے خواہ خدا اور رسول کا دشمن ہی کیوں نہ ہو حضرت سیدی عبدالعزیز دباغ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ذرا سی اعانت کافر کی کرنا حتیٰ کہ اگر وہ راستہ پوچھے اور کوئی مسلمان بتا دے اتنی بات اللہ تعالیٰ سے اس کا علاقہ مقبولیت قطع کر دیتی ہے ہاں ذمی مستامن کافروں کے لئے شرع میں

رعایت کے خاص احکام ہیں یہ اس لیے کہ اسلام اپنے ذمہ کا پورا ہے اور اپنے عہد کا سچا۔

عرض: حضور یہ واقعہ کس کتاب میں ہے کہ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یا اللہ فرمایا اور دریا سے اتر گئے پورا واقعہ یاد نہیں۔

ارشاد: غالباً حدیقہ ندیہ میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سیدی جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دجلہ پر تشریف لائے اور یا اللہ کہتے ہوئے اس پر زمین کی مثل چلنے لگے بعد کو ایک شخص آیا اسے بھی پار جانے کی ضرورت تھی کوئی کشتی اس وقت موجود نہ تھی جب اس نے حضرت کو جاتے دیکھا عرض کی میں کس طرح آؤں فرمایا۔ یا جنید یا جنید کہتا چلا آ اس نے یہی کہا اور دریا پر زمین کی طرح چلنے لگا جب بیچ دریا میں پہنچا شیطان لعین نے دل میں وسوسہ ڈالا کہ حضرت خود تو یا اللہ کہیں اور مجھ سے یا جنید کہلواتے ہیں میں بھی یا اللہ کیوں نہ کہوں اس نے یا اللہ کہا اور ساتھ ہی غوطہ کھایا پکارا حضرت میں چلا فرمایا وہی کہہ یا جنید یا جنید جب کہا دریا سے پار ہوا عرض کی حضرت یہ کیا بات تھی آپ اللہ کہیں تو پار ہوں اور میں کہوں تو غوطہ کھاؤں فرمایا ارے نادان ابھی تو جنید تک تو پہنچا نہیں اللہ تک رسائی کی ہوس ہے۔ اللہ اکبر دو صاحب اولیائے کرام سے ایک دریا کے اس کنارے اور دوسرے اس پار رہتے تھے ان میں سے ایک صاحب نے اپنے یہاں کھیر پکوائی اور خادم سے کہا تھوڑی ہمارے دوست کو بھی دے آ، خادم نے عرض کی حضور راستے میں تو دریا پڑتا ہے کیونکر پار اتروں گا کشتی وغیرہ کا کوئی سامان نہیں فرمایا دریا کے کنارے جا اور کہہ کہ میں اس کے پاس سے آیا ہوں جو آج تک اپنی عورت کے پاس نہیں گیا خادم حیران تھا کہ یہ کیا معمہ ہے اس واسطے کہ حضرت صاحب اولاد تھے بہر حال تعمیل حکم ضرور تھی دریا پر گیا اور وہ پیغام جو ارشاد فرمایا تھا کہا دریا نے فوراً راستہ دیدیا اس نے پار پہنچ کر ان بزرگ کی خدمت میں کھیر پیش کی انہوں نے نوش جان فرمائی اور فرمایا ہمارا اسلام اپنے آقا سے کہہ دینا خادم نے عرض کی کہ سلام تو جبھی کہوں گا جب دریا سے پار اتر جاؤں فرمایا دریا پر جا کر کہہ میں اس کے پاس سے آتا ہوں جس نے تیس برس سے آج تک کچھ نہیں کھایا خادم شش و پنج میں تھا یہ عجیب بات ہے ابھی تو میرے سامنے

کھیر تناول فرمائی اور فرماتے ہیں اتنی مدت سے کچھ نہیں کھایا مگر بلحاظ ادب خاموش دریا پر آکر جیسا فرمایا تھا کہہ دیا دریا نے پھر راستہ دیدیا جب اپنے آقا کی خدمت میں پہنچا تو اس سے نہ رہا گیا اور عرض کی حضور یہ کیا معاملہ تھا فرمایا ہمارا کوئی فعل اپنے نفس کے لیے نہیں ہوتا۔

عرض : وہابیہ کی جماعت چھوڑ کر الگ نماز پڑھ سکتا ہے۔

ارشاد: نہ ان کی نماز نماز ہے نہ ان کی جماعت جماعت۔

عرض : وہابیوں کی بنوائی ہوئی مسجد مسجد ہے یا نہیں۔

ارشاد: کفار کی مسجد مثل گھر کے ہے۔

عرض : وہابی موذن کی اذان کا اعادہ کیا جائے یا نہیں۔

ارشاد: جس طرح ان کی نماز باطل اسی طرح اذان بھی ہاں تعظیماً اللہ کے نام پر جل شانہ اور نام اقدس پر درود شریف پڑھے۔

عرض : حضور یہ روایت صحیح ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے کاشانۂ اقدس میں ایک کافر مسلمان ہوا اور اس خیال سے کہ اہل بیت اطہار بھوکے رہیں سب کھانا کھا گیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حجرہ شریف میں ٹھہرایا پچھلی رات کے وقت پیٹ میں گرانی معلوم ہوئی اور تھوڑی دیر بعد اجابت کی ضرورت ہوئی شرمندگی کی وجہ سے کہ کہیں کوئی دیکھ نہ لے حجرہ شریف میں غلاظت پھیلائی اور تمام بستر وغیرہ خراب کر دیا اور صبح ہوتے ہی وہاں سے چل دیا جب حضور حجرہ شریف میں مہمان کی خیریت معلوم کرنے کی غرض سے تشریف لائے تو یہ کیفیت ملاحظہ فرمائی آپ نے خود نجاست کو صاف کیا صحابہ کرام کو اس کی اس ناشائستہ حرکت پر سخت غصہ آیا اتفاقاً عجلت میں وہ اپنی تلوار بھول گیا اور تلوار بہت اچھی تھی جس کے لیے اسے مجبوراً پھر لوٹنا پڑا یہاں آکر دیکھا کہ حضور اپنے دست اقدس سے بستر دھو رہے ہیں امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سزا دینے کا ارادہ کیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ یہ میرا مہمان ہے اور اس سے فرمایا تم اپنی تلوار بھول گئے

تھے جہاں رکھی تھی وہاں سے اٹھالو وہ حضور کے اس خلق عظیم کو دیکھ کر فوراً مشرف باسلام ہو گیا تو حضور اس روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ کفار پر بھی نظر عنایت کرنا چاہیے۔

ارشاد: اس کے قریب روایت مثنوی شریف میں مذکور ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہیں سے خلق فرماتے جو رجوع لانے والے ہوتے جیسا کہ اس روایت سے ظاہر ہے اور کفار و مرتدین کے ساتھ ہمیشہ سختی فرماتے ان کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروائیں ہاتھ کاٹے پاؤں کاٹے پانی مانگا تو پانی تک نہ دیا یہ سلوک کس کے ساتھ تھے وہ جو رجوع لانے والے نہ تھے، امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ خلافت ہے آپ مسجد نبوی سے نماز پڑھ کر تشریف لیے جاتے ہیں ایک مسافر نے کھانا مانگا امیر المومنین اسے ہمراہ لے آئے خادم بحکم امیر المومنین کھانا حاضر کرتا ہے اتفاقاً کھاتے کھاتے اس کی زبان سے ایک بد مذہبی کا فقرہ نکل جاتا ہے جس پر حضور فوراً اس کے سامنے سے کھانا اٹھوا لیتے ہیں اور خادم کو حکم دیتے کہ اسے نکال دے رب العزۃ کی شان ہے کہ بد مذہب کیسا ہی جامۂ عیاری پہنکر میرے سامنے آئے خود بخود دل نفرت کرنے لگتا ہے حضرت والد ماجد قدس سرہ کے زمانۂ حیات میں دہلی کا ایک واعظ حاضر ہوا اور اس وقت مولانا عبدالقادر صاحب بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی تشریف رکھتے تھے اسماعیل دہلوی اور وہابیہ پر بڑے شد و مد سے دیر تک لعن طعن کی اور اس نے اپنے سنی ہونے کا پورا پورا ثبوت دیا میرے بچپن کا زمانہ تھا جب وہ چلا گیا تو میں نے اپنا خیال حضرت کی خدمت میں ظاہر کیا کہ مجھے تو یہ پکا وہابی معلوم ہوتا ہے مولانا بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ابھی تو وہ تمہارے سامنے وہابیوں و اسماعیل پر تبرا کہہ گیا ہے میں نے عرض کی میرا قلب گواہی دیتا ہے کہ یہ سب تقیہ تھا اسے جامع مسجد میں وعظ کہنے کی اجازت ہمارے حضرت سے لینی ہے کہ بے حضرت کی اجازت کے یہاں کوئی وعظ نہیں کہہ سکتا اس لیے اس نے یہ تمہید ڈالی دوسرے دن شام کو پھر حاضر ہوا میں نے اسے مسائل وہابیت میں چھیڑا ثابت ہوا کہ پکا وہابی ہے دفع کر دیا گیا اپنا سا منہ لے کر چلا گیا حضرت والد ماجد قدس سرہ العزیز کے وصال شریف کے کچھ دنوں بعد جبکہ اپنے مجھلے

بھائی مرحوم کے مکان میں رہتا تھا باہر تنہا بیٹھا تھا سامنے گلی میں سے ایک عربی صاحب آتے نظر آئے جب قریب آئے میں نے چاہا ان کے لئے قیام کرنا کہ اہل عرب کے لیے قیام میری عادت تھی مگر اس بار دل کراہت کرتا ہے میں اٹھنا چاہتا ہوں اور دل اندر سے دامن کھینچتا ہے آخر میں نے کہا کہ یہ تیرا تکبر ہے جبراً قہراً قیام کیا وہ آکر بیٹھے میں نے نام پوچھا کہا عبدالوہاب، مقام پوچھا کہا نجد اب تو میں کھٹکا اور میں نے اس سے مسائل متعلقہ وہابیت پوچھے اتنا اشد وہابی نکلا کہ یہاں کے وہابیہ اس کی شاگردی کریں بار بار حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک لیتا نہ اول میں کلمہ تعظیم نہ آخر میں درود، میں اسے ہر بار روکتا اور کلمات تعظیم اور درود شریف کی ہدایت کرتا اور وہ نہ مانتا آخر میں نے سختی کے ساتھ اس سے کہا تو مجبور ہوکر بولا اقول لقولک صلی اللہ علیہ وسلم میں تمہارے کہنے سے کہتا ہوں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نے اسے دفع کیا اخیر فقرہ یہ تھا کہ ہمارا رخصتانہ دو میں نے شہر کے دو ایک وہابیوں کا پتا بتا دیا کہ ان کے پاس جا یہاں تیرے لیے کچھ نہیں بالآخر وہ خائب وخاسر دفع ہوا میں نے اپنے دل کو شاباشی دی کہ تو نے ہی ٹھیک کہا تھا بے شک اس شیطان کے لئے قیام ناجائز تھا ایک بار علی گڑھ سے ایک شخص اپنا بیگ وغیرہ لے آیا اس کی صورت دیکھ کر میرے قلب نے کہا یہ رافضی ہے دریافت کیے سے معلوم ہوا کہ واقعی رافضی ہے کہا میں اپنے مکان کو لکھنؤ جاتا تھا راستے میں صرف آپ کی زیارت کے لیے اتر پڑا ہوں کیا آپ اہلسنت میں ایسے ہی ہیں جیسے ہمارے یہاں مجتہدین میں نے التفات نہ کیا۔ غرض وہ رافضی اپنی طرف مجھے مخاطب کرتا تھا اور میں دوسری طرف منھ پھیر لیتا تھا آخر اٹھ کر چلا گیا اس کے جانے کے بعد ایک صاحب شاکی بھی ہوئے وہ اتنی مسافت طے کرکے آیا اور آپ نے قطعی التفات نہ فرمایا میں نے یہی روایت (امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کہ جس وقت آپ کو معلوم ہوا کہ یہ بد مذہب ہے فوراً کھانا سامنے سے اٹھوالیا اور اسے نکلوادیا) بیان کی کہ ہمارے ائمہ نے ان لوگوں کے ساتھ ہمیں یہ تہذیب بتائی ہے اب بھلا وہ کیا کہہ سکتے تھے خاموش ہوگئے مسلمانو! ذرا ادھر خدا اور رسول کی طرف متوجہ ہوکر ایمان کے دل پر ہاتھ رکھ

کر دیکھو اگر کچھ لوگ تمہارے ماں باپ کو رات دن بلاوجہ محض فحش مغلظہ گالیاں دینا اپنا شیوا کر لیں بلکہ اپنا دین ٹھیرا لیں کیا تم ان سے بکشادہ پیشانی ملو گے حاشا ہرگز نہیں اگر تم میں نام کو غیرت باقی ہے اگر تم میں انسانیت ہے اگر تم اپنی ماں کو ماں سمجھتے ہو اگر تم اپنے باپ سے پیدا ہو تو انہیں دیکھ کر تمہارے دل بھر جائیں گے تمہاری آنکھوں میں خون اتر ے گا۔ تم ان کی طرف نگاہ اٹھانا گوارا نہ کرو گے للہ انصاف، صدیق اکبر و فاروق اعظم زائد یا تمہارے باپ، ام المومنین عائشہ صدیقہ زائد یا تمہاری ماں، ہم صدیق وفاروق کے ادنیٰ غلام ہیں اور الحمد للہ کہ ام المومنین کے بیٹے کہلاتے ہیں ان کو گالیاں دینے والوں سے اگر یہ برتاؤ نہ برتیں جو تم اپنی ماں بلکہ اپنے آپ کو گالیاں دینے والوں سے برتتے ہو تو ہم نہایت نمک حرام غلام اور حد بھر کے برے ناخلف بیٹے ہیں ایمان کا تقاضا یہ ہے آگے تم جانو اور تمہارا کام نیچری تہذیب کے مدعیوں کو ہم نے دیکھا ہے کہ ذرا کوئی کلمہ ان کی شان کے خلاف کہا ان کا تھوک اڑنے لگتا ہے آنکھیں لال ہو جاتی ہیں گردن کی رگیں پھول جاتی ہیں اس وقت وہ مجنون تہذیب بکھری پھرتی ہے وجہ کیا ہے کہ اللہ و رسول و معظمان دین سے اپنی وقعت دل میں زیادہ ہے ایسی ناپاک تہذیب انہیں کو مبارک فرزندان اسلام اس پر لعنت بھیجتے ہیں خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسجد نبوی سے بد مذہبوں کو نام لے لیکر اٹھا دیا ایک مرتبہ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز جمعہ میں دیر ہوگئی راستے میں دیکھا کہ چند لوگ مسجد سے لوٹتے ہوئے آرہے ہیں آپ اس ندامت کی وجہ سے کہ ابھی میں نے نماز نہیں پڑھی ہے چھپ گئے اور وہ اس ذلت کی وجہ سے جو مسجد شریف سے نکال دینے میں ہوئی تھی۔ الگ چھپ کر نکل گئے رب العزۃ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَ الْمُنٰفِقِیْنَ وَ اغْلُظْ عَلَیْهِمْ ۔ اے نبی جہاد فرما اور سختی فرما کافروں اور منافقوں پر اور فرماتا ہے۔ عزوجل مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ ۔ محمد اللہ کے رسول ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور جو ان کے ساتھی ہیں کفار پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل اور فرماتا ہے۔ جل وعلا وَ لْیَجِدُوْا فِیْكُمْ

غِلْظَۃً لازم کہ کفار تم میں سختی پائیں تو ثابت ہوا کہ کافروں پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سختی فرماتے تھے۔

عرض: اگر کسی شخص کا ستر کھل جائے تو جس نے دیکھا یا جس کا ستر کھلا وضو رہے گا یا نہیں۔

ارشاد: وضو کسی چیز کے دیکھنے یا چھونے سے نہیں جاتا (پھر فرمایا) تیس عضو عورت کے عورت ہیں اور نو مرد کے ان میں سے کسی عضو کا چہارم بقدر رکن یعنی تین بار سبحان اللہ کہنے تک بلا قصد کھلا رہنا مفسد نماز ہے اور بالقصد تو اگر ایک آن کے لیے کھولے جب بھی نماز جاتی رہے گی۔

عرض: حضور وحدۃ الوجود کسے کہتے ہیں۔

ارشاد: وجود ایک اور موجود ایک ہے باقی سب اس کے ظل ہیں۔

عرض: اسماعیل دہلوی کو کیسا سمجھنا چاہیے۔

ارشاد: میرا مسلک یہ ہے کہ وہ یزید کی طرح ہے اگر کوئی کافر کہے ہم منع نہ کریں گے اور خود کہیں گے (۱) نہیں البتہ غلام احمد سید احمد خلیل احمد رشید احمد اشرف علی کے کفر میں جو شک کرے وہ خود کافر مَنْ شَكَّ فِيْ كُفْرِهٖ وَعَذَابِهٖ فَقَدْ كَفَرَ۔

(۱) یہاں وہابیہ سخت دھوکا دیتے ہیں کہ جب تنقیص وتوہین شان رسالت کفر ہے تو اسماعیل نے بھی کی ہے وجہ کیا ہے کہ اشرف علی وغیرہ تو ایسے کافر ہوں کہ ان کے کفر میں شک کرنے والا بھی کافر ہو اور اسماعیل ایسا نہ ہو مگر مسلمان ہوشیار ہوں یہاں خبثا کا سخت دھوکا ہے اصل یہ ہے کہ اسماعیل اور حال کے وہابیہ کے اقوال میں فرق ہے ہم اہل سنت متکلمین کا مذہب یہ ہے کہ جب تک کسی قول میں تاویل کی گنجائش ہوگی تکفیر سے زبان روکی جائے گی کہ ممکن ہے اس نے اس قول سے یہی معنے مراد لیے ہوں شرح فقہ اکبر میں فرمایا ہاں جب قول ایسا ہو کہ اس میں اصلاً تاویل کی گنجائش نہ ہو تو تکفیر سے زبان روکی جائے گی تو اس قول کے قائل کو جس میں تاویل کی گنجائش ہے اگر کوئی کافر کہے تو ہم منع نہیں کرتے کہ وہ معنی ظاہر کے اعتبار سے ٹھیک کہہ رہا ہے اور اس کی خود تکفیر نہیں کرتے کہ

احتیاط اس میں ہے اور اس دوسری صورت کے قائل کی تکفیر ضرور ہے کہ اس میں جب اصلا تاویل نہیں تو تکفیر سے زبان روکنے کا حاصل خود کفر اور طغیان ہے ان کے اس بیہودہ اعتراض اور ذلیل دھوکے کا جواب اتنا کافی ہے کہ ایک قول پر فقہا تکفیر فرماتے اور متکلمین نہیں کرتے۔ اب کہیں کیا کہتے ہیں کیا فقہا کے نزدیک متکلمین اس کی تکفیر نہ کرکے جس کی تکفیر فقہا نے کی ہے معاذ اللہ فقہا کے نزدیک کافر ٹھہریں گے یا متکلمین فقہا کو کافر کہیں گے اس لیے کہ انہوں نے متکلمین کے نزدیک جو کافر نہ تھا اس کی تکفیر کی **ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم**۔ ان خبثا کے اقوال بدتر از ابوال ایسے ہیں جن میں نام کو بھی تاویل کی گنجائش نہیں لہٰذا ان کے لیے یہ حکم ہے کہ جو ان کے کفر میں شک کرے خود کافر جو تفصیل چاہے وہ رسالہ الموت الاحمر مطالعہ کرے۔ (۱۲ مؤلف غفرلہ)

عرض: ہر کافر ملعون ہے

ارشاد: ہاں عند اللہ جو کافر ہے قطعاً ملعون ہے کسی خاص کا نام لے کر پوچھا جائے گا ہم اسے ملعون نہ کہیں گے ممکن ہے کہ توبہ کرلے اور اگر عام کفار کی بابت سوال ہوا تو ملعون کہیں گے۔

عرض: خدا اور رسول عز جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کس طرح دل میں پیدا ہو۔

ارشاد: تلاوت قرآن مجید اور درود شریف کی کثرت اور نعت شریف کے صحیح اشعار خوش الحانوں سے بکثرت سنے اور اللہ و رسول کی نعمتوں اور رحمتوں میں جو اس پر ہیں غور کرے۔

ایک روز برادرم مولانا حسنین رضا خاں صاحب برائے جواب کچھ استفتے سنا رہے تھے اور جواب لکھ رہے تھے ایک کارڈ پر اسم جلالت لکھ گیا اس پر ارشاد فرمایا دو رکھو میں کبھی تین چیزیں کارڈ پر نہیں لکھتا اسم جلالت اللہ اور محمد اور احمد اور نہ کوئی آیہ کریمہ مثلاً اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکھنا ہے تو یوں لکھتا ہوں حضور اقدس علیہ افضل الصلاۃ والسلام یا اسم جلالت کی جگہ مولیٰ تعالیٰ۔

عرض: لفظ شہر ہر مہینہ کے ساتھ بولا جاتا ہے یا نہیں یہ کہہ سکتے ہیں شہر رجب المرجب

ارشاد: نہیں۔ یہ لفظ ان تین مہینوں کے لئے ہے شہر ربیع الاول، شہر ربیع الآخر، شہر رمضان المبارک۔

عرض: حضور اللہ میاں کہنا جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد: زبان اردو میں لفظ میاں کے تین معنے ہیں ان میں سے دو ایسے ہیں جن سے شان الوہیت پاک و منزہ ہے اور ایک کا صدق ہو سکتا ہے تو جب لفظ دو خبیث معنوں اور ایک اچھے معنے میں مشترک ٹھہرا اور شرع میں وارد نہیں تو ذات باری پر اس کا اطلاق ممنوع ہوگا اس کے ایک معنی مولیٰ، اللہ تعالیٰ بے شک مولیٰ ہے دوسرے معنے شوہر تیسرے معنی زنا کا دلال کہ زانی اور زانیہ میں متوسط ہو۔

عرض: میلاد شریف میں جھاڑ فانوس فروش وغیرہ سے زیب و زینت اسراف ہے یا نہیں۔

ارشاد: علماء فرماتے ہیں لا خیر فی الاسراف ولا اسراف فی الخیر جس شے سے تعظیم ذکر شریف مقصود ہو ہرگز ممنوع نہیں ہو سکتی۔ امام غزالی نے احیاء العلوم شریف میں سید ابو علی رود باری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل کیا کہ ایک بندۂ صالح نے مجلس ذکر شریف ترتیب دی اور اس میں ایک ہزار شمعیں روشن کی ایک شخص ظاہر بیں پہنچے اور یہ کیفیت دیکھ کر واپس جانے لگے بانی مجلس نے ہاتھ پکڑا اور اندر لیجا کر فرمایا کہ جو شمع میں نے غیر خدا کے لئے روشن کی ہو وہ بجھا دیجئے۔ کوششیں کی جاتی تھیں اور کوئی شمع ٹھنڈی نہ ہوئی۔

عرض: تحتیہ الوضو کی کیا فضیلت ہے۔

ارشاد: ایک بار حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا اے بلال کیا سبب ہے کہ میں جنت میں تشریف لے گیا تو تم کو آگے آگے جاتے دیکھا۔ عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں جب وضو کرتا ہوں دو رکعت نماز نفل پڑھ لیتا ہوں۔ فرمایا یہی سبب ہے۔

عرض: حضور بعض لوگوں کی عادت ہے کہ رکوع کے بعد پائینچے اوپر کو چڑھا لیتے

ہیں یہ کیسا ہے۔

ارشاد: مکروہ ہے اور اگر دونوں ہاتھ سے ہو تو بعض علما کے نزدیک مفسد صلوٰۃ ہے۔

خواب: ایک مسجد معمولی وسعت کی ہے اور نماز تیار ہے ایک شخص جس کو میں جانتا ہوں عقائد وہابیہ کا پیرو اذان کہتا ہے لیکن نام اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پھر مکبر تکبیر کہتا ہے وہ بھی نام نامی تک میں نے کہا یہ عجب وہبڑوں نے دستور نکالا میں اندر مسجد کے اس وقت پہنچا جب کہ امام اپنی جگہ پر پہنچ گیا تھا اور چاہتا تھا کہ تکبیر تحریمہ کہے میں نے باآواز بلند السلام علیکم کہا جس سے امام نے چونک کر میری طرف رخ کیا اور پیچھے ہٹ آیا اور میں فوراً اس کی جگہ کھڑے ہو کر امامت کرنے لگا جب سلام پھیرا فوراً آنکھ کھل گئی دیکھا تو فجر کا وقت تھا۔

تعبیر: انشاءاللہ تعالیٰ وہابیہ کی دعوت بند ہوگی اور اہل سنت کی ترقی ہوگی۔

عرض: نوافل میں رکوع کس طرح کرنا چاہیے اگر بیٹھ کر پڑھ رہا ہے۔

ارشاد: اتنا جھکے کہ سر گھٹنے کے محاذی آجائے اور اگر کھڑے ہو کر پڑھے تو پنڈلیاں مقوس نہ ہوں اور کف دست گھٹنوں پر قائم کر کے ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے سے علحدہ رہیں ایک صاحب کو میں نے دیکھا کہ حالت رکوع میں پشت بالکل سیدھی اور منھ اٹھائے تھے جب وہ نماز سے فارغ ہوئے پوچھا گیا یہ آپ نے کیسا رکوع کیا حکم تو یہ ہے کہ گردن نہ اتنی جھکاؤ جیسے بھیڑ اور نہ اتنی اٹھاؤ جیسے اونٹ وہ صاحب کہنے لگے کہ منھ اس وجہ سے اٹھالیا تھا کہ سمت قبلہ سے نہ پھر جائے میں نے کہا تو آپ سجدہ بھی ٹھوری پر کرتے ہوں گے ان کی سمجھ میں بات آگئی اور آئندہ کے لئے اصلاح ہوگئی۔

عرض: حضور ایک بی بی تنہا حج کرنا چاہتی ہیں اور سفر خرچ قلیل اور خود علیل اس صورت میں کیا حکم ہے۔

ارشاد: عورت کو بغیر محرم حج کو جانا جائز نہیں۔

عرض: حضور اقدس ﷺ کو، اے خداوند عرب کہہ کر ندا کر سکتے ہیں۔

ارشاد: کر سکتے ہیں خداوند عرب کے معنے مالک عرب۔

عرض: حضور والا عجم کے معنے بے پڑھی ولایتیں۔

ارشاد: گونگی زبان اور عرب کے معنے تیز زبان۔

عرض: حضور اولیا ایک وقت میں چند جگہ حاضر ہونے کی قوت رکھتے ہیں۔

ارشاد: اگر وہ چاہیں تو ایک وقت میں دس ہزار شہروں میں دس ہزار جگہ کی دعوت قبول کر سکتے ہیں۔

عرض مؤلف: حضور اس سے یہ خیال ہوتا ہے کہ عالم مثال سے اجسام مثالیہ اولیا کے تابع ہو جاتے ہیں اس لیے ایک وقت میں متعدد جگہ ایک ہی صاحب نظر آتے ہیں اگر یہ ہے تو اس پر شبہہ ہوتا ہے کہ مثل تو شئی کا غیر ہوتا ہے امثال کا وجود شے کا وجود نہیں تو ان اجسام کا وجود اس جسم کا وجود نہ ٹھرے گا۔

ارشاد: امثال اگر ہوں گے تو جسم کے ان کی روح پاک ان تمام اجسام سے متعلق ہو کر تصرف فرمائے گی تو از روئے روح وحقیقت وہی ایک ذات ہر جگہ موجود ہے یہ بھی فہم ظاہر میں ورنہ سبع سنابل شریف میں حضرت سیدی فتح محمد قدس سرہ الشریف کا وقت واحد میں دس مجلسوں میں تشریف لے جانا تحریر فرمایا اور یہ کہ اس پر کسی نے عرض کی حضرت نے وقت واحد میں دس جگہ تشریف لیجانے کا وعدہ فرمالیا ہے یہ کیونکر ہو سکے گا۔ شیخ نے فرمایا کرشن کنھیا کافر تھا اور ایک وقت میں کئی سو جگہ موجود ہو گیا فتح محمد اگر چند جگہ ایک وقت میں ہو کیا تعجب ہے یہ ذکر کر کے فرمایا کیا یہ گمان کرتے ہو کہ شیخ ایک جگہ موجود تھے باقی جگہ مثالیں حاشا بلکہ شیخ بذات خود ہر جگہ موجود تھے اسرار باطن فہم ظاہر سے ورا ہیں خوض وفکر بیجا ہے۔

عرض: حضور ہندوستان میں اسلام حضرت خواجہ غریب نواز کے وقت سے پھیلا۔

ارشاد: حضرت سے کئی سو برس پہلے اسلام آ گیا تھا مشہور ہے کہ سلطان محمود غزنوی کے سترہ (۱۷) حملے ہندوستان پر ہوئے۔

عرض: اس شعر کا کیا مطلب ہے۔

اہل نظر نے غور سے دیکھا تو یہ کھلا ۔۔۔ کعبہ جھکا ہوا تھا مدینے کے سامنے

ارشاد: شب میلاد کعبہ نے سجدہ کیا اور جھکا مقام ابراہیم کی طرف اور کہا حمد ہے

اس کے وجہہ کریم کو جس نے مجھے بتوں سے پاک کیا۔

عرض: غوث ہر زمانہ میں ہوتا ہے۔

ارشاد: بغیر غوث کے زمین وآسمان قائم نہیں رہ سکتے۔

عرض: غوث کو مراقبے سے حالات منکشف ہوتے ہیں۔

ارشاد: نہیں بلکہ انہیں ہر حال یونہی مثل آئینہ پیش نظر ہے۔(اس کے بعد ارشاد فرمایا) ہر غوث کے دو وزیر ہوتے ہیں غوث کا لقب عبداللہ ہوتا ہے اور وزیر دست راست عبدالرب اور وزیر دست چپ عبدالملک اس سلطنت میں وزیر دست چپ وزیر راست سے اعلیٰ ہوتا ہے بخلاف سلطنت دنیا اس لیے کہ یہ سلطنت قلب ہے اور دل جانب چپ۔غوث اکبر وغوثِ ہر غوث حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔صدیق اکبر حضور کے وزیر دست چپ تھے اور فاروق اعظم وزیر دست راست پھر امت میں سب سے پہلے درجۂ غوثیت پر امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ممتاز ہوئے اور وزارت امیر المومنین فاروق اعظم وعثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو غوثیت مرحمت ہوئی اور عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم وزیر ہوئے۔پھر امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوثیت عنایت ہوئی اور مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم وامام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ وزیر ہوئے۔پھر مولیٰ علی کو اور امامین محترمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما وزیر ہوئے پھر حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے درجہ بدرجہ امام حسن عسکری تک یہ سب حضرات مستقل غوث ہوئے۔امام حسن عسکری کے بعد حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک جتنے حضرات ہوئے سب ان کے نائب ہوئے ان کے بعد سیدنا غوث اعظم مستقل غوث حضور تنہا غوثیت کبریٰ کے درجے پر فائز ہوئے حضور غوث اعظم بھی ہیں اور سید الافراد بھی۔حضور کے بعد جتنے ہوئے اور جتنے اب ہوں گے حضرت امام مہدی تک سب نائب حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں گے پھر امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوثیت کبریٰ عطا ہوگی۔

عرض: حضور افراد کون اصحاب ہیں۔

ارشاد: اجلہ اولیائے کرام سے ہوتے ہیں ولایت کے درجات ہیں غوثیت کے بعد فردیت: ایک صاحب اجلہ اولیائے کرام سے کسی نے پوچھا حضرت خضر علیہ السلام زندہ ہیں فرمایا ابھی مجھ سے ملاقات ہوئی تھی فرماتے تھے میں نے جنگل میں ٹیلے پر ایک نور دیکھا جب میں قریب گیا تو معلوم ہوا کہ وہ کمبل کا نور ہے ایک صاحب اسے اوڑھے سو رہے ہیں میں نے پاؤں پکڑ کر ہلایا اور جگا کر کہا اٹھو مشغول بخدا ہو کہا آپ اپنے کام میں مشغول رہیں مجھے میری حالت پر رہنے دیجیے میں نے کہا کہ میں مشہور کیے دیتا ہوں یہ ولی اللہ ہے کہا میں مشہور کردوں گا کہ یہ حضرت خضر ہیں میں نے کہا میرے لئے دعا کرو کہا دعا تو آپ ہی کا حق ہے میں نے کہا تمہیں دعا کرنی ہوگی کہا وفر اللّٰہ حظك منہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں آپ کا نصیبہ زائد کرے اور کہا میں اگر غائب ہوجاؤں تو ملامت نہ فرمایئے گا۔ اور فوراً نظر سے غائب ہوگئے حالانکہ کسی ولی کی طاقت نہ تھی کہ میری نگاہ سے غائب ہوسکے۔

وہاں سے آگے بڑھا ایک اور اسی طرح کا نور دیکھا کہ نگاہ کو خیرہ کرتا ہے قریب گیا تو دیکھا ٹیلے پر ایک عورت کمبل اوڑھے سو رہی ہے اور اس کے کمبل کا نور ہے میں نے پاؤں ہلا کر ہوشیار کرنا چاہا غیب سے ندا آئی ''اے خضر احتیاط کیجیے'' اس بی بی نے آنکھ کھولی اور کہا حضرت نہ رکے یہاں تک کہ رو کے گئے میں نے کہا اٹھ مشغول بخدا ہو کہا حضرت اپنے کام میں مشغول رہیں مجھے اپنی حالت پر رہنے دیں میں نے کہا تو میں مشہور کیے دیتا ہوں یہ ولی اللہ ہے کہا میں مشہور کردوں گی کہ یہ حضرت خضر ہیں میں نے کہا میرے لیے دعا کرو کہا دعا تو آپ کا حق ہے میں نے کہا تمہیں دعا کرنی ہوگی کہا وفر اللّٰہ حظك منہ۔ اللہ اپنی ذات میں آپ کا نصیبہ زائد کرے پھر کہا اگر میں غائب ہوجاؤں تو ملامت نہ فرمائے گا۔

میں نے دیکھا یہ بھی جاتی ہے کہا یہ تو بتائے جا، کیا تو اسی مرد کی بی بی ہے کہا ہاں یہاں ایک ولیہ کا انتقال ہوگیا تھا اس کی تجہیز و تکفین کا ہمیں حکم تھا یہ کہا اور میری نگاہ سے غائب ہوگئی حضرت خضر علیہ السلام سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں فرمایا یہ لوگ افراد ہیں میں

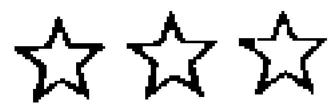
نے کہا وہ بھی کوئی ہے جس کی طرف یہ رجوع لاتے ہیں فرمایا ہاں شیخ عبدالقادر جیلانی۔

عرض: غوث کے انتقال کے بعد درجہ غوثیت پر کون مامور ہوتا ہے۔

ارشاد: غوث کی جگہ امامین سے غوث کردیا جاتا ہے اور امامین کی جگہ اوتادِ اربعہ سے اور اوتاد کی جگہ بدلا سے بدلا کی جگہ پر ابدالِ سبعین سے اور ان کی جگہ تین سو نقبا سے پھر اولیا سے اور اولیا کی جگہ عامۂ مومنین سے کردیا جاتا ہے کبھی بلالحاظ ترتیب کافر کو مسلمان کرکے بدل کردیتے ہیں ان کا مرتبہ ابدال سے زیادہ ہے۔

عرض: پانی میں مسام ہیں یا نہیں۔

ارشاد: نہیں۔ کہ پانی میں بالطبع خلا، بھرنے کی قوت رکھی گئی ہے ضرور ہے کہ جو مسام فرض کیے جائیں وہ پانی کہ ان سے اوپر ہے ان کی طرف اترے گا اور انہیں بھرے گا اور مسام ہونے پر فلسفۂ جدیدہ کی یہ دلیل کہ شکر ڈالنے سے پانی میں حل ہوجاتی ہے اور اس کا حجم نہیں بڑھتا مقبول نہیں جب زیادت قدر احساس کو پہنچے گی ضرور حجم بڑھنا محسوس ہوگا مگر ایک استدلال اس پر یہ خیال میں آتا ہے کہ حوض کے کنارے ایک شخص کھڑا ہے دوسرا غوطہ لگائے اور باہر والا شخص باآواز پکارے اگر مسام ہیں تو ضرور سنے گا اور سنتا ہے تو معلوم ہوا کہ مسام ہیں۔ بخلاف اس کے ایک کمرہ صرف آئینوں سے فرض کیجیے جس میں کہیں روزن نہ ہو اس کے اندر کی آواز باہر نہ آئے گی اور باہر کی اندر نہ جائے گی اگرچہ اندر باہر دو شخص متصل کھڑے ہوکر ایک دوسرے کو باآواز بلند پکارے مگر یہ استدلال بھی کافی نہیں آواز پہنچنے کے لئے ملأ فاصل میں تموج چاہیے مسام کی کیا حاجت ہاں جہاں تموج نہ ہو بذریعہ مسام پہنچے گی آئینے میں نہ تموج نہ مسام لہٰذا نہ پہنچے گی پختہ و خام عمارات میں تموج نہیں منافذ و مسام ہیں ان سے پہنچتی ہے آب و ہوا خود اپنے تموج سے پہنچاتے ہیں اور یہی اصل ذریعہ صوت ہے، ہوا میں تموج زائد ہے کہ پانی سے الطف ہے وہ زیادہ پہنچاتی ہے اور پانی کم، تالاب میں دو شخص دونوں کناروں پر غوطہ لگائیں اور ان میں سے ایک اینٹ پر اینٹ مارے دوسرے کو آواز پہنچے گی مگر نہ اتنی کہ ہوا میں۔



بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسلمانانِ عالم کے لئے ایک اعلیٰ ترین اسلامی دستور العمل

یعنی

حصہ دوم ملفوظات حضور پرنور اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت رضی اللہ عنہ



حصّہ دوم

مؤلفہ و مرتبہ

شہزادۂ اعلیٰ حضرت تاجدار اہلسنت مفتی اعظم
مولانا مصطفٰے رضا بریلوی قدس سرہ

رضوی کتاب گھر



۴۲۵، اُردو مارکیٹ، مٹیا محل، جامع مسجد دہلی ۱۱۰۰۰۶
فون 3264524

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

مؤلف: حضور بعد نماز عصر صحن میں تشریف فرما ہیں مریدین ومعتقدین حاضر خدمت کہ مولوی رحم الٰہی صاحب مدرس دوم مدرسہ منظر الاسلام اور طالب علم مولوی نجیب الرحمٰن ایک کتاب ہمراہ لائے حضور نے دریافت فرمایا کیا کتاب ہے عرض کیا حضور اعمال تسخیر میں ہے ایک عبارت کا مطلب دریافت کرنا تھا۔

ارشاد: میرے پاس ان عملیات کے ذخائر بھرے ہیں لیکن بحمد اللہ تعالیٰ آج تک کبھی اس طرف خیال بھی نہیں کیا ہمیشہ ان دعاؤں پر جو احادیث میں ارشاد ہوئیں عمل کیا میری تو تمام مشکلات انہیں سے حل ہوتی رہتی ہیں۔ دوسری بار جب کعبہ معظمہ حاضر ہوا یکایک جانا ہوگیا اپنا پہلے سے کوئی ارادہ نہ تھا پہلی بار کی حاضری حضرات والدین ماجدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کے ہمراہ رکاب تھی اس وقت مجھے تیئسواں سال تھا۔ واپسی میں تین دن طوفان شدید رہا تھا اس کی تفصیل میں بہت طول ہے لوگوں نے کفن پہن لیے تھے حضرت والدہ ماجدہ کا اضطراب دیکھ کر ان کی تسکین کے لئے بے ساختہ میری زبان سے نکلا کہ آپ اطمینان رکھیں۔ خدا کی قسم یہ جہاز نہ ڈوبے گا یہ قسم میں نے حدیث ہی کے اطمینان پر کھائی تھی جس میں کشتی پر سوار ہوتے وقت غرق سے حفاظت کی دعا ارشاد ہوئی ہے میں نے وہ دعا پڑھ لی تھی لہٰذا حدیث کے وعدۂ صادقہ پر مطمئن تھا پھر بھی قسم کے نکل جانے سے خود مجھے اندیشہ ہوا اور معاً حدیث یاد آئی۔ مَنْ یَّتَاَلَّ عَلَی اللّٰهِ یُکَذِّبْهُ حضرت عزت کی طرف رجوع کی اور سرکار رسالت سے مدد مانگی الحمد للہ کہ وہ مخالف ہوا کہ تین دن سے بشدت چل رہی تھی دو گھڑی میں بالکل موقوف ہوگئی اور جہاز نے نجات پائی ماں کی محبت وہ تین شبانہ روز کی سخت تکلیف یاد تھی مکان میں قدم رکھتے ہی پہلا لفظ مجھ سے یہ فرمایا کہ حج فرض اللہ تعالیٰ نے ادا فرمادیا اب میری زندگی

پھر دوبارہ ارادہ نہ کرنا ان کا یہ فرمانا مجھے یاد تھا اور ماں باپ کی ممانعت کے ساتھ حج نفل جائز نہیں یوں خود ادا کرنے سے مجبور تھا۔ یہاں سے ننھے میاں (برادر خورد) اور حامد رضا خاں (خلف اکبر) مع متعلقین بارادہ حج روانہ ہوئے لکھنؤ تک ان لوگوں کو پہنچا کر میں واپس آ گیا لیکن طبیعت میں ایک قسم کا انتشار رہا ایک ہفتہ یہاں رہا طبیعت سخت پریشان رہی ایک روز عصر کے وقت زیادہ اضطراب ہوا اور دل وہاں کی حاضری کے لئے زیادہ بے چین ہوا بعد مغرب مولوی نذیر احمد صاحب کو اسٹیشن بھیجا کہ جا کر بمبئی تک سکنڈ کلاس رزرو کرا لیں کہ نمازوں کا آرام رہے انہوں نے اسٹیشن ماسٹر سے گاڑی مانگی اس نے پوچھا کس ٹرین سے ارادہ ہے انہوں نے کہا اسی شب کے دس بجے والی سے وہ بولا یہ گاڑی نہیں مل سکتی اگر آپ کو اس سے جانا تھا تو چوبیس گھنٹے پیشتر اطلاع دیتے بیچارے مایوس ہو کر لوٹنا چاہتے تھے کہ ایک (ٹکٹ کلکٹر) جو قریب رہتا تھا مل گیا اس نے کہا تم گھبراؤ مت میں چلتا ہوں اور اسٹیشن ماسٹر سے جا کر کہا کہ یہ تو مجھ سے کل کہہ گئے تھے میں آپ سے کہنا بھول گیا اس نے ایک سو تریسٹھ (۱۶۳) روپے پانچ آنے لے کر سکنڈ کلاس کا کمرہ رزرو کر دیا عشا کی نماز سے اول وقت فارغ ہو لیا شکرم بھی آ گئی صرف والدہ ماجدہ سے اجازت لینا باقی رہ گئی جو نہایت اہم مسئلہ تھا اور گویا اس کا یقین تھا کہ وہ اجازت نہ دیں گی کس طرح عرض کروں اور بغیر اجازت والدہ حج نفل کو جانا حرام آخر کار اندر مکان میں گیا دیکھا کہ حضرت والدہ ماجدہ چادر اوڑھے آرام فرماتی ہیں میں نے آنکھیں بند کر کے قدموں پر سر رکھ دیا وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھیں اور فرمایا کیا ہے میں نے عرض کیا حضور مجھے حج کی اجازت دیدیجئے پہلا لفظ جو فرمایا یہ تھا کہ خدا حافظ، یہ انہیں دعاؤں کا اثر تھا۔ میں الٹے پیروں باہر آیا اور فوراً سوار ہو کر اسٹیشن پہنچا واپسی کے بعد معلوم ہوا کہ میں اسٹیشن تک بھی نہ پہنچا ہوں گا انہوں نے فرمایا میں اجازت نہیں دیتی اسے بلا لو مگر میں جا چکا تھا کون بلاتا چلتے وقت جس لگن میں میں نے وضو کیا تھا اس کا پانی میری واپسی تک نہ پھینکنے دیا کہ اس کے وضو کا پانی ہے بریلی کے اسٹیشن سے میں نے ایک تار اپنی روانگی کا بمبئی روانہ کیا وہاں سب نے یہ خیال کیا کہ شاید حسن میاں (اعلیٰ حضرت

مدظلہ کے منجھلے بھائی) تشریف لا رہے ہیں اس واسطے کہ ان کا سال آئندہ میں ارادہ تھا میرا کسی کو گمان بھی نہ تھا غرض دن کے دن تک سب کو تذبذب رہا ادھر مجھے راستہ میں ایک دن کی دیر ہوگئی کہ آگرہ پر میل نکل گیا اور ہماری گاڑی نے پسنجر کا انتظار کیا مولوی نذیر احمد صاحب نے اسٹیشن ماسٹر سے پوچھا کہ ہماری گاڑی کاٹ کر کیوں جدا کر لی کہا میل رزرو نہ تھا آپ کو پسنجر میں جانا ہوگا یہاں تک کہ وہ دن آ گیا جس روز حجاج بمبئی کے قرنطینہ میں داخل ہونے والے تھے اور میں اس وقت تک نہ پہنچ سکا اب سخت مشکل کا سامنا تھا کہ ہمارے لوگ قرنطینہ میں داخل ہو جائیں گے اور میں رہ گیا اب جانا کیونکر ہوگا یہ دن پنجشنبہ کا ہے تار آچکا تھا کہ پنجشنبہ کو بھپارا ہو کر لوگ قرنطینہ میں داخل ہو جائیں۔ گاڑی کٹ جانے نے یہ تاخیر کی کہ میں جمعہ کے دن صبح آٹھ بجے پہنچا اسٹیشن پر دیکھا بمبئی کے احباب کا ہجوم ہے حاجی قاسم وغیرہ گاڑیاں لیے موجود ہیں سلام ومصافحہ کے بعد پہلا لفظ جو انہوں نے کہا یہ تھا شہر کو نہ چلیے سیدھے قرنطینہ چلیے ابھی آپ کے لوگ داخل نہیں ہوئے میں شکر الٰہی بجالایا اور اپنے لوگوں کے ساتھ داخل قرنطینہ ہوا یہ حدیث کی انہیں دعاؤں کی برکت تھی کہ گئی ہوئی مراد عطا فرمائی میں نے واقعہ پوچھا وہاں کے لوگوں نے کہا عجب ہے اور سخت عجب ایسا کبھی نہ ہوا تھا پنجشنبہ کو روز موعود پر ڈاکٹر آیا اور آدھے لوگوں کو بھپارا دیا کہ دفعۃً اسے سخت گھراہٹ پیدا ہوئی اور کہا کہ باقی کا بھپارا کل ہوگا یوں تمہارے لوگ باقی رہ گئے اب ایک اور دقت پیش آئی کہ اس جہاز کا ٹکٹ بالکل تقسیم ہو چکا تھا جس میں ہمارے لوگ جانے والے تھے بمجبوری دوسرے جہاز کا ٹکٹ خریدا اور وہ بھی تیسرے درجے کا ملا جس کی حکمت آگے ظاہر ہوگی اور حدیث کی دعائیں پڑھیں کہ سرکار مجھے اپنوں کا ساتھ عطا فرمائیں ان سے چھوٹ کر میں تنہا کیوں کر حاضر ہوں گا تلاش کی گئی کہ اس جہاز میں کوئی صاحب ایسے ہیں جو اکیلے جانے والے ہوں جنہیں یہ اور وہ دونوں جہاز برابر ہوں مولیٰ تعالیٰ کی رحمت کہ ایک بڑے میاں ہمارے ہی ضلع بریلی مقام بھیڑی کے ساکن مل گئے جنہوں نے بخوشی ٹکٹ بدل لیا وہ اس جہاز میں گئے اور میں بفضلہٖ تعالیٰ اپنے ساتھیوں کے جہاز میں رہا سرکار

نے پہلا ٹکٹ تیسرے درجے کا اسی لئے دلوایا تھا کہ وہ بڑے میاں ملنے والے تھے جن کا ٹکٹ تیسرے ہی درجے کا تھا ان سے تبدیل میں مالی نقصان نہ ہو بعد قرنطینہ اس جہاز پر سوار ہو کر سوا سو روپے داخل کر کے اول درجے کا ٹکٹ تبدیل کرالیا جب عدن کے قریب جہاز پہنچا میں نماز عصر پڑھ رہا تھا نماز میں ایک عربی صاحب کی آواز میرے کان میں پہنچی کہ سمت قبلہ یہ نہیں ہے میں نے کچھ خیال نہ کیا اس لئے کہ میں مؤامرہ ہندسیہ سے عدن و کامران کی سمت قبلہ نکال چکا تھا وہ اتنی دیر کہ میں نے نماز پڑھی وظیفہ پڑھا بیٹھے رہے جب میں فارغ ہوا تو ان سے پوچھا اس وقت بتایئے سمت قبلہ کس طرف ہے اور پانچ منٹ پہلے کس طرف تھی اور حساب لگا کر سمجھایا کہ اس وقت سمت قبلہ ہی پر نماز ہوئی جس کو انہوں نے بھی تسلیم کر لیا جب کامراں آیا قرنطینے میں داخل ہوئے وہاں دس روز ٹھہرنا ہوا اللہ تعالیٰ ان ترکی کارکنوں کو جزاء خیر دے حجاج کو ایسا آرام دیا کہ لوگوں کو میں نے یہ کہتے سنا کہ حج کا وقت قریب ہے ورنہ کچھ دنوں بیمار رہتے اور یہاں کے آرام کا لطف اٹھاتے بمبئی میں کیا مجال تھی کہ کوئی اس احاطہ سے باہر قدم رکھتا احاطہ کے اندر ہر بات کی روک ٹوک تھی ہندو سپاہی قصداً حجاج کو تنگ کرتے تھے یہاں میں نے سنا کہ کامراں سے کوئی ایک میل فاصلہ پر کسی بزرگ کا مزار ہے میں نے اور میرے ساتھیوں نے حاضری کا ارادہ کیا ترکی ڈاکٹر سے پوچھا بکشادہ پیشانی اجازت دی اور کہا آپ کے ساتھ کے آدمی ہوں گے میں نے کہا دس بارہ ان سب کو بھی اجازت دی اور ہم زیارت سے فارغ ہو کر آئے جہاز اور کامراں میں تقریباً روزانہ میرے بیانات ہوتے جس میں اکثر مناسک حج کی تعلیم ہوتی اور وہ جو ہمیشہ میرے بیان کا مقصود اعظم رہتا ہے یعنی تعظیم شان حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک بہت بڑا رئیس بھی جہاز میں تھا شریک وعظ ہوتا مسائل سنا کرتا مگر تعظیم شان اقدس کے ذکر کے وقت اس کے چہرہ پر بشاشت کی جگہ کدورت ہوتی میں سمجھا کہ وہابی ہے دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ گنگوہی صاحب کا مرید ہے اس روز میں نے روئے سخن ردوہابیہ و گنگوہی کی طرف پھیرا جبراً قہراً سنتا رہا مگر دوسرے دن سے بیان میں نہ آیا میں نے حمد کی جلسہ پاک ہوا اب یہاں

کامراں میں نو دن ہو چکے کل جہاز پر جانا ہے دفعۃً رات کو میرے سب ساتھیوں کو درد شکم واسہال عارض ہوا میرے درد تو نہ تھا مگر پانچ بار اجابت کو مجھے جانا ہوا دن چڑھ گیا اور ڈاکٹر کے آنے کا وقت ہوا باہر ترکی مرد اور اندر عورتوں کو ترکیہ عورت روزانہ آ کر دیکھا کرتے میرے بھائی ننھے میاں سلمہ کو اندیشہ ہوا اور عزم کر لیا کہ اپنی حالتوں کو ڈاکٹر سے کہہ دو مجھ سے دریافت کیا میں نے کہا اگر بیمار سمجھ کر روک لیے گئے اور حج کا وقت قریب ہے معاذ اللہ وقت پر نہ پہنچ سکے تو کیسا خسارہ ہوگا کہا اب ڈاکٹر اور ڈاکٹرنی آتے ہوں گے اگر انہیں اطلاع ہوئی تو ہمارا نہ کہنا اخفا میں ٹھہرے گا میں نے کہا ذرا ٹھہرو میں اپنے حکیم سے کہہ لوں۔ مکان سے باہر جنگل میں آیا اور حدیث کی دعائیں پڑھیں اور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے استمداد کی کہ دفعۃً سامنے سے حضرت سید شاہ غلام جیلانی صاحب سجادہ نشین سرکار بانسہ شریف کہ اولاد امجاد حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تھے اور بمبئی سے ہمارا ان کا ساتھ ہو گیا تھا سامنے سے تشریف لائے ان کی تشریف آوری فال حسن تھی میں نے ان سے بھی دعا کو کہا انہوں نے بھی دعا فرمائی مجھے مکان سے باہر آئے شاید دس منٹ ہوئے ہوں گے اب جو مکان میں جا کر دیکھا بحمد اللہ سب کو ایسا تندرست پایا کہ گویا مرض ہی نہ تھا درد وغیرہ کیسا اس کا ضعف بھی نہ رہا سب ڈھائی تین میل پیادہ چل کر سمندر کے کنارے پہنچے جدہ شریف میں جب جہاز پہنچا حجاج کی بیحد کثرت اور جانے کا صرف ایک راستہ جو دو طرفہ ٹیٹوں سے بہت دور تک محدود بھلا ایسی حالت میں کس طرح گزر ہوز نانی سواریاں ساتھ، پانچ گھنٹے اسی انتظار میں گزر گئے کہ ذرا ہجوم کم ہو تو سواریوں کو لے چلیں لیکن اس وقت سلسلہ منقطع نہ ہونا تھا نہ ہوا یہاں تک کہ دوپہر قریب ہو گیا دھوپ اور بھوک اور پیاس سب باتیں جمع تھیں کہ ننھے میاں اور سب لوگ نہایت پریشان جب بہت دیر ہوگئی تو ننھے میاں اور حامد رضا خاں نے مجھ سے آ کر کہا یہاں آخر کب تک بھوکے پیاسے، دھوپ میں کھڑے رہیں گے میں نے کہا تمہیں جلدی ہے تو جاؤ میں تا وقت کہ بھیڑ کم نہ ہو زنانی سواریوں کو نہیں لے جاؤں گا اب کس کی مجال تھی جو کچھ کہتا مجبوراً خاموش ہو گئے تھوڑی دیر کے بعد

ایک عربی صاحب جن کو اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا میرے پاس تشریف لائے اور بعد سلام علیک پہلا لفظ یہ فرمایا یا شیخ مالی اراك حزینا کیا سبب ہے کہ میں آپ کو پریشان دیکھ رہا ہوں میں نے عرض کیا پریشانی ظاہر ہے ہمارے ساتھ میں مستورات ہیں اور مردوں کا یہ کثیر ہجوم پانچ گھنٹے یہیں کھڑے ہو گئے فرمایا اپنے مردوں کا حلقہ بنا کر عورتوں کو درمیان میں لے لو اور میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ غرض حلقہ میں عورتوں کو لے کر ان عربی صاحب کے پیچھے ہو لیے ہم نے دیکھا کہ راستہ بھر ہمارے شانہ سے بھی کسی غیر شخص کا شانہ نہیں لگا جب راستہ طے ہوا فوراً وہ عربی صاحب نظروں سے غائب ہو گئے جدہ پہنچتے ہی مجھے بخار آ گیا اور میری عادت ہے کہ بخار میں سردی بہت معلوم ہوتی ہے محاذات یلملم سے بحمد اللہ تعالیٰ احرام بندھ چکا تھا اس سردی میں رزائی گردن تک اوپر سے ڈال لیتا کہ احرام میں چہرہ چھپانا منع ہے سو جاتا آنکھ کھلتی تو بحمد اللہ تعالیٰ رزائی گردن سے اصلاً نہ بڑھی ہوتی تین روز جدہ میں رہنا ہوا اور بخار ترقی پر ہے آج چل کر جدہ کے کھلے میدان میں رات بسر کرنی ہوگی بخار میں کیا حالت ہوگی سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی بحمد اللہ تعالیٰ بخار معاً جاتا رہا اور تیرھویں تک عود نہ کیا جب بفضلہ تعالیٰ تمام مناسک حج سے فارغ ہو لیے تیرھویں تاریخ بخار نے عود کیا میں نے کہا اب آیا کیجئے ہمارا کام رب العزۃ نے پورا کر دیا بعد فراغ مناسک کتب خانہ حرم محترم کی حاضری کا شغل رہا پہلے روز جو حاضر ہوا حامد رضا خاں ساتھ تھے محافظ کتب حرم ایک وجیہ وجمیل عالم نبیل مولانا سید اسماعیل تھے یہ پہلا دن ان کی زیارت کا تھا یہ حضرت مثل دیگر اکابر مکہ مکرمہ اس فقیر سے غائبانہ خلوص تام رکھتے تھے جس کا سبب میرا فتویٰ مسمے بہ فتاوے الحرمین لرجف ندوۃ المین تھا کہ سات برس پہلے ۱۳۱۶ھ میں رد ندوہ کے لئے اٹھائیس سوال وجواب پر مشتمل جسے میں نے بیس گھنٹے سے کم میں لکھا تھا اور بذریعہ بعض حجاج خادمانِ دین ان حضرات کے حضور پیش ہوا اور انہوں نے اپنی گراں بہا تقریظات سے اسے مزین فرمایا اور فقیر کو بے شمار اعلیٰ اعلیٰ درجے کے کلمات دعاء وثنا کا شرف دیا اور وہ مع ترجمہ ایک مبسوط کتاب ہو کر بمبئی ۱۳۱۷ھ میں طبع ہو کر شائع ہو چکا

تھا اس وقت سے مولیٰ عزوجل نے اس ذرہ بے مقدار کی کمال محبت و وقعت ان جلیل قلوب میں ڈالدی تھی مگر ملاقات ظاہری نہ ہوئی تھی حضرت مولانا موصوف سے کچھ کتابیں مطالعہ کے لئے نکلوائیں حاضرین میں سے کسی نے اس مسئلہ کا ذکر کیا کہ قبل زوال رمی کیسی مولانا نے فرمایا یہاں کے علما نے جواز پر فتویٰ دیا ہے حامد رضا خاں سے اس بارے میں گفتگو ہو رہی تھی مجھ سے استفسار ہوا میں نے کہا خلاف مذہب ہے مولانا سید صاحب نے ایک متداول کتاب کا نام لیا کہ اس میں جواز کو علیہ الفتویٰ لکھا ہے میں نے کہا ممکن کہ روایت جواز ہو مگر علیہ الفتویٰ ہرگز نہ ہوگا وہ کتاب لے آئے مسئلہ نکلا اور اسی صورت سے نکلا جو فقیر نے گزارش کی تھی یعنی اس میں علیہ الفتویٰ کا لفظ نہ تھا حضرت مولانا نے حامد رضا خاں سے کان میں جھک کر مجھے پوچھا کہ یہ کون ہے اور حامد رضا خاں کو بھی نہ جانتے تھے مگر اس وقت گفتگو انہیں سے ہو رہی تھی لہٰذا ان سے پوچھا انہوں نے میرا نام لیا نام سنتے ہی حضرت مولانا وہاں سے اٹھ کر بیتابانہ دوڑتے ہوئے آکر فقیر سے لپٹ گئے پھر تو بحمد اللہ تعالیٰ وداد نے کامل ترقی کی اس بار سرکار حرم محترم میں میری حاضری بے اپنے ارادے کے جس غیر متوقع طور پر غیر معمولی طریقوں پر ہوئی اس کا کچھ بیان اوپر ہو چکا ہے وہ حکمت الٰہیہ یہاں آکر کھلی سننے میں آیا کہ وہابیہ پہلے سے آئے ہوئے ہیں جن میں خلیل احمد انبیٹھی اور بعض وزراء ریاست دیگر اہل ثروت بھی ہیں حضرت شریف تک رسائی پیدا کی ہے اور مسئلہ علم غیب چھیڑا ہے اور اس کے متعلق کچھ سوال اعلم علماء مکہ حضرت مولانا شیخ صالح کمال سابق قاضی مکہ و مفتی حنفیہ کی خدمت میں پیش ہوا ہے میں حضرت موصوف کی خدمت میں گیا حضرت مولانا مولوی وصی احمد صاحب محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے صاحبزادے عزیزی مولوی عبدالاحد صاحب بھی ہمراہ تھے میں نے بعد سلام و مصافحہ مسئلہ علم غیب کی تقریر شروع کی اور دو گھنٹے تک اسے آیات و احادیث و اقوال ائمہ سے ثابت کیا اور مخالفین جو شبہات کیا کرتے ہیں ان کا رد کیا اس دو گھنٹے تک حضرت موصوف محض سکوت کے ساتھ ہمہ تن گوش ہو کر میرا منھ دیکھتے رہے جب میں نے تقریر ختم کی چپکے اٹھے ہوئے قریب الماری

رکھی تھی وہاں تشریف لے گئے اور ایک کاغذ نکال لائے جس پر مولوی سلامت اللہ صاحب رامپوری کے رسالہ اعلام الاذکیا کے اس قول کے متعلق کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ھو الاول والاخر والظاھر والباطن وھو بکل شیء علیم لکھا چند سوال تھے اور جواب کی چار سطریں ناتمام اٹھا لائے مجھے دکھایا اور فرمایا تیرا آنا اللہ کی رحمت تھا ورنہ مولوی سلامت اللہ کے کفر کا فتویٰ یہاں سے جا چکتا میں حمد الٰہی بجا لایا اور فرودگاہ پر واپس آیا مولانا سے مقام قیام کا کوئی تذکرہ نہ آیا تھا اب وہ فقیر کے پاس تشریف لانا چاہتے ہیں اور حج کا ہنگامہ اور جائے قیام نامعلوم آخر خیال فرمایا کہ ضرور کتب خانہ میں آیا کرتا ہوگا ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ کی تاریخ ہے بعد نماز عصر میں کتب خانے کے زینے پر چڑھ رہا ہوں پیچھے سے ایک آہٹ معلوم ہوئی دیکھا تو حضرت مولانا شیخ صالح کمال ہیں بعد سلام و مصافحہ دفتر کتب خانہ میں جا کر بیٹھے وہاں حضرت مولانا سید اسماعیل اور ان کے نوجوان سعید رشید بھائی سید مصطفیٰ اور ان کے والد ماجد مولانا سید خلیل اور بعض حضرات بھی کہ اس وقت یاد نہیں تشریف فرما ہیں حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے جیب سے ایک پرچہ نکالا جس پر علم غیب کے متعلق پانچ سوال تھے (یہ وہی سوال ہیں جن کا جواب مولانا نے شروع کیا تھا اور تقریر فقیر کے بعد چاک فرمادیا) مجھ سے فرمایا یہ سوال وہابیہ نے حضرت سیدنا کے ذریعہ سے پیش کیے ہیں اور آپ سے جواب مقصود ہے (سیدنا وہاں شریف مکہ کو کہتے ہیں کہ اس وقت شریف علی پاشا تھے) میں نے مولانا سید مصطفیٰ سے گزارش کی کہ قلم دوات دیجیے حضرت مولانا شیخ کمال و مولانا سید اسماعیل و مولانا سید خلیل سب اکابر نے کہ تشریف فرما تھے ارشاد فرمایا کہ ہم ایسا فوری جواب نہیں چاہتے بلکہ ایسا جواب ہو کہ خبیثوں کے دانت کھٹے ہوں میں نے عرض کی کہ اس کے لئے قدرے مہلت چاہئے دو گھڑی دن باقی ہے اس میں کیا ہو سکتا ہے حضرت مولانا صالح کمال نے فرمایا کل سہ شنبہ پرسوں چہار شنبہ ہے ان دو روز میں ہو کر پنجشنبہ کو مجھے مل جائے کہ میں شریف کے سامنے پیش کردوں میں نے اپنے رب عزوجل کی عنایت اور اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اعانت پر بھروسہ کر کے وعدہ کرلیا

اور شان الٰہی کہ دوسرے ہی دن سے بخار نے پھر عود کیا اسی حالت تپ میں رسالہ تصنیف کرتا اور حامد رضا خاں تبییض کرتے اس کا شہرہ مکہ معظمہ میں ہوا کہ وہابیہ نے فلاں کی طرف سوال متوجہ کیا ہے اور وہ جواب لکھ رہا ہے میں نے اس رسالہ میں غیوب خمسہ کی بحث نہ چھیڑی تھی کہ سائلوں کے سوال میں نہ تھی اور مجھے بخار کی حالت میں بکمال تعجیل قصد تکمیل آج ہی کہ میں لکھ رہا ہوں حضرت شیخ الخطبا کبیر العلما مولانا شیخ احمد ابوالخیر مرداد کا پیام آیا کہ میں پاؤں سے معذور ہوں اور تیرا رسالہ سننا چاہتا ہوں میں اسی حالت میں جتنے اوراق لکھے گئے تھے لے کر حاضر ہوا رسالہ کی قسم اول ختم ہو چکی تھی جس میں اپنے مسلک کا ثبوت ہے قسم دوم لکھی جا رہی تھی جس میں وہابیہ کا رد اور ان کے سوالوں کا جواب ہے حضرت شیخ الخطبا نے اول تا آخر سن کر فرمایا اس میں علم خمس کی بحث نہ آئی میں نے عرض کی کہ سوال میں نہ تھی فرمایا میری خواہش ہے کہ ضرور زیادہ ہو میں نے قبول کیا رخصت ہوتے وقت ان کے زانوئے مبارک کو ہاتھ لگایا حضرت موصوف نے باں فضل وکمال و باں کبر سال کہ عمر شریف ستر برس سے تجاوز تھی یہ لفظ فرمائے کہ انا اقبل ارجلکم انا اقبل نعالکم میں تمہارے قدموں کو بوسہ دوں میں تمہارے جوتوں کو بوسہ دوں یہ میرے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحمت کہ ایسے اکابر کے قلوب میں اس بے وقعت کی یہ وقعت میں واپس آیا اور شب ہی میں بحث خمس کو بڑھایا اب دوسرا دن چہارشنبہ کا ہے صبح کی نماز پڑھ کر حرم شریف سے آتا ہوں کہ مولانا سید عبدالحی ابن مولانا سید عبدالکبیر محدث ملک مغرب (کہ اس وقت تک ان کی چالیس کتابیں علوم حدیثیہ ودینیہ میں مصر میں چھپ چکی تھیں ان کا خادم پیام لایا کہ مولانا تجھ سے ملنا چاہتے ہیں میں نے خیال کیا کہ وعدے میں آج ہی کا دن باقی ہے اور ابھی بہت کچھ لکھنا ہے عذر کر بھیجا کہ آج کی معافی دیں کل میں خود حاضر ہوؤں گا فوراً خادم واپس آیا کہ میں آج ہی مدینہ طیبہ جاتا ہوں تبریز ہو چکی ہے یعنی قافلے کے اونٹ بیرون شہر جمع ہو لیے ہیں ظہر پڑھ کر سوار ہو جاؤں گا اب میں مجبور ہوا اور مولانا کو تشریف آوری کی اجازت دی وہ تشریف لائے اور علوم حدیث کی اجازتیں فقیر سے طلب فرمائیں اور لکھوائیں

اور علمی مذاکرات ہوتے رہے یہاں تک کہ ظہر کی اذان ہوئی وہاں زوال ہوتے ہی معاً اذان ہوجاتی ہے میں اور وہ نماز میں حاضر ہوئے بعد نماز وہ عازم مدینہ طیبہ ہوئے اور میں فرودگاہ پر آیا آج کے دن کا بڑا حصہ یوں بالکل خالی گیا اور بخار ساتھ ہے بقیہ دن میں اور بعد عشا فضل الٰہی اور عنایت رسالت پناہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کتاب کی تکمیل و تبییض سب پوری کرادی۔ الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ[۱۳۲۳] اس کا تاریخی نام ہوا اور پنجشنبہ کی صبح ہی کو حضرت مولانا شیخ صالح کمال کی خدمت میں پہنچادی گئی مولانا نے دن میں اسے کامل طور پر مطالعہ فرمایا اور شام کو شریف صاحب کے یہاں لیکر تشریف لے گئے عشا کی نماز وہاں شروع وقت پر ہوجاتی ہے اس کے بعد سے نصف شب تک کہ عربی گھڑیوں میں چھ بجے ہیں شریف علی پاشا کا دربار ہوتا تھا حضرت مولانا نے دربار میں کتاب پیش کی اور علی الاعلان فرمایا اس شخص نے وہ علم ظاہر کیا جس کے انوار چمک اٹھے اور جو ہماری خواب میں بھی نہ تھا۔ حضرت شریف نے کتاب پڑھنے کا حکم دیا دربار میں دو وہابی بھی بیٹھے تھے ایک احمد فقیہ کہلاتا دوسرا عبدالرحمٰن اسکوبی انہوں نے مقدمہ کتاب کی آمد ہی سن کر سمجھ لیا کہ یہ کتاب رنگ بدل دے گی شریف ذی علم ہیں مسئلہ ان پر منکشف ہوجائے گا لہٰذا چاہا کہ سننے نہ دیں بحث میں الجھا کر وقت گزار دیں کتاب پر کچھ اعتراض کیا حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے جواب دیا آگے بڑھے انہوں نے پھر ایک مہمل اعتراض کیا حضرت مولانا نے جواب دیا اور فرمایا کتاب سن لیجیے پوری کتاب سننے سے پہلے اعتراض بیقاعدہ ہے ممکن ہے کہ آپ کے شکوک کا جواب کتاب ہی میں آئے اور نہ ہوتو میں جواب کا ذمہ دار ہوں اور مجھ سے نہ ہوسکا تو مصنف موجود ہے یہ فرما کر آگے پڑھنا شروع کیا کچھ دور پہنچے تھے انہیں الجھانا مقصود تھا پھر معترض ہوئے اب حضرت مولانا نے حضرت شریف سے کہا کہ یا سیدنا حضرت کا حکم ہے کہ میں کتاب پڑھ کر سناؤں اور یہ جا بجا الجھتے ہیں حکم ہو تو ان کے اعتراضوں کا جواب دوں یا حکم ہو تو کتاب سناؤں شریف نے فرمایا اقرأ آپ پڑھیے اب ان کی ہاں کو کون نا کرسکتا تھا معترضوں کا منہ مارا گیا اور مولانا کتاب سناتے رہے اس کے دلائل

قاہرہ سن کر مولانا شریف نے بآواز بلند فرمایا: اللہ یعطی وھولاء یمنعون یعنی اللہ تو اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب عطا فرماتا ہے اور یہ وہابیہ منع کرتے ہیں یہاں تک کہ نصف شب تک نصف کتاب سنائی اب دربار برخاست ہونے کا وقت آ گیا شریف صاحب نے حضرت مولانا سے فرمایا یہاں نشانی رکھ دو کتاب بغل میں لیکر بالا خانہ پر آرام کے لئے تشریف لے گئے وہ کتاب آج تک انہیں کے پاس ہے اصل سے متعدد نقلیں مکہ معظمہ کے علماء کرام نے لیں اور تمام مکہ معظمہ میں کتاب کا شہرہ ہوا وہابیہ پر اوس پڑ گئی بفضلہٖ تعالیٰ سب لوہے ٹھنڈے ہو گئے گلی کوچہ میں مکہ معظمہ کے لڑکے ان سے تمسخر کرتے کہ اب کچھ نہیں کہتے اب وہ جوش کیا ہوئے اب وہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے علوم غیب ماننے والوں کو کافر کہنا کدھر گیا تمہارا کفر وشرک تمہیں پر پلٹا وہابیہ کہتے اس شخص نے کتاب میں منطقی تقریریں بھر کر شریف پر جادو کر دیا مولیٰ عزوجل کا فضل حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کرم کہ علماء کرام نے کتاب پر دھوم دھامی تقریظیں لکھنی شروع کیں وہابیہ کا دل جلتا اور بس نہ چلتا آخر اس فکر میں ہوئے کہ کسی طرح فریب کر کے تقریظات تلف کر دی جائیں ایک جگہ جمع ہوئے اور حضرت مولانا شیخ ابوالخیر مرداد سے عرض کی کہ ہم بھی کتاب پر تقریظیں لکھنا چاہتے ہیں کتاب ہمیں منگوا دیجیے وہ سید ھے مقدس بزرگ ان کے فریبوں کو کیا جانیں اپنے صاحبزادے مولانا عبداللہ مرداد کو میرے پاس بھیجا یہ صاحب مسجد حرام کے امام ہیں اور اسی زمانے میں فقیر کے ہاتھ پر بیعت فرما چکے تھے حضرت مولانا ابوالخیر کا منگانا اور مولانا عبداللہ مرداد کا لینے کو آنا مجھے شبہہ کی کوئی وجہ نہ ہوتی مگر مولیٰ عزوجل کی رحمت میں اس وقت کتب خانہ حرم شریف میں تھا حضرت مولانا اسماعیل کو اللہ عزوجل جنات عالیہ میں حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رفاقت عطا فرمائے قبل اس کے کہ میں کچھ کہوں نہایت ترشی اور جلال سیادت سے فرمایا کتاب ہرگز نہ دی جائے گی جو تقریظیں لکھنی ہوں لکھ کر بھیج دو میں نے گزارش بھی کی کہ حضرت مولانا ابوالخیر منگاتے ہیں اور ان کے صاحبزادے لینے آئے ہیں اور ان کا جو تعلق فقیر سے ہے آپ کو معلوم ہے فرمایا جو لوگ وہاں جمع ہیں

ان کو میں جانتا ہوں وہ منافقین ہیں مولانا ابوالخیر کو انہوں نے دھوکا دیا ہے یوں اس عالم نبیل سید جلیل کی برکت نے کتاب بحمد اللہ تعالیٰ محفوظ رکھی ولِلّٰہِ الحمد جب وہابیہ کا یہ مکر بھی نہ چلا اور مولانا شریف کے یہاں سے بحمدہ تعالیٰ ان کا منہ کالا ہوا ایک ناخواندہ جاہل کہ نائب الحرام کہلاتا (اسے کسی طرح اپنے) موافق کیا احمد راتب پاشا اس زمانہ میں گورنر مکہ معظمہ تھے آدمی ناخواندہ مگر دیندار ہر روز بعد عصر طواف کرتے خیال کیا کہ شریف ذی علم تھے کتاب سنکر معتقد ہو گئے یہ بے پڑھا فوجی آدمی ہمارے بھڑکائے سے بھڑک جائے گا ایک روز یہ طواف سے فارغ ہوئے ہیں کہ نائب الحرم نے ان سے گزارش کی ایک ہندی عالم نے ہندوستان میں بہت لوگوں کے عقیدے بگاڑ دیے ہیں اور اب اہل مکہ کے عقیدے خراب کرنے آیا ہے اور ساتھ ہی دل میں سوچا کہ یہ کیونکر جمے گی کہ ایک ہندی مکیوں کے عقیدے بگاڑ دے لہٰذا مجبورانہ اس کے ساتھ یہ کہنا پڑا کہ اور اکابر علماء مکہ مثل شیخ العلما سید محمد سعید بابصیل و مولانا شیخ صالح کمال و مولانا ابوالخیر مرداد اس کے ساتھ ہو گئے ہیں مولیٰ تعالیٰ کی شان کہ یہ واقعی بات جو اس نے مجبورانہ کہی اس پر الٹی پڑی پاشا نے بکمال غضب ایک چپت اس کی گردن پر جمائی اور کہا یا خبیث ابن الخبیث یاکلب ابن الکب اذا کان ھؤالاء معہ فھو یفسد ام یصلح اے خبیث ابن خبیث اے کلب ابن کلب جب یہ اکابر اس کے ساتھ ہیں تو وہ خرابی ڈالے گا یا اصلاح کرے گا اس روز سے مولانا سید اسماعیل وغیرہ اسے ناھب الحرم کہتے اور احمد فلکیہ کو احمق سفیہ اور ایک اور مخالف کو مخصوم مولانا شریف کا دربار مہذب دربار تھا وہاں وہابیہ کو مہذب ذلت پہنچی یہ ایک جنگی فوجی ترک کا سامنا تھا اسی طریقے کی ذلت پائی دولت مکیہ کے ساتھ ساتھ بلکہ اس سے کچھ پہلے سے بفضلہٖ تعالیٰ حسام الحرمین کی کارروائی جاری کی اکابر نے جو عالیشان تقریظات اس پر لکھیں آپ حضرات کے پیش نظر ہیں ابتدا ہی میں یہ فتوے حضرت مولانا شیخ صالح کمال کے پاس تقریظ کو گیا تھا ادھر حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے کتاب سنانے کے ضمن میں حضرت شریف سے خلیل احمد کے عقائد ضالہ اور اس کی کتاب براہین قاطعہ کا بھی ذکر کر دیا تھا

انبیٹھی صاحب کوخبر ہوئی مولانا کے پاس کچھ اشرفیاں نذرانہ لے کر پہنچے اورعرض کی کہ حضرت مجھ پر کیوں ناراض ہیں فرمایا کیا تم خلیل احمد ہو کہا ہاں مولانا نے فرمایا تجھ پر افسوس تو نے براہین قاطعہ میں وہ شنیع باتیں کیسے لکھیں میں تو تجھے زندیق لکھ چکا ہوں (اس سے پہلے مولانا غلام دستگیر قصوری مرحوم کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل لکھ کر علمائے مکہ سے تقریظیں لے چکے تھے اس پر مولانا شیخ صالح کمال کی بھی تقریظ ہے اور اس میں انبیٹھی صاحب اور ان کے استاد گنگوہی صاحب کو زندیق لکھا ہے) انبیٹھی صاحب نے کہا حضرت جو باتیں میری طرف نسبت کی گئی ہیں افترا ہیں میری کتاب میں نہیں ہیں فرمایا تمہاری کتاب براہین قاطعہ چھپ کر شائع ہو چکی ہے اور میرے پاس موجود ہے۔ انبیٹھی نے کہا حضرت کیا کفر سے توبہ قبول نہیں ہوتی فرمایا ہوتی ہے مولانا نے چاہا کسی مترجم کو بلائیں اور براہین قاطعہ انبیٹھی صاحب کو دکھا کر ان کلمات کا اقرار کرا کر توبہ لیں مگر انبیٹھی صاحب رات ہی میں جدہ کو فرار ہو گئے حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے حضرت مولانا سید اسماعیل کو اس واقعہ کی اطلاع کا خط بھیجا اور انہوں نے بعینہٖ اپنے خط میں رکھ کر مجھے بھیج دیا وہ اب تک میرے پاس محفوظ ہے۔(۱)

---

(۱)صاحب الفضيلة والاخلاق والمحبة الجميلة حضرة السيد اسماعيل أفندى حافظ الكتب حضر عند نا قبل تاريخه رجل من اهل الهند يقال له خليل احمد مع بعض علماء الهند المجاورين بمكة يستعطف خاطر نا عليه لانه قد بلغه انى شديد الغيظ عليه وانا لا اعرفه شخصاً فقال يا سيدى بلغنى انكم واجد ون على وذلك بسبب انى ذكرت ماوقع منه فى البراهين القاطعه لدى حضرة الامير حفظه الله فقلت له لعلك خليل احمد الا نبيتهى فقال نعم فقلت له ويحك كيف تقول فى البراهين القاطعة تلك المقالات الشنيعة وتجوز الكذب على الله جل جلاله كيف لا اغتاظ عليك ولقد كتبت عليها بانك رجل زنديق وكيف تعتذرو تنكروهى قد طبعت وشاعت عنك فقال ياسيدى هى لى ولكن ليس فيها تجويز الكذب على الله ولان كان فيها فانا تائب وراجع عما فيها مما يخالف اهل السنة والجماعة فقلت له ان الله يحب التائبين والبراهين موجودة وساخرج لك منها هذا الذى انكرته وتجاسرته به على الله جل شانه فصار ينتصل ويعتذر ويقول انكان فهو

مکذوب علی اناو رجل مسلم موحد من اھل السنۃ والجماعۃ ماقلت فیھا ھذا لا غیرہ مما یخالف مذھب اھل السنۃ والجماعۃ فتعجبت منہ کیف ینکرما ھو مطبوع فی رسالتہ البراھین القاطعۃ المطبوعۃ بلسان الھند وظھرلی انہ انما قال ذلک تقیۃ کانھم مثل الرافضۃ یرون التقیۃ واجبۃ واردت ان احضرھا واحضر من یفھم ذلک اللسان لا قررہ وما فیھا واستبتیہ لکنہ فی ثانی یوم من مجیئہ عندنا ھرب الی جدۃ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ اجبنا اعلامکم بذلک ودمتم ۔محمد صالح کمال ۲۸ ر ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ

ترجمہ: بزرگی اوراخلاق اورمحبت جمیلہ والے حضرت سیداسماعیل آفندی حافظ الکتب، آیا ہمارے پاس آج سے پہلے ایک شخص ہندی جس کوخلیل احمد کہا جاتا ہے ہمراہی میں بعض علماء ہندکی جومکہ میں مجاور ہیں مہربان کرنا چاہتا تھا ہمارے دل کواپنے اوپراس لئے کہ اسے خبرپہنچی کہ میں سخت ناراض ہوں اس پر، پس کہا اے میرے سردار مجھے خبرپہنچی ہے کہ آپ مجھ پر ناراض ہیں یہ آنا اس کا اس سب سے تھا کہ جوکچھ اس سے براہین قاطعہ میں واقع ہوا تھا اس کو میں نے حضرت امیر حفظ اللہ سے ذکرکردیا تھا پس میں نے اس سے کہا شاید توخلیل احمد انبیٹھی ہے کہا ہاں میں نے کہا تجھ پرافسوس ہے تو کیونکر کہتا ہے براہین قاطعہ میں یہ گندی باتیں اور جائز رکھتا ہے تو کذب، اللہ جل جلالہ پر کیوں کرنہ ناراض ہوں میں تجھ پراورالبتہ تحقیق لکھ چکاہوں میں تجھ کوان کی برابر زندیق اورکس طرح توعذرکرتا ہےاورانکارکرتا ہے حالاں کہ براہین قاطعہ چھپ کرتیری جانب سے چائع ہوچکی ہے پس کہا اے سرداروہ کتاب تو میری ہے مگراس میں امکان کذب کا مسئلہ نہیں ہےاوراگر ہےاس میں تومیں توبہ کرتا ہوں اوراس میں جوکچھ مخالفت مذہب اہلسنّت والجماعت ہےاس سے رجوع کرتا ہوں پس میں نے کہا بےشک اللہ توبہ کرنے ولوں کودوست رکھتا ہےاور براہین میرے پاس موجود ہےابھی نکالتا ہوں وہ کہ جس کا تو نے انکارکیا ہے اور جرأت کی تو نے اللہ جل شانہ پرتوعذروخوشامد کرنے لگا اور بولا اگروہ براہین قاطعہ میں ہےتو مجھ پر افتراہےاور میں مسلمان موحد سنی ہوں میں نے اس میں یہ کہا نہ کچھ اورجومخالفت مذہب اہلسنّت ہے مجھے تعجب ہوا کیوں کرانکارکرتا ہےاس بات کا جوچھاپی جاچکی اس کے رسالہ براہین قاطعہ میں کہ زبان ہندی میں طبع ہوئی اور مجھ پرکھل گیا کہ وہ یہ باتیں تقیہ سے کہتا ہے گویاوہ مثل روافض کے ہے جوتقیہ کو واجب جانتے ہیں اور میں نے ارادہ کیا کہ براہین قاطعہ لاؤں اوراس شخص کو بلاؤں جواس زبان کوسمجھتا ہے تاکہ اس سے اقرارلوں اس کا جوکچھ کہ براہین قاطعہ میں ہے۔اورتوبہ لوں لیکن وہ ہمارے پاس آنے کے دوسرے دن جدہ کوبھاگ گیا ولاحول ولاقوۃ الاباللہ ہم نے دوست رکھا،خبردارکرنا اس واقعہ پراورآپ ہمیشہ رہیں۔محمد صالح کمال ۲۸رذی الحجہ ۱۳۲۳ھ

صبح کو حضرت مولانا شیخ صالح کمال فقیر کے پاس تشریف لائے اور خود یہ واقعہ بیان کیا اور فرمایا۔ میں نے سنا کہ وہ رات ہی میں بھاگ گیا میں نے کہا مولانا آپ نے بھگا دیا فرمایا میں نے، کہا ہاں آپ نے۔ فرمایا یہ کیونکر میں نے عرض کیا جب اس نے آپ سے پوچھا کہ کیا کافر کی توبہ قبول نہیں ہوتی آپ نے کیا فرمایا۔ فرمایا میں نے کہا ہوتی ہے۔ میں نے کہا اسی نے اسے بھگایا آپ کو یہ فرمانا تھا کہ جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرے اس کی توبہ قبول نہیں۔ فرمایا واللہ یہ مجھ سے رہ گئی میں نے کہا تو آپ ہی نے بھگایا زمانہ قیام میں علماء عظماء مکہ معظمہ نے بکثرت فقیر کی دعوتیں بڑے اہتمام سے کیں ہر دعوت میں علما کا مجمع ہوتا مذاکرات علمیہ رہتے شیخ عبد القادر کردی مولانا شیخ صالح کمال کے شاگرد تھے مسجد الحرام شریف کے احاطے ہی میں ان کا مکان تھا انہوں نے تقرر دعوت سے پہلے باصرار تام پوچھا کہ تجھے کیا چیز مرغوب ہے ہر چند عذر کیا نہ مانا آخر گزارش کی کہ الحلو البارد شیریں سرد، ان کے یہاں دعوت میں انواع اطعمہ جیسے اور جگہ ہوتے تھے ان کے علاوہ ایک عجیب نفیس چیز پائی کہ اس الحلو البارد کی پوری مصداق تھی نہایت شیریں وسرد اور خوش ذائقہ ان سے پوچھا کہ اس کا کیا نام ہے کہا رضی الوالدین اور وجہ تسمیہ یہ بتائی کہ جس کے ماں باپ ناراض ہوں یہ پکا کر کھلائے راضی ہوں جائیں گے فقیر دعوتوں کے علاوہ چار جگہ ملنے کو جاتا مولانا شیخ صالح کمال اور شیخ العلما مولانا محمد سعید بابصیل اور مولانا عبد الحق مہاجر الہ آبادی اور کتب خانے میں مولانا سید اسماعیل کے پاس رحمۃ اللہ علیہم اجمعین یہ حضرات اور باقی تمام حضرات فرودگاہ فقیر پر تشریف لایا کرتے صبح سے نصف شب کے قریب تک ملاقاتوں ہی میں وقت صرف ہوتا مولانا شیخ صالح کمال کی تشریف آوری کی تو گنتی نہیں اور مولانا سید اسماعیل التزاماً روزانہ تشریف لاتے خصوصاً ایام علالت میں کہ یکم محرم ۱۳۲۴ھ سے سلخ محرم تک مسلسل رہی دن میں دو بار بھی تشریف لاتے اور ایک بار کا آنا تو ناغہ ہی نہ ہوتا آخر محرم میں کہ طبیعت بہت رو بہ صحت ہو گئی تھی ایک ضرورت کے سبب دو روز تشریف لانا نہ ہوا ان دو، روز میں میرا ان کی طرف اشتیاق میں ہی جانتا ہوں میں نے ان سید جلیل کو ایک پرچہ پر

یہ تین شعر لکھ بھیجے۔

هدان یومان ما فذنا بطلعتکم ولوقدرنا جعلنا رأسنا قدما

قالو القاء خلیل للعلیل شفا الا تحبون ان تبروالنا سقما

عودتمونا طلوع الشمس کل ضحی وھل سمعتم کریما یقطع الکرما

(ترجمہ اشعار) ا؎ یہ دو دن ہیں کہ ہمیں دیدار نہ ملا اور ہم میں طاقت ہوتی تو سر سے آتے ۲؎ لوگ کہتے ہیں لقاء خلیل شفا علیل ہے یعنی دوست کا آنا مرض کا جانا ہے کیا آپ ہمارے مرض کی شفا نہیں چاہتے۔ ۳؎ آپ نے ہمیں عادی کر دیا کہ ہر چاشت کو سورج طلوع کرے اور آپ نے کسی کریم کو سنا ہے کہ کرم قطع کرے۔۱۲

اس رقعہ کو دیکھ کر سید موصوف کی جو کیفیت ہوئی حامل رقعہ نے دیکھی فوراً اس کے ساتھ ہی تشریف لے آئے اور پھر روز رخصت تک کوئی دن خالی جانا مجھے یاد نہیں۔ حضرت مولانا عبدالحق الہ آبادی کو چالیس سال سے زائد مکہ معظمہ میں گزرے تھے کبھی شریف کے یہاں بھی تشریف نہ لے گئے قیام گاہ فقیر پر دو بار تشریف لائے مولانا سید اسماعیل وغیرہ ان کے تلامذہ فرماتے تھے کہ یہ محض خرق عادت ہے مولانا کا دم بسا غنیمت تھا ہندی تھے مگر ان کے انوار مکہ میں چمک رہے تھے التزاماً ہر سال حج کرتے مولانا سید اسماعیل فرماتے تھے کہ ایک سال زمانہ حج میں حضرت مولانا عبدالحق صاحب بہت علیل اور صاحب فراش تھے نویں تاریخ اپنے تلامذہ سے کہا مجھے حرم شریف میں لے چلو کوئی آدمی اٹھا کر لائے کعبہ معظمہ کے سامنے بٹھایا زمزم شریف منگا کر پیا اور دعا کی کہ الٰہی حج سے محروم نہ رکھ اسی وقت مولیٰ تعالیٰ نے ایسی قوت عطا فرمائی کہ اٹھ کر اپنے پاؤں سے عرفات شریف گئے اور حج ادا کیا مکہ معظمہ میں بنام علم کوئی صاحب ایسے نہ تھے جو فقیر سے ملنے نہ آئے ہوں سوا شیخ عبداللہ بن صدیق بن عباس کے کہ اس وقت مفتی حنفیہ تھے اور وہاں مفتی حنفیہ کا منصب شریف سے دوسرے درجے میں سمجھا جاتا ہے اپنے منصب کی جلالت قدر نے انہیں فقیر غریب الوطن کے پاس آنے سے روکا اپنے ایک شاگرد خاص کو فقیر کے پاس بھیجا کہ حضرت مفتی حنفیہ نے بعد سلام فرمایا ہے کہ میں آپ کی زیارت کا بہت مشتاق ہوں مولانا سید اسماعیل اس وقت میرے پاس بیٹھے

تھے میں چاہا کہ حاضری کا وعدہ کروں مگر اللہ اعلم حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کرم نے ان اکابر کے دل میں ذرہ بے مقدار کی کیسی وقعت ڈالی تھی فوراً روکا اور فرمایا واللہ یہ نہ ہوگا تمام علما ملنے آئے ہیں وہ کیوں نہیں آتے میں ان کی قسم کے سبب مجبور رہا مگر تقدیر الٰہی میں ان سے ملنا تھا اور نئی شان سے تھا اس کا ذریعہ یہ ہوا کہ انہیں دنوں میں مولانا عبداللہ مرداد مولانا حامد احمد محمد جدّاوی نے نوٹ کے بارے میں فقیر سے استفتا کیا تھا جس میں بارہ سوال تھے اور میں نے بکمال استعجال اس کے جواب میں رسالہ کفل الفقیہ الفاهم فی احکام قرطاس الدراهم تصنیف کیا تھا وہ تبییض کے لئے حرم شریف کے کتب خانے میں سید مصطفیٰ برادر خورد مولانا سید اسماعیل کے پاس تھا کہ نہایت جمیل الخط ہیں زمانہ سابق میں جب میرے استاذ الاستاذ حضرت مولانا جمال بن عبداللہ بن عمر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مفتی حنفیہ تھے ان سے نوٹ کے بارے میں سوال ہوا تھا اور جواب تحریر فرمایا تھا کہ علم گردنوں علما میں امانت ہے مجھے اس کے جزئیہ کا کوئی پتہ نہیں چلتا کہ کچھ حکم دوں ایک دن میں کتب خانہ میں جاتا اور ایک شاندار صاحب کو بیٹھے دیکھتا ہوں کہ میرا رسالہ کفل الفقیہ مطالعہ کر رہے ہیں جب اس مقام پر پہنچے جہاں میں نے فتح القدیر سے یہ عبارت نقل کی ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے ایک کاغذ کا ٹکڑا ہزار روپیہ کو بیچے تو جائز ہے مکروہ نہیں پھڑک اٹھے اور اپنی ران پر ہاتھ مار کر بولے این جمال ابن عبدالله من هذا النص الصريح حضرت جمال بن عبداللہ اس نص صریح سے کہاں غافل رہے پھر کوئی مسئلہ دیکھنا تھا اس کے لئے کتابیں نکلوائیں ان کی عبارتیں نکال کر نقل کرنا چاہتے تھے اور میں رسالہ کی نقل کی تصحیح کر رہا تھا اس وقت تک نہ انہوں نے مجھے جانا ہے نہ میں نے ان کو اتنے میں انہوں نے دوات ایک ایسی کتاب پر رکھدی جسے نہ دیکھ رہے تھے نہ اس سے کچھ نقل کر رہے تھے میں نے ان پر نہ اعتراض کیا بلکہ کتاب کی تعظیم کے لئے اتار کر نیچے رکھ دی انہوں نے پھر اٹھا کر کتاب پر رکھ دی اور کہا بحرالرائق کتاب الکراہیۃ میں اس کے جواز کی تصریح ہے میں نے ان سے یہ تو نہ کہا کہ بحرالرائق کتاب الکراہیۃ تک کب پہنچی وہ کتاب القضاہی میں

ختم ہوگئی ہے ہاں یہ کہا کہ ایسا نہیں بلکہ ممانعت کی تصریح فرمائی ہے مگر لکھتے وقت بضرورت مثلاً ورق ہوا سے اڑیں نہیں۔ کہا کہ میں لکھنا ہی تو چاہتا ہوں میں نے کہا ابھی لکھتے تو نہیں ہو وہ خاموش ہور ہے اور حضرت سید اسماعیل سے مجھے پوچھا انہوں نے فرمایا کہ یہی اس رسالہ کا مصنف ہے اب ملے مگر خجلت کے ساتھ اور عجلت کے ساتھ اٹھ گئے حضرت سید اسماعیل نے فرمایا سبحان اللہ یہ کیسا واقعہ ہوا یہ چہارم صفر ۱۳۲۴ھ تھی اس سے پہلے محرم شریف میں شدید مدید دورہ بخار کا رہ چکا تھا دو بار مسہل ہوئے ایک بار ایک ہندی کی رائے سے اور نفع نہ ہوا دوبارہ ایک ترکی ڈاکٹر رمضان آفندی نے بہت قلیل مقدار میں ایک نمک دیا کہ آب زمزم شریف میں ملا کر پی لو اور پیاس بے پیاس زمزم شریف کی کثرت کرو اس سے بحمد اللہ تعالیٰ بہت نفع ہوا اور انہوں نے دوا وہ بتائی جو مجھے بالطبع محبوب و مرغوب تھی یعنی زمزم شریف کہ مجھے ہر مشروب سے زیادہ عزیز ہے میری عادت ہے کہ باسی پانی کبھی نہیں پیتا اور اگر پیوں تو باآنکہ مزاج گرم ہے فوراً زکام ہو جاتا ہے میری پیدائش سے پہلے حکیم سید وزیر علی مرحوم نے میرے یہاں باسی کو منع کر دیا تھا جب سے معمول ہے کہ رات کے گھڑے بالکل خالی کر کے پینے کا پانی بھرا جاتا ہے تو میں نے دودھ بھی باسی پانی کا نہ پیا نہ کبھی نہار منہ پانی پیتا ہوں نہ کبھی کھانے کے سوا اور وقت میں گرمیوں کی سہ پہر میں جو پیاس ہوتی ہے اس میں کلیاں کرتا ہوں اس سے تسکین ہوتی ہے مگر زمزم شریف کی برکت کہ صحت میں مرض میں دن میں رات میں تازہ باسی بکثرت پیا اور نفع ہے کیا زورقیں ہر وقت بھری رکھی رہتی تھیں بخار کی شدت میں رات کو جب آنکھ کھلی کلی کر کے زمزم شریف پی لی صبح وضو سے پہلے پیتا وضو کے بعد پیتا بارہ بارہ زورقیں ایک دن رات میں صرف میرے صرف میں آتیں پونے تین مہینے کے قیام مکہ معظمہ میں میں نے حساب کیا تو تقریباً چار من زمزم شریف میرے پینے میں آیا ہوگا حضرت مولانا سید اسماعیل کو اللہ تعالیٰ جنات عالیہ نصیب فرمائے میری واپسی حج کے چند سال بعد جب ۱۳۲۸ھ میں مجھ سے ملنے آئے ہیں اور میرے شوق زمزم کا ذکر ہوا فرمایا تھا کہ ہر مہینے اتنے طنک یعنی پیپے بھیج دیا کروں گا کہ تمہارے ایک مہینے کے

صرف کو کافی ہوں مگر یہاں سے جاتے ہی انہیں سفر باب عالی کی ضرورت ہوئی اور مشیت الٰہی کہ وہیں انتقال فرمایا۔ رحمة الله عليه رحمة واسعة۔

محرم شریف مجھے تقریباً بخار ہی میں گزرا اسی حالت میں علماء کرام کو اجازات لکھی جاتیں اور اسی حالت میں کفل الفقیہ تصنیف ہوا وہاں پلنگ کا بھی رواج نہیں بالاخانوں میں زمین پر فرش ہیں اس پر سوتے ہیں مگر حضرت سید اسماعیل و حضرت مولانا شیخ صالح کمال رحمہما اللہ تعالیٰ نے میرے لئے ایک عمدہ پلنگ منگوا دیا تھا ایام مرض میں اسی پر ہوتا اور علما عظما عیادت کو آتے اور فرش پر تشریف رکھتے ہیں اس سے نادم ہوتا ہر چند چاہتا کہ نیچے اتروں مگر قسموں سے مجبور فرماتے امتداد مرض میں مجھے زیادہ فکر حاضری سرکار اعظم کی تھی جب بخار کو امتداد دیکھا میں نے اسی حالت میں قصد حاضری کیا یہ علما مانع ہوئے اول تو یہ فرمایا کہ حالت تمہاری یہ ہے اور سفر طویل میں نے عرض کی اگر سچ پوچھیے تو حاضری کا اصل مقصود زیارت طیبہ ہے دونوں بار اسی نیت سے گھر سے چلا معاذ اللہ اگر یہ نہ ہو تو حج کا کچھ لطف نہیں انہوں نے پھر اصرار اور میری حالت کا اشعار کیا میں نے حدیث مَنْ حَجَّ وَلَمْ يَزُرْنِيْ فَقَدْ جَفَانِيْ پڑھی فرمایا تم ایک بار تو زیارت شریف کر چکے ہو میں نے کہا میرے نزدیک حدیث کا مطلب نہیں کہ عمر میں کتنے ہی حج کرے زیارت ایک بار کافی ہے بلکہ ہر حج کے ساتھ زیارت ضرور ہے اب آپ دعا فرمائیے کہ میں سرکار تک پہنچ لوں روضۂ اقدس پر ایک نگاہ پڑ جائے اگر چہ اسی وقت دم نکل جائے حضرت مولانا صالح کمال کو اللہ تعالیٰ جنات عالیہ عطا فرمائے بآں فضل و کمال کہ میرے نزدیک مکہ معظمہ میں ان کے پائے کا دوسرا عالم نہ تھا اس فقیر حقیر کے ساتھ غایت اعزاز بلکہ ادب کا برتاؤ رکھتے بار بار کے اصرار کے ساتھ مجھ سے اجازت نامہ لکھوایا جسے میں نے ادباً کئی روز ٹالا جب مجبور فرمایا لکھ دیا تین تین پہر میری ان کی مجالست ہوتی اور اس میں سوا مذاکرات علمیہ کے کچھ نہ ہوتا جس زمانہ میں قاضی معظمہ رہے تھے اس وقت کے اپنے فیصلوں کے مسئلے دریافت فرماتے حقیر جو بیان کرتا اگر ان کے فیصلہ کے موافق ہوتا بشاشت و خوشی کا اثر چہرہ مبارک پر ظاہر ہوتا اور مخالف ہوتا تو ملال و کبیدگی اور یہ سمجھتے کہ

مجھ سے حکم میں لغزش ہوئی مجھے بھی ان دونوں صاحبوں کے کرم کے سبب ان سے کمال بے تکلفی، ہر قسم کی بات گزارش کر دیتا ایک بار کہا موذنوں نے جواذان واقامت وتکبیرات انتقال میں نغمات ایجاد کیے ہیں آپ حضرات ان سے منع نہیں فرماتے فتح القدیر میں مبلغ (یعنی مکبر) کے نغموں کو مفسد نماز لکھا ہے اور یہ کہ اس کی تکبیرات پر جو مقتدی رکوع وسجود وغیرہ افعال نماز کرے گا اس کی نماز نہ ہوگی فرمایا حکم یہی ہے مگر ان پر علما کا بس نہیں یہ جانب سلطنت سے ہیں ایک جمعہ میں میں خطیب کے قریب تھا اس نے خطبہ میں پڑھا۔ وارض عن اعمام نبیك الا طائب حمزة والعباس وابی طالب یہ بدعت تازہ ایجاد ہوئی پہلی بار کی حاضری میں نہ تھی اور یہ بداہۃً جانب حکومت سے تھی اسے سنتے ہی فوراً میری زبان سے باآواز بلند نکلا اَللّٰھُمَّ ہذا منکر کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: من رای منکم منکراً فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذلك اضعف الا یمان فقیر بتوفیق رب کریم یہ حکم احکم بروجہ اوسط بجالایا اور مولیٰ تعالیٰ کی رحمت کہ کسی کو تعرض کی جرأت نہ ہوئی فرضوں کے بعد ایک اعرابی نے میری طرف متوجہ ہو کر کہا رایت تم نے دیکھا میں نے کہا رایت ہاں دیکھا کہا: لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور تشریف لے گئے ان دونوں اکابر علما نے ہماری مجلس خلوت میں اس کی مبارکباد دی کہ اس رد منکر پر کوئی معترض نہ ہوا اور ساتھ ہی فرمایا کہ ایسے امور میں کہ جانب حکومت سے ہیں سکوت شایاں ہے۔

اسی واقعۂ مفتی حنفیہ کے وقت میں نے جناب سید مصطفیٰ خلیل برادر حضرت مولانا سید اسماعیل سے کہا: ھل عند کم شئی من ھزمۃ جبریل آپ کے پاس سیدنا جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ٹھوکر کا کچھ بقیہ ہے سید زادے نے فرمایا نعم اور کٹورے میں زمزم شریف لائے میں اسے ضعف کے سبب بیٹھا ہی ہوا پی رہا تھا آنکھیں نیچی تھیں جب نظر اٹھائی دیکھا تو وہ سید جلیل مؤدب ہاتھ باندھے کھڑے ہیں یہاں تک کہ کٹورا میں نے انہیں دیا یہ حال ان معظم ومعزز بندگان خدا کے ادب واجلال کا تھا بایں ہمہ

شدت مرض وشوق مدینہ طیبہ میں جب وہ جملہ میں نے کہا کہ روضۂ انور پر ایک نگاہ پڑ جائے پھر دم نکل جائے دونوں علماء کرام کا غصہ سے رنگ متغیر ہو گیا اور حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے فرمایا ہرگز نہیں بلکہ تعود ثم تعود ثم تعود ثم یکون تو روضۂ انور پر اب حاضر ہو پھر حاضر ہو پھر حاضر ہو پھر مدینہ طیبہ میں وفات نصیب ہو مولیٰ تعالیٰ ان کی دعا قبول فرمائے ان کی اس غایت محبت کے غصہ نے مجھے وہ حالت یاد دلائی جو اس حج سے تیرہ چودہ برس پہلے میں نے خواب میں اپنے حضرت والد ماجد قدس اللہ سرہ العزیز سے دیکھی تھی میں اس زمانہ میں بشدت درد کمر اور سینہ میں مبتلا تھا اسے بہت امتداد واشتداد ہوا تھا ایک روز دیکھا کہ میرے پیر بھائی اور حضرت کے شاگرد مولوی برکات احمد صاحب مرحوم کہ میرے پیر بھائی اور حضرت پیر مرشد برحق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فدائی تھے کم ایسا ہوا ہوگا کہ حضرت پیر مرشد کا نام پاک لیتے اور ان کے آنسو رواں نہ ہوتے جب ان کا انتقال ہوا اور میں دفن کے وقت ان کی قبر میں اترا مجھے بلا مبالغہ وہ خوشبو محسوس ہوئی جو پہلی بار روضۂ انور کے قریب پائی تھی ان کے انتقال کے دن مولوی سید امیر احمد صاحب مرحوم خواب میں زیارت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے کہ گھوڑے پر تشریف لیے جاتے ہیں عرض کی یا رسول اللہ حضور کہاں تشریف لیے جاتے ہیں فرمایا برکات احمد کے جنازے کی نماز پڑھنے الحمد للہ یہ جنازہ مبارکہ میں نے پڑھایا اور یہ وہی برکات احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھیں کہ محبت پیرو مرشد کے سبب انہیں حاصل ہوئیں ذلك فضل الله يوتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم۔ ہاں تو اس خواب میں دیکھا کہ مولوی برکات احمد صاحب بھی حضرت والد ماجد قدس سرہ العزیز کے ہمراہ میری عیادت کو تشریف لائے ہیں دونوں حضرات نے مزاج پرسی فرمائی میں شدت مرض سے تنگ آ چکا تھا زبان سے نکلا کہ حضرت دعا فرمائیں کہ اب خاتمہ ایمان پر ہو جائے یہ سنتے ہی حضرت والد ماجد قدس سرہ الشریف کا رنگ مبارک سرخ ہو گیا اور فرمایا ابھی تو باون برس مدینہ شریف میں واللہ اعلم اس ارشاد کے کیا معنے تھے مگر اس کے بعد جو دوبارہ حاضری مدینہ طیبہ ہوئی ہے اس وقت مجھے باون واں

ہی سال تھا یعنی اِکاون برس پانچ مہینے کی عمر تھی یہ چودہ برس کی پیش گوئی حضرت نے فرمائی اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غلامان غلام کے کفش بردار ہیں۔ علوم غیب دیتا ہے اور وہابیہ کو جناب سرکار سے انکار ہے ابھی چند سال ہوئے ماہ رجب میں حضرت والد ماجد قدس اللہ سرہ الشریف خواب میں تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا اب کی رمضان میں مرض شدید ہوگا روزہ نہ چھوڑنا ویسا ہی ہوا اور ہر چند طبیب وغیرہ نے کہا میں نے بحمداللہ تعالیٰ روزہ نہ چھوڑا اور اسی کی برکت نے بفضلہٖ تعالیٰ شفادی کہ حدیث میں ارشاد ہوا ہے صوموا تصحوا روزہ رکھو تندرست ہو جاؤ گے وہ حضرات علما بہت اس کے متمنی رہتے کہ کسی طرح میرا وہاں قیام زائد ہو حضرت مولانا سید اسماعیل نے فرمایا۔ یہاں کی شدت گرمی تمہارے لیے باعث تپ ہے طائف شریف میں موسم نہایت معتدل اور وہاں میرا مکان بہت پر فضا ہے چلیے گرمی کا موسم وہاں گزاریں میں نے گزارش کی کہ اس حالت مرض میں قابلیت سفر ہو تو سرکار اعظم ہی کی حاضری ہو ہنس کر فرمایا۔ میرا مقصود یہ تھا کہ چند مہینے وہاں تنہائی میں رہ کر تم سے کچھ پڑھتے کہ یہاں تو آمد و شد کے ہجوم سے تمہیں فرصت نہیں مولانا شیخ صالح کمال نے فرمایا اجازت ہو تو ہم یہاں تمہاری شادی کی تجویز کریں میں نے کہا وہ کنیز بارگاہ الٰہی جسے میں اس کے دربار میں لایا اور اس نے مناسک حج ادا کیے۔ کیا اس کا بدلہ یہی ہے کہ میں اسے یوں مغموم کروں فرمایا ہمارا خیال یہ تھا کہ یوں یہاں تمہارے قیام کا سامان ہو جاتا اس طول مرض میں کئی ہفتہ حاضری مسجد اقدس سے محروم رہا کہ میں جس بالاخانے پر تھا چالیس زینے کا تھا اس سے اترنا اور چڑھنا نامقدور تھا مسجد الحرام شریف میں کوئی ناآشنا سا بزرگ میرے بھائی مولوی محمد رضا خاں کو ملے تو فرمایا کئی دن سے تمہارے بھائی کو نہ دیکھا انہوں نے عرض کیا علیل ہیں پانی دم فرما کر دیا کہ یہ پلاؤ اور اگر بخار باقی رہے تو میں دس بجے دن کے تم کو یہیں ملوں گا دس بجے دن کے نہ بخار رہا نہ وہ ملے اور اب میں مسجد شریف اور کتب خانہ حرم شریف میں حاضر ہونے لگا جس میں چوتھی صفر کا وہ واقعہ تھا جو مفتی حنفیہ کے ساتھ پیش آیا نماز صبح کے سوا کہ ہمارے نزدیک اس میں

اسفار یعنی وقت خوب روشن کر کے پڑھنا افضل ہے اور شافعیہ کے نزدیک تغلیس یعنی خوب اندھیرے سے پڑھنا تینوں مصلوں پر نماز پہلے ہو جاتی ہے اور مصلائے حنفی پر سب کے بعد باقی چاروں نمازیں سب سے پہلے مصلائے حنفی پر ہوتی ہیں ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک وقت عصر دو مثل سایہ گزر کر ہے اس کے بعد نماز حنفی ہوتی اس کے بعد باقی تینوں مصلوں پر وہ لوگ اپنے لیے اسے بہت تاخیر سمجھتے آخر کوششیں کر کے حنفیہ سے یہ کرالیا کہ تمام عصر مطابق قول صاحبین رضی اللہ تعالیٰ عنہما مثل دوم کے شروع میں پڑھ لیں اس بار کی حاضری میں یہ جدید بات دیکھی اگر چہ کتب حنفیہ میں یہاں قول صاحبین پر بھی بعض نے فتوے دیا مگر اصح واحوط واقدم قول سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے اور فقیر کا معمول ہے کہ کسی مسئلہ میں بے خاص مجبوری کے قول امام سے عدول گوارا نہیں کرتا جس کی تفصیل جلیل میرے رسالہ اجلی الاعلام بان الفتوی مطلقا علی قول الامام میں ہے ۔

اذا قال الامام فصدقوہ　　فان القول ماقال الامام

ہم حنفی ہیں نہ کہ یوسفی یا شیبانی میں اس بار جماعت عصر میں بہ نیت نفل شریک ہو جاتا اور فرض عصر مثل دوم کے بعد میں اور حضرت مولانا شیخ صالح کمال حضرت مولانا سید اسماعیل و دیگر بعض محتاطین حنفیہ اپنی جماعت سے پڑھتے جس میں وہ حضرات امامت پر اس فقیر کو مجبور فرماتے پہلے شیخ عمر صبحی کا مکان کرایہ پر لیا تھا پھر سید عمر رشیدی ابن سید ابوبکر رشیدی اپنے مکان پر لے گئے بالا خانے کے در وسطانی پر میری نشست تھی دروازوں پر جو طاق تھے بائیں جانب کے طاق میں وحشی کبوتروں کا ایک جوڑا رہتا وہ تنکے لاتے اور گرایا کرتے اس طرف کے بیٹھنے والوں پر گرتے جب علالت میں میرے لیے پلنگ لایا گیا وہ اس در کے سامنے بچھایا گیا کہ تشریف لانے والوں کے لیے جگہ وسیع رہے اس وقت سے کبوتروں نے وہ طاق چھوڑ کر دروازہ وسطانی کے طاق میں بیٹھنا شروع کیا کہ اب جو وہاں بیٹھتے ان پر تنکے گرتے حضرت مولانا سید اسماعیل نے فرمایا وحشی کبوتر بھی تیرا لحاظ کرتے ہیں میں نے عرض کی صالحنا ھم

فصالحونا ہم نے ان سے صلح کی تو انہوں نے بھی ہم سے صلح کی اس پر بعض علماء حاضرین نے فرمایا کہ ہم پر کیوں تنکے پھینکتے ہیں ہم نے ان سے کونسی جنگ کی ہے میں نے کہا میں یہاں لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ یہ جہاں آکر بیٹھتے ہیں انہیں اڑاتے ہیں کنکریاں مارتے ہیں سلامیوں کی توپیں جب چھوٹتی ہیں یہ خوف سے تھرتھرا تھرتھرا کر رہ جاتے ہیں یہ سب میرا مشاہدہ ہے حالانکہ یہ حرم محترم کے وحشی ہیں انہیں اڑانا یا ڈرانا منع ہے پیڑ کے سایہ میں حرم کا ہرن بیٹھتا ہو آدمی کو اجازت نہیں کہ اسے اٹھا کر خود بیٹھے ان عالم نے فرمایا یہ کبوتر ایذا دیتے ہیں اوپر سے کنکریاں پھینکتے ہیں لیمپ کی چمنی توڑ دیتے ہیں میں نے کہا کیا یہ ابتدا بالایذا کرتے ہیں کہا ہاں میں نے کہا تو فاسق ہوئے اور کبوتر بالاجماع فاسق نہیں چیل کوے فاسق ہیں وہ ساکت ہو گئے شریعت میں وہ جانور فاسق ہے جو بغیر اپنے نفع کے بالقصد ابتداءً ایذا پہنچائے ایسے جانور کا قتل حرم شریف میں بھی جائز ہے جیسے چیل کوا بندر چوہا چیل کوے زیور اٹھا کر لے جاتے ہیں، بندر کپڑے پھاڑ ڈالتے ہیں چوہے کتابیں کترتے ہیں جس میں ان کا کوئی نفع نہیں محض براہ شرارت ایذا دیتے ہیں لہٰذا فاسق ہیں بخلاف بلی کے کہ اگر چہ مرغی پکڑتی کبوتر توڑتی ہے مگر اپنی غذا کے لئے نہ تمہاری ایذا کے لئے کنکریاں اگر طاق میں ہوں کبوتر کے چلنے پھرنے سے گریں گی نہ یہ کہ چمنی پر کنکری مارنا انہیں مقصود ہو اس قسم کے وقائع بہت تھے کہ یاد نہیں اگر اسی وقت مضبوط کر لیے جاتے محفوظ رہتے مگر اس کا ہمارے ساتھیوں میں سے کسی کو احساس بھی نہ تھا جب اواخر محرم میں بفضلہٖ تعالیٰ صحت ہوئی وہاں ایک سلطانی حمام ہے میں اس میں نہایا باہر نکلا ہوں کہ ابر دیکھا حرم شریف پہنچتے پہنچتے برسنا شروع ہوا مجھے حدیث یاد آئی کہ جو مینہ برستے میں طواف کرے وہ رحمت الٰہی میں تیرتا ہے فوراً سنگ اسود شریف کا بوسہ لیکر بارش ہی میں سات پھیرے طواف کیا بخار پھر عود کر آیا مولانا سید اسمٰعیل نے فرمایا ایک ضعیف حدیث کے لئے تم نے اپنے بدن کی یہ بے احتیاطی کی میں نے کہا حدیث ضعیف ہے مگر امید بحمد اللہ تعالیٰ قوی ہے یہ طواف بحمدہ تعالیٰ بہت مزے کا تھا بارش کے سبب طائفین کی وہ کثرت نہ تھی اور اس سے بھی زیادہ

لطف کا طواف بفضلہٖ عزوجل گیارھویں ذی الحجہ کو نصیب ہوا تھا طواف زیارت کے لئے کہ بعد وقوف عرفہ فرض ہے عام حجاج دسویں ہی کو، منا سے مکہ معظّمہ جاتے ہیں میرے ساتھ مستورات تھیں اور خود بھی بخار اٹھائے ہوئے تھا گیارھویں کو بعد زوال رمی جمار کر کے اونٹوں پر مع مستورات روانہ ہوا حرم شریف میں نماز عصر ادا کی آج تمام حجاج منا میں تھے حرم شریف میں صرف پچیس تیس آدمی، یہ طواف نہایت اطمینان سے ہوا ہر بار جی بھر کر سنگ اسود شریف پر منہ ملنا اور بوسہ لینا نصیب ہوتا ایک عربی صاحب کو جنہیں پہچانتا نہیں مولیٰ تعالیٰ نے بے کہے مہربان فرمادیا کہ ہر پھیرے کے ختم پر چند آدمی جو طواف کررہے تھے انہیں روک کر کھڑے ہو جاتے کہ بہنوں کو سنگ اسود شریف کا بوسہ لینے دو یوں ہر پھیرے پر میرے ساتھ کی مستورات بھی مشرف بہ بوسۂ سنگ اقدس ہوئیں۔ والحمد لله وتقبل الله بعد ختم طواف، میں دیوار کعبہ معظّمہ سے لپٹا اور غلاف مبارک ہاتھ میں لیکر یہ دعا عرض کرنی شروع کی۔ یَا وَاجِدُ یَا مَاجِدُ لَا تَزِلْ عَنِّیْ نِعْمَۃً اَنْعَمْتَہَا عَلَیَّ اور بہت پر کیف رقت طاری ہوئی کہ آزادی اور یکسوئی تھی مگر تھوڑی دیر کے بعد ایک عربی صاحب میرے برابر آکر کھڑے ہوئے اور بآواز چلا کر رونا شروع کیا ان کے چلانے سے کچھ طبیعت بٹی پھر خیال آیا ممکن کہ یہ مقبولان بارگاہ سے ہوں اور ان کے قرب کا فیض مجھ پر تجلّی ڈالے اس تصور سے پھر اطمینان ہو گیا مغرب پڑھ کر منا کو واپس آئے اس تقریباً تین مہینے کے قیام میں، میں نے خیال کیا کہ حدیث میں کسی کی سند میری سند سے عالی ہو تو میں ان سے سند لے کر علو حاصل کروں مگر بفضلہٖ تعالیٰ تمام علما سے میری ہی سند عالی تھی یہ بھی خیال کیا کہ یہ شہر کریم تمام جہان کا مرجع و ملجا ہے اہل مغرب بھی یہاں آتے ہیں ممکن کہ کوئی صاحب جفرداں مل جائیں کہ ان سے اس فن کی تکمیل کی جائے ایک صاحب معلوم ہوئے کہ جفر میں مشہور ہیں نام پوچھا معلوم ہوا مولانا عبدالرحمٰن دہّان حضرت مولانا احمد دہّان مکّی کے چھوٹے صاحبزادے میں نام سن کر اس لیے خوش ہوا کہ یہ اور ان کے بڑے بھائی صاحب مولانا اسعد دہّان کہ اب قاضی مکہ معظّمہ ہیں مجھ سے سند حدیث لے چکے تھے میں نے مولانا

عبدالرحمٰن کو بلایا وہ تشریف لائے کئی گھنٹے خلوت رہی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قاعدہ جوان کے پاس ناقص تھا قدرے اس کی تکمیل ہوگئی اسی کے قریب سرکار مدینہ طیبہ میں واقع ہوا وہاں بھی ایک صاحب عبدالرحمٰن نام ہی کے ملے یہ عبدالرحمٰن دہان عربی مکّی ہیں اور وہ عبدالرحمٰن آفندی ترکی شامی، کئی روز متصل تشریف لاتے اور دیر تک بیٹھ کر چلے جاتے ہجوم حضرات اہل علم ومعززین کے سبب انہیں بات کا موقع نہ ملتا ایک دن میں نے ان سے غرض پوچھی کہا تنہائی میں کہوں گا دوسرے دن ان کے لئے وقت نکالا کہا میں جفر میں کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے فرمایا یہاں نہ میرا اب زیادہ قیام ہے نہ تیرا میں خاص اس کی تحصیل کو تیرے پاس ہندوستان میں آؤں گا وہ تو نہ آئے مگر مولانا سید حسین مدنی صاحبزادہ حضرت مولانا سید عبدالقادر شامی مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف لائے اور چودہ مہینے فقیر خانے پر قیام فرمایا اور یہ علم اور علم اوفاق وتکسیر سیکھے انہیں کے لئے میں نے اپنا رسالہ اطائب الاکسیر فی علم التکسیر زبان عربی میں املا کیا یعنی میں عبارت زبانی بولتا اور وہ لکھتے جاتے اور اسی لکھنے میں اسے سمجھتے جاتے علم جفر میں اتنی دست گاہ ہوگئی تھی کہ پانچ سوالوں میں دو کا جواب صحیح نکال لیتے کہ ان کے لئے میں نے اس علم سے اجازت تعلیم کا سوال پہلے کرلیا تھا اور جواب ملا کہ ضرور بتاؤ کہ یہ اسی کے واسطے اتنی دور سے سفر کرکے آئے ہیں اگر چند مہینے اور رہتے تو امید تھی کہ سب جواب صحیح نکالنے لگتے میں نے جو جداول کثیرہ اس فن کی تکمیل جلیل کے لئے اپنی طبع زاد، ایجاد کی تھیں رخصت کے وقت انہیں نذر کردیں کہ خود اس فن کے ترک کا قصد کرلیا تھا جس کی وجہ سوالوں کی کثرت سے لوگوں کا پریشان کرنا تھا اور بالخصوص یہ عجیب واقعہ کہ ایک امیر کبیر کی بیگم بیمار ہوئی جن کا مذہب سنی نہ تھا انہوں نے میرے آقا زادے حضرت سیدنا سید شاہ مہدی حسن میاں صاحب دامت برکاتہم کے ذریعہ سے سوال کرایا جواب نکلا سنیت اختیار کریں ورنہ شفا نہیں اور اس فن کا حکم ہے کہ جو جواب نکلے بلا رورعایت صاف کہہ دیا جائے میں نے یہی لکھ بھیجا یہ منظور نہ ہوا اور مرض بڑھتا گیا اب حضرت ہی کے ذریعہ سے یہ سوال آیا کہ موت کب اور کہاں ہوگی اپنے شہر میں

یا نینی تال پر کہ اس وقت تبدیل آب وہوا کے لئے مریضہ کا وہیں قیام تھا یہ سوال ۸ شوال المکرم ۱۳۲۸ھ کو ہوا جواب نکلا محرم محرم یعنی ماہ محرم میں موت ہوگی اور کہاں ہوگی اس کے جواب میں، میں نے ان کے شہر کے نام کا پہلا حرف اور اس کے بعد ق اور اس کے بعد دو کا ہندسہ اور آگے لفظ خویش لکھ دیا وہاں کے جفار بلائے گئے کہ اس معمے کو حل کریں انہوں نے حرف نام شہر سے تو شہر مراد لیا اور قاف سے قلعہ اور آگے نہیں چلتا حالانکہ اس حرف سے شہر مراد تھا اور قاف سے قریب اور دو سے حرف ب کہ اول لفظ بیت ہے یعنی موت نینی تال میں نہ ہوگی بلکہ اپنے شہر میں مگر نہ اپنے محل میں بلکہ قریب بیت خویش دوسری جگہ میں ایسا ہی واقع ہوا تو ۷ا محرم کو اپنے شہر کے ایک باغ میں موت واقع ہوئی جب اس جواب کا شہرہ ہوا اطراف سے جلد بازوں کے خط ذیقعدہ ہی سے آنے لگے تم نے تو موت کی خبر دی تھی اور ابھی نہ ہوئی میں نے کہا بھائیو اگر محرم سے پہلے موت واقع ہو تو جواب غلط ہو جائے گا نہ کہ اس کی صحت کیلئے تم ابھی موت تلاش کرتے ہو اور اس قسم کے طوفان بے تمیزی کے سبب میں نے یہ قصد کرلیا کہ اگر یہ جواب غلط گیا تو اس فن پر اتنی محنت کروں گا کہ باذنہ تعالیٰ پھر غلطی نہ ہو یہ علم تمام علوم سے مشکل تر اور سکھانے والے مفقود اور اکابر مصنفین کو کمال اخفا مقصود جو علوم ظاہر ہیں اور مصنفین و معلمین ان کا اعلان چاہتے ہیں ان کی تو یہ حالت ہے کہ کتاب کچھ کہتی ہے اور ناظر کچھ سمجھتا ہے تو اس علم میں ناظر کی غلط فہمی کیا تعجب ہے اور وہ بھی مجھ جیسے کے لیے جس نے نہ کسی سے سیکھا نہ کوئی مشورہ و مذاکرہ کرنے والا صرف ایک قاعدہ بدوح یلن کہ مزدوجات سے ہے والا حضرت عظیم البرکتہ حضرت سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب قدس سرہ العزیز نے ۱۲۹۴ھ میں تذکرۃً تعلیم فرمایا تھا اس کے بعد جو کتابیں اس فن کے نام سے مشہور ورائج ہیں ان کی نسبت اسی فن سے سوال کیا اس نے ان پر نہایت تشنیع کی اور کہا کہ یہ سب مہمل و باطل اور جلانے کے قابل ہیں صرف دو کتابوں کی مدح کی جو ان سب رائج کتابوں سے جدا ہیں جن میں ایک حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف ہے وہ دونوں کتابیں مولیٰ عزوجل نے مجھے بہم کرادیں انہیں مطالعہ کیا جہاں

تک بزورِ مطالعہ انکشاف ہوا ہوا اور جہاں مطلب حضرات مصنفین نے ذہن میں رکھا تھا اس کی نسبت جتنا قاعدہ معلوم ہولیا تھا اس سے سوال کیے اس نے مطلب بتایا ایک قاعدہ اور حل ہوا اب جو آگے الجھا اس سے پوچھا اس نے بتایا اور حل ہوا اس طور پر اس فن کی قدرے ابجد معلوم ہوئی میری کتاب سِفرُ السَّفر عَنِ الجَفرَ بَالجَفرَ انہیں مباحث میں ہے جس میں ساٹھ سوال جواب ہیں یعنی جفر سے جفر کو واضح کرنے کی کتاب اس نے ایک دوسرے علم زایرجہ کے ایک عظیم سرِ مکتوم کو بھی واضح کیا جس کی نسبت حضرت شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رسالہ زایرجہ میں ہے کہ زمانہ سیدنا شیث علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس راز کے اخفا کا حلفی عہد ہے رسائل فن میں نہایت غامض چیستان کی طرح اس کے بارہ (۱۲) پتے دیے گئے ہیں ازاں جملہ یہ کہ خاتم آدم میں ہے میں نے اس کی نسبت بھی اسی پہلے قاعدہ جفر سے سوال کیا اس نے روشن طور پر بتا دیا اب جوان بارہ پہیلیوں کو دیکھوں تو سب خود بخود منکشف ہوگئیں میرے جی میں آیا کہ کچھ اس فن کی طرف بھی توجہ کروں کہ اس کا راز پنہاں تو کھل ہی گیا ہے اس پر اقدام کا ائمہ فن نے یہ طریقہ رکھا ہے چند روز کچھ اسماء الٰہیہ تلاوت کیے جاتے ہیں مدت موعود میں خوش نصیب بندہ بکرم اللہ تعالیٰ زیارت جمال جہاں آرائے حضور انور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشرف ہوتا ہے اگر سرکار اقدس سے اس فن میں اشتغال کا اذن ملے مشغول ہو ورنہ چھوڑ دے میں نے وہ اسمائے طیبہ تلاوت کیے پہلے ہی ہفتہ میں سرکار کا کرم ہوا جسے میں پہلے شاید ذکر بھی کر چکا ہوں اس سے اذن کا استنباط ہوسکتا تھا مگر میں نے ظاہر پر محمول کر کے ترک کر دیا غرض جفر سے جواب جو کچھ نکلے گا ضرور حق ہوگا کہ علم اولیاء کرام کا ہے اہلبیت عظام کا ہے امیر المومنین علی مرتضیٰ کا ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین مگر اپنی غلط فہمی کچھ اچنبا نہیں تو اگر یہ جواب غلط گیا کافی محنت کروں گا اور صحیح اترا تو اس فن کا اشتغال چھوڑ دوں گا کہ آئے دن سوالوں کی محنت اور الٹے اعتراضوں کی دقت کون سہے جواب بحمد اللہ تعالیٰ پورا صحیح اترا اور میں نے اشتغال چھوڑ دیا وہ طبعزاد جداول کہ تدقیق تام سے بنائی تھیں اور جنھوں نے اس فن کے بہت اعمال مشکلہ کو آسان کر دیا

تھا چلتے وقت حضرت سید صاحب موصوف کے نذر کردیں ان سے پہلے مولانا عبدالغفار صاحب بخاری اسی فن کے سیکھنے کو تشریف لائے تھے انہوں نے حیدرآباد سے حضرت میاں صاحب قبلہ قدس سرہ کی خدمت میں عریضہ لکھا حضرت نے ارشاد فرمایا کہ یہ کام خطوط سے نہیں ہوسکتا خود آئیے وہ مارہرہ شریف آئے اتنے میں حضرت بریلی تشریف لے آئے تھے میرے چھوٹے بھائی مولوی محمد رضاخاں سلمہ کے یہاں رونق افروز ہیں کہ عصر کے وقت مولوی صاحب تشریف لائے ماشاءاللہ کمال متقی و صالح و عالم تھے وہ جہاں ہوں اللہ تعالیٰ انہیں خیروخوبی سے رکھے حضرت قدس سرہ نے فقیر سے ارشاد فرمایا کہ یہ جو کچھ سیکھیں ان کو بتاؤ میں ارشاد حضرت کے سبب حسب قاعدہ اس فن سے اجازت طلب نہ کرسکا کہ اگر ممانعت ہوئی تو حکم حضرت کا خلاف کیونکر کروں گا آٹھ مہینے تک انہیں سکھایا ایام سرما میں بعض دفعہ رات کے دو دو بج جاتے وہ عالم پورے تھے قواعد خوب منضبط کر لیے آٹھ پہر میں ایک سوال نہایت اجلا باضابطہ مرتب فرمالیتے اور جواب تلاش کرتے نہ ملتا مجھے دکھاتے میں گزارش کرتا دیکھیے یہ جواب رکھا ہے اپنی ران پر ہاتھ مارتے کہ ہمیں کیوں نہیں نظر آتا میں گزارش کرتا کہ جتنی بات علیم کے متعلق تھی وہ آپ کو پوری آگئی رہا جواب وہ القاء ملک ہے اگر القاء نہ ہوا اپنا کیا اختیار یہ اس کا نتیجہ تھا کہ اس علم سے بے اجازت لیے انہیں سکھایا آٹھ مہینے رہے اور چلتے وقت فرماگئے کہ میں جیسا آیا تھا ویسا ہی جاتا ہوں ان کی محبت وصلاح وتقوے کے سبب اکثر ان کی یاد آتی ہے جزیرۂ سنگاپور سے ایک خط ان کا آیا تھا اس کے بعد سے کچھ پتہ معلوم نہیں سید حسین مدنی صاحب سا کوئی سیر چشم و بے طمع عربی میں نے ان عرب سے آنے والوں میں نہ دیکھا ان کی خوبیاں دل پر نقش ہیں میں حضرت سید اسماعیل مکی کا تذکرہ اکثر ان کے سامنے کرتا تو فرماتے زہے سعادت ان کی کہ ان کی ایسی یاد تمہارے قلب میں ہے اب اپنے چلے جانے کے بعد وہ کیونکر دیکھیں کہ ان کی کتنی یاد ہے یہاں سے ملک چین کو تشریف لے گئے پھر ان کا کوئی خط بھی نہ آیا نہ مدتوں تک مدینہ طیبہ ان کا کوئی خط گیا ان کے چھوٹے بھائی سید ابراہیم مدنی ان سے پہلے یہاں تشریف لائے تھے وہ اس زمانے

میں قازان کو گئے ہوئے تھے کہ ملک روس میں ہے اور بڑے بھائی سید احمد خطیب مدنی کے خطوط آتے کہ والدہ بہت پریشان ہیں سید حسین کہاں ہیں یہاں کے پتہ معلوم تھا اب سنا گیا ہے کہ شاید مدینہ طیبہ پہنچ گئے یہ سید صاحب محمد مدنی کا بیان ہے جو پارسال تشریف لائے تھے واللہ تعالیٰ اعلم۔

خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا صفر کے پہلے عشرہ میں عزم حاضری سرکار اعظم مصمم ہو گیا اونٹ کرایہ کر لیے سب اشرفیاں پیشگی دیدیں آج سب اکابر علما سے رخصت ہونے کو ملا وہاں پان کی جگہ چائے کی تواضع ہے اور انکار سے برا مانتے ہیں ہر جگہ چائے پینی ہوئی جس کا شمار نو (۹) فنجان تک پہنچا اور وہاں بے دودھ کی چائے پیتے ہیں جس کا میں عادی نہیں اور چائے گردے کو مضر ہے اور میرے گردے ضعیف رات کو معاذ اللہ بشدت حوالی گردہ کا درد ہوا ساری شب جاگتے کٹی صبح ہی سفر کا قصد تھا کہ مجبورانہ ملتوی رہا جمالوں سے کہہ دیا گیا کہ تاشفا نہیں جا سکتے وہ چلے گئے اور اشرفیاں بھی انہیں کے ساتھ گئیں ترکی ڈاکٹر رمضان آفندی نے پلاستر لگائے دو ہفتے سے زائد تک معالجے کیے بحمد اللہ تعالیٰ شفا ہوئی مگر اب بھی دن میں پانچ چھ بار چمک ہو جاتی تھی اسی حالت میں دوبارہ اونٹ کرایہ کیے سب نے کہا کہ اونٹ کی سواری میں ہال بہت ہوگی اور حال یہ ہے مگر میں نے نہ مانا اور توکلا علی اللہ تعالیٰ چوبیس ۲۴ صفر ۱۳۲۴ھ کو کعبہ تن سے کعبہ جان کی طرف روانہ ہوا براہ بشریت مجھے بھی خیال آتا تھا کہ اونٹ کی ہال سے کیا حال ہوگا ولہٰذا اس بار سلطانی راستہ اختیار نہ کیا کہ بارہ منزلیں اونٹ پر ہونگی بلکہ جدہ سے براہ کشتی رابغ جانے کا قصد کیا مگر ان کے کرم کے صدقے ان سے استعانت عرض کی اور ان کا نام پاک لیکر اونٹ پر سوار ہوا ہال کا ضرر پہنچنا درکنار وہ چمک کہ روزانہ پانچ چھ بار ہو جاتی تھی دفعۃً دفع ہو گئی وہ دن اور آج کا دن ایک قرن سے زیادہ گزرا کہ بفضلہٖ تعالیٰ اب تک نہ ہوئی یہ ہے ان کی رحمت یہ ہے ان سے استعانت کی برکت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت مولانا سید اسماعیل اور بعض دیگر حضرات شہر مبارک سے دور تک برسم مشایعت تشریف لائے مجھ میں بوجہ ضعف مرض پیادہ چلنے کی طاقت نہ تھی پھر بھی ان کی تعظیم کے لئے

ہر چند اترنا چاہا مگران حضرات نے مجبور کیا پہلی رات کہ جنگل میں آئی صبح کے مثل روشن معلوم ہوتی تھی جس کا اشارہ میں نے اپنے قصیدہ حضور جان نور میں کیا جو حاضری دربار معلّے میں لکھا گیا تھا ؎

وہ دیکھو جگمگاتی ہے شب اور قمر ابھی
پہروں نہیں کہ بست و چہارم صفر کی ہے

جدہ سے کشتی میں سوار ہوئے کوئی تیس چالیس آدمی اور ہوں گے کشتی بہت بڑی تھی جسے ساعیہ کہتے ہیں اس میں جہاز کا سا مستول تھا ہوا کے لئے پردے حسب حاجت مختلف جہات پر بدلے جاتے حبشی ملاح کہ اس کام پر مقرر تھے ان کے کھولنے باندھنے کے وقت اکابر اولیاء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو عجب اچھے لہجے سے ندا کرتے جاتے ایک حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تو دوسرا حضرت سیدی احمد کبیر۔ تیسرا حضرت سیدی احمد رفاعی کو چوتھا حضرت سیدی ابدل کو علی ہذا القیاس رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہر کشش پر ان کی یہ آوازیں عجب دلکش لہجے سے ہوتیں اور بہت خوش آتیں ایک بصری صاحب نے اپنی حاجت سے بہت زیادہ جگہ پر قبضہ کر رکھا تھا ان سے کہا گیا نہ مانے معلوم ہوا کہ ان پر اثر ان دوسرے بصری شیخ عثمان کا ہے میں نے ان سے کہا یا شیخ انہوں نے کہا الشیخ عبدالقادر الجیلانی شیخ تو حضرت عبدالقادر جیلانی ہیں ان کے اس کہنے کی لذت آج تک میرے قلب میں ہے انہوں نے ان پہلے بزرگ کو سمجھا دیا اس کے بعد جب ان کو کچھ حالات معلوم ہوئے پھر تو وہ نہایت مخلص بلکہ کمال مطیع تھے تین روز میں کشی رابغ پہنچی یہاں کے سردار شیخ حسین تھے ٹٹیوں کے مکان قیام کے لئے تھے جب ان میں اترنا ہوا اللہ اعلم لوگوں کو کس نے اطلاع دی ان کے بھائی ابراہیم معہ اپنے اعزا کی ایک جماعت کے تشریف لائے اور اپنے یہاں کا ایک نزاعی مقدمہ کہ مدت سے نافیصل پڑا تھا پیش کیا میں نے حکم شرعی عرض کیا بحمدہ تعالیٰ باتوں ہی باتوں میں باہم فیصلہ ہو گیا ربیع الاول شریف کا ہلال ہم کو یہیں ہوا یہاں سے اونٹ کرایہ کیے گئے نماز عصر پڑھ کر سوار ہونا ہوا تمام اسباب قلعہ کے سامنے سڑک پر نکال کر رکھا تھا گنتی کے اونٹوں کا قافلہ تھا ہم لوگ سوار ہو گئے اور یہ خیال کیا کہ حاجی صاحب اسباب بار کرادیں گے حاجی صاحب بھی

سوار ہو گئے اور اسباب وہیں سڑک پر پڑا رہ گیا جب منزل پر پہنچے اب نہ کپڑے ہیں نہ برتن ہیں نہ گھی ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم یہ پانچ منزلیں ساتھیوں کے برتنوں اور منازل پر وقتاً فوقتاً خرید حوائج سے گزریں چھٹے دن بحمد اللہ تعالیٰ خاک بوس آستان جنت نشان ہوئے۔ الحمد للہ رب العالمین راہ میں جب بیر شیخ پر پہنچے ہیں منزل چند میل باقی تھی اور وقت فجر تھوڑا اجمالوں نے منزل ہی پر رکنا چاہا اور جب تک وقت نماز نہ رہتا میں اور میرے رفقا اتر پڑے قافلہ چلا گیا کرچ کا ڈول پاس تھا رسی نہیں اور کواں گہرا عمامے بندھ کر پانی بھرا وضو کیا بحمد اللہ تعالیٰ نماز ہوگئی اب یہ فکر لاحق ہوئی کہ طول مرض سے ضعف شدید ہے اتنے میل پیادہ کیونکر چلنا ہوگا منہ پھیر کر دیکھا تو ایک جمال محض اجنبی اپنا اونٹ لیے میرے انتظار میں کھڑا ہے حمد الٰہی بجالایا اس پر سوار ہوا اس سے لوگوں نے پوچھا کہ تم یہ اونٹ کیسا لائے کہا ہمیں شیخ حسین نے تاکید کردی تھی شیخ کی خدمت میں کمی نہ کرنا کچھ دور آگے چلے تھے کہ میرا اپنا جمال اپنا اونٹ لیے کھڑا ہے اس سے پوچھا کہا جب قافلے کے جمال نہ ٹھہرے میں نے کہا شیخ کو تکلیف ہوگی قافلہ میں سے اونٹ کھول کر واپس لایا یہ سب میری سرکار کرم کی وصیتیں تھیں۔ صلی اللہ تعالیٰ وبارک وسلم علیہ وعلی عترتہ قدر رأفتہ ورحمتہ ورنہ کہاں یہ فقیر اور کہاں سردار رابغ شیخ حسین جن سے جان نہ پہچان اور کہاں وحشی مزاج جمال اور ان کی یہ خارق العادات روشیں سرکار اعظم میں حاضری کے دن بدن کے کپڑے میلے ہو گئے تھے اور کپڑے رابغ میں چھوٹ گئے تھے اور ایک یا دو منزل پہلے شب کو ایک جوتا کہیں راستہ میں نکل گیا یہاں عربی وضع کا لباس اور جوتا خرید کر پہنا اور یوں مواجہ اقدس کی حاضری نصیب ہوئی یہ بھی سرکار ہی کی طرف سے تھا کہ اس لباس میں بلانا چاہا دوسرے دن رابغ سے ایک بدوی پہنچا اونٹ پر سوار اور ہمارا تمام اسباب کہ چلتے وقت قلعہ کے سامنے چھوٹ گیا تھا اس پر بار اس نے شیخ حسین کا رقعہ لاکر دیا کہ آپ کا یہ اسباب رہ گیا تھا روانہ کرتا ہوں میں ہر چند ان بدوی صاحب کو آتے جاتے دس منزلوں کی محنت کا نذرانہ دیتا رہا مگر انہوں نے نہ لیا اور کہا ہمیں شیخ حسین نے تاکید

فرمادی ہے کہ شیخ سے کچھ نہ لینا یہاں کے حضرات کرام کو حضرات مکہ معظمہ سے زیادہ اپنے اوپر مہربان پایا بحمدہ تعالیٰ اکتیس (۳۱) روز حاضری نصیب ہوئی بارھویں شریف کی مجلس مبارک یہیں ہوئی صبح سے عشا تک اسی طرح علماء عظما کا ہجوم رہتا بیرون باب مجیدی مولانا کریم اللہ علیہ رحمۃ اللہ تلمیذ حضرت مولانا عبدالحق مہاجر الہ آبادی رہتے تھے ان کے خلوص کی تو کوئی حد ہی نہیں حسام الحرمین ودولۃ المکیہ پر تقریظات میں انہوں نے بڑی سعی جمیل فرمائی۔ جزاه الله خيراً كثيراً یہاں بھی اہل علم نے دولۃ المکیہ کی نقلیں لیں ایک نقل بالخصوص مولانا کریم اللہ نے مزید تقریظات کے لئے اپنے پاس رکھی میرے چلے آنے کے بعد بھی مصر وشام وبغداد مقدس وغیرہا کے علما جو موسم میں خاک بوس آستانہ اقدس ہوتے جن کا ذرا بھی زیادہ قیام دیکھتے اور موقع پاتے ان کے سامنے کتاب پیش کرتے اور تقریظیں لیتے اور بصیغہ رجسٹری مجھے بھیجتے رہتے۔ رحمة الله تعالیٰ علیه رحمة واسعة علماء کرام نے یہاں بھی فقیر سے سندیں اور اجازتیں لیں خصوصاً شیخ الدلائل حضرت مولانا سید محمد سعید مغربی کے الطاف کی تو حد ہی نہ تھی اس فقیر سے خطاب میں یاسیدی فرماتے میں شرمندہ ہوتا ایک بار میں نے عرض کی حضرت سید تو آپ ہیں فرمایا واللہ تم سید ہو میں نے عرض کی میں سیدوں کا غلام ہوں فرمایا تو یوں بھی سید ہوئے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ مولى القوم منهم قوم کا غلام آزاد شدہ انہیں میں سے ہے اللہ تعالیٰ سادات کرام کی سچی غلامی اور ان کے صدقے میں آفات دنیا وعذاب حشر سے کامل آزادی عطا فرمائے آمین یوں ہی مولانا حضرت سید عباس رضوان ومولانا سید مامون برّی ومولانا سید احمد جزائری ومولانا شیخ ابراہیم خربوطی ومفتی حنفیہ مولانا تاج الدین الیاس ومفتی حنفیہ سابقاً مولانا عثمان بن عبدالسلام داغستانی وغیرہم حضرات کے کرم بھولنے کے نہیں ان مولانا داغستانی سے قباشریف میں ملاقات ہوئی تھی کہ وہیں اٹھ گئے تھے مکہ معظمہ کی طرح زیادہ اہم حسام الحرمین کی تصدیقات تھیں جو بحمد اللہ تعالیٰ بہت خیر وخوبی کے ساتھ ہوئیں زیادہ زمانہ قیام انہیں میں گزر گیا کہ ہر صاحب پوری کتاب مع تقریظات مکہ معظمہ دیکھتے اور کئی کئی

روز میں تقریظ لکھ کر دیتے مفتی شافعیہ حضرت سید احمد برزنجی نے حسام الحرمین پر چند ورق کی تقریظ لکھی اور فرمایا اس کتاب کی تائید میں اسے ہمارا مستقل رسالہ کر کے شائع کرنا ایسا ہی کیا گیا حسام الحرمین کا کام پورا ہونے کے بعد دولۃ المکیہ پر تقریظات کا خیال ہوا دونوں حضرات مفتی حنفیہ نے مدینہ طیبہ اور قبا شریف میں تقریظیں تحریر فرمائیں۔ تیسری باری مفتی شافعیہ کی آئی یہ آنکھوں سے معذور ہو گئے تھے یہ ٹھہری کہ ان کے داماد سید عبداللہ صاحب کے مکان پر اس کتاب کے سننے کی مجلس ہو عشا کہ وہاں اول وقت ہوتی ہے پڑھ کر بیٹھے۔ میں نے کتاب سنانی شروع کی بعض جگہ مفتی صاحب کو شکوک ہوئے میری غلطی کہ میں نے حسب عادت جرأت کے ساتھ مسکت جواب دیے جو مفتی صاحب کو اپنی عظمت شان کے سبب ناگوار ہوئے جا بجا ان کا ذکر میں نے الفیوض المکیہ حاشیہ دولۃ المکیہ میں کر دیا ہے بارہ بجے جلسہ ختم ہوا اور مفتی صاحب کے قلب میں ان جوابوں کا غبار رہا مجھے بعد کو معلوم ہوا اس وقت اگر اطلاع ہوتی میں معذرت کر لیتا ایک رات ان کے شاگرد شیخ عبدالقادر طرابلسی شبلی کہ مدرس ہیں فقیر کے پاس آئے اور بعض مسائل میں کچھ الجھنے لگے حامد رضا خاں نے انہیں جواب دیئے جن کا جواب وہ نہ دے سکے اور وہ بھی سینہ میں غبار لیکر اٹھے ان کا غبار مجھے معلوم ہو گیا تھا جس کی میں نے پرواہ نہ کی انصاف پسند تو اس کے ممنون ہوتے ہیں جو انہیں ثواب کی طرف راہ بتائے نہ یہ کہ بات سمجھ لیں جواب نہ دے سکیں اور بتانے سے رنجیدہ ہوں اور فقیر کو متواتر ناسازیوں کے بعد مکہ معظمہ میں جو کئی مہینے گزرے واللہ اعلم وہ کیا بات تھی جس نے حضرات کرام مدینہ طیبہ کو اس ذرہ بے مقدار کا مشتاق کر رکھا تھا یہاں تک کہ مولانا کریم اللہ صاحب فرماتے تھے کہ علما تو علما اہل بازار تک کو تیرا اشتیاق تھا اور یہ جملہ فرمایا کہ ہم سالہا سال سے سرکار میں مقیم ہیں اطراف و آفاق سے علما آتے ہیں واللہ یہ لفظ تھا کہ جوتیاں چٹخاتے چلے جاتے ہیں کوئی بات نہیں پوچھتا اور تمہارے پاس علما کا یہ ہجوم ہے میں نے عرض کی میرے سرکار کا کرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کریماں کہ در فضل بالا ترند سگاں پروزندو چناں پرورند
اپنے کرم کا جب وہ صدقہ نکالتے ہیں ہموں کو پالتے ہیں اور ایسا پالتے ہیں

ایام اقامت سرکار اعظم میں صرف ایک بار مسجد قبا شریف کو گیا اور ایک بار زیارت حضرت سید الشہد احمزہ رضی اللہ عنہ کو حاضر ہوا باقی سرکار اقدس ہی کی حاضری رکھی سرکار کریم ہیں، اپنے کرم سے قبول فرمائیں اور خیریت ظاہر و باطن کے ساتھ پھر بلائیں ع

ہم کو مشکل ہے انہیں آسان ہے

رخصت کے وقت قافلے کے اونٹ آلیے ہیں پابرکاب ہوں اس وقت تک علما کو اجازت نامے لکھ کر دیے وہ سب تو الاجازات المتینہ میں طبع ہوگئے اور یہاں آنے کے بعد دونوں حرم محترم سے درخواستیں آیا کیں اور اجازت نامے لکھ کر گئے یہ درج رسالہ نہیں چلتے وقت حضرات مدینہ کریمہ نے بیرون شہر دور تک مشایعت فرمائی اب مجھ میں طاقت تھی ان کی معاودت تک میں بھی پیادہ ہی رہا ت اونٹ جدہ کے لئے کیے گئے تھے اب موسم سخت گرمی کا آگیا تھا اور بارہ منزلیں منزل پر ظہر کی نماز کہ ٹھیک زوال ہوتے ہی پڑھتا تھا اور معاً قافلہ روانہ ہوتا تھا سر پر آفتاب اور پاؤں نیچے گرم ریت یا پتھر اللہ تعالیٰ مولوی نذیر احمد صاحب کا بھلا کرے فرضوں میں تو مجبور تھے کہ خود بھی شریک جماعت ہوتے مگر جب میں سنتوں کی نیت باندھتا چھتری لیکر سایہ کرتے جب پہلی رکعت کے سجدے میں جاتا پاؤں کے نیچے اپنا عمامہ رکھ دیتے کہ باقی رکعتوں میں پاؤں نہ جلیں ابتدا سے یوں نہ کر سکتے تھے میں عمامہ رکھنا درکنار نماز میں چھتری لگانے پر بھی ہرگز راضی نہ ہوتا انہوں نے اور حاجی کفایت اللہ صاحب نے اس سفر مبارک میں بلا طمع بلا معاوضہ محض اللہ و رسول کے لئے جیسے آرام دیے اللہ تعالیٰ ان کا اجر عظیم دنیا و آخرت میں ان صاحبوں کو عطا فرمائے آمین جدہ پہنچ کر جہاز تیار ملا بمبئی کے ٹکٹ بٹ رہے تھے خریدے اور روانہ ہوئے جب عدن پہنچے معلوم ہوا کہ جہاز والے نے کہ رافضی تھا دھوکا دیا عدن پہنچ کر اعلان کیا کہ جہاز کراچی جائے گا ہم لوگوں نے قصد کیا کہ اتر لیں اور بمبئی جانے والے جہاز میں سوار ہوں اتنے میں انگریز ڈاکٹر آیا اور اس نے کہا بمبئی

جانے والوں کو قرنطینہ میں رہنا ہوگا ہم نے کہا اس مصیبت کو کون جھیلے اس سے کراچی ہی بھلی راستہ میں طوفان آیا اور ایسا سخت کہ جہاز کا لنگر ٹوٹ گیا سخت ہولناک آواز پیدا ہوئی مگر دعاؤں کی برکت کہ مولیٰ تعالیٰ نے ہر طرح اماں رکھی جب کراچی پہنچے ہیں ہمارے پاس صرف دو روپے باقی تھے اور اس زمانے تک وہاں کسی سے تعارف نہ تھا جہاز کنارے کے قریب ہی لگا اور عین ساحل پر چنگی کی چوکی جس پر انگریز یا کوئی گورا نوکر، اسباب کثیر یہاں محصول تک دینے کو نہیں ہر چیز کی تعلیم وارشاد فرمانے والے پر۔ بے شمار درود وسلام ان کی ارشاد فرمائی ہوئی دعا پڑھی اور گورا آیا اور اسباب دیکھ کر بارہ آنے محصول کہا ہم نے شکر الٰہی کیا اور بارہ آنے دیدیے چند منٹ بعد وہ پھر واپس آیا اور کہا نہیں نہیں اسباب دکھاؤ سب صندوق وغیرہ دیکھے اور پھر بارہ آنے کہہ کر چلا گیا پھر واپس آیا اور سب صندوق کھلوا کر اندر سے دیکھے اور پھر بارہ ہی آنے کہے اور رسید دیکر چلا گیا اب سوا روپیہ باقی رہا اس میں سے منجھلے بھائی مرحوم مولوی حسن رضا خاں کو تار دیا کہ دوسو روپیہ بھیجو یہاں وہ تار مشتبہ ٹھہرا کہ بمبئی سے آتا کراچی سے کیسا آیا۔ بارہ روپے پہنچ گئے۔ بمبئی کے احباب وہاں لے جانے پر مصر ہوئے وہاں جانا پڑا مولوی حکیم عبدالرحیم صاحب وغیرہ احباب احمد آباد کو اطلاع ہوئی آدمی بھیجے باصرار احمد آباد لے گئے سواریوں کو بمبئی سے محمد رضا خاں وحامد رضا خاں کے ساتھ روانہ کردیا تھا میں ہندوستان میں اترنے سے ایک مہینے بعد مکان پر پہنچا وہابیہ خذلہم اللہ تعالیٰ کو بفضلہٖ تعالیٰ جب شدید ذلتیں اور ناکامیاں ہوئیں المرجفون فی المدینۃ کی وراثت سے یہاں یہ اڑا رکھی تھی کہ معاذ اللہ فلاں قید ہوگیا بمبئی آکر یہ خبر سنی احباب نے مجلس بیان منعقد کی اور چاہا کہ اس کی نسبت کچھ کہہ دیا جائے واحد قہار نے ان کا کذب خود ہی سب پر روشن فرمادیا تھا مجھے کہنے کی کیا ضرورت تھی ہاں اتنا ہوا کہ آیہ کریمہ انا فتحنا لك فتحاً مبینا کا بیان کیا اور اس میں فتح مکہ مکرمہ اور اس سے پہلے صلح حدیبیہ کی حدیث ذکر کی اس میں کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ میں قیام فرما کر امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکہ معظمہ بھیجا یہاں انہیں دیر لگی کافروں نے اڑادیا کہ وہ

مکہ میں قید کر لیے گئے میرے آنے سے پہلے ہی اطراف سے لوگوں نے مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو استفسار واقعات کے خطوط لکھے جس کے جواب انہوں نے وہ دیے کہ سنیوں کا دل باغ باغ ہوگیا اور وہابیوں کا کلیجہ داغ داغ والحمد للہ رب العالمین ان میں سے بعض جواب میرے دیکھنے میں آئے جن میں فرمایا ہے کہ یہ خبیث کذابوں کا کذب خبیث ہے اس کو تو مکہ معظمہ میں وہ اعزاز ملا جو کسی کو نصیب نہیں ہوتا۔ وہابیہ کی تو کیا شکایت کہ وہ پورے اعدا ہیں اور کیوں نہ میرے دشمن ہوں کہ میرے مالک و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمن ہیں ان کے افتراؤں نے بعض جاہل کچے سنیوں کو بھی میرا مخالف کر دیا تھا یہ بہتان لگا کر کہ یہ معاذ اللہ حضرت شیخ مجدد کو کافر کہتا ہے اور جب مکہ معظمہ میں علم غیب کا مسئلہ بفضلہٖ تعالیٰ باحسن وجوہ روشن ہوگیا علم الٰہی اور علم نبوی کا غیر متناہی فرق میں نے ظاہر کر دیا تو اب یہ جوڑی، کہ عیاذاً باللہ یہ قدرت نبوی کو قدرت الٰہی کے برابر کہتا ہے کچے ناسمجھ لوگ، کریمہ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اِنْ جَاءَکُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاءٍ فَتَبَیَّنُوْا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْماً بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰی مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ پر عمل نہ کرنے والے ان کے داؤں میں آگئے مدینہ طیبہ میں ایک ہندی صاحب شیخ الحرم عثمان پاشا کے یہاں کچھ دخیل تھے ایک مدرسہ کے نام سے ہندوستان وغیرہ سے چندہ منگاتے یہ بھی انہیں کذابوں کی باتوں سے متاثر ہوئے میں ابھی مکہ معظمہ ہی میں تھا یہاں جو فتح وظفر مولےٰ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائی اور پھر میرے عزم حاضری سرکار اعظم کی خبر مدینہ طیبہ پہنچی ان صاحب نے اپنے زعم پر کہ مجازی حاکم شہر کے یہاں رسائی ہے یہ لفظ فرمائے کہ وہاں تو اس نے اپنا سکہ جما لیا آنے تو دو یہاں آتے ہی قید کرادوں گا مولیٰ عزوجل کی شان میری سرکار سے ان کو یہ جواب ملا کہ میں ابھی مکہ معظمہ ہی میں ہوں ان کی نسبت دھوکے سے چندے منگانے کا دعویٰ ہوا اور جیل خانے بھیج دیئے گئے جب میں حاضر ہوا ہوں وہ میعاد کاٹ کر آچکے تھے مسجد کریم میں مجھ سے ملے اور فرمایا میں تنہائی میں ملنا چاہتا ہوں میں نے کہا علماء عظما کی تشریف آوری کا ہجوم آپ دیکھتے ہیں مجھے تنہائی نصف شب کو ملتی ہے کہا میں اسی وقت آؤں گا میں نے کہا اس وقت

بندش ہوتی ہے کہا میری بندش نہ ہوگی۔ تشریف لائے اور کلمات استمالت واستعفا کے فرمائے میں نے معاف کیا اور میرے دل میں بحمدہ تعالیٰ اس کا کچھ غبار بھی نہ تھا ہندوستان تشریف لاکر بھی مجھ سے ملے اظہار نام کی ضرورت نہیں ع

چو باز آمدی ماجر در نوشت

یہ تمام وقائع ایسے نہ تھے کہ ان کو میں اپنی زبان سے کہتا ہمراہیوں کو توفیق ہوتی اور آتے اور جاتے اور ایام قیام ہر دو سرکار کے واقعات روزانہ تاریخ وار قلمبند کرتے تو اللہ ورسول کی بیشمار نعمتوں کی عمدہ یادگار ہوتی ان سے رہ گیا اور مجھے بہت کچھ سہو ہوگیا جو یاد آیا بیان کیا نیت کو اللہ عزوجل جانتا ہے۔ قال تبارك وتعالیٰ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ اپنے رب کی نعمتوں کا خوب چرچا کر یہ برکات ہیں ان دعاؤں کی کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تعلیم فرمائیں۔ والحمد لله رب العالمين والصلوٰة والسلام على الحبيب الكريم وآله وصحبه اجمعين۔

مؤلف: ایک صاحب شاہ نیاز احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عرس میں بریلی تشریف لائے تھے اعلیٰ حضرت مدظلہ کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے اور کچھ اشعار نعت شریف سنانے کی درخواست کی استفسار فرمایا کس کا کلام ہے انہوں نے بتایا اس پر ارشاد فرمایا سوادو، کے کلام کے کسی کا کلام قصداً نہیں سنتا مولانا کافی اور حسن میاں مرحوم کا کلام اول سے آخر تک شریعت کے دائرہ میں ہے البتہ مولانا کافی کے یہاں لفظ رعنا کا اطلاق جابجا ہے اور یہ شرعاً محض ناروا وبیجا ہے مولانا کو اس پر اطلاع نہ ہوئی ورنہ ضرور احتراز فرماتے حسن میاں مرحوم کے یہاں بفضلہ تعالیٰ یہ بھی نہیں ان کو میں نے نعت گوئی کے اصول بتادیے تھے ان کی طبیعت میں ان کا ایسا رنگ رچا کہ ہمیشہ کلام اسی معیار اعتدال پر صادر ہوتا ہے جہاں شبہہ ہوتا مجھ سے دریافت کرلیتے ایک غزل میں یہ شعر خیال میں آیا۔

خدا کرنا ہوتا جو تحتِ مشیت　　　خدا ہو کے آتا یہ بندہ خدا کا

میں کہا ٹھیک ہے یہ شرطیہ ہے جس کے لئے مقدم اور تالی کا امکان ضرور نہیں اللہ

عزوجل فرماتا ہے۔ قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ۔ اے محبوب تم فرمادو کہ اگر رحمٰن کے لئے کوئی بچہ ہوتا تو اسے سب سے پہلے میں پوجتا ہاں شرط و جزا میں علاقہ چاہیے وہ آیہ کریمہ کی طرح یہاں بھی بروجہ حسن حاصل ہے بلاشبہ جتنے فضائل و کمالات خزانہ قدرت میں ہیں سب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمائے گئے اللہ عزوجل فرماتا ہے وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ اللہ اپنی تمام نعمتیں تم پر پوری کرے گا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں ع

ہر نعمت کہ داشت خدا شد براو تمام

میرے ایک وعظ میں ایک نفیس نکتہ مجھ پر القا ہوا تھا اسے یاد رکھو کہ جملہ فضائل حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے معیار کامل ہے وہ یہ کہ کسی منعم کا دوسرے کو کوئی نعمت نہ دینا، چار ہی طور پر ہوتا ہے یا تو دینے والے کو اس نعمت پر دسترس نہیں یا دے سکتا ہے مگر بخل مانع ہے یا جسے نہ دی وہ اس کا اہل نہ تھا یا وہ اہل بھی ہے مگر اس سے زائد اسے کوئی اور محبوب ہے اس کے لئے بچا رکھی الوہیت ہی وہ کمال ہے کہ زیر قدرت ربانی نہیں باقی تمام کمالات تحت قدرت الٰہی ہیں اور اللہ تعالیٰ اکرم الاکرمین ہر جود سے بڑھ کر جواد اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر فضل و کمال کے اہل اور حضور سے زائد اللہ عزوجل کو کوئی محبوب نہیں لازم ہے کہ الوہیت کے نیچے جتنے فضائل جس قدر کمالات جتنی نعمتیں جس قدر برکات ہیں مولیٰ عزوجل نے سب اعلیٰ وجہ کمال پر حضور کو عطا فرمائیں اگر الوہیت عطا فرمانا بھی زیر قدرت ہوتا ضرور یہ بھی عطا فرماتا جیسے ارشاد ہوا۔ لَوْ اَرَدْنَا اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا اِنْ كُنَّا فٰعِلِيْنَ۔ اگر ہم بیٹا چاہتے تو ضرور اپنے پاس سے اگر ہمیں کرنا ہوتا گویا ارشاد ہوتا ہے اے نصرانیو تم مسیح کو اور یہودیو تم عزیر کو اور عرب کے مشرکو تم ملائکہ کو ہماری اولاد ٹھہراتے ہو ہمیں اگر اپنے لیے بیٹا بنانا ہوتا تو انہیں کو نہ بناتے جو سب سے زیادہ ہمارے مقرب ہیں یعنی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، میری اجازت کے بعد حسن میاں مرحوم نے یہ شعر داخل غزل کیا اور مقطع میں اس کی طرف اشارہ کیا کہ ۔

بھلا ہے حسن کا جنابِ رضا سے بھلا ہو الٰہی جناب رضا کا

غرض ہندی نعت گویوں میں ان دو کا کلام ایسا ہے باقی اکثر دیکھا گیا کہ قدم ڈگمگا جاتا ہے اور حقیقتاً نعت شریف لکھنا نہایت مشکل ہے جس کو لوگ آسان سمجھتے ہیں اس میں تلوار کی دھار پر چلنا ہے اگر بڑھتا ہے تو الوہیت میں پہنچا جاتا ہے اور کمی کرتا ہے تو تنقیص ہوتی ہے البتہ حمد آسان ہے کہ اس میں راستہ صاف ہے جتنا چاہے بڑھ سکتا ہے۔ غرض حمد میں ایک جانب اصلاً حد نہیں اور نعت شریف میں دونوں جانب سخت حد بندی ہے (پھر فرمایا) مولانا کافی علیہ الرحمۃ کی زیارت آٹھ برس کی عمر میں مجھے خواب میں ہوئی میری پیدائش کے گیارہ مہینے بعد مولانا کو پھانسی ہوئی پچھلی غزل میں ایک مصرعہ یہ بھی لکھا تھا ؎

بلبلیں اڑ جائیں گی سونا چمن رہ جائے گا

میں نے اپنے منجھلے بھائی حسن میاں مرحوم کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا کہ اپنی مسجد کی فصیل شمالی پر مسجد میں پاؤں لٹکائے بیٹھا ہوں اور یہ مسجد کی منتہائے حد جنوبی سے میری طرف خوش خوش آرہے ہیں ہاتھ میں ایک بہت طویل کاغذ ہے وہ مجھے دکھانے لائے اور کہتے ہیں نو باتیں بہت ہی اعلیٰ درجہ پر قبول ہوئیں تفصیل نہ معلوم ہوئی تھی کہ آنکھ کھل گئی۔

عرض: حضور طلب اور بیعت میں کیا فرق ہے۔

ارشاد: طالب ہونے میں صرف طلب فیض ہے اور بیعت کے معنیٰ پورے طور سے بکنا بیعت اسی شخص سے کرنا چاہیے جس میں یہ چار باتیں ہوں ورنہ بیعت جائز نہ ہوگی اولاً سنی صحیح العقیدہ ہو ثانیاً کم از کم اتنا علم ضروری ہے کہ بلا کسی کی امداد کے اپنی ضرورت کے مسائل کتاب سے خود نکال سکے ثالثاً اس کا سلسلہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک متصل ہو کہیں منقطع نہ ہو رابعاً فاسق معلن نہ ہو۔ (اسی سلسلہ میں ارشاد ہوا کہ) لوگ بیعت بطور رسم ہوتے ہیں بیعت کے معنے نہیں جانتے بیعت اسے کہتے ہیں کہ حضرت یحییٰ منیری کے ایک مرید دریا میں ڈوب رہے تھے حضرت خضر علیہ السلام

ظاہر ہوئے اور فرمایا اپنا ہاتھ مجھے دے کہ تجھے نکال لوں ان مرید نے عرض کی یہ ہاتھ حضرت یحییٰ منیری کے ہاتھ میں دے چکا ہوں اب دوسرے کو نہ دوں گا حضرت خضر علیہ السلام غائب ہوگئے اور حضرت یحییٰ منیری ظاہر ہوئے اور ان کو نکال لیا۔

عرض: حضور کے زمانہ میں بھی تجدید بیعت ہوتی تھی۔

ارشاد: خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سلمہ ابن اکوع سے ایک جلسہ میں تین بار بیعت لی جہاد کو جارہے تھے پہلی بار فرمایا سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیعت کی تھوڑی دیر بعد حضور نے فرمایا سلمہ تم بیعت نہ کروگے عرض کی حضور ابھی کر چکا ہوں فرمایا وایضاً پھر بھی انہوں نے پھر بیعت کی اخیر میں جب سب حضرات بیعت سے فارغ ہوئے پھر ارشاد ہوا سلمہ تم بیعت نہ کروگے عرض کی یارسول اللہ میں دوبار بیعت کر چکا فرمایا ایضاً پھر بھی غرض ایک جلسہ میں سلمہ سے تین بار بیعت لی ان پر تاکید بیعت میں راز یہ تھا کہ وہ ہمیشہ پیادہ جہاد فرمایا کرتے تھے اور مجمع کفار کا تنہا مقابلہ کرنا ان کے نزدیک کچھ نہ تھا ایک بار عبدالرحمٰن قاری کہ کافر تھا اپنے ہمراہیوں کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اونٹوں پر آپڑا چرانے والے کو قتل کیا اور اونٹ لے گیا اسے قرأت سے قاری نہ سمجھ لیں بلکہ قبیلہ بنی قارہ سے تھا سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر ہوئی پہاڑ پر جاکر ایک آواز تو دی کہ یا صباحاہ یعنی دشمن ہے مگر اس کا انتظار نہ کیا کہ کسی نے سنی یا نہیں کوئی آتا ہے یا نہیں تنہا ان کافروں کا تعاقب کیا وہ چار سو تھے اور یہ اکیلے وہ سوار تھے اور یہ پیادہ مگر نبوی مددان کے ساتھ اس محمدی شیر کے سامنے سے انہیں بھاگتے ہی بنی اب یہ تعاقب میں ہیں اپنا رجز پڑھتے جاتے ہیں۔ انا سلمۃ ابن الاکوع والیوم یوم الرضع۔ میں سلمہ بن اکوع ہوں اور تمہاری ذلت وخواری کا دن ہے ایک ہاتھ گھوڑے کی کونچوں پر مارتے ہیں وہ گرتا ہے سوار زمین پر آتا ہے دوسرا ہاتھ اس پر پڑتا ہے وہ جہنم جاتا ہے یہاں تک کہ کافروں کو بھاگنا دشوار ہوگیا گھوڑوں پر سے اپنے اسباب پھینکنے لگے کہ ہلکے ہوکر زیادہ بھاگیں یہ اسباب سب ایک جگہ جمع فرماتے اور پھر وہی رجز پڑھتے ہوئے ان کا تعاقب کرتے اور انہیں جہنم پہنچاتے یہاں تک کہ شام

ہوگئی کافر ایک پہاڑی پر ٹھہرے اس کے قریب دوسری پہاڑی پر انہوں نے آرام فرمایا دن ہونے پر وہ اتر کر چلے وہ اسی طرح ان کے پیچھے اور وہی رجز وہی قتل یہاں تک کہ گرد اٹھی یہ قتل وتعاقب کرتے کرتے تھک گئے تھے اندیشہ ہوا کہ مبادا کفار کی مدد آئی ہو جب دامن گرد پھٹا تکبیروں کی آوازیں آئیں اور دیکھا کہ حضرت ابوقتادہ مع بعض دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم گھوڑوں پر تشریف لا رہے ہیں اب کیا تھا کفار کو گھیر لیا ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فارس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہا جاتا تھا یعنی لشکر حضور کے سوار جس طرح سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو راجل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یعنی لشکر اقدس کے پیادے ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود بارگاہ رسالت میں اسد من اسد اللہ ورسولہ فرمایا اللہ ورسول کے شیروں میں سے ایک شیر ان کو اس جہاد کی خبر ان کے گھوڑے نے دی تھان پر بندھا ہوا چمکا انہوں نے چمکارا پھر چمکا فرمایا واللہ کہیں جہاد ہے گھوڑا کس کر سوار ہوئے اب یہ تو معلوم نہیں کہ کدھر جائیں باگ چھوڑ دی اور کہا جدھر تو جانتا ہے چل گھوڑا اڑا اور یہاں لے آیا اس عبدالرحمٰن قاری سے پہلے کسی لڑائی میں ان سے وعدہ جنگ ہولیا تھا یہ وقت اس کے اس پورا ہونے کا آیا وہ پہلوان تھا اس نے کشتی مانگی انہوں نے قبول فرمائی اس محمدی شیر نے خوک شیطان کو دے مارا خنجر لیکر اس کے سینے پر سوار ہوئے اس نے کہا میری بی بی کے لئے کون ہوگا فرمایا نار اور اس کا گلا کاٹ دیا سرکاری اونٹ اور تمام غنیمتیں اور وہ اسباب کہ جابجا کفار پھینکتے اور سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راستے میں جمع فرماتے گئے تھے سب لا کر حاضر بارگاہ انور کیا۔

عرض: مجلس سماع میں اگر مزامیر نہ ہوں سماع جائز ہو تو وجد والوں کا رقص جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد: اگر وجد صادق ہے اور حال غالب اور عقل مستور اور اس عالم سے دور تو اس پر تو قلم ہی جاری نہیں ع۔ کہ سلطان نگیرد خراج از خراب۔ اور اگر بہ تکلف وجد کرتا ہے تو تثنی اور تکسر یعنی لچکے توڑے کے ساتھ حرام ہے اور بغیر اس کے اگر ریا و اظہار کے

لئے ہے تو جہنم کا مستحق ہے اور اگر صادقین کے ساتھ تشبہ بہ نیت خالصہ مقصود ہے کہ بنتے بنتے بھی حقیقت بن جاتی ہے تو حسن و محمود ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔
من تشبه بقوم فهو منهم جو کسی قوم کا مشابہ بنے وہ انہیں میں سے ہے۔

ان لم تكونوا منهم فتشبهوا ان التشبه بالكرام فلاح

عرض: اگر کوئی تنہا خشوع کے لئے نماز پڑھے اور عادت ڈالے تاکہ سب کے سامنے بھی خشوع ہو تو یہ ریا ہے یا کیا۔

ارشاد: یہ بھی ریا ہے کہ دل میں نیت غیر خدا ہے یہاں میں ایک حدیث وہابی کش بیان کرتا ہوں کہ اس مسئلہ سے متعلق ہے عادت کریمہ تھی کہ کبھی شب میں اپنے اصحاب کرام کا تفقد احوال فرماتے مثلاً ایک شب نماز تہجد میں صدیق اکبر پر گزر فرمایا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ بہت آہستہ پڑھ رہے ہیں فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف تشریف لے گئے ملاحظ فرمایا کہ بہت بلند آواز سے پڑھتے ہیں بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف تشریف لے گئے انہیں دیکھا کہ جا بجا سے متفرق آیتیں پڑھ رہے ہیں صبح ہر ایک سے اس کے طریقے کا سبب دریافت فرمایا صدیق نے عرض کی یا رسول الله اسمعت من اناجيه میں جس سے مناجات کرتا ہوں اسے سنا لیتا ہوں یعنی اوروں سے کیا کام کہ آواز بلند کروں فاروق نے عرض کی۔ یا رسول الله اطرد الشيطان واوقظ الوسنان میں شیطان کو بھگاتا اور سوتوں کو جگاتا ہوں یعنی جہاں تک آواز پہنچے گی بھاگے گا اور تہجد والوں میں جس کی آنکھ نہ کھلی وہ جاگ کر پڑھے گا اس لئے اس قدر زور سے پڑھتا ہوں حضرت بلال نے عرض کی۔ یا رسول الله كلا م طيب يجمع الله بعضه مع بعض پاکیزہ کلام ہے کہ اللہ اس کے بعض کو بعض سے ملاتا ہے اس کا مطلب فقیر کی سمجھ میں یہ ہے گویا عرض کرتے ہیں کہ قرآن عظیم ایک لہلہاتا باغ ہے جس میں رنگ رنگ کے پھول قسم قسم کے میوے در منثور کی طرح متفرق پھیلے ہوئے کہیں حمد ہے کہیں ثنا کہیں ذکر کہیں دعا کہیں خوف کہیں رجا کہیں نعت حبیب خدا و غیرہا مطالب جدا جدا جانب الٰہی سے جس وقت جس طرح کی

تجلی وارد ہوتی ہے اسی کے مناسب آیات متفرق مقامات سے جمع کر کے پڑھتا ہوں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کلکم قد اصاب تم سب ٹھیک پر ہو مگر اے صدیق تم قدرے آوا بلند کرو اور اے فاروق تم قدرے پست اور اے بلال تم سورت ختم کر کے دوسری سورۃ کی طرف چلو اسی طرح ایک شب تہجد میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پڑھنا سنا ان کی آواز نہایت دلکش ان کا لہجہ کمال دلکشا تھا ارشاد ہوا انہیں داؤد علیہ الصلاۃ والسلام کے الحانوں سے ایک الحان ملا ہے صبح ان کے پڑھنے کی تعریف فرمائی انہوں نے عرض کی یارسول اللہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ سن رہے ہیں تو اور زیادہ وہ بنا کر پڑھتا میں کہتا ہوں یہ جگہ ہے کہ وہابیت کا زہراشق ہو جائے ریا حرام ہے بلکہ اسے شرک فرمایا۔

اگر روئے طاعت ترا در خداست اگر جبرئیلت نہ بیند رواست

اور ریا نہیں مگر غیر خدا کے لئے تصنع یہاں یہ صحابی خود حضور میں عرض کر رہے ہیں کہ میں حضور کے لئے اور زیادہ بنا کر پڑھتا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انکار نہیں فرماتے تو ثابت ہوا کہ حضور کے لئے بنانا غیر خدا کیلئے بنانا نہیں خدا ہی کے لیے ہے کہ حضور کا معاملہ اللہ ہی کا معاملہ ہے کعب ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں۔یا رسول اللہ ان من تمام توبتی ان انخلع من مالی صدقة الی اللہ ورسولہ ۔یارسول اللہ میری توبہ کی تمامی یہ ہے کہ اپنے مال سے باہر آؤں سب اللہ ورسول کے نام پر تصدق کردوں۔ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عرض کرتی ہیں۔یا رسول اللہ تُبۡتُ الی اللہ ورسولہ۔ یارسول اللہ میں اللہ ورسول کی طرف توبہ کرتی ہوں اس قسم کی بہت آیات واحادیث میری کتاب الامن والعلیٰ میں ملیں گی جن سے ثابت ہوگا کہ حبیب کا معاملہ غیر خدا کا معاملہ نہیں اللہ ہی کا معاملہ ہے مگر وہابیہ کو عقل وایمان نہیں بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مذکور سے پنج آیت کا بھی جواز ثابت ہوا کہ وہ متفرق مقام سے آیات پڑھتے تھے اور ارشاد ہوا تم سب ٹھیک پر ہو اور آگے جو انہیں تعلیم فرمائی اس سے اتنا ثابت ہوا کہ نماز میں اولیٰ یوں ہے۔

عرض: حضور فنافی الشیخ کا مرتبہ کس طرح حاصل ہوتا ہے۔

ارشاد: یہ خیال رکھے کہ میرا شیخ میرے سامنے ہے اور اپنے قلب کو اس کے قلب کے نیچے تصور کر کے اس طرح سمجھے کہ سرکار رسالت سے فیوض و انوار قلب شیخ پر فائض ہوتے اور اس سے چھلک کر میرے دل میں آ رہے ہیں پھر کچھ عرصہ کے بعد یہ حالت ہو جائے گی کہ شجر و حجر و در و دیوار پر شیخ کی صورت صاف نظر آئے گی یہاں تک کہ نماز میں بھی جدا نہ ہوگی اور پھر ہر حال اپنے ساتھ میں پاؤ گے حافظ الحدیث سیدی احمد سجلماسی کہیں تشریف لیے جاتے تھے راہ میں اتفاقاً آپ کی نظر ایک نہایت حسینہ عورت پر پڑ گئی یہ نظر اول تھی بلا قصد تھی دوبارہ پھر آپ کی نظر اٹھ گئی اب دیکھا کہ پہلو میں حضرت سیدی غوث الوقت عبدالعزیز دباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پیر مرشد تشریف فرما ہیں اور فرماتے ہیں احمد عالم ہو کر انہیں سیدی احمد سجلماسی کے دو بیویاں تھیں سیدی عبدالعزیز دباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رات کو تم نے ایک بیوی کے جاگتے ہوئے دوسرے سے ہم بستری کی یہ نہیں چاہیے عرض کیا حضور وہ اس وقت سوتی تھی فرمایا سوتی نہ تھی سوتے میں جان ڈال لی تھی عرض کیا حضور کو کس طرح علم ہوا فرمایا جہاں وہ سو رہی تھی کوئی اور پلنگ بھی تھا عرض کیا ہاں ایک پلنگ خالی تھا فرمایا اس پر میں تھا تو کسی وقت شیخ مرید سے جدا نہیں ہر آن ساتھ ہے۔

عرض: بچوں کی بیعت کس عمر میں ہو سکتی ہے۔

ارشاد: اگر ایک دن کا بچہ ہو ولی کی اجازت سے بیعت ہو سکتا ہے۔

عرض: اثبات ہلال میں تار پر اعتماد ہوگا یا نہیں۔

ارشاد: میرا رسالہ **ازکی الاھلال** ملاحظہ فرمائیے جس میں بدر کی طرح روشن کیا ہے کہ رویت ہلال میں تار اور خط کی خبر معتبر نہیں۔ لیکن گنگوہی صاحب نے معتبر مانی اور اپنے علم و فہم کی بانگی دکھانے کو اس پر یہ استدلال مضحکہ اطفال تراشا کہ تحریر معتبر ہے اور تحریر قلم سے ہو یا طویل بانس سے ہر طرح تحریر ہے تو گویا ان بزرگوں کے نزدیک تار بھیجنے والا اتنے لمبے بانس سے کچھ لکھ دیا کرتا ہے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ان

کا یہ فتویٰ ہمارے پاس موجود ہے اور عقلاً و نقلاً باطل و مردود ہے اول تو یہاں تحریر ہی کہاں دوم خط خود کب معتبر تمام کتابوں میں تصریح ہے کہ الخط یشبہ الخط اور الخط لا یعمل بہ سوم آپ کے لکھے اس سیکڑوں میل کے طویل بانس سے وہ خبر بھیجنے والا نہیں لکھتا کہ اس کا خط آپ کے نزدیک معتبر ہو بلکہ یہ شیطان کی آنت بانس تار بابو کے ہاتھ میں ہے جو محض مجہول اور اکثر کفار۔ اس کا نام مفتی گری ہے آدمیاں گم شدند۔

عرض: حضور قطب کی طرف پاؤں کرنے کی کیا ممانعت فرمائی گئی ہے۔

ارشاد: یہ مسئلہ جہلا میں بہت مشہور ہے قطب عوام میں ایک ستارے کا نام ہے کہ قطب شمالی کے قریب ہے تو تارے تو چاروں طرف ہیں کسی طرف پاؤں نہ کرے (اسی تذکرہ میں فرمایا) حضرت سیدی ابراہیم ادہم مسجد میں پاؤں پھیلائے بیٹھے تھے غیب سے ندا آئی ''ابراہیم کیا بادشاہوں کے حضور یوں ہی بیٹھتے ہیں'' اس وقت سے جو پاؤں سمیٹے تو تختے ہی پر پھیلے کبھی سوتے میں بھی نہ پھیلائے۔

عرض: دسترخوان پر اگر اشعار وغیرہ لکھے ہوں تو اس پر کھانا جائز ہے۔

ارشاد: ناجائز ہے۔

عرض: اگر برتن میں آیات وغیرہ لکھی ہوں تو اس میں کھانا کیسا ہے۔

ارشاد: اگر بغرض استشفا ہے تو حرج نہیں لیکن باوضو ورنہ اجازت نہیں۔

عرض: اگر معتکف کسی معقول وجہ سے مسجد ہی میں وضو کرے تو اسے اجازت ہوگی۔

ارشاد: نہیں مگر جب کہ وہ باحتیاط اس طرح وضو کرے کہ اس کے وضو کی چھینٹ مسجد میں نہ گرے کہ اس کی سخت ممانعت ہے اکثر دیکھا گیا کہ فصیل پر وضو کیا اور ویسے ہی ہاتھ جھٹکتے فرش مسجد میں پہنچ گئے یہ ناجائز ہے میں نے ایک بار بغیر برتن کے خاص مسجد میں وضو جائز طور پر کیا وہ یوں کہ پانی موسلا دھار پڑ رہا تھا اور میں معتکف جاڑوں کے دن تھے میں نے تو شک بچھا کر اور اس پر لحاف ڈالکر وضو کر لیا اس صورت میں ایک چھینٹ بھی مسجد کے فرش پر نہ پڑی پانی جتنا وضو کا تھا تو شک و لحاف نے جذب کر لیا۔

عرض: حضور مدینہ طیبہ میں ایک نماز پچاس ہزار کا ثواب رکھتی ہے اور مکہ

معظّمہ میں ایک لاکھ کا اس سے مکہ معظّمہ کا افضل ہونا سمجھا جاتا ہے۔

ارشاد: جمہور حنفیہ کا یہی مسلک ہے اور امام مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ کے نزدیک مدینہ طیبہ افضل ہے اور یہی مذہب امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا ہے ایک صحابی نے کہا مکہ معظّمہ افضل ہے فرمایا کیا تم کہتے ہو کہ مکہ مدینہ سے افضل ہے انہوں نے کہا واللہ بیت اللہ وحرم اللہ فرمایا میں بیت اللہ اور حرم اللہ میں کچھ نہیں کہتا کیا تم کہتے ہو کہ مکہ مدینہ سے افضل ہے انہوں نے کہا بخدا خانۂ خدا وحرم خدا فرمایا میں خانۂ خدا وحرم خدا میں کچھ نہیں کہتا کیا تم کہتے ہو کہ مکہ مدینہ سے افضل ہے وہ وہی کہتے رہے اور امیر المومنین یہی فرماتے رہے اور یہی میرا مسلک ہے صحیح حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: المدینۃ خیرلھم لوکانو ایعلمون مدینہ ان کے لیے بہتر ہے اگر وہ جانیں دوسری حدیث نص صریح ہے کہ فرمایا المدینۃ افضل من مکۃ مدینہ مکہ سے افضل ہے اور تفاوت ثواب کا جواب باصواب شیخ محقق عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے کیا خوب دیا کہ مکہ میں کمیت زیادہ ہے اور مدینہ میں کیفیت یعنی وہاں مقدار زیادہ ہے اور یہاں قدر افزوں جسے یوں سمجھیے کہ لاکھ روپیہ زیادہ کہ پچاس ہزار اشرفیاں گنتی میں وہ دونے ہیں اور مالیت میں یہ دس گنی مکہ معظّمہ میں جس طرح ایک نیکی لاکھ نیکیاں ہیں یوں ہی ایک گناہ لاکھ گناہ ہیں اور وہاں گناہ کے ارادے پر بھی گرفت ہے جس طرح نیکی کے ارادے پر ثواب مدینہ طیبہ میں نیکی کے ارادے پر ثواب اور گناہ کے ارادے پر کچھ نہیں اور گناہ کرے تو ایک ہی گناہ اور نیکی کرے تو پچاس ہزار نیکیاں عجب نہیں کہ حدیث میں خیرلھم کا اشارہ اسی طرف ہو کہ ان کے حق میں مدینہ ہی بہتر ہے۔

مؤلف: حضرت محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے وصال شریف کا ذکر تھا ان کے محاسن کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا قیامت قریب ہے اچھے لوگ اٹھتے جاتے ہیں جو جاتا ہے اپنا نائب نہیں چھوڑتا (پھر فرمایا) امام بخاری نے انتقال فرمایا ۹۰ ہزار شاگرد محدث چھوڑے سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے انتقال فرمایا اور ایک

ہزار مجتہدین اپنے شاگرد چھوڑے محدث ہونا علم کا پہلا زینہ ہے اور مجتہد ہونا آخری منزل اور اب ہزار مرتے ہیں اور ایک بھی نہیں چھوڑتے امام بخاری نے ایک مرتبہ خواب دیکھا کہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مگس رانی کر رہا ہوں خواب دیکھ کر پریشان ہوئے کہ مکھی تو جسم اقدس پر بیٹھتی نہ تھی علما نے تعبیر فرمایا بشارت ہو تمہیں کہ احادیث میں جو خلط ہو گیا ہے تم اسے پاک وصاف کرو گے۔

عرض: حضور احادیث میں خلط کس نے کر دیا اس کی کیا وجہ ہوئی۔

ارشاد: خدا ناترسوں نے اکثر احادیث میں کچھ کا کچھ کر دیا ہے ایک مرتبہ ایک شخص نے مجلس وعظ میں بڑی لمبی چوڑی حدیث پڑھی جس کی شروع سند میں تھا حدثنا احمد بن حنبل ویحییٰ بن معین، احمد بن حنبل و یحییٰ بن معین نے ہم سے حدیث بیان کی اتفاق کی بات کہ یہ دونوں حضرات اس وقت وہاں تشریف فرما تھے باہم ایک دوسرے کو دیکھ دیکھ کے رہ جاتے جب وہ ختم کر چکا یحییٰ بن المعین نے اشارہ سے اپنے پاس بلایا اور فرمایا احمد یہ ہیں اور یحییٰ میں ہم نے خواب میں بھی یہ حدیث جو تم نے پڑھی نہیں بیان کی بولا میں سنا کرتا تھا کہ ابن حنبل و ابن معین کم عقل ہیں آج مجھے اس کا یقین ہوا، ساٹھ احمد بن حنبل و یحییٰ بن معین ہیں جن سے میں حدیث روایت کرتا ہوں یہ تمسخر کرتا ہوا چلا گیا (اسی سلسلے میں فرمایا کہ) پہلی مرتبہ کی حاضری حرمین طیبین میں ایک کٹر وہابی نے خاص کعبہ معظمہ میں مجھ سے آکر کہا کہ آپ میلاد شریف میں قیام کرنے کے لئے بہت زور دیتے تھے اور کہتے تھے کہ عرب شریف میں عام طور سے قیام ہوتا ہے یہاں شیخ العلما احمد زین دحلان قیام کو منع کرتے ہیں میں نے کہا شیخ العلما کا دولت کدہ یہاں سے چند قدم ہے ابھی چلو ہم دریافت کرا دیں ہر چند اصرار کیا زمین پکڑ گیا مفتریوں کی یہ جرائت ہوتی ہے میں نے کہا کاش مکہ معظمہ سے باہر جا کر بلکہ جہاز میں سوار ہو کر یہ افترا کیا ہوتا کہ تصدیق کے لئے واپس آنا دشوار ہوتا شیخ العلما کے زیر دیوار بیٹھ کر ایسا جیتا افترا مگر اس حیادار کو کچھ اثر نہ ہوا اٹھ کر چلا گیا مجھے معلوم تھا کہ حضرت شیخ العلما خود قیام فرماتے ہیں استحسان قیام میں ان کے متعدد فتوے ہیں فتاوے کے

علاوہ ان کی کتاب مستطاب الدر السنیہ فی الرد علی الوھابیہ میں اس کی جلیل تشریح ہے اور سیرۃ نبویہ میں اس سے بھی روشن تر۔(۱)

(۱۔سیرۃ نبویہ میں ارشادفرماتے ہیں جرت العادۃ ان الناس اذا سمعوا ذکر وضعہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقومون تعظیما لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وقد فعل ذلک کثیر من علماء الامۃ الذین یقتدی بھم ۔ یعنی عادت جاری ہوگئی ہے کہ لوگ جب ذکر ولادت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سنتے ہیں تو حضور اکرم واعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوجاتے ہیں اور قیام بہت بہتر اور مستحسن ہے کیونکہ اس میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہے اور بے شک امت کے بڑے علما نے ایسا کیا جن کی پیروی کی جاتی ہے۔۱۲)

عرض: واقعی اگر منہ بند ہوا ہے تو حضور ہی کی ذات بابرکات سے دل میں نہ معلوم کیا کیا کہتے ہوں گے۔

ارشاد: اس کا کیا خوف۔دل میں کیا برملا فحش گالیاں دیتے ہیں بعض خبثا تو مغلظات سے بھرے ہوئے بیرنگ خطوط بھیجتے ہیں پھر ایک نہیں اللہ اعلم کتنے آتے ہیں مجھے اس کی پرواہ نہیں اس سے زیادہ میری ذات پر حملے کریں میں تو شکر کرتا ہوں کہ اللہ عزوجل نے مجھے دین حق کی سپر بنایا کہ جتنی دیر وہ مجھے کوستے گالیاں دیتے برا بھلا کہتے ہیں اتنی دیر اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین وتنقیص سے باز رہتے ہیں۔ادھر سے کبھی اس کے جواب کا وہم بھی نہیں ہوتا اور نہ کچھ برا معلوم ہوتا ہے کہ ہماری عزت ان کی عزت پر نثار ہی ہونے کے لئے ہے بلکہ ان پر نثار ہونا ہی عزت ہے قرآن عظیم میں ارشاد فرمایا۔وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اَذًى كَثِيْرًا ۔البتہ تم مشرکوں اور اگلے کتابیوں سے بہت کچھ برا سنو گے۔بڑے بڑے ائمہ ومجتہدین وصحابہ وتابعین تو مخالفین کے سب وشتم سے بچے نہیں یہ درکنار جب اللہ واحد قہار اور اس کے پیارے حبیب ومحبوب احمد مختار صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان گھٹانا چاہی انہیں عیب لگائے تو اور کوئی کس گنتی میں۔

ایک صاحب ولایت نے حضرت محبوب الٰہی قدس اللہ سرہ العزیز کی بارگاہ میں حاضری کا، منزلِ دور دراز سے قصد فرمایا راہ میں جس سے حضرت محبوب الٰہی صاحب کا

حال دریافت فرماتے لوگ تعریف ہی کرتے انہوں نے اپنے دل میں کہا میری محنت ضائع ہوئی کہ یہ اگر حق گو ہوتے لوگ ضرور ان کے بدگو ہوتے جب دہلی قریب رہی انہوں نے لوگوں سے پوچھا اب مذمتیں سنیں کوئی کہتا وہ دہلی کا مکار ہے کوئی کچھ کہتا کوئی کچھ کہتا انہوں نے کہا الحمد للہ میری محنت وصول ہوئی۔

حضرت یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارگاہ رب العزۃ میں عرض کی الٰہی مجھے ایسا کر کہ مجھے کوئی برا نہ کہے ارشاد باری ہوا اے یحییٰ یہ میں نے اپنے لئے تو کیا نہیں کوئی میرا شریک بناتا ہے کوئی فرشتوں کو میری بیٹیاں بتاتا ہے کوئی میرے لئے بیٹے ٹھہراتا ہے لیکن نبی کی دعا خالی نہیں جاتی آج آپ دیکھتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام و عیسیٰ علیہ السلام کو اکثر برا کہنے والے موجود ہیں لیکن حضرت یحییٰ علیہ السلام کا ایک بھی برا کہنے والا نہیں۔ قادیانی سے بدزبان کو دیکھو سید عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کیسی توہینیں کرتا ہے یہاں تک کہ انہیں اور ان کی ماں صدیقہ بتول طاہرہ کو فحش گالیاں تک دیتا ہے چار سو انبیا کو صاف جھوٹا لکھا حتیٰ کہ دربارہ حدیبیہ خود شان اقدس حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ناپاک حملہ کیا مگر یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف ہی کی (یہ فرما کر ارشاد فرمایا کہ) اس پر بھی بعض احمق سختی کا الزام دیتے ہیں اللہ و رسول کو گالیاں دینا تو کوئی بات ہی نہ ہوا نہ وہ سختی ہے نہ بے تہذیبی نہ کوئی بری بات ادھر سے ان کی اس ناپاک حرکت پر کافر کہا اور بس سختی و بے تہذیبی سب کچھ ہو گئی ہاں ہاں اللہ و رسول کی شان میں جو گستاخی کرے گا اسے ضرور کافر کہا جائے گا کسے باشد اور واللہ کہ یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ اللہ و رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احکام بیان کرتا ہوں میں تو ان کا چپراسی ہوں چپراسی کا کام ہی سرکاری حکم نامہ پہنچانا ہے نہ کہ اپنی طرف سے کوئی حکم لگانا اللہ کے کرم سے امید کہ وہ قبول فرمائے آمین۔

عرض: حضور علم ماکان و ما یکون حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاصل ہے مگر بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ وما علمنہ الشعر وما ینبغی لہ فرمایا گیا تو شعر کا علم نہ ہوا۔

ارشاد: علم کسی فن کی طرف نسبت کیا جائے تو اس کے معنی دانستن نہیں ہوتے بلکہ ملکہ واقتدار جیسے کہا جاتا ہے کہ فلاں گھوڑے پر چڑھنا جانتا ہے اس کے یہ معنی نہیں کہ اس کا جو مفہوم ہے وہ اس کے ذہن میں ہے بلکہ یہ کہ قدرت رکھتا ہے یا یہ کہ گھوڑے پر چڑھنا نہیں جانتا تو یہ مطلب نہیں کہ جو اس کا مفہوم ہے وہ اس کے ذہن میں نہیں کہ غیر کو گھوڑے پر سوار دیکھا تو اس کا مفہوم اس لئے ضرور جانا باقی قدرت نہیں رکھتا حدیث میں ارشاد ہوا۔ علموا بنیکم الرمی والسباحۃ اپنے بیٹوں کو تیر اندازی اور تیرنا سکھاؤ کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ ان کے مفہوموں کا ان کو تصور کرادو بلکہ یہ کہ ان فنوں کو ان کے قابوں میں کردو کہ تیر نشانے پر لگا سکیں اور دریا تیر سکیں تو آیہ کریمہ کے یہ معنی نہیں کہ اوروں کے اشعار حضور کے علم میں نہیں بلکہ یہ معنے کہ حضور کو ہم نے شعر گوئی پر قدرت نہیں دی اور نہ یہ حضور کے لائق۔

صحابہ قصائد عرض کرتے کیا ان کے اشعار ہمارے حضور کے علم میں نہ آتے بلکہ بعض بعض مواقع پر اصلاح فرمائی ہے کعب بن زبیر اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قصیدۂ نعتیہ میں عرض کیا۔

ان الرسول لنار یستضاء بہ
وصارم عن سیوف الھند مسلول

ارشاد ہوا نار کی جگہ نور کرا اور سیوف الہند کی جگہ سیوف اللہ جب بعض اشعار دیگراں علم اقدس میں آنا منافی کریمہ وما علمنہ الشعر نہ ہوا تو جمیع اشعار اولین وآخرین مکتوبات لوح مبین کو علم اقدس کا محیط ہونا کیا منافی ہوسکتا ہے جو ایجاب جزئی کسی سلب کلی کا نقیض نہیں اس کا ایجاب کلی بھی یقیناً منافی نہیں البتہ ملکۂ شعر گوئی حضور کو عطا نہ ہوا اور اس پر بھی رب العزۃ نے دفع وہم فرمادیا کہ یہ کوئی خوبی نہ تھی جو ہم نے ان کو نہ دی بلکہ وما ینبغی لہ یہ ان کی شان رفیع کے لائق ہی نہیں تو ان کے حق میں منقصت تھی اور وہ جمیع نقائص سے منزہ ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلکہ شعر گوئی بالائے طاق اگر نادراً کبھی دوسرے کا شعر پڑھتے تو اسے وزن سے ساقط فرمادیتے لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شعر۔

ستبدی لك الایام ماکنت جاھلا ویاتیك بالا خبار من لم تزوّد

کا مصرعہ دوم یوں پڑھتے ع ویاتیك من لم تزود بالاخبار۔

اس پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو شعر سے منزہ فرمایا ہے شاعر نے یوں کہا ہے:

ویاتیك بالاخبار من لم تزوّد

عرض: فلاسفہ کہتے ہیں کہ جزلا یتجزی باطل ہے اگر باطل مانا جائے اور ہیولیٰ اور صورت کی قدامت باطل کر دی جائے تو اسلام کے نزدیک اس میں کیا برائی۔

ارشاد: اگر جزلا یتجزی نہ مانا جائے تو ہیولیٰ اور صورت کے قدم کا راستہ کھلے گا ان دلائل فلاسفہ کا اٹھانا پھر طویل وعریض مباحث چاہے گا اس لئے ہمارے علما نے اسے سرے ہی سے رد فرما دیا گربہ کشتن روز اول باید دین اسلام میں ذات وصفات الٰہی کے سوا کوئی شے قدیم نہیں رب العزۃ فرماتا ہے بدیع السمٰوٰت والارض نیا پیدا فرمانے والا آسمانوں اور زمین کا اور حدیث میں ہے کان اللہ ولم یکن معہ شئی ازل میں اللہ تھا اور اس کے ساتھ کچھ نہ تھا غیر خدا کسی شے کو قدیم ماننا بالاجماع کفر ہے۔

عرض: باری تعالیٰ کا علم قبل مخلوقات فعلی تھا وہ کس صورت سے تھا۔

ارشاد: یہ لفظ آپ نے فلاسفہ کا کہا وہ علم الٰہی کو فعل وانفعال کی طرف منقسم کرتے ہیں اور مسلمانوں کے نزدیک اللہ انفعال سے پاک ہے اور علم الٰہی صورت سے منزہ جیسے اس کی ذات کی کنہ کوئی نہیں جان سکتا یونہی اس کی صفات کی۔

فلاسفہ نے جو کہا کہ علم نام صورت حاصلہ عند العقل کا ہے غلط ہے ان سفہا نے اصل وفرع میں فرق نہ کیا علم سے ہمارے ذہن میں معلوم کی صورت حاصل ہوتی ہے نہ کہ حصول صورت سے علم۔ علم وہ نور ہے کہ جو شے اس کے دائرے میں آگئی منکشف ہوگئی اور جس سے متعلق ہوگیا اس کی صورت ہمارے ذہن میں مرتسم ہوگئی جب فلاسفہ اپنے علم کو نہ پہچان سکے علم الٰہی کو کیا پہچانیں گے حق سبحانہ تعالیٰ ذہن وصورت وارتسام ونور عرضی سب سے منزہ ہے نہ اس کا علم حضور معلوم کا محتاج اس کا علم حضوری وحصولی دونوں سے

منزہ ہے اس کا علم اس کی صفت قدیمہ قائمہ بالذات لازم نفس ذات ہے اور کیف سے منزہ وہاں چون وچگوں وچرا وچساں کا دخل نہیں ہم نہ اس کی ذات سے بحث کر سکتے ہیں نہ اس کی کسی صفت سے حدیث میں ارشاد فرمایا۔ تفکروا فی آلاء اللہ ولا تفکروا فی ذات اللہ فتھلکوا اللہ کی نعمتوں میں فکر کرو اور اس کی ذات میں فکر نہ کرو کہ ہلاک ہو جاؤ گے اس کی صفات میں فکر ذات ہی میں فکر ہے ادراک کنہ صفات بے ادراک کنہ ذات ممکن نہیں کہ اس کی صفات کو کسی موطن میں ذات سے جدائی محال اسی لئے انہیں لاعین ولا غیر کہا جاتا ہے اور کنہ ذات کا ادراک مخلوق کو محال کہ وہ بکل شئ محیط ہے کوئی اسے محیط نہیں ہو سکتا لاجرم کنہ صفات کا بھی ادراک محال حق یہ ہے وان افتاک المفتون اپنی حقیقت تو جانتے نہیں اللہ تعالیٰ کی کنہ میں کلام کریں گے انسان کی اس وقت تک حقیقت فلاسفہ کو معلوم نہیں۔ انسان کی کیا تعریف کرتے ہیں حیوان ناطق حیوان کی تعریف کرتے ہیں جسم نامی حساس متحرک بالارادہ اور ناطق کی مدرک کلیات وجزئیات اگرچہ یہ بھی ان کے متاخرین کی رفوگری ہے ان سفہا نے تو آوازوں پر حدود رکھی تھیں گھوڑا حیوان ساہل ہنہنانے والا جانور گدھا حیوان ناہق رینکنے والا جانور، انسان حیوان ناطق کلام کرنے والا جانور انہوں نے ناطق کے معنے گڑھے مدرک کلیات وجزئیات جسے اصلا زبان عرب مساعد نہیں خیر یوں ہی سہی انسان نام بدن کا ہے یا نفس ناطقہ یا دونوں کے مجموع کا اول ناطق نہیں کہ ادراک کلیات شان نفس ہے نہ کار بدن دوم حیوان نہیں کہ نفس ناطقہ نہ جسم ہے نہ نامی نہ ان کے نزدیک متحرک سوم نہ حیوان ہے نہ ناطق کہ حیوان ولاحیوان کا مجموعہ لاحیوان ہوگا اور ناطق ولاناطق کا، لاناطق غرض واقع میں کوئی شے ایسی نہیں جس پر حیوان وناطق بمعنی مذکور دونوں صادق ہوں یہ ہے ان کا خود اپنی حقیقت کے ادراک سے عجز ع

تو از جاں زندۂ وجاں راندانی

پھر کنہ ذات وصفات میں کلام کیسا جہل شدید وضلال تام ہے حق یہ ہے کہ انسان روح متعلق بالبدن کا نام ہے اور روح امر رب سے ہے اس کی معرفت بے معرفت

رب نہیں ہوسکتی اسی لئے اولیا فرماتے ہیں من عرف نفسہ فقد عرف ربہ جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے ضرور اپنے رب کو پہچان لیا یعنی معرفت نفس اسی وقت حاصل ہوگی جب پہلے معرفت رب ہولے زندیق لوگ اسے اس پر حمل کرتے ہیں کہ نفس ہی رب ہے اور یہ کفر خالص ہے قل الروح من امر ربی نہ کہ معاذ اللہ ربی۔

عرض: حاشیہ خیالی پر مولوی عبدالحکیم نے لکھا روح اور جسم میں اتحاد ذاتی اور تغایر اعتباری ہے۔

ارشاد: یہ کوئی عاقل نہیں کہہ سکتا روح یعنی نفس ناطقہ کو مادے سے مجرد مانتے ہیں یا نہیں اور جسم مادی ہے تو کیسے اتحاد ہوجائے گا محال ہے نہ شرعاً صحیح نہ عقلاً فاذا سویتہ ونفخت فیہ من روحی فرمایا تو معلوم ہوا کہ بدن اور، روح اور ہے۔

عرض: تو حلول ہوا۔

ارشاد: ہاں متکلمین بدن میں روح کا حلول مانتے ہیں۔

عرض: روح عالم امر سے ہے۔

ارشاد: ہاں۔ عالم امر اور عالم خلق میں فرق ہے۔ (۱) عالم خلق مادے سے بتدریج پیدا فرمایا جاتا ہے اور عالم (۲) امر زے کن سے لہ الخلق والا مر تبارک اللہ رب العالمین روح عالم امر سے ہے محض کن سے بنی اور جسم عالم خلق سے کہ نطفہ پھر علقہ پھر مضغہ غیر مخلقہ پھر مخلقہ ہوتا ہے خلقکم اطوارا۔

عرض: اس مسئلہ جزلا یتجزی میں امام رازی اور علما نے بھی توقف کیا ہے اور دلائل فلاسفہ اس کے ابطال پر قوی معلوم ہوتے ہیں۔

ارشاد: صدرا میں بہت حجتیں لکھیں جن میں نفس جز کو کوئی باطل نہیں کرتی اتصال جزئین باطل کرتی ہیں اتصال کو ہم بھی باطل مانتے ہیں جیسے فلاسفہ نقطہ کا وجود مانتے ہیں اور تتالی نقطتین محال جانتے ہیں۔ اقلیدس نے جو اصول موضوعہ مانے ہیں ان میں یہ بھی ہے کہ نقطہ و خط و سطح موجود ہیں اور اثیر ابہری نے اپنی بعض کتب میں اس پر برہان قائم کی ہے جو شرح حکمۃ العین میں مذکور ہے اور یہی ان کے یہاں مذہب محققین و جمہور ہے

بس تو اسی طرح سے اتصال کا ابطال لازم ہے نہ کہ نفس جز کا۔

عرض: شیخ شہاب الدین مقتول کے مذہب کا کیا حال ہے۔

ارشاد: فلسفی خیالات باطلہ اس کی طرف نسبت کیے گئے ہیں جس پراسے قتل کیا گیا وہ اپنی کتاب حکمۃ الاشراق میں اگرچہ مشائین کے خلاف چلا مگر فلاسفہ اشراقیین کا متبع ہوا کہتے ہیں سیمیا جو ایک نہایت ناپاک علم ہے اسے آتا تھا قصاب سے دنبہ خریدا دنبہ لیکر چلا اور قیمت نہ دی قصاب پیچھے ہولیا وہ مانگتا ہے یہ چپ چاپ چلا جاتا ہے قصاب نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا کہ ہاتھ اکھڑ آیا وہ بیچارا ڈرا کہ کہیں گرفتار نہ ہوجائے چھوڑ کر چلا گیا اور وہ درحقیقت ہاتھ نہ تھا بلکہ آستین تھی اسے یہ فن آتا تھا اسے لکھ کر حضرت جامی قدس سرہ السامی فرماتے ہیں۔ بداکسانے کہ چنیں کارہا کنند و بداعلمی کہ باو ایں کارہا آموزند۔

عرض: بعض متصوفہ نے اس کی تعریف کی۔

ارشاد: حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف کی ہے اور وہ بے شک امام الائمہ ہیں یہ بھی سہروردی تھا زمانہ بھی حضرت سے قریب ہے نسبت بھی ایک ہے لقب بھی ایک ہے اس لئے لوگوں کو دھوکا ہوتا ہے اس کی کسی بات میں برکت نہ دی گئی ۳۴۔۳۵ برس کی عمر میں مارا گیا۔

عرض: معقولیوں نے اس کی بڑی تعریف کی ہے۔

ارشاد: ہاں ابن سینا کو شیخ الرئیس اور اسے شیخ الاشراق کہتے ہیں (اسی سلسلہ میں ارشاد فرمایا) معقولیوں نے اپنے وصف میں سے (فا) گھٹا دیا بے واسطہ اللہ تک وصول محال ہے سوائے ایک محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات کے نفحات الانس شریف میں ہے ایک صاحب نے زیارت اقدس سے مشرف ہو کر عرض کی غزالی کیسے ہیں فرمایا: فاز مقصودہ اپنی مراد کو پہنچ گئے عرض کی فخر الدین رازی کیسے ہیں فرمایا رجل معاتب ان پر عتاب ہے معاذ اللہ عقاب نہ فرمایا عقاب سزا ہے اور عتاب حصہ احباب ہے۔ عرض کی ابن سینا فرمایا بے میرے واسطے کے اللہ

تک پہنچنا چاہتا تھا میں نے ایک ڈھول لگائی کہ تحت الثریٰ کو چلا گیا یہ بعض صالحین کا خواب ہے اور امام یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مرآت الجنان میں ایک روایت یہ تحریر فرمائی کہ ابن سینا آخر عمر میں تائب ہوگیا تھا موت سے کچھ مدت پہلے افیون کھانا چھوڑ دیا باندی غلام سب آزاد کردیے رات دن نماز وتلاوت قرآن میں مشغول رہتا تھا اگر ایسا ہے تو اس کے اس شعر نے کام دیا کہ ؎

آنجا کہ عنایتے تو باشد باشد ناکردہ چو کردہ کردہ چوں ناکردہ

رحمت بے سبب کو متوجہ ہوتے دیر نہیں لگتی اسی (۸۰) برس کے بت پرست کو ایک آن میں مسلمان بلکہ قطب شہر بلکہ ابدال سے بھی اعلیٰ بدلاء سبعہ سے کر لیتے ہیں اگر ایسا ہے تو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مگر امت میں بڑا فتنہ چھوڑ گیا وحسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

عرض: وہابیہ تو یہ کہتے ہیں کہ جب معرفت حاصل ہوگئی تو واسطہ کی حاجت نہ رہی تقویۃ ایمان میں بھی ایک آدھ جگہ ایسا یاد ہوتا ہے۔

ارشاد: ایک جگہ نہیں تقویۃ الایمان میں چار جگہ یہ لکھا اللہ پر افترا اور اللہ کے رسولوں پر افترا اور رسالت کا انکار ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم وہ واسطہ کے معنے ایلچی سمجھے ہیں ایلچی ہی مانتے ہیں بس ایلچی سے جب پیام سن لیا اب کیا کام رہا۔

عرض: اہل فترت کو واسطہ کہاں نصیب ہوا۔

ارشاد: تو آپ کا مقصود کیا ہے انہیں وصول تو نہیں ہوا بے نبی کے واسطے کے کبھی وصول ممکن نہیں یہ دوسری بات ہے کہ عذاب ہو یا نہ ہو یہ مختلف فیہ ہے قس بن ساعدہ واصلین اور اہل فترت سے ہیں لیکن یہ بھی بلا ذریعہ نہیں نصرانیت محو ہو چکی تھی اور اسلام ابھی آیا نہ تھا وہ جو مشرکین تھے ان کے سامنے وعظ کہتے اس میں توحید بیان کرتے اور حشر وغیرہ کا بیان کرتے آخر میں کہتے اگر تم میری نہیں مانتے تو عنقریب حضور تشریف لاتے ہیں جو لا الٰہ الا اللہ روشن فرمائیں گے تو بے واسطہ اللہ تک پہنچنے والے صرف محمد رسول اللہ ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہی سبب ہے کہ روز قیامت تمام انبیا

اولیا و علما علیہم الصلوٰۃ والثناء کہ شفاعت فرمائیں گے ان کی شفاعت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہوگی بارگاہ عزت میں شفاعت فرمانے والے صرف حضور ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولہٰذا جامع ترمذی کی حدیث میں ارشاد ہوا۔ انا صاحب شفاعتھم ولا فخر شفاعت انبیا کا صاحب میں ہوں اور یہ کچھ براہ فخر نہیں فرماتا اسی طرف آیہ کریمہ اشارہ فرماتی ہے ویھدیك صراطاً مستقیما ہمیں بھی حکم ہوا کہ عرض کرو۔ اھدنا الصراط المستقیم ہمیں سیدھی راہ دکھا اور حضور کو بھی فرمایا۔ ویھدیك صراطاً مستقیما۔ اے محبوب ہم نے تمہارے لئے فتح مبین اس لئے کی ہے کہ تمہیں سیدھی راہ بتائیں صراط مستقیم دو طرح کی ہوتی ہے ایک تو یہ کہ سیدھی چلی گئی ہے جس میں پیچ وخم نہیں مگر واسطہ کی ضرورت ہے کہ بغیر واسطہ نہیں پہنچ سکتا اور دوسری یہ کہ اٹھا اور سیدھا مقصود تک پہنچا پہلی اور انبیاء، اور دوسری صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ہے مطلب یہ کہ اے محبوب بس اٹھو اور مجھ تک چلے آؤ تمہیں کسی توسل کی حاجت نہیں سب کے لئے وسیلہ تم ہو تمہارے لیے کون وسیلہ ہو فلہٰذا حضور اقدس کے اسماء طیبہ سے ہے صاحب الوسیلہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واسطہ اگر حضور کے لئے بھی مانا جائے تو دور لازم آئے اس لیے کہ جو واسطہ ہوگا کامل ہوگا ناقص نہ ہوگا اور جب کامل ہوگا تو کمال وجود پر متفرع ہے اور وجود عالم حضور کے وجود اقدس پر موقوف تو خلاصہ اعتقاد شان رسالت میں یہ ہے کہ مرتبہ وجود میں صرف اللہ عزوجل ہے باقی سب ظلال اور مرتبۂ ایجاد میں صرف حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں باقی سب عکس و پرتو، توحیدیں دو ہیں ایک توحید الٰہی کہ اللہ ایک ہے ذات وصفات واسماء وافعال واحکام وسلطنت کسی بات میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ لا الہ الا اللہ لیس کمثلہ شئی ھل تعلم لہ سمیا ھل من خالق غیر اللہ ولا یشرك فی حکمہ احداً ولم یکن لہ شریك فی الملك اور دوسری توحید رسول کہ حضور اپنے جمیع صفات کمالیہ میں تمام عالم سے متفرد ہیں۔

منزہ عن شریك فی محاسنہ　　فجوھر الحسن فیہ غیر منقسم

خلاصۂ ایمان یہ ہے جو محقق دہلوی فرماتے ہیں ؎

مخواں اورا خدا از بہر حفظِ شرع و پاس دیں
دگر ہر وصف کش میخواہی اندر مدحش املا کن

اوران سے پہلے حضرت امام محمد بوصیری قدس اللہ تعالیٰ سرہ الشریف فرما گئے ؎

دع ماادعتہ النصاری فی نبیھم واحکم بما شئت مد حافیہ واحتکم
فانسب الی ذاتہ ماشئت من شرف وانسب الی قدرہ ماشئت من عظم
فان فضل رسول اللہ لیس لہ حدفیعرب عنہ ناطق بفم

اتنی بات تو چھوڑ دے جو نصاری نے اپنے نبی کے بارے میں ادعا کیا (یعنی خدا اور خدا کا بیٹا) اسے چھوڑ باقی حضور کی مدح میں جو کچھ تیرے جی میں آئے کہہ اور مضبوطی سے حکم لگا تو ان کی ذات پاک کی طرف جتنا شرف چاہے منسوب کر اوران کے مرتبہ کریمہ کی طرف جتنی عظمت چاہے ثابت کر اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضل کی کوئی انتہا ہی نہیں کہ بیان کرنے والا کیسا ہی گویا ہو اسے بیان کر سکے بفرض محال اگر عالم ناسوت میں کوئی صورت الوہیت فرض کی جاتی تو وہ نہ ہوتی مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

عرض: صحابہ اشھد ان محمد آ سلطانہ ورسول کہتے تھے۔

ارشاد: اس آن سے پہلے کبھی نہیں سنا محض افترا اور محض بے بنیاد ہے۔

عرض: سکندر نامہ کے اس شعر کا کیا مطلب ہے۔

تہیدست سلطان پشمینہ پوش غلامی خرو پادشا ہی فروش

ارشاد: باشاہ دو عالم ہیں تمام جہاں ملک ہے مگر کمل اوڑھتے اور متاع دنیا سے خالی ہاتھ رکھتے ہیں ایک بار نماز کی اقامت ہوگئی تکبیر تحریمہ فرمانا چاہتے ہیں کہ دفعۃً صحابہ کو ارشاد ہوا علی رسلکم اپنی جگہ ٹھہرے رہو کا شانہ اقدس میں تشریف لے گئے پھر برآمد ہوئے اور ارشاد فرمایا مجھے یاد آیا کہ آج تین دینار باقی ہیں میں ڈرا کہ رات گزرے اور وہ باقی رہیں لہٰذا جا کر انہیں تصدق فرما آیا بندہ بارگاہ عرض کرتا ہے۔

کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا　　اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

نیز عرض رسا ہے۔

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں　　دو جہاں کی نعمتیں ہیں انکے خالی ہاتھ میں

لوگوں سے غلامی مانگتے اس کے عوض سلطانی عطا فرماتے جو ان کا بندۂ در ہو گیا ملک ابد کا تاج ور ہو گیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ اے محبوب تم فرمادو کہ میرے غلام ہو جاؤ اللہ تمہیں محبوب بنالے گا یعنی بندوں کو محبت الٰہی بننے کی چاہ ہے سرکاری غلامی وہ ہے کہ ہر بندۂ در محبوب اللہ ہے۔

مؤلف: ایک روز حاجی کفایت اللہ صاحب بحالت نماز مگس رانی کرنے لگے سلام پھیرنے کے بعد ارشاد فرمایا نماز کی حالت میں کوئی خدمت نہ کرنا چاہیے وہ حالت عبدیت ہے نہ مخدومیت۔

عرض: آمدنی کی قلت اور اہل و عیال کی کثرت سخت کلفت ہے۔

ارشاد: یا مسبب الاسباب ۵۰۰ بار اول و آخر ۱۱-۱۱ بار درود شریف بعد نماز عشا قبلہ رو باوضو ننگے سر ایسی جگہ کہ جہاں سر اور آسمان کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو یہاں تک کہ سر پر ٹوپی بھی نہ ہو پڑھا کرو۔

مؤلف: حاضرین میں وہابیہ ملاعنہ کے تقیہ کا ذکر تھا کہ ان خبثا نے تو روافض کو بھی مات کر دیا وہ بھی ان سے تقیہ کرنا سیکھیں جھوٹ فریب سے بیروپیے بن کر اپنا مطلب نکالتے ہیں۔

ارشاد: یہاں کا ایک سخت وہابی شخص گیا اور مدرسہ وہابیہ کے لئے چندہ مانگا ان صاحب نے اس کا نام پوچھا۔ بتایا۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے سنا ہے تو احمد رضا کا مخالف ہے میں تجھے چندہ نہ دوں گا اس نے کہا کہ حضرت میں تو ان کے در کا کتا ہوں غرض کتا بن کر پانسو روپیہ مار لایا (اسی سلسلہ میں فرمایا کہ) حضرت عالمگیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ایک بیروپیے نے دھوکا دینا چاہا بادشاہ نے فرمایا اگر دھوکا دے دیا تو جو مانگے گا پائے گا اس نے بہت کوشش کی لیکن حضرت عالمگیر نے جب دیکھا پہچان لیا آخر مدت

مدید کا بھلا وادے کے صوفی زاہد عابد بن کر ایک پہاڑ کی کھو میں جا بیٹھا رات دن عبادت الٰہی میں مشغول رہتا پہلے دہاتیوں کا ہجوم ہوا پھر شہریوں پھر امرا، وزرا سب آتے اور یہ کسی طرف التفات نہ کرتا شدہ شدہ بادشاہ تک خبر پہنچی سلطان کو اہل اللہ سے خاص محبت تھی خود تشریف لے گئے بیروپیے نے دور سے دیکھا کہ بادشاہ کی سواری آرہی ہے گردن جھکالی اور مراقبہ میں مشغول ہو گیا سلطان منتظر رہے دیر کے بعد نظر اٹھائی اور بیٹھنے کا اشارہ کیا سلطان مودب بیٹھ گئے ان کا مودب بیٹھنا کہ بیروپیا اٹھا اور جھک کر سلام کیا کہ جہاں پناہ میں فلاں بیروپیا ہوں بادشاہ خجل ہوئے اور فرمایا واقعی اس بار میں نے نہ پہچانا اب مانگ جو مانگتا ہے اس نے کہا اب میں آپ سے کیا مانگوں میں نے اس کا نام جھوٹے طور پر لیا اس کا تو یہ اثر ہوا کہ آپ جیسا جلیل القدر بادشاہ میرے دروازے پر باادب حاضر ہوا اب سچے طور پر اس کا نام لے دیکھوں یہ کہا اور کپڑے پھاڑے جنگل کو چلا گیا۔

عرض: حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجتہد ہیں۔

ارشاد: ہاں مگر شیخ اکبر محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں کہ انہیں اجتہاد کی اجازت نہ ہوگی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تلقی جملہ احکام کریں گے اور ان پر عمل فرمائیں گے۔

عرض: نماز کس طریقہ پر پڑھیں گے۔

ارشاد: طریقہ حنفیہ کے مطابق نہ یوں کہ مقلد حنفی ہوں گے بلکہ یوں کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسی طرح فرمائیں گے اس دن کھل جائے گا کہ اللہ و رسول کو سب سے زیادہ پسند، مذہب حنفی ہے اگر وہ مجتہد ہیں تو جملہ مسائل میں ان کا اجتہاد ورنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد مطابق مذہب امام اعظم ہوگا اسی خیال سے بعض اکابر کے قلم سے نکلا کہ وہ حنفی المذہب ہوں گے بلکہ یہی لفظ معاذ اللہ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت صادر ہو گیا حاشا کہ نبی اللہ کسی امام کی تقلید فرمائے بلکہ وہی ہے کہ ان کے عمل مطابق عمل مذہب حنفی ہوں گے اس سے مذہب حنفی کی سب سے کامل

تر تصویب ثابت ہوگی غرض ان کے زمانے میں تمام مذاہب منقطع ہو جائیں گے اور صرف مسائل مذہب حنفی باقی رہیں گے ولہٰذا اکابر ائمہ کشف نے فرمایا ہے کہ چشمہ شریعت کبریٰ سے بہت نہریں نکلیں اور تھوڑی تھوڑی دور جا کر خشک ہوگئیں مگر مذاہب اربعہ کی چاروں نہریں جوش و آب و تاب کے ساتھ بہت دور تک بہیں آخر میں جا کر وہ تین نہریں بھی تھم گئیں اور صرف مذہب حنفی کی نہر اخیر تک جاری رہی یہ کشف اکابر ائمہ شافعیہ کا بیان ہے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

عرض: مؤذن اذان کہنے کے بعد باہر مسجد کے جا سکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد: اگر کوئی ضرورت درپیش ہو اور جماعت میں دیر ہو تو حرج نہیں ورنہ بلا ضرورت اجازت نہیں اور مؤذن ہی نہیں ہر اس شخص کے لئے یہی حکم ہے۔ جس نے ابھی اس وقت کی نماز نہ پڑھی جس کی یہ اذان ہوئی اور اذان ہونے ہی کی خصوصیت نہیں بلکہ مراد دخول وقت ہے جو مسجد میں ہو اور کسی نماز کا وقت شروع ہو جائے اور یہ دوسری مسجد کا مقیم جماعت نہ ہو اسے نماز بغیر پڑھے مسجد سے باہر جانا جائز نہیں مگر یہ کہ کسی حاجت سے نکلے اور قبل جماعت واپسی کا ارادہ رکھے ورنہ حدیث میں فرمایا وہ منافق ہے۔

مؤلف: یہاں کچھ اذان روافض کا ذکر ہوا فرمایا اذان میں اشھد ان علیا ولی اللہ ان کا الحاد ہے اور خود ان کی معتبر کتابوں میں تصریح ہے کہ علی ضرور ولی اللہ ہیں مگر اذان میں یہ مستزاد ہے نیز تصریح ہے کہ حی علی خیر العمل مفوضہ لعنھم اللہ کی ایجاد ہے یہ سب ان کی کتب معتبرہ میں ہے نہ کہ تبرا کہ بعض ملاعنہ اضافہ کرتے ہیں۔

(اسی تذکرہ میں فرمایا) یہاں ایک حکایت عجیب سنی گئی رافضیوں میں ایک مؤذن اندھیرے سے جا کر اذان کہتا اور حضرت ابوبکر صدیق اکبر و عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شان میں گستاخی کیا کرتا محلہ میں کچھ غریب سنی رہتے تھے کہ خون جگر پیتے اور کچھ بس نہ چلتا ایک روز چار جوان ہرچہ بادا باد کہہ کر مسجد کے اندر پہلے سے جا بیٹھے حسب دستور وہ خبیث اپنے وقت پر آیا اور اذان میں صدیق اکبر کی نسبت کچھ بکنا شروع

کیا کہ ان چاروں میں سے ایک صاحب برآمد ہوئے اور مار کر گرادیا کہ خبیث تو ہمیں برا کہتا ہے اس نے گھبرا کر کہا حضرت میں تو عمر کو کہتا تھا۔ دوسرے جوان برآمد ہوئے اور مار کر بے دم کردیا کہ مردود تو مجھے برا کہے گا اس نے سراسیمہ ہوکر کہا حضرت میں تو عثمان کو کہتا تھا۔ تیسرے صاحب تشریف لائے اور جتنا مارا گیا مارا کہ ناپاک تو مجھے برا کہے گا آخر جب بڈھے خبیث کو کچھ نہ بنی چلایا کہ مولیٰ مدد کیجئے دشمن مجھے مارے ڈالتے ہیں اس پر چوتھے صاحب ہاتھ میں استرا لیے برآمد ہوئے اور جڑ سے اس کی ناک پوچھ لی کہ شیطان تو ہمارے اکابر کو برا کہے گا اب یہ چاروں صاحب تو چلدیے مجتہد صاحب درد کے مارے ناک پر رومال رکھے مسجد کے ایک اندرونی گوشہ میں جا چھپے جب وقت زیادہ ہوا اور روافض نماز کے لئے آئے ایک دوسرے سے کہتا ہے آج جناب قبلہ تشریف نہیں لائے آج اذان نہیں فرمائی جب کچھ روشنی ہوئی دیکھا جناب قبلہ ایک گوشہ میں سمٹے پڑے ہیں کہا حضرت خیر ہے قبلہ خیر ہے کہا خیر کیا ہے آج وہ تینوں دشمن آپڑے اور مارتے مارتے مونجھ کردیا کہا پھر آپ نے حضرت مولیٰ کو یاد نہ کیا وہ چپ ہو رہا جب بار بار یہی کہے گئے اس نے جھنجلا کر ناک پر سے رومال پھینک دیا کہ وہ تینوں دشمن تو مار ہی کر چھوڑ گئے تھے مولیٰ نے آکر جڑ سے پوچھ لی۔

ما زیاراں چشم یاری داشتیم   خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

عرض: حضور اگر نماز فاسد ہوجائے تو سلام پھیرنا چاہیے۔

ارشاد: کوئی ضرورت نہیں سلام نماز پوری کرنے کے لئے ہوتا ہے جب نماز ہی فاسد ہوگئی تو سلام کیسا۔

عرض: بیعت کے کیا معنٰے ہیں۔

ارشاد: بیعت کے معنی بک جانا سبع سنابل شریف میں ہے ایک صاحب کو سزائے موت کا حکم بادشاہ نے دیا۔ جلاد نے تلوار کھینچی یہ اپنے شیخ کے مزار کی طرف رخ کرکے کھڑے ہوگئے جلاد نے کہا اس وقت قبلہ کو منہ کرتے ہیں فرمایا تو اپنا کام کر میں نے قبلہ کو منہ کرلیا ہے اور ہے بھی یہی بات کہ کعبہ قبلہ ہے جسم کا اور شیخ قبلہ ہے روح کا

اس کا نام ارادت ہے اگر اس طرح صدق عقیدت کے ساتھ ایک دروازہ پکڑ لے تو اس کو فیض ضرور آئے گا اگر اس کا شیخ خالی ہے تو شیخ کا شیخ تو خالی نہ ہوگا اور بالفرض وہ بھی نہ سہی تو حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو معدن فیض ومنبع انوار ہیں ان سے فیض آئے گا۔ سلسلہ صحیح متصل ہونا چاہیے۔ ایک فقیر بھیک مانگنے والا ایک دکان پر کھڑا کہہ رہا تھا۔ ایک روپیہ دے وہ نہ دیتا تھا۔ فقیر نے کہا روپیہ دیتا ہے تو دے ورنہ تیری ساری دکان الٹ دوں گا۔ اس تھوڑی دیر میں بہت لوگ جمع ہوگئے اتفاقاً ایک صاحب دل کا گزر ہوا جن کے سب لوگ معتقد تھے انہوں نے دکاندار سے فرمایا جلد روپیہ اسے دے ورنہ دکان لوٹ جائے گی لوگوں نے عرض کی حضرت یہ بے شرع جاہل کیا کرسکتا ہے فرمایا میں نے اس فقیر کے باطن پر نظر ڈالی کہ کچھ ہے بھی معلوم ہوا بالکل خالی ہے پھر اس کے شیخ کو دیکھا اسے بھی خالی پایا اس کے شیخ کے شیخ کو دیکھا انہیں اہل اللہ سے پایا اور دیکھا کہ وہ منتظر کھڑے ہیں کہ کب اس کی زبان سے نکلے اور میں دکان الٹ دوں۔ تو بات کیا تھی کہ شیخ کا دامن قوت کے ساتھ پکڑے ہوئے تھا ائمہ دین فرماتے ہیں کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دفتر میں قیامت تک کے مریدین کے نام درج ہیں جس قدر غلامی میں ہیں یا آنے والے ہیں حضور پرنور رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رب عزوجل نے مجھے ایک دفتر عطا فرمایا کہ منتہائے نظر تک وسیع تھا اور اس میں قیامت تک کے میرے مریدین کے نام تھے اور مجھ سے فرمایا وهبتهم لك میں نے یہ سب تمہیں بخش دیے۔

عرض: حضور یہ تو جبراً روپیہ لینا ہوا ان ولی اللہ نے اگر اس کی دکان بچانے کو دینے کی تاکید فرمائی ممکن تھا جیسے دفع ظلم کے لئے رشوت دینا مگر اس فقیر کے دادا پیر نے کہ اہل اللہ سے تھے اس ظلم کی تائید کیونکر روا رکھی۔

ارشاد: شریعت مطہرہ کے دو حکم ہیں ظاہر و باطن قاضی و عامہ ناس ان کی رسائی ظاہر احوال ہی تک ہے ان پر اس کی پابندی لازم اگرچہ واقف حقیقت حال کے نزدیک حکم بالعکس ہو اس کی نظیر زمانہ سیدنا داؤد علیہ الصلاۃ والسلام میں واقع ہو چکی ایک فقیر مفلس بینوا، نان شبینہ کو محتاج شب کو دعا کیا کرتا کہ الٰہی رزق حلال عطا فرما اتفاقاً کسی

شب ایک گائے اس کے گھر میں گھس آئی یہ سمجھا کہ میری دعا قبول ہوئی یہ رزق حلال غیب سے مجھے عطا ہوا ہے گائے پچھاڑ کر ذبح کی اس کا گوشت پکایا اور کھایا صبح مالک کو خبر ہوئی وہ سرکار نبوت میں نالشی ہوا سیدنا داؤد علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا جانے دے تو مالدار ہے اس محتاج نے ایک گائے ذبح کر لی تو کیا ہوا وہ بگڑا اور کہا یا نبی اللہ میں حق چاہتا ہوں فرمایا اگر حق چاہتا ہے تو گائے اسی کی تھی وہ اور برہم ہوا فرمایا، نہ صرف گائے جتنا مال تیرے پاس ہے سب اسی کا ہے وہ اور زیادہ فریادی ہوا فرمایا تو بھی اسی کی ملک اور اسی کا غلام ہے اب تو اس کی بیتابی کی حد نہ تھی فرمایا اگر تصدیق چاہتا ہے ابھی ہمارے ساتھ چل اس فقیر اور اس گائے والے کو ہمراہ رکاب لیکر جنگل کو تشریف لے گئے واقعہ عجیب تھا خلق کا ہجوم ساتھ ہولیا ایک درخت کے نیچے حکم دیا کہ یہاں کھودو کھودنے سے انسان کا سر اور ایک خنجر جس پر مقتول کا نام کندہ تھا برآمد ہوا نبی اللہ نے اس درخت سے ارشاد فرمایا شہادت ادا کر تو نے کیا دیکھا پیڑ نے عرض کی یا نبی اللہ یہ اس فقیر کے باپ کا سر ہے یہ گائے والا اس کا غلام تھا اس نے موقع پا کر میرے نیچے اپنے آقا کو اسی خنجر سے ذبح کیا اور زمین میں مع خنجر دبا دیا اور اس کے تمام اموال پر قابض ہو گیا اس کا یہ بیٹا بہت صغیر سن تھا اس نے ہوش سنبھالا تو اپنے آپ کو بیکس و بے زر ہی پایا اور یہ بھی نہ جانا کہ اس کا باپ کون تھا اور اس کا کچھ مال بھی تھا یا نہیں حکم باطن ثابت ہوا غلام گردن مارا گیا اور وہ تمام اموال وراثۃً فقیر کو ملے وہی یہاں بھی ممکن کہ دکاندار اس فقیر کے مورث کا مدیون ہوا گرچہ وہ فقیر بھی اس سے واقف نہ ہو نہ یہ دکاندار اسے پہچانتا ہو تو یہ جبراً دلانا جبر نہیں بلکہ حق بحق دار رسانیدن۔

عرض: کسی شیخ سے بیعت کر کے دوسرے سے رجوع کر سکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد: اگر پہلے میں کچھ نقصان ہو تو بیعت ہو سکتی ہے ورنہ نہیں۔ البتہ تجدید کر سکتا ہے عدی بن مسافر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں کسی سلسلے کا آئے اس سے بیعت لے لیتا ہوں سوا غلامان قادری کے کہ بحر کو چھوڑ کر نہر کی طرف کوئی نہیں آتا۔

مؤلف: ایک شب مسجد کی گھڑی کوئی صاحب چرا کر لے گئے اہل محلہ نے

پولیس میں رپورٹ وغیرہ کی اس پر ارشاد فرمایا ایک سال سلطان کی طرف سے کعبہ معظمہ میں نہایت بیش قیمت سونے کی قنادیل لگانے کے لئے آئیں ان میں سے ایک قندیل غائب ہوگئی شریف مکہ نے تحقیقات کی پتا چلا کہ خدام کعبہ کے سردار نے لی ہے شریف کے سامنے پیشی ہوئی ان سے پوچھا گیا وہ صاحب بولے کعبہ غنی ہے اسے حاجت نہیں مجھے حاجت تھی میں نے لے لی شریف نے درگزر فرمائی (پھر فرمایا) مسجد کی کوئی شے لاکھ روپے کی چرائے شریعت ہاتھ نہ کاٹے گی بلکہ سزائے تازیانہ کا حکم ہے۔

مؤلف: جبل[1] پور جانے کے چار روز باقی اور حضرت مدظلہ الاقدس کے واسطے کپڑے سلوانا تھے سلطان حیدر خاں نے عرض کی درزی کو دیدیے جائیں۔

---

(1) اعلیٰ حضرت مدظلہ الاقدس کی تشریف بری اور مسلمانان جبل پور کا شاندار استقبال۔ مسلمانان جبل پور کاٹھیاوار بنگال ایک مدت سے اعلیٰ حضرت مدظلہ کی خدمت میں عرائض پیش کرتے رہے کہ حضور والا ہمارے تیرہ، تار بلاد کو اپنے قدوم والا سے منور فرمائیں۔ اعلیٰ حضرت قبلہ نے ہمیشہ عدم فرصت اور ضعف وعلالت کو پیش نظر رکھتے ہوئے عذر فرمادیا مگر اس مرتبہ حضرت حامی سنت ماحی بدعت جناب مستطاب مولانا مولوی محمد عبد السلام صاحب جبل پوری کے (جو اعلیٰ حضرت مدظلہ الاقدس کے خلیفۂ ارشد اور اس قطر میں دین وسنت کے قطب اوحد ہیں) انتہائی اصرار سے وعدہ فرمالیا جس وقت عریضہ مولانا موصوف کا حاضر ہوا کاشانۂ اقدس سے باہر تشریف لائے اور فرمایا مولانا کے بیحد کلمات تواضع نے پہلو عذر کا چھوڑا ہی نہیں اگر بالفرض کسی کے لبوں پر بھی دم ہو وہ بھی انکار نہیں کرسکتا ان کلمات کو سن کر یہی کہے گا کہ میں حاضر ہوں الغرض ۱۹ر جمادی الآخر ۱۳۳۷ھ روز شنبہ ۵ بجے صبح کے میل سے عازم جبل پور ہوئے باوجود اس کے کہ روانگی آخر شب میں تھی اس پر بھی بریلی کے اسٹیشن پر متوسلین ومعتقدین کا کافی اجتماع تھا ایک صاحب داخل سلسلہ بھی ہوئے۔ میل لکھنؤ پہنچا وہاں کے لوگوں کو پہلے سے اطلاع نہ تھی اس پر بھی بعض حضرات جنہیں کسی ذریعہ سے علم ہو چکا تھا حاضر خدمت ہو کر حلقہ بگوش ہوئے پھر میل پرتاب گڑھ پہنچا یہاں ہمارا سکنڈ کلاس میل سے کاٹ کر الٰہ آباد آنے والی ریل میں لگا دیا گیا ریل ساڑھے تین بجے الٰہ آباد پہنچی وہاں چونکہ کافی وقت ملا بعض ہمراہیوں کا ارادہ ہوا کہ اپنے شہری احباب سے مل آئیں ان کے شہر میں پہنچنے سے ساکنان شہر کو اعلیٰ حضرت عظیم البرکۃ کی تشریف آوری کی اطلاع ہوگئی اور مسلمانوں کے گروہ جوق درجوق آئے اور دست بوس ہونے لگے الٰہ آباد کے اسٹیشن پر نماز مغرب کی غرض سے اعلیٰ حضرت مدظلہ اقدس پلیٹ فارم پر اترے مشتاقان دیدار نے ہر چہار جانب

سے ہجوم کیا اور نئے آنے والوں نے پروانہ وار گرنا شروع کیا اس خوشنما منظر کو ایک یوروپین کھڑا دیکھ رہا تھا اس نے بھی موقع پاکر قدم بوسی کی عزت حاصل کی اور ادب کے ساتھ سلام کر کے رخصت ہوا۔ صولت حق اسے کہتے ہیں کہ جذب قلوب کے لئے کسی تزک واحتشام اور ظاہری دھوم دھام کی ضرورت ہی نہ ہوالہ آباد میں بعض سیٹھوں نے ایک موٹر کار اور ایک اعلیٰ درجہ کی ولایتی لینڈ و تفریح کے لئے حاضر کی ساڑھے سات بجے ریل الہ آباد سے روانہ ہوئی اعلیٰ حضرت مدظلہ الاقدس نے مع خدام یہاں سے بھی رزروسکنڈ کلاس میں سفر کیا ساڑھے چار بجے ریل کٹنی پہنچی یہاں جناب مولوی حاجی عبدالرزاق صاحب کٹنی کے، گروہ کثیر کے ساتھ موجود تھے جوجبل پور تک ہمرکاب ہو لیے اور خود جبل پور سے حامی سنت مولانا مولوی عبدالسلام صاحب دامت برکاتہم ایک بڑی استقبالی جماعت کو لیے ہوئے کٹنی اسٹیشن پر تشریف فرما تھے جیسے ہی گاڑی کٹنی پر رکی زائرین نے گاڑی کو گھیر لیا جب تک گاڑی کھڑی رہی لوگ قدم بوس ہوتے رہے۔ کٹنی سے ہمارے ہمراہیوں میں بہت اضافہ ہوگیا ساڑھے سات بجے کے قریب جبل پور کی عمارتیں نظر آنے لگیں ہمارے ساتھی اس کے قصور ومنازل کو دیکھ دیکھ کر خوش ہورہے تھے اور ان کی نظریں انتہائی شوق کے ساتھ اسٹیشن کی عمارت کو ڈھونڈھ رہی تھیں کہ یکایک اسٹیشن جبل پور کی عمارت بھی ایک گم شدہ محبوب کی طرح سامنے آہی گئی پھر کیا تھا۔ اب تو اسٹیشن جتنا قریب ہوتا گیا جوش مسرت بڑھتا گیا ریل جب پلیٹ فارم میں داخل ہوئی تو یہاں عجیب وغریب سماں نظر آیا ریلوے اسٹیشن، پرجوش مسلمانوں سے بالکل بھرا ہوا تھا۔ جب گاڑی رکی تو بلاتشبیہ اس محب کی طرح (جس کے انتظار کی گھڑیاں ختم ہوچکی ہوں اور محبوب کی دلکشا صورت سامنے آگئی ہو) دیوانہ وار گاڑی پر جھک پڑے اور اس گل گلزار قادریت پر دل کھول کر پھولوں کی نچھاور کی۔ جوش کا یہ عالم تھا کہ کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی تھی لوگ وفور جوش میں زبان سے السلام علیکم یا امام اہل السنۃ السلام علیکم یا مجدد المأۃ الحاضرہ کے نعرے مار رہے تھے اور ان کی زبان حال کہہ رہی تھی۔

رواق منظر چشم من آشیانہ تست کرم نما وفرودا کہ خانہ خانہ تست

تمام مجمع اپنی ان مسرتوں میں سرشار تھا اور یہاں ایک اور منظر تھا جس پر عوام کو تنبہ نہ ہوا یہ موقع وہ تھا کہ کوئی شہرت پسند جاہ دوست ہوتا تو پھولا نہ سماتا باچھیں کھلی ہوتیں گردن بلند ہوتی آنکھیں اپنی تعظیم کے نظارے سے مست ہوتیں یہاں اس کے برعکس اس منظر جلیل کو دیکھ کر نظر جھکا لی گردن نیچی کرلی۔ آنکھوں میں آنسو ڈبڈبانے لگے اس لطیف منظر پر حاجی عبدالرزاق صاحب کی نظر گئی انہیں ادراک ہوا اور ان کا جی بھر آیا یہ اس شان کا پرتو تھا کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ فتح فرمایا اس شان سے اس میں داخل ہوئے کہ سراقدس اپنے رب کے لئے تواضع میں سواری انور پر قریب سجود پہنچا تھا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کثرت ہجوم کے خیال سے گاڑی پر فوراً چند آدمی بغرض تحفظ کھڑے ہوگئے کہ مجمع ادھر کا رخ نہ کرے اور بعض نوجوان پولیس کی شرکت میں اعلیٰ حضرت مدظلہ الاقدس کے گزرنے کے لیے راستہ بنانے میں مصروف ہوئے ہرچند کوشش کی گئی مگر

اس مقصد میں ناکامی ہوئی ناچار چند عقیدت کیش حلقہ باندھ کر کھڑے ہوئے اس طرح وہ سواد ہند کا ماہ کامل ہالہ میں آگیا اس وقت کا نظارہ کچھ ایسا دلکش تھا کہ اسٹیشن اسٹاف اور پولیس وغیرہ اپنے فرائض منصبی کو چھوڑ کر اس کے دیکھنے میں مصروف تھا مسافروں کو جب اس دلکش نظارہ کے دیکھنے کا کوئی موقع نہ ملا تو پل پر چڑھ گئے اور وہاں سے دیکھا کیے یہاں سے اعلیٰ حضرت عظیم البرکۃ کا گاڑی تک جانا بہت دشواری سے ہوا خدا جزائے خیر دے ان باہمت حضرات کو جنہوں نے اپنے بازوؤں پر اس مجمع کا سارا زور، روکا اور خیر وخوبی کے ساتھ اپنے پیشوا کو لے جا کر ایک پرتکلف گاڑی میں بٹھایا یہاں عام مسلمانوں کو دست بوسی کا موقعہ دیا گیا۔ بہت دیر تک لوگ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سچے عاشق کی زیارت سے دارین کی سعادت حاصل کرتے رہے پھر یہ مجمع بڑے جوش ومسرت کے ساتھ اس قادری، بزم کے دولہا کو اپنے جھرمٹ میں لیے ہوئے شہر کی جانب روانہ ہوا جہاں تک سول آبادی ہے وہاں تک انگریز اوران کی عورتیں بچے اپنے اپنے بنگلوں کے سامنے آ کھڑے ہوئے مجمع کو عموماً اور اعلیٰ حضرت مدظلہ الاقدس کو خصوصاً ٹکٹکی باندھے دیکھتے رہے۔ پھر جب یہ مجمع شہر میں داخل ہوا تو شہر کے باشندے اپنے دروازوں دکانوں اور چھتوں سے اس دلکش منظر کو دیکھتے رہے اور اعلیٰ حضرت قبلہ کی خدمت میں باادب سلام عرض کرتے رہے سکان شہر کی مجموعی حالت کہہ رہی تھی کہ ؎

اے آمدنت باعث آبادی ما

اسٹیشن سے آہستہ آہستہ چل کر یہ مجمع تقریباً دو گھنٹے میں حضرت مولانا مولوی عبدالسلام صاحب مدظلہ کے دولت کدہ کے قریب پہنچا یہاں کوچہ کے موڑ پر ایک عالیشان دروازہ لگایا گیا تھا۔ یہ دروازہ علاوہ اور زیبائش کے بکثرت کتبوں سے مرصع تھا جو میزبانوں کی انتہائی عقیدت اور معزز مہمان کی شرکت وحشمت کا اظہار کررہا تھا اور اس کوچہ کی موڑ سے حضرت مولانا کے مکان تک دو، رویہ کیلے کے بڑے بڑے درخت اور تین تین قطاروں میں قندیلیں نصب کی گئی تھیں جن پر منقبت آمیز مصرعے لکھے گئے تھے پھر جب اس مکان میں داخلہ ہوا (جو شاہنشاہ معظم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سچے نائب کے قیام کے لئے سجایا گیا تھا) تو معلوم ہوا کہ علمائے کرام کی قدر وقیمت وہی لوگ خوب جانتے ہیں جن کو خود بھی علم کی خدمت کرنے کا کافی موقع ملا ہے مکان کی زیب وزینت اور آئینہ بندی قابل تعریف تھی۔ ہر چیز نہایت موزونیت کے ساتھ اپنی جگہ پر رکھی گئی تھی۔ مکان کے تمام اندرونی وبیرونی حصوں میں ترکی قالینوں اور خوشنما سوزینوں کا فرش تھا اور دیوار وسقف وزمین سب بیش قیمت کپڑوں سے دلہن بنے ہوئے تھے۔ اعلیٰ حضرت مدظلہ کے تشریف رکھتے ہی سب لوگ بیٹھ گئے تمام حاضرین ساکت تھے مگر ہر شخص کے چہرہ سے بے انتہا مسرت کے آثار نمایاں تھے جو مسلمانوں کی گئی ہوئی سطوت کی یاد دہانی کر رہے تھے اور اکابر ائمہ دین کے دربار عام کا پورا نقشہ کھنچ گیا تھا مخدومنا ومولانا حضرت مولوی محمد عبدالسلام صاحب دامت برکاتہم کی مسرتوں کا تو کوئی اندازہ ہی نہ تھا وہ ساکت مگر زبان حال درفشاں ؎

وہ خود تشریف فرما ہیں مرے گھر
بتا اے خوش نصیبی کیا کروں میں

کچھ دیر سکوت کا عالم رہا اس کے بعد جناب حکیم مولوی عبدالرحیم صاحب مذاق کھڑے ہوئے اور دست بستہ

سلام عرض کر کے یہ نظم پڑھی:

کوئی تاج والے ہوں یاراج والے ہیں اس در کے محتاج ہر کاج والے
ہے سرکار عالم کے محتاج کا در یہاں بھیک لیتے ہیں خود راج والے
یہ وہ در ہے دولت ہے جس در کی لونڈی جھڑکتے ہیں شاہوں کو محتاج والے
یہاں کی فقیری ہے رشک امیری یہیں آ کے گھستے ہیں سرتاج والے
تعلّی پہ ہیں سارے محتاج ان کے کہ آخر تو حامی ہیں معراج والے
یہی ہیں وہ دامن کہ جس میں چھپیں گے قیامت کے میدان میں لاج والے
خدنگ نظر کا کوئی وار ادھر بھی ہیں مدت سے مشتاق آماج والے
میں کچھ بھی سہی سلسلہ میرا دیکھو میں جن کا ہوں ان کے ہیں معراج والے

مذاقؔ اب مجھے فکر فردا سے مطلب
بنالیں گے سب کام کل آج والے

اس نظم کے بعد یکے بعد دیگرے چھ نظمیں اور چھ صاحبوں نے پڑھیں جو بخیال طوالت چھوڑی جاتی ہیں اس کے بعد اعلیٰ حضرت قبلہ کی خدمت والا میں کلفت سفر کے لحاظ سے عرض کی گئی کہ حضور والا اب آرام فرمائیں اور سب لوگ نیاز مندانہ سلام عرض کرتے ہوئے رخصت ہوئے شاہنشہ ہر دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نائب کا پہلا اجلاس یوں ختم ہوا ساکنان جبل پور کو دن عید رات شب برات تھی کہ بارہ برس کے بعد یہ نعمت عظمیٰ نصیب ہوئی تھی ملاقات کے وقت مقرر تھے صبح آٹھ بجے سے گیارہ بجے تک اور سہ پہر کو بعد نماز ظہر سے عصر تک اور پھر بعد عشا کافی وقت دیا جاتا تھا عصر سے بعد مغرب تک تفریح کا وقت تھا گو حضور کا کبھی تفریح کی جانب میلان طبع نہ ہوا لیکن ساکنان جبل پور کی دلشکنی کا خیال فرماتے ہوئے ان کے اصرار سے منظور فرمالیا تھا بعد عصر مسجد کے دروازہ پر موٹر اور گاڑیوں کا روزانہ انتظام رہتا۔ ایک ماہ کامل، جبل پور قیام رہا اس دوران میں اکثر مقدمات کا جو باہمی خانہ جنگیوں کے باعث عرصہ سے پڑے ہوئے تھے ایسا تصفیہ فرمایا کہ جن کا سلام وکلام قطعاً بند تھا موت، زیست چھوٹ چکی تھی باہم شیر وشکر ہو گئے ایک روز صبح کے جلسے میں بمعروض منشی عبدالغفار صاحب دو صاحب ماسٹر محمد حیدر و محمد ادریس صاحبان (جن کا عرصہ سے نزاع تھا اور دونوں حلقہ بگوشان اعلیٰ حضرت مدظلہ تھے) پیش ہوئے اولاً ماسٹر محمد حیدر صاحب کا بیان ہوا پھر محمد ادریس صاحب کا بیان سماعت فرما کر ارشاد عالی ہوا آپ صاحبوں کا کوئی مذہبی تخالف ہے کچھ نہیں۔ آپ دونوں صاحب آپس میں پیر بھائی ہیں نسلی رشتہ چھوٹ سکتا ہے لیکن اسلام وسنت اور اکابر سلسلہ سے عقیدت باقی ہے تو یہ رشتہ نہیں ٹوٹ سکتا۔ دونوں حقیقی بھائی اور ایک گھر کے تمہارا مذہب ایک رشتہ ایک آپ دونوں صاحب ایک ہو کر کام کیجیے کہ مخالفین کو دست اندازی کا موقع نہ ملے خوب سمجھ لیجیے آپ دونوں صاحبوں میں جو سبقت ملنے میں کرے گا جنت کی طرف سبقت کرے گا یہ فرمانا تھا کہ دونوں کے قلوب پر ایک برقی اثر ہوا اور بیتابانہ ایک دوسرے کے قدموں پر گر پڑے اور آپس میں نہایت صاف دلی کے ساتھ لپٹ گئے جوش محبت کی یہ حالت ہوئی کہ اگر حاضرین میں سے سنبھال نہ لیتے تو دونوں حضرات اس معانقہ قلبی میں گر پڑتے

واقعی مقدس حضرات کی مٹھی میں قلوب ہوتے ہیں جس طرف چاہیں رجوع کر دیں۔ مجھے اس وقت حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ یاد آ گیا جو اعلیٰ حضرت مدظلہ الاقدس کی زبان فیض ترجمان سے سنا تھا کہ ایک مرتبہ حضور مسجد جامع میں تشریف لائے خادم جو ہمراہ تھے انہوں نے دیکھا کہ آج خلاف معمول اہل مسجد حضور کو دیکھ رہے ہیں لیکن نہ کوئی سلام کرتا ہے نہ قیام حالانکہ ہمیشہ تشریف لاتے ہی تمام جماعت حضور کی طرف آتی اور دست بوسی وقدم بوسی سے مشرف ہوتی ان کے دل میں یہ خطرہ آتا تھا کہ چاروں طرف سے لوگوں کا اس قدر ہجوم ہوا کہ حضور سے بہت پیچھے رہ گئے انہیں خیال ہوا کہ اس سے تو وہی حالت بہتر تھی میں حضور کے قریب تو تھا ان کے دل میں یہ خطرہ آتے ہی حضور نے ان کی طرف روئے انور کیا اور فرمایا یہ تمہیں نے تو چاہا کیا تمہیں معلوم نہیں رب عزوجل نے قلوب ہمارے ہاتھ میں رکھے ہیں جب چاہیں پھیر دیں اور جب چاہیں اپنی طرف کر لیں اسی طرف اعلیٰ حضرت عظیم البرکۃ نے قصیدہ ذریعہ قادریہ شریف میں اشارہ فرمایا ہے۔

غرض آقا سے کروں عرض کہ تیری ہی پناہ
بندہ مجبور ہے خاطر پہ ہے قبضہ تیرا
حکم نافذ ہے ترا خامہ ترا سیف تری
دم میں جو چاہے کرے دور ہے شاہا تیرا
جس کو للکار دے آتا ہو تو الٹا پھر جائے
جس کو چمکار لے ہر پھر کے وہ تیرا تیرا
کنجیاں دل کی خدا نے تجھے دیں ایسی کر
کہ یہ سینہ ہو محبت کا خزینہ تیرا
دل پہ کندہ ہو ترا نام تو وہ دزد رجیم
الٹے ہی پاؤں پھرے دیکھ کے طغرا تیرا

خاکسار مدیر (حاشیہ ختم)

ارشاد: آج منگل کا دن ہے جس کی نسبت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا ارشاد ہے جو کہ کپڑا منگل کے دن قطع ہو وہ جلے گا یا ڈوبے گا یا چوری جائے گا۔

عرض: قبرستان میں جوتہ پہن کر جانے کا کیا حکم ہے۔

ارشاد: حدیث میں فرمایا تلوار کی دھار پر پاؤں رکھنا مجھے اس سے آسان ہے کہ مسلمان کی قبر پر پاؤں رکھوں دوسری حدیث میں فرمایا اگر میں انگارے پر پاؤں رکھوں یہاں تک کہ وہ جوتے کا تلا توڑ کر میرے تلوے تک پہنچ جائے تو یہ مجھے اس سے زیادہ

پسند ہے کہ کسی مسلمان کی قبر پر پاؤں رکھوں یہ وہ فرمار ہے ہیں کہ واللہ اگر مسلمان کے سر اور سینے اور آنکھوں پر قدم اقدس رکھ دیں تو اسے دونوں جہاں کا چین بخش دیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فتح القدیر اور طحطاوی اور ردالمختار میں ہے۔ المرور فی سکۃ حادثۃ فی المقابر حرام قبرستان میں جو نیا راستہ نکلا ہو اس میں چلنا حرام ہے کہ وہ ضرور قبروں پر ہوگا بخلاف راہ قدیم کے کہ قبریں اسے چھوڑ کر بنائی جاتی ہیں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے ایک صاحب قبرستان میں جوتا پہنے نکلے فرمایا۔ یا صاحب السبیتتین الق سبیتتیک لاتؤ ذصاحب القبر ولا یؤذیك اے بال صاف کیے ہوئے جوتے والے اپنے جوتے کو پھینک نہ تو صاحب قبر کو ستا نہ وہ تجھے ستائے۔

ایک شخص کو دفن کر کے لوگ چلے گئے منکر نکیر نے سوال شروع کیا ایک شخص جوتا پہنے اس طرف سے نکلا اس کے جوتے کی آواز سنکر مردہ اس طرف متوجہ ہوا اور قریب تھا کہ جو سوال منکر نکیر کر رہے تھے اس کے جواب سے قاصر رہتا مرنے کے بعد زندگی سے کہیں زائد ادراک ہو جاتا ہے غزوہ بدر شریف میں مسلمانوں کے لئے کفار کی نعشیں جمع کر کے ایک کوئیں میں پاٹ دیں حضور کی عادت کریمہ تھی جب کسی مقام کو فتح فرماتے تو وہاں تین دن قیام فرماتے تھے یہاں سے تشریف لے جاتے وقت اس کنوئیں پر تشریف لے گئے جس میں کافروں کی لاشیں پڑی تھیں اور انہیں نام بنام آواز دیکر فرمایا ہم نے تو پالیا جو ہم سے ہمارے رب نے سچا وعدہ (یعنی نصرت کا) فرمایا تھا کیوں تم نے بھی پایا جو سچا وعدہ (یعنی نار کا) تم سے تمہارے رب نے کیا تھا امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ اجسا دلا ارواح فیھا یا رسول اللہ کیا حضور بے جان جثوں سے کلام فرماتے ہیں فرمایا۔ ما انتم باسمع منھم تم کچھ ان سے زیادہ نہیں سنتے مگر انہیں طاقت نہیں کہ مجھے لوٹ کر جواب دیں تو کافر تک سنتے ہیں مومن تو مومن ہے اور پھر اولیا کی شان تو ارفع واعلیٰ ہے (پھر فرمایا) روح ایک پرند ہے اور جسم پنجرہ پرند جس وقت تک پنجرہ میں ہے اس کی پرواز اسی قدر ہے جب پنجرہ سے نکل جائے اس وقت اس کی پرواز دیکھیے (فرمایا) اپنے مردوں کو بزرگوں کے پاس

دفن کرو کہ ان کی برکت کے سبب ان پر عذاب نہیں کیا جاتا۔ هم القوم لا يشقى بهم جليسهم وہ وہ لوگ ہیں کہ ان کے سبب ان کا ہمنشین بھی بد بخت نہیں ہوتا ولہذا حدیث میں فرمایا: ادفنوا موتاكم وسط قوم صالحين اپنے مردوں کو نیکوں کے درمیان دفن کرو میں نے حضرت میاں صاحب قبلہ قدس سرہ کو فرماتے سنا۔ ایک جگہ کوئی قبر کھل گئی اور مردہ نظر آنے لگا دیکھا کہ گلاب کی دو شاخیں اس کے بدن سے لپٹی ہیں اور گلاب کے دو پھول اس کے نتھنوں پر رکھے ہیں اس کے عزیزوں نے اس خیال سے کہ یہاں قبر پانی کے صدمہ سے کھل گئی دوسری جگہ قبر کھود کر اس میں رکھیں اب جو دیکھیں تو دو اژدہے اس کے بدن سے لپٹے اپنے پھنوں سے اس کا منہ بھموڑ رہے ہیں حیران ہوئے کسی صاحب دل سے یہ واقعہ بیان کیا انہوں نے فرمایا وہاں بھی یہ اژدہا ہی تھے مگر ایک ولی اللہ کے مزار کا قرب تھا اس کی برکت سے وہ عذاب رحمت ہو گیا تھا وہ اژدہے درخت گل کی شکل ہو گئے تھے اور ان کے پھن گلاب کے پھول اس کی خیریت چاہو تو وہیں لے جا کر دفن کرو، وہیں لیجا کر رکھا پھر وہی درخت گل تھے اور وہی گلاب کے پھول ایک بار حضرت سیدی اسماعیل حضرمی قدس سرہ العزیز کہ اجلہ اولیاء کرام سے ہیں ایک قبرستان سے گزرے امام محبّ الدین طبری کہ اکابر محدثین سے ہیں ہمراہ رکاب تھے حضرت سیدی اسماعیل نے ان سے فرمایا اتؤمن بكلام الموتى کیا اس پر آپ ایمان لاتے ہیں کہ مردے زندوں سے کلام کرتے ہیں عرض کی ہاں فرمایا اس قبر والا مجھ سے کہہ رہا ہے انا من حشب الجنة میں جنت کی بھرتی میں سے ہوں آگے چلے وہاں چالیس قبریں تھیں آپ بہت دیر تک روتے رہے یہاں تک کہ دھوپ چڑھ گئی اس کے بعد آپ ہنسے اور فرمایا تو بھی انہیں میں سے ہے لوگوں نے یہ کیفیت دیکھ کر عرض کی حضرت یہ کیا راز ہے ہماری سمجھ میں کچھ نہ آیا فرمایا ان قبور پر عذاب ہو رہا تھا جسے دیکھ کر میں روتا رہا اور حضرت عزت میں میں نے ان کی شفاعت کی مولیٰ تعالیٰ نے میری شفاعت قبول فرمائی اور ان سے عذاب اٹھا لیا ایک قبر گوشے میں تھی جس کی طرف میرا خیال نہ گیا تھا اس میں سے آواز آئی یا سیدی انا منهم انا فلانة المغنية اے

میرے آقا میں بھی تو انہیں میں ہوں میں فلاں ڈومنی ہوں مجھے اس کے کہنے پر ہنسی آ گئی اور میں نے کہا انت منھم تو بھی انہیں میں ہے اس پر سے بھی عذاب اٹھا لیا گیا تو یہ حضرات سراپا رحمت ہیں جس طرف گزر ہو رحمت ساتھ ہے۔

عرض: ندوہ کے متعلق مسلمانوں کا کیا خیال ہونا چاہیے اور ندویوں کو کیسا سمجھنا چاہیے۔

ارشاد: ندوہ کھچڑی ہے پہلے بعض اہلسنت بھی دھوکے سے اس میں شامل ہو گئے تھے جیسے مولوی محمد حسین صاحب الہ آبادی اور مولوی احمد حسین صاحب کانپوری اور مولوی عبدالوہاب صاحب لکھنوی اس کی شناعتوں پر اطلاع پا کر یہ لوگ علٰحدہ ہو گئے مولانا احمد حسن صاحب مرحوم ندوۂ عظیم آباد کے بعد بریلی تشریف لائے رمضان کا اخیر عشرہ تھا میں اپنی مسجد میں معتکف تھا میں نے خبرسن کران کو خط لکھا جس میں القاب یہ تھے۔

احمد السیرۃ حسن السیریرۃ غیر شرکۃ الندوۃ المبیرۃ۔ اس میں احمد حسن ان کا نام بھی نکلا اور معنے یہ ہوئے کہ آپ کی خصلت محمود اور طینت مسعود مگر ندوہ تباہ کن کی شرکت مردود۔ میری ان کی دوستی تھی ان القاب کو دیکھ کر بہت ہنسے اور میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا میں نے اس سے توبہ کر لی ہے اور عین جلسہ میں مولوی محمد علی ناظم سے یہ کہہ کر اٹھا ہوں کہ مولوی صاحب آپ اس مجمع کو دیکھتے ہیں یہ سب جہنم میں جائے گا اور ان کے آگے میں اور آپ ہوں گے یہ نہیں جانتا کہ پہلے آپ جائیں گے کہ پہلے میں لکھنؤ کے جلسہ میں ابراہیم آری نے اپنے لیکچر میں صرف لا الہ الا اللہ پر مدار نجات رکھا مولوی عبدالوہاب (یہ صاحب مولوی عبدالباری فرنگی محلی کے والد ہیں انہوں نے ندوہ سے گریز کی اس میں تو کلمہ گوئی کی شرط بھی تھی اور یہ سوراج کمیٹی میں ہمہ تن مصروف جس میں ایک تو مشرکین سے اتحاد شرط اور ایک بڑے مشرک کی سرداری ہے۔۱۲) صاحب لکھنوی مع ہمراہیاں یہ فرما کر اٹھ آئے کہ یہاں تو رسالت بھی تشریف لے گئی اسی طرح سنیوں میں سے جو مطلع ہوتا گیا جدا ہوتا گیا یہاں تک کہ اس میں بد مذہب رہ گئے یا تو کھلے مرتدین جیسے رافضی وہابی وغیرہم یا وہ نام کے سنی جوان کو ارکین دین بناتے ہیں اور ان سے اتحاد مناتے۔

ندوہ کا عقیدہ یہ ہے کہ نیچری وہابی قادیانی رافضی سب اہل قبلہ ہیں لہٰذا سب مسلمان ہیں اہل قبلہ کی تکفیر جائز نہیں خدا سب کو ایک نظر سے دیکھتا ہے جیسے برٹش گورنمنٹ کہ اسے اس کی رعیت کے سب مذہب والے ایک سے ہم ایسے عقیدہ واہیہ سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں کوئی مسلمان ایسا نہیں کہہ سکتا قرآن عظیم فرماتا ہے۔ افنجعل المسلمین کالمجرمین ٥ مالکم کیف تحکمون ۔کیا ہم مطیعوں کو مجرموں کے مثل کر دیں تمہیں کیا ہوا کیسا حکم لگاتے ہو اور فرماتا ہے افنجعل المتقین کالجفار کیا ہم پرہیز گاروں کو بدکاروں کی مانند کر دیں اور فرماتا ہے۔ لیسوا سواء سب ایک سے نہیں اور فرماتا ہے هل یستوون کیا وہ سب برابر ہیں اور فرماتا ہے۔ لا یستوی اصحاب النار واصحاب الجنة اصحاب الجنة هم الفائزون ۔ دوزخ والے اور جنت والے برابر نہیں جنت والے ہی کامیاب ہوں گے قرآن عظیم میں اس مضمون کی بکثرت آیات ہیں صدیق اکبر وفاروق اعظم پر رافضی تبرا بکتے ہیں۔ ندوی کہتے ہیں سنی اور شیعہ کا قطعیات میں اتفاق ہے صرف ظنیات میں اختلاف ہے ذرا ذرا سی بات، پہاڑ بنا کر کہاں تک نوبت پہنچائی ہے تو اب نہ صدیق کی صحابیت قطعی ٹھہری نہ صدیق وفاروق کی خلافت راشدہ قطعی ہوئی نہ صدیق وفاروق کا جنتی ہونا قطعی رہا سب ظنیات ہو گئے روافض کا تبرا بکنا صدیق وفاروق کو گالیاں دینا ایک ذرا سی بات ہوئی وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

عرض : جنت کی بھرتی کیا معنیٰ۔

ارشاد: جنت بہت وسیع مکان ہے عرضها السموٰت والارض ساتوں آسمان اور ساتوں زمین اس کی چوڑان میں آجائیں اس کی وسعت اللہ ورسول ہی جانتے ہیں اس میں پہلے ارباب استحقاق بھیجے جائیں گے جنہوں نے اعمال صالحہ کیے اور اپنی حسنات کے سبب مستحق جنت ہوئے یعنی استحقاق تفضلی نہ وجودی کہ کسی کو نہیں مولیٰ تعالیٰ اپنے بندوں کو اعمال صالحہ کی توفیق دیتا ہے پھر ان میں اعمال صالحہ پیدا فرماتا ہے پھر اپنے کرم سے انہیں قبول فرماتا ہے پھر اپنی رحمت سے ان کے عوض جنت

دے گا یہ سب اس کا فضل ہی فضل ہے جب یہ لوگ اپنے اپنے محلوں میں آرام کر لیں گے جنت بہت زیادہ خالی رہے گی تو بے استحقاق والوں کو اپنے محض کرم سے اس میں بھرے گا یہ جنت کی بھرتی ہے اور اب بھی بہت جگہ خالی رہے گی تو رب عزوجل ان روحوں کو کہ دنیا میں نہ بھیجی گئیں جسم عطا فرما کر ان مکانوں میں بسائے گا یہ بہت آرام سے رہے نہ دنیا کی صورت دیکھی نہ کوئی تکلیف سہی نہ موت چکھی نہ کوئی عمل کیا فقط اللہ ورسول پر ایمان اور ہمیشہ کے لئے دارالجنان فسبحن واسع الرحمۃ۔

عرض: نیچری اس پر بہت زور دیتے ہیں ڈپٹی نذیر احمد نے تو صاف لکھ دیا ہے کہ نجات کے لئے صرف لا الہ الا اللہ کافی ہے محمد رسول اللہ کی کچھ حاجت نہیں اور اس پر حدیث من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ سے سند لاتے ہیں حدیث کا کیا مطلب ہے۔

ارشاد: حدیث حق ہے اور زعم خبیث کفر۔ لا الہ الا اللہ کلمہ طیبہ کا علم ہے جس سے پورا کلمہ مراد ہے اگر کہیے الحمد سات بار کہو یا قل ھو اللہ گیارہ بار کہو کیا اس سے صرف لفظ الحمد یا لفظ قل ھو اللہ مراد ہوں گی ہرگز نہیں بلکہ پوری سورتیں کہ اختصاراً جن کے یہ نام ہیں۔ کلمہ طیبہ کا اختصار لا الہ نہیں ہوسکتا تھا کہ نفی محض بلا استثناء تو معاذ اللہ کلمہ کفر ہے لاجرم نصف کلمہ اس کا اختصار ہوا یہ ایک ظاہر جواب ہے اور میرے نزدیک تو حقیقت امر یہ ہے کہ بے شک صرف لا الہ الا اللہ نجات کا ضامن ہے اور اسی سے وہ ملعون قول کہ محمد رسول اللہ کی معاذ اللہ حاجت نہیں کفر خالص ہے لا الہ الا اللہ سے فقط الفاظ مراد نہیں بلکہ اس کے معنی کی تصدیق سچے دل سے ایمان لانا کہ جس ذات جامع جمیع کمالات منزہ از جمیع عیوب ونقائص کا علم پاک واقع میں۔ اللہ ہے جس نے سچی کتابیں اتاریں سچے رسول بھیجے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو افضل الرسل وخاتم النبیین کیا وہ جس کے کلام کا ایک ایک حرف یقینی قطعی حق ہے جس میں کذب یا سہو یا خطا کا اصلاً کسی طرح امکان نہیں جس نے اللہ کو اس طرح پہچانا اسی نے اللہ کو جانا اسی نے لا الہ الا اللہ مانا اور جسے ضروریات دین سے

کسی بات میں شک یا شبہہ ہے اس نے نہ ہرگز اللہ کو جانا نہ لا الـٰـه الا اللّٰه مانا مثلاً جو شخص لا الٰه الا اللّٰه پر ایمان کا دعویٰ رکھے اور محمد رسول اللّٰه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہ مانے وہ ایسے کی توحید کی گواہی دیتا ہے ایسے کو اللہ سمجھا ہے جس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہ بھیجا اور وہ ہرگز اللہ نہیں اس نے اپنے خیال میں ایک باطل تصور جما کر اس کا نام اللہ رکھ لیا ہے یہ اللہ پر مومن نہیں بلکہ اللہ کے ساتھ مشرک ہے اللہ یقیناً وہ جس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا تو اللہ پر ایمان وہی لائے گا جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہے اس پر تمام ضروریات دین کو قیاس کر لو مثلاً جو اللہ کا مقر اور قیامت کا منکر ہے یقیناً اللہ کا منکر اور اس اقرار میں مشرک ہے تو ایسے کو اللہ ٹھہرایا جو قیامت نہ لائے گا حالانکہ اللہ وہ ہے کہ قیامت جس کا سچا وعدہ ہے وعلیٰ ہذا القیاس اب بفضلہٖ تعالیٰ معنی بے تکلف صحیح ہو گئے لہٰذا اپنے رسالہ باب العقائد والکلام میں ثابت کیا ہے کہ کفر صرف جہل باللہ کا نام ہے جو اللہ کو صحیح طور پر جانتا مانتا ہے کافر نہیں ہو سکتا اور جو کافر ہے اللہ کو ہرگز نہیں جان سکتا اگرچہ کتنا ہی بڑا دعویٰ، علم ومعرفت کا کرے جیسے دیوبندیہ ووہابیہ ومرزائیہ وامثالهم خذلهم الله تعالیٰ

عرض: ان لوگوں کی نسبت کہ اگر بدمذہب عالم سے ملنے کو منع کیا جائے تو کہیں عالم عالم سب ایک ہیں۔

ارشاد: ان کا شمار بھی انہیں میں سے ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے ومن يتولهم منكم فانه منهم تم میں جو ان سے دوستی رکھے گا وہ بے شک انہیں میں سے ہے۔

امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں: الاعداء ثلثة عدوك وعدو صديقك وصديق عدوك دشمن تین ہیں ایک تیرا دشمن ایک تیرے دوست کا دشمن اور ایک تیرے دشمن کا دوست یوں ہی اللہ عزوجل کے دشمن تینوں قسم کے ہیں ایک تو ابتداءً اس کے دشمن وہ کافران اصلی ہیں۔ فان الله عدو للكفرين دوسرے وہ کہ محبوبانِ خدا کے دشمن ہیں جیسے دیوبندیہ مرزائیہ وہابیہ روافض تیسرے وہ کہ ان دشمنوں میں کسی کے دوست ہیں یہ سب اعداء اللہ ہیں والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

عرض: حضور ہم لوگوں کو بھی چاہیے کہ ان کو اپنا دشمن جانیں۔

ارشاد: ہر مسلمان پر فرض اعظم ہے کہ اللہ کے سب دوستوں سے محبت رکھے اور اس کے سب دشمنوں سے عداوت رکھے یہ ہمارا عین ایمان ہے۔

(اسی تذکرہ میں فرمایا) بحمد اللہ تعالیٰ میں نے جب سے ہوش سنبھالا اللہ کے سب دشمنوں سے دل میں سخت نفرت ہی پائی ایک بار اپنے دیہات کو گیا تھا کوئی دیہی مقدمہ پیش آیا جس میں چوپال کے تمام ملازموں کو بدایوں جانا پڑا میں تنہا رہا اس زمانہ میں معاذ اللہ درد قولنج کے دورے ہوا کرتے تھے اس دن ظہر کے وقت سے درد شروع ہوا اسی حالت میں جس طرح بنا وضو کیا اب نماز کو نہیں کھڑا ہوا جاتا رب عزوجل سے دعا کی اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مدد مانگی مولیٰ عزوجل مضطر کی پکار سنتا ہے میں نے سنتوں کی نیت باندھی درد بالکل نہ تھا جب سلام پھیرا اسی شدت سے تھا فوراً اٹھ کر فرضوں کی نیت باندھی درد جاتا رہا جب سلام پھیرا وہی حالت تھی بعد کی سنتیں پڑھیں درد موقوف اور سلام کے بعد پھر بدستور میں نے کہا اب عصر تک ہوتا رہ پلنگ پر لیٹا کروٹیں لے رہا تھا کہ درد سے کسی پہلو قرار نہ تھا اتنے میں سامنے سے اسی گاؤں کا ایک برہمن کہ (خبیث بزعم خود قریب قریب توحید کا قائل اور براہ مکر وفریب میرے خوش کرنے کے لئے مسلمانوں کی طرف مائل بنتا تھا) گزرا پھاٹک کھلا ہوا تھا مجھے دیکھ کر اندر آیا اور میرے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر پوچھا کیا یہاں درد ہے مجھے اس کا نجس ہاتھ بدن کو لگنے سے اتنی کراہت ونفرت پیدا ہوئی کہ درد کو بھول گیا اور یہ تکلیف اس سے بڑھ کر معلوم ہوئی کہ ایک کافر کا ہاتھ میرے پیٹ پر ہے ایسی عداوت رکھنا چاہیے۔

عرض: اکثر لوگ بد مذہبوں کے پاس جان بوجھ کر بیٹھتے ہیں ان کے لیے کیا حکم ہے۔

ارشاد: حرام ہے اور بد مذہب ہو جانے کا اندیشہ کامل اور دوستانہ ہو تو دین کے لئے زہر قاتل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم انہیں اپنے سے دور کرو اور ان سے دور بھاگو وہ تمہیں گمراہ

نہ کردیں کہیں وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈالیں اور اپنے نفس پر اعتماد کرنے والا بڑے کذاب پر اعتماد کرتا ہے۔ انها اكذب شئ اذا حلفت فكيف اذا وعدت نفس اگر کوئی بات قسم کھا کر کہے تو سب سے بڑھ کر جھوٹا ہے نہ کہ جب خالی وعدہ کرے صحیح حدیث میں فرمایا جب دجال نکلے گا کچھ اسے تماشے کے طور پر دیکھنے جائیں گے کہ ہم تو اپنے دین پر مستقیم ہیں ہمیں اس سے کیا نقصان ہوگا وہاں جا کر ویسے ہی ہو جائیں گے حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ''میں حلف سے کہتا ہوں کہ جو جس قوم سے دوستی رکھتا ہے اس کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا'' سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہمارا ایمان اور پھر حضور کا حلف سے فرمانا۔ دوسری حدیث ہے ''جو کافروں سے محبت رکھے گا وہ انہیں میں سے ہے''۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح الصدور میں نقل فرماتے ہیں ایک شخص روافض کے پاس بیٹھا کرتا تھا جب اس کی نزع کا وقت آیا لوگوں نے حسب معمول اسے کلمہ طیبہ کی تلقین کی کہا نہیں کہا جاتا پوچھا کیوں کہا یہ دو شخص کھڑے کہہ رہے ہیں تو ان کے پاس بیٹھا کرتا تھا جو ابوبکر وعمر کو برا کہتے تھے اب یہ چاہتا ہے کہ کلمہ پڑھ کر اٹھے ہرگز نہ پڑھنے دیں گے یہ نتیجہ ہے بد مذہبوں کے پاس بیٹھنے کا جب صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بدگویوں سے میل جول کی یہ شامت ہے تو قادیانیوں اور وہابیوں اور دیو بندیوں کے پاس نشست، برخاست کی آفت کس قدر شدید ہوگی ان کی بدگوئی صحابہ تک ہے ان کی انبیا اور سید الانبیا اور اللہ عزوجل تک۔

عرض: اگر ملازم ہے اور خوشامد میں لگا رہے۔

ارشاد: اتنا برتاؤ رکھو اللہ و رسول کے دشمنوں سے جتنا اپنے دشمنوں سے رکھتے ہو۔

عرض: حضور مجذوب کی کیا پہچان ہے۔

ارشاد: سچے مجذوب کی یہ پہچان ہے کہ شریعت مطہرہ کا کبھی مقابلہ نہ کرے گا حضرت سیدی موسیٰ سہاگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مشہور مجاذیب سے تھے احمد آباد میں مزار شریف ہے میں زیارت سے مشرف ہوا ہوں زنانہ وضع رکھتے تھے ایک بار قحط شدید پڑا بادشاہ وقاضی واکابر جمع ہو کر حضرت کے پاس دعا کے لئے گئے انکار فرماتے رہے کہ میں

کیا دعا کے قابل ہوں جب لوگوں کی التجا وزاری حد سے گزری ایک پتھر اٹھایا اور دوسرے ہاتھ کی چوڑیوں کی طرف لائے اور آسمان کی جانب منہ اٹھا کر فرمایا مینہ بھیجئے یا اپنا سہاگ لیجئے یہ کہنا تھا کہ گھٹائیں پہاڑ کی طرح اُمڈیں اور جل تھل بھر دیے ایک دن نماز جمعہ کے وقت بازار میں جارہے تھے ادھر سے قاضی شہر کہ جامع مسجد کو جاتے تھے آئے انہیں دیکھ کر امر بالمعروف کیا کہ یہ وضع مردوں کو حرام ہے مردانہ لباس پہنیے اور نماز کو چلئے اس پر انکار و مقابلہ نہ کیا چوڑیاں اور زیور اور زنانہ لباس اتارا اور مسجد کو ساتھ ہو لیے خطبہ سنا جب جماعت قائم ہوئی اور امام نے تکبیر تحریمہ کہی اللہ اکبر سنتے ہی ان کی حالت بدلی فرمایا اللہ اکبر میرا خاوند حی لایموت ہے کہ کبھی نہ مرے گا اور یہ مجھے بیوہ کیے دیتے ہیں اتنا کہنا تھا کہ سر سے پاؤں تک وہی سرخ لباس تھا اور وہی چوڑیاں اندھی تقلید کے طور پر ان کے مزار کے بعض مجاوروں کو دیکھا کہ اب تک بالیاں کڑے جوشن پہنتے ہیں یہ گمراہی ہے صوفی صاحب تحقیق اور ان کا مقلد زندیق۔

عرض: سچے وجد کی کیا پہچان ہے۔

ارشاد: یہ کہ فرائض و واجبات میں مخل نہ ہو حضرت سید ابوالحسین احمد نوری پر وجد طاری ہوا تین شبانہ روز گزر گئے حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم عصر تھے کسی نے حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حالت عرض کی فرمایا نماز کا کیا حال ہے عرض کی نمازوں کے وقت ہوشیار ہو جاتے ہیں اور پھر وہی کیفیت طاری ہو جاتی ہے فرمایا الحمدللہ ان کا وجد سچا ہے (اس کے بعد فرمایا) نماز جب تک عقل باقی ہے کسی وقت میں معاف نہیں۔ رمضان شریف کے روزے حالت سفر میں یا مرض میں کہ روزہ رکھنے کی طاقت نہیں اجازت ہے کہ قضا کرے اسی طرح زکوٰۃ صاحب نصاب پر اور حج صاحب استطاعت پر فرض ہے لیکن نماز سب پر بہر حال فرض ہے یہاں تک کہ کسی حاملہ عورت کے نصف بچہ پیدا ہو لیا ہے اور نماز کا وقت آگیا تو ابھی نفساء نہیں حکم ہے کہ گڈھا کھودے یا دیگ پر بیٹھے اور اس طرح نماز پڑھے کہ بچے کو تکلیف نہ ہو یا بیمار ہے کھڑے ہونے کی طاقت نہیں دیوار یا عصا یا کسی شخص کے سہارے

کھڑا ہو کر نماز ادا کرے اور اگر اتنی دیر کھڑا نہیں رہ سکتا تو جتنی دیر ممکن ہو قیام فرض ہے اگر چہ اسی قدر کہ تکبیر تحریمہ کھڑے ہو کر کہہ لے اور بیٹھ جائے اگر بیٹھ بھی نہ سکے تو لیٹے لیٹے اشاروں سے پڑھے۔ حضور نماز کی کثرت فرماتے یہاں تک کہ پائے مبارک سوج جاتے صحابہ کرام عرض کرتے حضور اس قدر کیوں تکلیف گوارا فرماتے ہیں مولیٰ تعالیٰ نے حضور کو ہر طرح کی معافی عطا فرمائی ہے فرماتے افلا اکون عبداً شکوراً تو کیا میں کامل شکر گزار بندہ نہ ہوں یہاں تک کہ رب عزوجل نے خود ہی بکمال محبت ارشاد فرمایا: طٰه ما انزلنا علیك القرآن لتشقیٰ اے چودھویں رات کے چاند ہم نے تم پر قرآن اس لیے نہ اتارا کہ تم مشقت میں پڑو غرض نماز مرتے وقت تک معاف نہیں رب عزوجل فرماتا ہے۔ واعبد ربك حتی یاتیك الیقین اے بندے اپنے رب کی عبادت کیے جا یہاں تک کہ تجھے موت آئے۔ ایک صاحب صالحین سے تھے بہت ضعیف ہوئے پنجگانہ مسجد کی حاضری نہ چھوڑتے ایک شب عشا کی حاضری میں گر پڑے چوٹ آئی بعد نماز عرض کی الٰہی اب میں بہت ضعیف ہوا بادشاہ اپنے بوڑھے غلاموں کو خدمت سے آزاد کر دیتے ہیں مجھے آزاد فرما ان کی دعا قبول ہوئی مگر یوں کہ صبح اٹھے تو مجنون تھے یعنی جب تک عقل تکلیفی باقی ہے نماز معاف نہیں سچے مجاذیب بھی نماز نہیں چھوڑتے اگر چہ لوگ انہیں پڑھتے نہ دیکھیں کسی نے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت سیدی قضیب البان موصلی قدس سرہ کی شکایت کی کہ ان کو کبھی نماز پڑھتے نہ دیکھا ارشاد فرمایا اس سے کچھ نہ کہو اس کا سر ہر وقت خانہ کعبہ میں سجود میں ہے۔

عرض: مرد کو چوٹی رکھنا جائز ہے یا نہیں بعض فقیر رکھتے ہیں۔

ارشاد: حرام ہے حدیث میں فرمایا۔ لعن اللہ المتشبھین من الرجال بالنساء والمتشبھات من النساء بالرجال اللہ کی لعنت ہے ایسے مردوں پر جو عورتوں سے مشابہت رکھیں اور ایسی عورتوں پر جو مردوں سے مشابہت پیدا کریں۔

عرض: ولد الحرام کے پیچھے نماز ہو جائے گی یا نہیں۔

ارشاد: اگر اس سے علم وتقویٰ میں زیادہ اس کی مثل جماعت موجود ہو تو اسے امام

بنانا نہ چاہیے ہاں اگر یہی سب حاضرین سے علم وتقویٰ میں زائد ہو تو اسی کو امام بنایا جائے۔

عرض: حضور اس میں بچہ کا کیا قصور ہے۔

ارشاد: شرع کو تکثیر جماعت کا بڑا لحاظ ہے امام میں جب کوئی ایسی بات ہو جس سے قوم کو نفرت اور باعث تقلیل جماعت ہو اس کی امامت ناپسند ہے اگرچہ اس کا قصور نہ ہو۔ ولہٰذا جس کے بدن پر برص کے داغ بکثرت ہوں اس کی امامت مکروہ ہے رغبت جماعت ہی کے لحاظ سے مستحب ہے کہ اور فضائل میں مساوات کے بعد امام خوبصورت وخوش گلو ہو (پھر فرمایا) نماز کو لوگوں نے آسان سمجھ لیا ہے عوام بیچارے کس گنتی میں بعض بڑے بڑے عالم جو کہلاتے ہیں ان کی نماز صحیح نہیں ہوتی (پھر فرمایا کہ) عبادت محض لوجہ اللہ ہونا چاہیے کبھی اپنے اعمال پر نازاں نہ ہو کہ کسی کے عمر بھر کے اعمال حسنہ اس کی کسی ایک نعمت کا جو اس نے اپنی رحمت سے عطا فرمائی ہیں بدلہ نہیں ہو سکتے اگلی امتوں میں ایک بندۂ خدا بیچ سمندر میں ایک پہاڑ پر جہاں انسان کا گزر نہ تھا رات دن عبادت الٰہی میں مشغول رہتے رب عزوجل نے اس پہاڑ پر ان کے لیے انار کا ایک درخت اگایا اور ایک شیریں چشمہ نکالا انار کھاتے اور وہ پانی پیتے اور عبادت کرتے چار سو برس اسی طرح گزارے ظاہر ہے کہ جب انسان بالکل تن تنہا زندگی بسر کرے اور کوئی دوسرا نہ ہو تو نہ جھوٹ بول سکتا ہے نہ کسی کی غیبت کر سکتا ہے نہ چوری نہ اور کوئی قصور کر سکتا ہے جس کا تعلق دوسرے سے ہو اور اکثر گناہ وہی ہیں غرض جب ان کے نزع کا وقت آیا حضرت عزرائیل علیہ السلام تشریف لائے انہوں نے کہا اتنی اجازت دیجیے کہ میں وضو تازہ کر کے دو رکعت نماز پڑھ لوں جب دوسری رکعت کے دوسرے سجدہ میں جاؤں قبض روح کر لینا انہوں نے فرمایا میں تمہارے لئے اتنی اجازت لایا ہوں انہوں نے وضو کیا دو رکعت نماز پڑھی دوسری رکعت کے سجدہ میں انتقال ہوا بدن ان کا سلامت ہے اب تک ویسے ہی سجدہ میں ہیں جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی ہم جب آسمان سے اترتے یا آسمان کو جاتے ہیں انہیں اسی طرح سربسجود دیکھتے ہیں یہ بندۂ خدا جب قیامت کے روز حاضر ہوں گے عبادت کے

سوا نامۂ اعمال میں کوئی گناہ تو ہوگا ہی نہیں حساب و میزان کی کیا حاجت رب العزۃ ارشاد فرمائے گا۔ اذھبوا بعبدی الی جنتی برحمتی میرے بندے کو میری جنت میں میری رحمت سے لیجاؤ ان کے منہ سے نکلے گا'' اے رب میرے بلکہ میرے عمل سے ''یعنی میں نے عمل ہی ایسے کیے جن سے مستحق جنت ہوں ارشاد ہوگا لوٹاؤ اور میزان کھڑی کرو اس کی چار سو برس کی عبادت ایک پلے میں اور ہماری نعمتوں سے جو ہم نے اسے چار سو برس میں دیں صرف آنکھ کی نعمت دوسرے میں رکھو وزن کیا جائے گا ان کے چار سو برس کے اعمال سے ایک یہ نعمت کہیں زیادہ ہوگی ارشاد ہوگا اذھبوا بعبدی الی ناری بعدلی میرے بندے کو میرے جہنم میں لے جاؤ میرے عدل سے اس پر گھبرا کر عرض کریں گے نہیں اے رب میرے بلکہ تیری رحمت سے ارشاد ہوگا۔ اذھبوا بعبدی الی جنتی برحمتی میرے بندے کو میری جنت میں میری رحمت سے لے جاؤ قیامت کے دن سب سے پہلے نماز ہی کی پرسش ہوگی۔ (اسکے بعد کچھ اور واقعات حشر کا بیان فرمایا کہ) سب اولین و آخرین جمع ہوں گے اور اس دن ذرہ ذرہ کا حساب ہوگا بعض مسلمین بھی اپنے معاصی پر معذب کیے جائیں گے کوئی مسلمان پوری سزا نہ پائے گا سزا پوری ہونے سے پہلے ہی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شفاعت انہیں نجات دلوادے گی سزا اگر پوری ہولیتی تو نجات آپ ہی ہوتی شفاعت کا کیا اثر ہوتا لیکن شفاعت انہیں بخشوائے گی تو ثابت کہ سزا پوری نہ ہونے پائے گی (پھر فرمایا) ایک بندہ حاضر ہوگا رب العزۃ کا حکم ہوگا اس کا نامۂ اعمال اسے دیا جائے گا وہ تو مار حد نگاہ تک طویل اور سراپا گناہوں سے بھرا ہوگا اپنا نامۂ اعمال خود وہ پڑھے گا اس میں صغائر و کبائر سب لکھے ہوں گے یہ چھوٹے چھوٹے گناہ ظاہر کرے گا اور کبائر کو چھوڑتا جائے گا رب عزوجل فرمائے گا پڑھ لیا کہے گا ہاں سب پڑھ لیا فرمائے گا اے میرے فرشتو اس کے ہر گناہ کے بدلے ایک نیکی لکھو اس وقت چلا اٹھے گا کہ الٰہی میرے بڑے گناہ تو رہ ہی گئے ہیں میں نے تو صرف صغائر پڑھے یہ سب صدقہ ہے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا حدیث میں ہے جب آیہ کریمہ نازل ہوئی ولسوف یعطیک ربک

فترضى البتہ قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اِذَنْ لا ارضی وواحد من امتی فی النار ایسا ہے تو میں راضی نہ ہوں گا اگر میرا ایک امتی بھی نار میں رہا۔ روز قیامت داروغہ دوزخ علیہ الصلوٰۃ والسلام حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعتیں دیکھ کر عرض کر دیں گے حضور نے اپنی امت میں غضب الٰہی کا کوئی حصہ نہ چھوڑا (پھر فرمایا) قیامت کے روز دو بندے دوزخ سے نکالے جائیں گے رب عزوجل فرمائے گا جو کچھ تمہیں پہنچا تمہارے اعمال کا بدلا تھا میں کسی پر ظلم نہیں کرتا تم پھر جہنم میں چلے جاؤ۔ ان میں سے ایک تو دوڑتا ہوا جہنم کی طرف جائے گا اور دوسرا آہستہ، حکم ہوگا واپس لاؤ اس شتابی اور آہستگی کا سبب پوچھو جلدی کرنے والا عرض کرے گا اے رب میرے نافرمانی کے سبب یہ کچھ دیکھ چکا تھا کیا اب بھی نافرمانی کرتا دوسرا عرض کرے گا الٰہی مجھے امید نہ تھی کہ جہنم سے نکال کر مجھے پھر اس میں بھیجے گا حکم ہوگا دونوں کو جنت میں لے جاؤ۔

عرض: بعض لوگ کہتے ہیں کہ عالم کی صحبت میں بیٹھنے سے آدمی بگڑ جاتا ہے۔

ارشاد: حدیث میں تو یہ فرمایا ہے۔ اغد عالما او متعلما او مستمعا اومحبا ولا تکن الخامس فتھلك اس حال میں صبح کر کہ تو عالم ہو یا متعلم یا عالم کی باتیں سننے والا یا عالم کا محب اور پانچواں نہ ہونا کہ ہلاک ہو جائے گا۔

عرض: زید نے اپنی عورت کو طلاق مغلظہ دیدی علما سے استفتا پوچھا حلالہ کا حکم ملا اگر بغیر حلالہ رجعت کر لے۔

ارشاد: حرام قطعی ہے جب عدت گزار لے اور مطلقہ کا نکاح دوسرے شخص سے ہو اور وہ اس سے ہم بستر ہو پھر وہ طلاق دے اور پھر عدت گزرے اس کے بعد زید سے نکاح ہو سکتا ہے بغیر اس کے زناء خالص ہوگا (اسی سلسلے میں فرمایا) ایک صحابیہ کو ان کے شوہر نے مغلظہ طلاق دیدی ان بیوی نے دوسرے سے نکاح کر لیا اور بلا ہم بستر ہوئے خدمت اقدس میں جا کر عرض کی کہ اگر وہ طلاق دیدے تو اب میں پہلے سے نکاح کر سکتی ہوں ارشاد فرمایا لاحتیٰ تذوقی عیسلته ویذوق عسیلتك تو رب العزۃ نے یہ

تازیانہ رکھا ہے کہ لوگ تین طلاقیں دینے سے خوف کریں اور اس سے باز رہیں لیکن پھر بھی حیا نہیں کرتے تین تو درکنار جب دینے پر آتے ہیں تو بے شمار طلاقیں دیتے ہیں۔

عرض: حضور اگر عورت کا انتقال ہو جائے تو اس کے شوہر کو ہاتھ لگانے کی اجازت نہیں نہ وہ کندھا دے نہ منہ دیکھے۔

ارشاد: یہ مسئلہ جہلا میں بہت مشہور ہے اور بالکل بے اصل ہے ہاں بے حائل اسکے جسم کو بے شک ہاتھ نہیں لگا سکتا باقی کندھا بھی دے سکتا ہے اور قبر میں بھی اتار سکتا ہے اور اگر موت ایسی جگہ آئے جہاں میاں بیوی کے سوا کوئی اور نہ ہو تو شوہر خود اپنے ہاتھوں پر کپڑا لپیٹ کر میت کو تیمم کرائے لیکن عورت کو بلا کسی شرط کے اپنے شوہر مردہ کو چھونے کی اجازت ہے۔

عرض: زید اگر فوت ہو گیا منکوحہ نے اس کے روپے سے مسجد بنوادی اور اس کے بہن بھائی کو محروم رکھا۔

ارشاد: اگر اس کا مہر اتنا تھا کہ زید کا متروکہ اس کے مہر میں مستغرق ہوتا تو اختیار تھا ورنہ اپنے مہر و حصہ سے زائد غصب ہے۔

عرض: اگر کسی مرید کی اپنے شیخ سے زیادہ رسائی ہو اس پر اس کے پیر بھائی رنج رکھیں۔

ارشاد: یہ حسد ہے جو لے جاتا ہے جہنم میں رب العزۃ تبارک وتعالیٰ نے حضرت آدم علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ رتبہ دیا کہ تمام ملائکہ سے سجدہ کرایا شیطان نے حسد کیا وہ جہنم میں گیا دنیا میں اگر کسی کو اپنے سے زیادہ دیکھے شکر بجالائے کہ مجھے اتنا مبتلا نہ کیا اور دین میں دیکھے تو اس کی دست بوسی کرے اسے مانے کسی پر حسد کرنا رب العزۃ پر اعتراض ہے کہ اسے کیوں زیادہ دیا اور مجھے کیوں کم رکھا۔

عرض: تعزیہ داری میں لہو ولعب سمجھ کر جائے تو کیسا ہے۔

ارشاد: نہیں چاہیے ناجائز کام میں جس طرح جان مال سے مدد کرے گا یوہیں سواد بڑھا کر بھی مددگار ہوگا، ناجائز بات کا تماشا دیکھنا بھی ناجائز ہے بندر نچانا حرام ہے اس کا تماشا دیکھنا بھی حرام ہے درمختار و حاشیہ علامہ طحطاوی میں ان مسائل کی تصریح ہے

آج کل لوگ ان سے غافل ہیں متقی لوگ جن کو شریعت کی احتیاط ہے ناواقفی سے ریچھ یا بندر کا تماشا یا مرغوں کی پالی دیکھتے ہیں اور نہیں جانتے کہ اس سے گنہ گار ہوتے ہیں۔ حدیث میں ارشاد ہے کہ اگر کوئی مجمع خیر کا ہو اور وہ نہ جانے پایا اور خبر ملنے پر اس نے افسوس کیا تو اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا حاضرین کو اور اگر مجمع۔ شر کا ہو اس نے اپنے نہ جانے پر افسوس کیا تو جو گناہ ان حاضرین پر ہو گا وہ اس پر بھی۔

عرض: بزرگان دین کی تصاویر بطور تبرک لینا کیسا ہے۔

ارشاد: کعبہ معظمہ میں حضرت ابراہیم وحضرت اسماعیل وحضرت مریم کی تصاویر بنی تھیں کہ یہ متبرک ہیں ناجائز فعل تھا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود دست مبارک سے انہیں دھو دیا۔

عرض: نماز فجر میں دعاء قنوت پڑھنا کیا اثر رکھتا ہے اور اس کے پڑھنے کا کیا طریقہ ہے۔

ارشاد: اگر معاذ اللہ کوئی نازلہ ہو اور سخت نازلہ عام بلا ہو اور سخت بلا اللہ پناہ میں رکھے طریقہ اس کا یہ ہے کہ دوسری رکعت میں الحمد وسورہ کے بعد اللہ اکبر کہہ کر امام دعاء قنوت پڑھے اور مقتدی آہستہ آہستہ دعا مانگیں یا آمین کہیں۔

عرض: وضو کرنے کا مسنون طریقہ کیا ہے۔

ارشاد: وضو کرنے جب بیٹھے پہلے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى دِيْنِ الْاِسْلَامِ پڑھ لے جو وضو بسم اللہ سے شروع کیا جاتا ہے تمام بدن کو پاک کر دیتا ہے ورنہ جتنے پر پانی گزرے گا اتنا ہی پاک ہو گا پھر دونوں ہاتھ پہنچوں تک تین تین بار اس طرح دھوئے کہ پہلے سیدھے ہاتھ کو الٹے ہاتھ سے پانی ڈال کر تین بار پھر الٹے کو سیدھے ہاتھ سے پانی ڈال کر تین بار اور اس کا خیال رہے کہ انگلیوں کی گھائیاں پانی بہنے سے نہ رہ جائیں پھر تین بار کلی ایسی کرے کہ منہ کی تمام جڑوں اور دانتوں کی سب کھڑکیوں میں پانی پہنچ جائے کہ وضو میں اسی طرح کلی کرنا سنت مؤکدہ اور غسل میں فرض ہے اکثر لوگوں کو دیکھا کہ انہوں نے جلدی جلدی تین بار پچ پچ کر لیا یا ناک کی

نوک پر تین مرتبہ پانی لگا لیا ایسا کرنے سے وضو میں سنت ادا نہیں ہوتی ایک آدھ بار ایسا کرنے سے تارک سنت اور عادت ڈالنے سے گناہ گار و فاسق ہوتا ہے اور غسل میں فرض رہ جاتا ہے تو غسل تو ہوتا ہی نہیں کہ نرم بانسے تک پانی چڑھانا وضو میں سنت مؤکدہ اور غسل میں فرض ہے داڑھی اگر ہے تو خوب تر کر لے اگر ایک بال کی جڑ بھی خشک رہی اور پانی اس پر نہ بہا تو وضو نہ ہوگا اور منھ پر پانی لمبائی میں پیشانی کے بالوں کی جڑوں سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور چوڑائی میں کان کی ایک لو سے دوسری لو تک پانی بہائیں پھر دونوں ہاتھ کہنیوں تک اس طرح دھوئیں کہ پانی کی دھار کہنی تک برابر پڑتی چلی جائے یہ نہ ہو کہ پہنچے سے تین بار پانی چھوڑ دیا اور وہ کہنی تک بہتا چلا گیا اس طرح کہنی بلکہ کلائی کی کروٹوں پر پانی نہ بہنے کا احتمال ہے اس کا لحاظ ضروری ہے کہ ایک رونگٹا بھی خشک نہ رہے اگر پانی کسی بال کی جڑ کو تر کرتا ہوا بہ گیا اور بالائی حصہ خشک رہ گیا تو وضو نہ ہوگا پھر سر کے بالوں کا مسح کرے چہارم سر کا مسح کرنا فرض ہے اور پورے سر کا سنت ہے دونوں ہاتھوں کا انگوٹھا اور کلمہ کی انگلی چھوڑ کر تین تین انگلیوں اور انہیں کے مقابل ہتیلی کے حصوں سے پیشانی کی جانب سے گدی تک کھینچتا ہوا لے جائے پھر ہتیلیوں کا باقی حصہ گدی سے پیشانی تک لائے اور کلمہ کی انگلیوں کے پیٹ سے کانوں کے پیٹ کا مسح کرے اور انگوٹھوں کے پیٹ سے کانوں کی پشت کا اور پشت دست سے گردن کے پچھلے حصہ کا گلے پر ہاتھ نہ لائے کہ بدعت ہے پھر دونوں پاؤں ٹخنوں کے اوپر تک دھوئے اور ہر عضو پہلے دایاں پھر بایاں دھوئے کلی کرتے وقت کہے۔ اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی تِلَاوَةِ الْقُرْآنِ وَذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ الٰہی میری مدد فرما قرآن عظیم کی تلاوت اور اپنے ذکر و شکر اور اچھی عبادت پر ناک میں پانی ڈالتے وقت کہے۔ اَللّٰهُمَّ اَرِحْنِیْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَلَا تُرِحْنِیْ رَائِحَةَ النَّارِ الٰہی مجھے جنت کی خوشبو سنگھا اور دوزخ کی بدبو نہ سنگھا منھ دھوتے وقت کہے۔ اَللّٰهُمَّ بَیِّضْ وَجْهِیْ یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ الٰہی میرا منھ اجالا کر جس دن کچھ منھ اُجالے ہوں گے اور کچھ کالے۔ دہنا ہاتھ دھوتے وقت کہے۔ اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِیْ كِتَابِیْ بِیَمِیْنِیْ وَحَاسِبْنِیْ حِسَاباً

یَسِیْــرًا الٰہی میرا نامۂ اعمال میرے سیدھے ہاتھ میں دے اور مجھ سے آسان حساب لے بایاں ہاتھ دھوتے وقت کہے۔ اَللّٰھُمَّ لَا تُعْطِنِیْ کِتَابِیْ بِشِمَالِیْ وَلَا مِنْ وَّرَاءِ ظَھْرِیْ الٰہی میرے نامہ اعمال میرے الٹے ہاتھ میں نہ دینا نہ میری پیٹھ کے پیچھے سے سر کا مسح کرتے وقت کہے۔ اَللّٰھُمَّ اَظِلَّنِیْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِكَ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلَّ عَرْشِكَ الٰہی مجھے اپنے عرش کے نیچے سایہ دے جس دن سایہ نہیں مگر تیرے عرش کا کانوں کا مسح کرتے وقت کہے۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَہٗ الٰہی مجھے ان میں کر جو کان لگا کر بات سنتے ہیں پھر اس میں بہتر کی پیروی کرتے ہیں۔ گردن کے مسح میں کہے۔ اَللّٰھُمَّ اَعْتِقْ رَقَبَتِیْ مِنَ النَّارِ الٰہی میری گردن دوزخ سے آزاد فرما۔ سیدھا پاؤں دھوتے وقت کہے۔ اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِیْ عَلَی الصِّرَاطِ یَوْمَ تَزِلُّ الْاَقْدَامُ۔ الٰہی میرے پاؤں صراط پر جما جس دن قدم پھسلیں۔ الٹا دھوتے وقت کہے۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ ذَنْبِیْ مَغْفُوْرًا وَّسَعْیِیْ مَشْکُوْرًا وَّتِجَارَتِیْ لَنْ تَبُوْرَ۔ الٰہی میرا گناہ معاف کر اور میری کوشش ٹھکانے لگا اور میری سوداگری ضائع نہ کر اور ہر عضو دھونے کے بعد درود شریف پڑھے ختم وضو کے بعد آسمان کی طرف منہ اٹھا کر کلمہ شہادت پڑھے پھر کہے۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ۔ الٰہی مجھے بہت توبہ کرنے والوں میں سے کر اور مجھے ستھرا ہونے والوں میں سے کر جنت کے آٹھوں دروازے اس کے لئے کھولدیے جائیں گے (اسی سلسلہ میں فرمایا) ایک مرتبہ گاؤں جانے کا اتفاق ہوا ایک عالم میرے ساتھ تھے فجر کی نماز کے لئے انہوں نے وضو کیا بھووں سے چہرہ پر پانی ڈالا جب ان سے کہا گیا تو فرمایا جلدی کی وجہ سے کہ وقت نہ جائے۔ میں نے کہا تو بلا وضو ہی پڑھیے گا۔ مجھے خیال رہا ظہر کے وقت دیکھا انہوں نے اس وقت بھی ایسا ہی کیا میں نے کہا اب تو وقت نہ جاتا تھا۔ آج کل لوگوں کی عام طور سے یہی عادت ہے غسل میں جس قدر احتیاط چاہیے آج کل اتنی ہی بے احتیاطی ہے اللہ معاف فرمائے (پھر فرمایا) نماز میں سجدہ کرتے ہیں کہ پاؤں کی انگلیوں کے سرے زمین پر لگتے ہیں حالانکہ حکم ہے کہ

پیٹ لگے ایک انگلی کا پیٹ لگنا فرض اور سب کا سنت ہے پھر صرف ناک کی نوک پر سجدہ کرتے ہیں حالانکہ حکم ہے کہ جہاں تک ہڈی کا سخت حصہ ہے لگنا چاہیے عموماً دیکھا جاتا ہے کہ رکوع سے ذرا سر اٹھایا اور سجدہ کی طرف چلے گئے سجدہ سے ایک بالشت سر اٹھایا یا بہت ہوا ذرا اٹھالیا اور وہیں دوسرا سجدہ ہوگیا حالانکہ پورا سیدھا کھڑا ہونا اور بیٹھنا چاہیے اس طرح اگر ۶۰ برس نماز پڑھے گا قبول نہ ہوگی ایک شخص مسجد اقدس میں حاضر ہوا اور بہت تیزی سے جلدی جلدی نماز پڑھی بعد نماز حاضر ہو کر سلام عرض کیا فرمایا وعلیک السلام ارجع فصل فانك لم تصل واپس جا پھر پڑھ کہ تو نے نماز نہ پڑھی انہوں نے دوبارہ ویسے ہی پڑھی یہی ارشاد ہوا آخر میں انہوں نے عرض کی قسم اس کی جس نے حضور کو حق کے ساتھ بھیجا مجھے ایسی ہی آتی ہے حضور فرمائیں "فرمایا" رکوع وسجود باطمینان کر اور رکوع سے سیدھا کھڑا ہو اور دونوں سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھ۔

عرض: حضور جس میں ۹۹ باتیں کفر کی ہوں اور ایک اسلام کی اس کے لیے کیا حکم ہے۔

ارشاد: کافر ہے کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ایک سجدہ کرے اللہ کو اور ۹۹ مہادیو کو تو مسلمان رہے گا اگر ۹۹ سجدے اللہ کو اور ایک بھی مہادیو کو کیا تو کافر ہو جائے گا۔ گلاب میں ایک قطرہ پیشاب کا ڈالا جائے وہ پاک رہے گا یا ناپاک۔ اتفاقاً ایک سفر میں کسی کا ناقہ گم ہوگیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا فلاں جنگل میں ہے اس کی مہار پیڑ سے اٹک گئی ہے زید ابن لصیت منافق نے کہا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہتے ہیں کہ ناقہ فلاں جنگل میں ہے حضور غیب کی خبر کیا جانیں۔ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ تم فرمادو کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ٹھٹھا کرتے ہو بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد اللہ نے ۹۹ نہ گنیں ایک گنی ارشاد علماء یوں ہے کہ کسی سے کوئی کلمہ صادر ہو جس کے سو معنی ہو سکتے ہوں ۹۹ پر کفر لازم آتا ہو اور ایک پہلو اسلام کی طرف جاتا ہو اس کے کفر کا حکم نہ کریں گے جب تک معلوم نہ ہو کہ اس نے کوئی پہلوئے کفر مراد لیا مسئلہ تو یہ تھا اور بے

دینوں نے کیا سے کیا کرلیا اس کا بہت واضح و روشن بیان ہماری کتاب تمہید ایمان بآیات قرآن میں ہے اور یہاں یہ بھی معلوم ہوگیا کہ جو مطلقاً غیب کا منکر ہو وہ کافر ہوگیا جو لفظ اس منافق نے کہے جسے قرآن عظیم نے فرمایا تو بہانے نہ بنا تو کافر ہو چکا یہی تو تھا کہ رسول غیب کیا جانے بعینہ یہی تقویۃ الایمان میں لکھا کہ ''غیب کی باتیں اللہ جانے رسول کو کیا خبر۔

عرض: محرم کی مجالس میں جو مرثیہ خوانی وغیرہ ہوتی ہے سننا چاہیے یا نہیں۔

ارشاد: مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کی کتاب جو عربی میں ہے وہ یا حسن میاں مرحوم میرے بھائی کی کتاب آئینہ قیامت میں صحیح روایات ہیں انہیں سننا چاہیے باقی غلط روایات کے پڑھنے سے نہ پڑھنا اور نہ سننا بہت بہتر ہے۔

عرض: اور ان مجالس میں رقت آنا کیسا۔

ارشاد: رقت آنے میں حرج نہیں باقی رفضہ کی سی حالت بنانا جائز نہیں کہ من تشبہ بقوم فھو منھم نیز حق سبحنہ نے نعمتوں کے اعلان کو فرمایا اور مصیبت پر صبر کا حکم دیا ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت بارہ (۱۲) ربیع الاول شریف یوم دوشنبہ کو ہے اور اسی میں وفات شریف ہے تو ائمہ نے خوشی و مسرت کا اظہار کیا غم پروری کا حکم شریعت نہیں دیتی۔

عرض: یہ صحیح ہے کہ شب معراج مبارک جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرش بریں پر پہنچے نعلین پاک اتارنا چاہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وادی ایمن میں نعلین شریف اتارنے کا حکم ہوا تھا فوراً غیب سے ندا آئی اے حبیب تمہارے مع نعلین شریف رونق افروز ہونے سے عرش کی زینت و عزت زیادہ ہوگی۔

ارشاد: یہ روایت محض باطل و موضوع ہے۔

عرض: شب معراج جب براق حاضر کیا گیا حضور آبدیدہ ہوئے حضرت جبریل نے سبب پوچھا فرمایا آج میں براق پر جارہا ہوں کل قیامت کے دن میری امت برہنہ پا پل صراط کی راہ طے کرے گی یہ تقاضائے محبت و شفقت امت کے موافق نہیں ارشاد

باری ہوا یونہی ایک ایک براق بروز حشر تمہاری ہر امتی کی قبر پر بھیجیں گے یہ روایت صحیح ہے یا نہیں۔

ارشاد: بالکل بے اصل ہے ایسی ہی اور بھی بہت سی روایات بالکل بے اصل و بیہودہ ہیں کیا کہا جائے۔

عرض: کھانے کے وقت شروع میں بسم اللہ پڑھ لینا کافی ہے۔

ارشاد: ہاں کافی ہے بغیر بسم اللہ شیطان اس کھانے میں شریک ہو جاتا ہے رب العزۃ نے اس سے فرمایا تھا۔ وشارکھم فی الاموال والاولاد مال واولاد میں ان کا شریک ہو جو بغیر بسم اللہ کھائے پیے اس کے کھانے پینے میں شیطان شریک ہوتا ہے اور بغیر بسم اللہ عورت کے پاس جائے اس کی اولاد میں شیطان کا ساجھا ہوتا ہے حدیث ایسوں کو مغربین فرمایا جو انسان و شیطان کے مجموعی نطفے سے بنتے ہیں اگر کھانے کی ابتدا میں بھول جائے اور درمیان میں یاد آجائے فوراً بسم اللہ علی اولہ وآخرہ پڑھ لے کہ شیطان اسی وقت قے کر دیتا ہے اور بفضلہ میں بھوکا ہی مارتا ہوں یہاں تک کہ پان کھاتے وقت بسم اللہ اور جب چھالیہ منہ میں ڈالی تو بسم اللہ شریف ہاں حقہ پیتے وقت نہیں پڑھتا طحطاوی میں اس سے ممانعت لکھی ہے وہ خبیث اگر اس میں شریک ہوتا ہوتو ضرر ہی پاتا ہوگا کہ عمر بھر کا بھوکا پیاسا اس پر دھوئیں سے کلیجہ جلنا بھوک پیاس میں حقہ بہت برا معلوم ہوتا ہے (پھر فرمایا) شیطان ہر وقت تمہاری گھات میں ہے اس سے غافل کسی وقت نہ ہو۔

عرض: بدگمانی کیا حرام ہے۔

ارشاد: بے شک۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ یا یھا الذین آمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم اے ایمان والو بہت سے گمانوں سے بچو بے شک بعض گمان گناہ ہیں۔ اور حدیث صحیح میں فرمایا۔ ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث گمان سے دور رہو کہ گمان سب سے بڑھ کر جھوٹی بات ہے۔ ایک مرتبہ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تنہا ایک گدڑی پہنے مدینہ طیبہ سے کعبہ معظمہ کو

تشریف لیے جاتے تھے اور ہاتھ میں صرف ایک تاملوٹ۔ شفیق بلخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دیکھا دل میں خیال کیا کہ یہ فقیر اوروں پر اپنا بار ڈالنا چاہتا ہے یہ وسوسہ شیطانی آنا تھا کہ امام نے فرمایا شفیق بچو گمانوں سے گمان گناہ ہوتے ہیں نام بتانے اور وسوسہ دلی پر آگاہی سے نہایت عقیدت ہوگئی اور امام کے ساتھ ہولیے راستہ میں ایک ٹیلہ پر پہنچ کر امام نے اس سے تھوڑا ریت لیکر تاملوٹ میں گھول کر پیا اور شفیق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی پینے کو فرمایا انہیں انکار کا چارہ نہ ہوا جب پیا تو ایسے نفیس لذیذ خوشبودار ستو تھے کہ عمر بھر میں نہ دیکھے نہ سنے ایک روز شفیق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مسجد حرام شریف میں دیکھا کہ وہی صاحب بیش بہا لباس پہنے درس دے رہے ہیں لوگوں سے پوچھا یہ کون بزرگ ہیں کسی نے کہا ابن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جعفر صادق جب تخلیہ ہوا انہوں نے عرض کیا حضرت یہ کیا بات ہے کہ راہ میں آپ کو ایک گدڑی پہنے دیکھا تھا اور اس وقت یہ لباس دیکھ رہا ہوں آپ نے دامن مبارک اٹھایا کہ وہی گدڑی نیچے زیب تن ہے اور فرمایا کہ وہ تمہارے دکھانے کو ہے اور یہ گدڑی اللہ کے لیے۔

عرض: حضور ایک کتاب میں میں نے دیکھا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے وقت ریش مبارک میں خضاب تھا۔

ارشاد: خضاب سیاہ یا اس کی مثل حرام ہے صحیح مسلم شریف کی حدیث میں ہے۔ غیروا هذا الشيب ولا تقربوا السواد اس سپیدی کو بدل دو اور سیاہی کے پاس نہ جاؤ سنن نسائی شریف کی حدیث میں ہے یاتی ناس یخضبون بالسواد كحو اصل الحمام لا يريحون رائحة الجنة کچھ آئیں گے کہ سیاہ خضاب کریں گے جیسے جنگلی کبوتروں کے نیلگوں پوٹے وہ جنت کی بو نہ سونگھیں گے، تیسری حدیث میں ہے۔ من اختضب بالسواد سود الله وجهه يوم القيمة جو سیاہ خضاب کرے اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کا منھ کالا کرے گا، چوتھی حدیث میں ہے۔ الصفرة خضاب المومن الحمرة خضاب المسلم والسواد خضاب الكافر زرد خضاب مومن کا ہے اور سرخ خضاب مسلم کا اور سیاہ خضاب کافر کا پانچویں حدیث میں

ہےان اللہ یبغض الشیخ الغربیب اللہ دشمن رکھتا ہے بڈھے کوے کو چھٹی حدیث میں ہے اول من اختضب بالسواد فرعون سب میں پہلے جس نے سیاہ خضاب کیا فرعون تھا دیکھو فرعون کا ہے میں ڈوبا نیل میں یہ لوگ بھی نیل میں ڈوبتے ہیں سیاہ خضاب صرف مجاہدین کو جائز ہے جیسے جنگ میں رجز پڑھنا اور خودستائی ان کو جائز ہے اکڑ کر چلنا ان کو جائز ہے ریشمی بانے کا دبیز لباس ان کو پہننا جائز ہے چالیس دن سے زیادہ لبیں اور چہرے کے بال اور ناخن بڑھانا ان کو جائز ہے اوروں کو یہ سب باتیں حرام ہیں فوجی قانون عام قانون سے جدا ہوتا ہے اس میں سیاہ خضاب داخل ہے سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجاہد تھے انہیں جائز تھا تم کو حرام ہے۔

عرض: جاہل فقیر کا مرید ہونا شیطان کا مرید ہونا ہے۔

ارشاد: بلاشبہ

عرض: اکثر بال بڑھانے والے لوگ حضرت گیسودراز کو دلیل لاتے ہیں۔

ارشاد: جہالت ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بکثرت احادیث صحیحہ میں ان مردوں پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں سے مشابہت پیدا کریں اور ان عورتوں پر جو مردوں سے، اور تشبہ کے لئے ہر بات میں پوری وضع بنانا ضرور نہیں ایک ہی بات میں مشابہت کافی ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک عورت کو ملاحظہ فرمایا کہ مردوں کی طرح کندھے پر کمان لٹکائے جارہی ہے اس پر بھی یہی فرمایا کہ ان عورتوں پر لعنت جو مردوں سے تشبہ کریں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک عورت کو مردانہ جوتا پہنے دیکھا اس پر بھی یہی حدیث روایت فرمائی کہ مردوں سے تشبہ کرنے والیاں ملعون ہیں جب صرف جوتے یا کمان لٹکانے میں مشابہت موجب لعنت ہے تو عورتوں کے سے بال بڑھانا اس سے سخت تر موجب لعنت ہوگا کہ وہ ایک خارجی چیز ہیں اور یہ خاص جزو بدن تو شانوں سے نیچے گیسو رکھنا بحکم احادیث صحیحہ ضرور موجب لعنت ہے اور چوٹی گندھوانا اور زیادہ اور اس میں مباف ڈالنا اور اس سے سخت تر حضرت سیدی محمد گیسودراز قدس سرہ نے تشبہ نہ کیا تھا ایک گیسو محفوظ رکھا تھا اور اس کے لئے ایک وجہ خاص تھی کہ

اکابر علما واجلۂ سادات سے تھے جوانی کی عمر تھی سادات کی طرح شانوں تک دو گیسو رکھتے تھے کہ اس قدر شرعاً جائز بلکہ سنت سے ثابت ہے ایک بار سر راہ بیٹھے تھے حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سواری نکلی انہوں نے اٹھ کر زانوئے مبارک پر بوسہ دیا حضرت خواجہ نے فرمایا سید فروترک سید اور نیچے بوسہ دو انہوں نے پائے مبارک پر بوسہ لیا فرمایا سید فروترک انہوں نے گھوڑے کے سم پر بوسہ دیا ایک گیسو کہ رکاب مبارک میں الجھ گیا تھا وہیں الجھا رہا اور رکاب سے سم تک بڑھ گیا۔ حضرت نے فرمایا سید فروترک انہوں نے ہٹ کر زمین پر بوسہ دیا گیسو رکاب مبارک سے جدا کر کے حضرت تشریف لے گئے لوگوں کو تعجب ہوا کہ ایسے جلیل سید اتنے بڑے عالم نے زانو پر بوسہ دیا اور حضرت راضی نہ ہوئے اور نیچے بوسہ دینے کو حکم فرمایا انہوں نے پائے مبارک کو بوسہ دیا اور نیچے کو حکم فرمایا گھوڑے کے سم پر بوسہ دیا اور نیچے کو حکم فرمایا یہاں تک کہ زمین پر بوسہ دیا یہ اعتراض حضرت سید گیسو دراز نے سنا فرمایا لوگ نہیں جانتے کہ میرے شیخ نے ان چار بوسوں میں کیا عطا فرما دیا جب میں نے زانوئے مبارک پر بوسہ دیا عالم ناسوت منکشف ہو گیا جب پائے اقدس پر بوسہ دیا عالم ملکوت منکشف ہوا جب گھوڑے کے سم پر بوسہ دیا عالم جبروت منکشف تھا جب زمین پر بوسہ دیا لاہوت کا انکشاف ہو گیا اس ایک گیسو کو کہ ایسی جلیل نعمت کا یادگار تھا اور اسے ایسی تجلی رحمت نے بڑھایا تھا نہ ترشوایا اسے تشبہ سے کیا علاقہ عورتوں کا ایک گیسو بڑا نہیں ہوتا نہ اتنا دراز اور اس کے محفوظ رکھنے میں یہ راز اس کی سند ابو مخدورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فعل ہے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے طائف شریف فتح فرمایا اذان ہوئی بچوں نے اس کی نقل کی ان میں ابو مخدورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے ان کی آواز بہت اچھی تھی حضور نے آپ کو بلایا اور سر پر دست مبارک رکھا اور ان کو مؤذن مقرر فرما دیا۔ ماں نے برکت کے لئے پیشانی کے ان بالوں کو جن پر دست اقدس رکھا گیا تھا محفوظ رکھا جس وقت بال کھولے جاتے تو زمین پر آجاتے تھے اسے بھی تشبہ سے کچھ علاقہ نہیں عورتیں فقط پیشانی کے بال نہیں بڑھاتیں اور ان کا محفوظ رکھنا اس برکت کے لئے تھا۔

عرض: حضور مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا یہ ارشاد ہے کہ اصل سے خطا نہیں کم اصل سے وفا نہیں۔

ارشاد: حضور کا یہ ارشاد نہیں مگر یہ بات ہے ضرور کہ اصل طیب میں اخلاق فاضلہ ہوتے ہیں اور رذیل اس کا عکس ہے اسی واسطے عہد ماضی میں سلاطین اسلام رذیلوں کو ضرورت سے زیادہ علم نہیں پڑھنے دیتے تھے اب دیکھو نائیوں اور منہاروں نے علم پڑھ کر کیا کیا فتنے پھیلا رکھے ہیں بعض منہار تو سید اور ابن شیر خدا بن بیٹھے۔

عرض: روافض میں شادی کرنا کیسا ہے آج کل عجب قصہ ہے کوئی رافضی کسی کا ماموں ہے اور کسی کا سالا کوئی کچھ کوئی کچھ۔

ارشاد: ناجائز ہے۔ ایمان دلوں سے ہٹ گیا ہے اور اللہ و رسول کی محبت جاتی رہی ہے رب العزۃ ارشاد فرماتا ہے۔ واما ینسینك الشیطان فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظالمین تجھے اگر شیطان بھلادے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم ان سے دور بھاگو اور انہیں اپنے سے دور کرو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں کہیں وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈالیں خاص رافضیوں کے بارے میں ایک حدیث ہے۔ یاتی قوم لھم نبذ یقال لھم الرافضه لا یشھد ون جمعة ولا جماعة ویطعنون علی السلف فلا تجالسوھم ولا توا کلو ھم ولا تشاربوھم ولا تناکحو ھم واذا مرضوا فلا تعود وھم واذا ماتوا فلا تشھد وھم الحدیث ایک قوم آنے والی ہے ان کا ایک بدلقب ہوگا انہیں رافضی کہا جائے گا نہ جمعہ میں آئیں گے، نہ جماعت میں اور سلف صالح کو برا کہیں گے۔ تم ان کے پاس نہ بیٹھنا نہ ان کے ساتھ کھانا پینا نہ شادی بیاہت کرنا بیمار پڑیں تو پوچھنے نہ جانا، مرجائیں تو جنازے پر نہ جانا۔ عمران بن حطان رقاشی اکابر علماء محدثین سے تھا اس کی ایک چچازاد بہن خارجیہ تھی اس سے نکاح کرلیا علماء کرام نے سن کر طعنہ زنی کی کہا میں نے تو اس لئے نکاح کرلیا ہے کہ اس کو اپنے مذہب پر لے آوں گا۔ ایک سال نہ گزرا تھا کہ خود

خارجی ہوگیا۔

شد غلام کہ آب جو آرد آب جو آمد وغلام ببرد

ع شکار کرنے چلے تھے شکار ہو بیٹھے۔ یہ سب اس صورت میں ہے کہ وہ رافضی یا رافضیہ جس سے شادی کی جائے بعض اگلے روافض کی طرح صرف بدمذہب ہو دائرہ اسلام سے خارج نہ ہو آج کل کے روافض تو عموماً ضروریات دین کے منکر اور قطعاً مرتد ہیں ان کے مرد یا عورت کا کسی سے نکاح ہو سکتا ہی نہیں ایسے ہی وہابی قادیانی دیوبندی نیچری چکڑالوی جملہ مرتدین ہیں کہ ان کے مرد یا عورت کا تمام جہاں میں جس سے نکاح ہوگا مسلم ہو یا کافر اصلی یا مرتد انسان ہو یا حیوان محض باطل اور زناء خالص ہوگا اور اولاد ولدالزنا عالمگیریہ میں ظہیریہ سے ہے۔ احکامهم احکام المرتدین اسی میں ہے لا یجوز نکاح المرتد مع مسلمة ولا کافرة اصلیة ولا مرتدة وکذا لا یجوز نکاح المرتدة مع احد۔

عرض: حضور صلح کل والے یہ اعتراض کرتے ہیں کہ تہذیب کے خلاف ہے اگر کوئی اپنے پاس ملنے آئے اور اس سے نہ ملا جائے۔

ارشاد: تہذیب سے اگر تہذیب نیچری مراد ہے کہ وہ تہذیب نہیں تخریب ہے اور اگر تہذیب اسلامی مقصود تو جن سے ہم نے تہذیب سیکھی وہی منع فرماتے ہیں۔ ایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم ان سے دور بھاگو اور ان کو اپنے سے دور کرو کہیں وہ تم کو گمراہ نہ کردیں کہیں وہ تم کو فتنے میں نہ ڈالدیں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز مغرب پڑھ کر مسجد سے تشریف لائے تھے کہ ایک شخص نے آواز دی کون ہے کہ مسافر کو کھانا دے امیر المومنین نے خادم سے ارشاد فرمایا اسے ہمراہ لے آؤ وہ آیا اسے کھانا منگا کر دیا مسافر نے کھانا شروع ہی کیا تھا کہ ایک لفظ اس کی زبان سے ایسا نکلا جس سے بدمذہبی کی بو آتی تھی فوراً کھانا سامنے سے اٹھوالیا اور اسے نکال دیا۔

مؤلف: یہ واقعہ ۲۸؍ رجب ۱۳۳۷ھ روز جمعہ قریب عصر کا ہے اس جلسے میں بعض وہ لوگ بھی تھے جو بدمذہبوں کے پاس بیٹھا کرتے تھے۔ حضور پرنور کے یہ گراں

بہا نصائح سنکر دل ہی دل میں اپنے اوپر نفریں اور ملامت کر رہے تھے اور کبھی کبھی کسی گوشہ سے توبہ واستغفار کی آواز بھی آ جاتی تھی اسی وقت ایک صاحب نے کھڑے ہوکر دوسرے صاحب سے کہا آپ کو اکثر اوقات بد مذہبوں کی صحبت میں دیکھا گیا ہے مناسب ہے کہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت خوش قسمتی سے تشریف فرما ہیں توبہ کرلیجیے یہ سنتے ہی وہ قدموں پر آ کر گرے اور صدق دل سے تائب ہوئے اس پر ارشاد فرمایا بھائیو! یہ وقت نزول رحمت الٰہی کا ہے سب حضرات اپنے اپنے گناہوں سے توبہ کریں جن کے خفیہ ہوں وہ خفیہ اور جن کے علانیہ ہوں وہ علانیہ کہ اذا عملت سیئة فاحدث عندھا توبة السر بالسر والعلانیة بالعلانیة جب تو کوئی گناہ کرے تو فوراً توبہ کر مخفی کی مخفی اور آشکارا کی آشکارا سچے دل سے توبہ کریں کہ رب عزوجل ایسی ہی توبہ قبول فرماتا ہے فقیر دعا کرتا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ آپ حضرات کو استقامت کرامت فرمائے جو داڑھی منڈاتے یا کترواتے ہوں یا چڑھاتے یا سیاہ خضاب لگاتے ہوں وہ اور ایسی ہی جو علانیہ گناہ کرتے ہوں انہیں علانیہ توبہ کرنا چاہیے اور جو گناہ پوشیدہ طور پر کیے ان سے پوشیدہ کہ گناہ کا اعلان بھی گناہ ہے حضور پرنور کے ان چند فقرات میں اللہ ہی جانے کیا اثر تھا کہ لوگ ڈھاڑیں مار مار کر رونے لگے گویا وہ اپنے گناہوں کے دفتر آنسوؤں سے دھورہے تھے اور بیتابانہ پروانہ وار اس شمع انجمن محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نثار ہونے دوڑتے اور قدموں پر گر گر کر اپنے خفیہ وعلانیہ آثام سے توبہ کر رہے تھے عجب سماں تھا حضور پرنور خود بھی نہایت گریہ وزاری کے ساتھ ان کے لئے دعائے مغفرت میں مصروف تھے جب سب لوگ تائب ہو چکے حضور نے ارشاد فرمایا کہ آج مجھے فائدہ معلوم ہوا کہ تیرا اجبل پورآنا اور اتنے دنوں قیام کرنا یوں ہوا (پھر فرمایا کہ) مناسب ہوگا اگر تائبین کی فہرست تیار کرلی جائے کہ دیکھا جائے کون کون توبہ پر مستقیم رہتا ہے اس وقت کچھ لوگ چلے بھی گئے تھے جس قدر موجود تھے ان کی فہرست اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو:

فہرست تائبین

نمبر	اسمائے گرامی	پتہ	جس بات سے توبہ کی
۱	اکبر خاں صاحب	لارڈ گنج	خضاب سیاہ
۲	قاسم بھائی صاحب	//	حلق لحیہ
۳	دادا بھائی صاحب	//	//
۴	سیٹھ عبد الکریم صاحب	//	//
۵	عمر بھائی صاحب	//	//
۶	عبد الشکور صاحب	//	//
۷	حافظ عبد الحمید صاحب	کمانیہ پھاٹک	//
۸	عبد الغنی صاحب	گلہائی	//
۹	بابو عبد الشکور صاحب	اپرنی گنج	//
۱۰	حبیب اللہ صاحب	محلہ کھٹک	//
۱۱	محمد ادریس صاحب	صدر بازار	//
۱۲	اللہ بخش صاحب	تمرہائی	//
۱۳	عزیز محمد صاحب	محلہ کھٹک	//
۱۴	عزیز الدین صاحب	//	//

نمبر	اسمائے گرامی	پتہ	جس بات سے توبہ کی
۱۵	عبد الجبار صاحب	کمانیہ پھاٹک	حلق لحیہ
۱۶	عظیم الدین صاحب	محلہ کھٹک	//
۱۷	نظام الدین صاحب	بھرتی گنج	//
۱۸	ولی محمد صاحب	لارڈ گنج	//
۱۹	سلیمان خاں صاحب	پل اومتی	//
۲۰	اولاد حسین صاحب	چھوٹا تالاب	//
۲۱	محمد غوث صاحب	دلہائی	//
۲۲	تراب خاں صاحب	//	//
۲۳	حبیب اللہ صاحب	چھوٹا تالاب	//
۲۴	محمد حنیف صاحب	پیشکاری	//
۲۵	منشی رعایت علی صاحب	بھان تلیا	//
۲۶	منشی عبد الرحیم صاحب	//	حلق لحیہ
۲۷	احمد بھائی صاحب	کوتوالی بازار	//
۲۸	موسیٰ بھائی صاحب	//	//

ان حضرات نے خفیہ معاصی سے توبہ کی

نمبر	اسمائے گرامی	پتہ	جس بات سے توبہ کی
۱	مولوی شفیع صاحب	بیسل پوری	//
۲	عبدالمجید صاحب	//	//
۳	شیخ باقر صاحب	//	//
۴	ایوب علی صاحب	//	//
۵	عبدالرحمن صاحب	//	//
۶	محمد ذاکر صاحب	//	//
۷	عبدالکریم صاحب	//	//
۸	عظیم الدین صاحب	//	//
۹	محمد حسین خاں صاحب	//	//
۱۰	عبدالصمد خان صاحب	//	//
۱۱	محمد عثمان خان صاحب	//	//
۱۲	عبدالرحیم خان صاحب	//	//
۱۳	نور خاں صاحب	//	//
۱۴	غلام محمد خان صاحب	//	//
۱۵	عبدالسبحان صاحب	//	//
۱۶	خان محمد صاحب	//	//
۱۷	محمد فاروق صاحب	//	//
۱۸	قاضی قاسم خاں صاحب	//	//
۱۹	محمد حسین صاحب	//	//
۲۰	اللہ بخش صاحب	//	//
۲۱	ملائم خاں صاحب	//	//
۲۲	غلام حیدر صاحب	//	
۲۳	عبدالغفار صاحب	//	
۲۴	محمد جان صاحب	//	
۲۵	محمد رمضان صاحب	//	
۲۶	رستم خاں صاحب	//	
۲۷	حکیم عبدالرحیم مذاق	//	
۲۸	ملا محمد خان صاحب	//	
۲۹	محمد اسحاق صاحب	//	
۳۰	لعل محمد صاحب	//	
۳۱	مقبول شاہ صاحب	//	
۳۲	عبدالستار صاحب	//	
۳۳	قناعت علی صاحب	//	
۳۴	علی محمد صاحب	//	
۳۵	حاجی کفایت اللہ صاحب	//	
۳۶	مولوی عبدالباقی برہان الحق صاحب صاحبزادہ مولانا شاہ محمد عبدالسلام صاحب جبل پوری	//	
۳۷	میر عبدالکبیر صاحب	//	
۳۸	مولوی محمد زاہد صاحب برادرزادہ مولانا مولوی شاہ محمد عبدالسلام صاحب	//	

نمبر	اسمائے گرامی	پتہ	جس بات سے توبہ کی
۳۹	محمد فضل حق صاحب برادرزادہ مولانا موصوف		//
۴۰	ظہور الحق صاحب برادرزادہ مولانا موصوف	//	//
۴۱	ماسٹر حبیب اللہ صاحب	//	//
۴۲	عبد الرشید صاحب	//	//
۴۳	عبد المجید صاحب	//	//
۴۴	حسین استاد صاحب	//	//
۴۵	عبد الغفور صاحب	//	//
۴۶	محمد عثمان صاحب	//	//
۴۷	جناب حافظ عبد الشکور صاحب برادر مولانا موصوف	//	//
۴۸	مولانا مولوی شاہ محمد عبد السلام صاحب خلیفہ اعظم اعلیٰحضرت عظیم البرکۃ متع اللہ المسلمین بطول بقاۂ	//	//
۴۹	فیروز خاں صاحب	//	//
۵۰	احمد خاں صاحب ولد غلام حسین خاں صاحب	//	//
۵۱	حافظ کریم بخش صاحب	//	//
۵۲	شیخ حاتم علی صاحب ملازم جاپان کمپنی (توبہ کرتے وقت بیعت بھی ہوئے)	//	//
۵۳	شیخ بہادر صاحب موذن	//	//
۵۴	محمد تقی صاحب	//	//
۵۵	بنول خاں صاحب	//	//
۵۶	خدا بخش صاحب	//	//
۵۷	مدار صاحب	//	//
۵۸	رحمت علی صاحب	//	//
۵۹	عبد القدیر صاحب عرف بنے صاحب برہان پوری	//	//
۶۰	امیر خاں صاحب	//	//
۶۱	محمد بشیر الدین صاحب موضع پوٹری ضلع دموہ	//	//
۶۲	محمد ابراہیم صاحب	//	//
۶۳	شیخ لعل محمد صاحب ماسٹر	//	//
۶۴	بدیع الرحمٰن صاحب	//	//
۶۵	شیخ امیر صاحب	//	//
۶۶	شیخ محبوب صاحب	//	//
۶۷	عبد الرحمٰن صاحب	//	//
۶۸	عبد الرحیم صاحب پل اومتی	//	//
۶۹	عبد الشکور صاحب امام مسجد پل اومتی	//	//

جولوگ حاضر جلسہ نہ تھے انہیں بعد کو اطلاع ہوئی وہ سب حاضر ہو کر تائب ہوتے گئے دوسرے دن وقت ظہر جبل پور سے روانگی تھی لوگ اسٹیشن تک آئے اور تائب ہوئے ان سب حضرات کے نام لکھنے سے رہ گئے۔

بعد عصر ایک صاحب انگشتری طلائی پہنے حاضر ہوئے ارشاد فرمایا مرد کو سونا پہننا حرام ہے صرف ایک نگ کی چاندی کی انگوٹھی ساڑھے چار ماشے سے کم کی اس کی اجازت ہے جو سونے یا تانبے یا لوہے یا پیتل کی انگوٹھی یا چاندی کی ساڑھے چار ماشے سے زیادہ وزن کی یا کئی انگوٹھیاں اگرچہ سب مل کر ساڑھے چار ماشے سے کم ہوں پہنے اس کی نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔

عرض: داڑھی چڑھانا کیسا ہے۔

ارشاد: حدیث میں ہے۔ من عقد لحیتہ فاخبروہ ان محمداً (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) منہ بری جو شخص داڑھی باندھے اسے خبر دیدو کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس سے بیزار ہیں۔

عرض: سود خوار کا قیامت کے روز کیا حال ہوگا۔

ارشاد: ان کے پیٹ ایسے ہوں گے جیسے بڑے بڑے مکان اور شیشے کی طرح چمکیں گے کہ لوگوں کو ان کی حالت نظر آئے ان میں سانپ اور بچھو بھرے ہوں گے اللہ پناہ میں رکھے حدیث صحیح میں ہے۔ لعن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آکل الربوا وموکلہ وکاتبہ وشاھدیہ وقال ھم سواء رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی سود کھانے والے سود دینے والے اور اس کا کاغذ لکھنے والے اور اس پر گواہیاں کرنے والوں پر اور فرمایا وہ سب برابر ہیں سب ایک رسی میں بندھے ہوئے ہیں۔ دوسری حدیث صحیح میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ الربوا ثلاثۃ وسبعون حوبا ایسرھن ان یقع الرجل علی امہ سود ۷۳ گناہ کے برابر ہے جن میں سب سے ہلکا یہ کہ آدمی اپنی ماں سے زنا کرے لوگ سمجھتے ہیں کہ اس سے روپیہ بڑھتا ہے مگر یہ خیال باطل ہے اس میں اللہ

برکت نہیں رکھتا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یمحق الله الربوا ویربی الصدقات اللہ مٹاتا ہے سود کو اور بڑھاتا ہے زکوٰۃ کو جسے اللہ مٹائے وہ کیونکر بڑھ سکتا ہے حدیث میں ہے۔ من اکل درھم ربوا وھو یعلم انہ ربوا فکانما زنی بامہ ستا وثلثین مرۃ جس نے دانستہ ایک درم سود کا کھایا گویا اس نے چھتیں بار اپنی ماں سے زنا کیا درم تقریباً ساڑھے چار آنے کا ہوتا ہے تو فی دھیلا ایک بار ماں سے زنا ہوا۔

عرض: حضور اگر ادویات پی کر بال سیاہ ہو جائیں تو یہ بھی خضاب کے حکم میں ہے۔

ارشاد: اس میں کچھ حرج نہیں دوا کھانے سے سپید بال سیاہ نہ ہو جائیں گے بلکہ قوت وہ پیدا ہوگی کہ آئندہ سیاہ نہ نکلیں گے تو کوئی دھوکا نہ دیا گیا نہ خلق اللہ کی بتدیلی کی گئی۔

ایک روز بعد فراغ نماز عشا لوگ دست بوس ہو رہے تھے اس مجمع میں سے ایک صاحب نے خدمت بابرکت میں عرض کیا حضور میں ضلع ہوشنگ آباد کا رہنے والا ہوں مجھے حضور کی جبل پور تشریف آوری کی ریل میں خبر ملی لہٰذا ڈاک سے صرف دعا کے واسطے حاضر ہوا ہوں کہ خداوند کریم ایمان کے ساتھ خاتمہ بالخیر کرے حضور نے دعا فرمائی اور ارشاد فرمایا اکتالیس بار صبح کو یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اول وآخر درود شریف نیز سوتے وقت اپنے سب اوراد کے بعد سورہ کافرون روزانہ پڑھ لیا کیجئے اس کے بعد کلام وغیرہ کیجئے ہاں اگر ضرورت ہو تو کلام کرنے کے بعد سورہ کافرون تلاوت کر لیں کہ خاتمہ اسی پر ہو انشاء اللہ تعالیٰ خاتمہ ایمان پر ہوگا اور تین بار صبح اور تین بار شام اس دعا کا ورد رکھیں اللھم انا نعوذ بك من ان نشرك بك شیاء نعلمه ونستغفرك لما لا نعلمه۔

مؤلف: شہر جبل پور ایک کوہستانی مقام ہے جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے ممالک متوسط میں واقع ہے نہایت خوشنما صاف شفاف ہے قدرت کے فیاض ہاتھوں نے ایسا دلفریب مقام بنا دیا ہے کہ سیر سے جی نہیں بھرتا شہر کی موزونیت کے علاوہ وہاں چند عجیب مقامات بھی ہیں جن میں بھیرا گھاٹ جو شہر سے تیرہ میل کے فاصلے پر ہے نہایت عجیب و پر فضا منظر ہے دریائے نربدا نے میلوں پہاڑ کاٹا ہے یہاں ایک مقام پر پانی جمع ہو کر ایک ایسے درّہ میں گرتا ہے جو تقریباً دو بانس نیچا ہے اس مقام کا نام دھواں

دھار ہے اول تو پانی کا زور پھر اتنی موٹی دھار ہو کر گرنا اور نیچے پتھروں سے ٹکرا ٹکرا کر اوپر اڑنا ایک عجیب لطف دیتا ہے دور سے اس کے گرنے کی آواز مسموع ہوتی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ریل گاڑی نہایت زور سے پل پر جارہی ہے پانی جو ٹکرا کر اڑتا ہے بالکل دھواں معلوم ہوتا ہے اسی لئے اس کا نام دھواں دھار رکھا ہے وہاں کے مخلصین نے حضور پر نور سے عجیب مقام کی سیر کی درخواست کی جو بعد اصرار بسیار منظور ہوگئی دھواں دھار جاتے ہوئے چونسٹھ جوگنی ملی (یہ ایک مندر پہاڑ کی چوٹی پر ہے جس کی چار دیواری چونسٹھ در کی مشہور ہے مگر درحقیقت چوراسی ہیں۔ ہر در میں ایک بت پتھر کا ترشا ہوا ہے حضرت سلطان عالمگیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فتح فرما کر تمام بتوں کو کاٹا ہے کسی کی نام ندارد ہے کسی کا ہاتھ کسی کا پاؤں کسی کو دوبارہ فرمادیا ہے یہ مقام جب اس زمانے میں کہ ہر جگہ جانے کے لئے کشادہ سڑکیں تعمیر ہوگئی ہیں ہنوز دشوار گزار مقام ہے اور سلطان عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں نہ معلوم کس درجہ مہیب ہوگا اور ایک یہی مقام نہیں بلکہ اکثر اس قسم کے تاریخی مقامات دیکھے گئے کہ باوجود اپنے دشوار گزار ہونے کے اگر ان میں کوئی بت بغرض عبادت رکھا گیا ہے تو سلطان عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کی بت شکنی کا اثر ضرور لیے ہوئے ہے۔ اس کی سیر بھی ہوئی حضور نے حسب عادت کریمہ اصنام کو دیکھ کر۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ۔ اِلٰھاً وَّاحِداً لَا نَعْبُدُ اِلَّا اِیَّاہُ۔ پڑھا کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث روایت فرمائی کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو کفر کی کوئی بات دیکھے یا سنے اور اس وقت یہ دعا پڑھے۔ اعطی من الا جر بعدد المشرکین و المشرکات دنیا میں جتنے مشرک مرد اور مشرکہ عورتیں ہیں ان سب کی گنتی کے برابر ثواب پائے۔ اعلیٰ حضرت قبلہ مدظلہ العالی نے حاضرین آستانہ کو بھی یہ دعا تعلیم فرمادی ہے کہ مندروں کے گھنٹے اور سنکھ کی آواز اور گرجا وغیرہ کی عمارت کو دیکھ کر پڑھتے ہیں جبل پور میں بکثرت کفار ہیں اور بڑے مالدار ہیں قریب زمانہ میں بعض ہنود نے ان شکستہ بتوں کی مرمت کرادی تھی گورنمنٹ کو خبر ہوئی پھر بدستور تو ڑوا دیے اور پتھر پر کندہ کرا کے ایک کتبہ دروازے پر لگا دیا ہے کہ جو کوئی اس یادگار کو

بدلے یا بگاڑے گا جیل خانے بھیجا جائے گا اور پانچ ہزار روپیہ جرمانہ ہوگا۔ الحمدللہ یہ سلطان عالمگیر کا خلوص نیت ہے انار اللہ برھانہ وادخلہ جنانہ۔

غرض وہاں سے فارغ ہوکر دھواں دھار کی سیر کی گئی پھر دوپہر کو آرام فرمانے کے بعد کشتی پر اس درّہ کی سیر فرمائی یہ درّہ پانی نے سنگ مرمر کے پہاڑ کاٹ کر پیدا کیا ہے اونچی اونچی چوٹی کی پہاڑیوں کا سلسلہ دور تک چلا گیا ہے یہ راستہ پانی نے پہاڑوں کو کاٹ کر حاصل کیا ہے دور تک دورویہ سنگ مرمر کے پہاڑ سر بفلک دیواروں کی طرح چلے گئے ہیں کئی میل کے سفر میں صرف ایک جگہ کنارہ دیکھا ہو، غالبًا ۸ گز چوڑا اس ہیبت ناک منظر کا نام برادر مکرم مولانا مولوی حسنین رضا خاں صاحب نے فی البدیہ دہان مرگ رکھا کشتی نہایت تیز جارہی تھی لوگ آپس میں مختلف باتیں کررہے تھے اس پر ارشاد فرمایا ان پہاڑوں کو کلمہ شہادت پڑھ کر گواہ کیوں نہیں کرلیتے (پھر فرمایا) ایک صاحب کا معمول تھا جب مسجد تشریف لاتے تو سات ڈھیلوں کو جو باہر مسجد کے طاق میں رکھے تھے اپنے کلمۂ شہادت کا گواہ کرلیا کرتے اسی طرح جب واپس ہوتے تو گواہ بنالیتے بعد انتقال ملائکہ ان کو جہنم کی طرف لے چلے ان ساتوں ڈھیلوں نے سات پہاڑ بنکر جہنم کے ساتوں دروازے بند کردیے اور کہا ہم اس کے کلمہ شہادت کے گواہ ہیں انہوں نے نجات پائی تو جب ڈھیلے پہاڑ بنکر حائل ہوگئے تو یہ تو پہاڑ ہیں۔ حدیث میں ہے شام کو ایک پہاڑ دوسرے سے پوچھتا ہے کیا تیرے پاس آج کوئی ایسا گزرا جس نے ذکر الٰہی کیا ہو وہ کہتا ہے نہ یہ کہتا ہے میرے پاس تو ایسا شخص گزرا جس نے ذکر الٰہی کیا وہ سمجھتا ہے کہ آج مجھ پر فضیلت ہے۔

مؤلف: یہ سنتے ہی سب لوگ باآواز بلند کلمہ شہادت پڑھنے لگے مسلمانوں کی زبان سے کلمہ شریف کی صدا بلند ہوکر پہاڑوں میں گونج گئی۔

عرض: حضور دونوں خطبوں کے درمیان سنتیں پڑھ سکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد: جس وقت امام خطبہ پڑھنے کے لئے چلے اسی وقت سے کوئی نماز جائز نہیں۔ اذا خرج الامام فلا صلاۃ ولا کلام البتہ وہ جو صاحب ترتیب ہے اور اس کی نماز فجر نہیں ہوئی تو وہ خطبے کی حالت میں بھی آپ ہی ادا کرے گا کہ اگر نہیں پڑھتا ہے تو جمعہ بھی جاتا ہے جس کی پانچ نمازوں سے زائد قضا نہ ہوں وہ صاحب ترتیب ہے

اسے اگر اپنی قضا نماز یاد ہے اور دوسری نماز کے وقت میں اتنی وسعت ہے کہ قضا پڑھ کر وقتی پڑھے اس پر فرض ہے کہ ایسی ہی کرے ورنہ یہ وقتی نماز بھی باطل ہوگی۔

عرض: اگر وبائی بیماری کی وجہ سے سب ہمسائے مکان چھوڑ چھوڑ کر بھاگ گئے ہوں اور کسی حاملہ عورت کے ایام حمل پورے ہو چکے ہوں تو اس کا شوہر بخیال تنہائی دوسری جگہ منتقل کرسکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد: نیت اگر اس کی یہی ہے کوئی حرج نہیں وبا سے بھاگنے پر ٹھکانا جہنم میں ہے ویسے اپنی ضروریات کے لئے جانے آنے کی ممانعت نہیں۔

عرض: خاندان قادریہ میں جو شخص بیعت ہو اور وہ مرتکب ہو مزامیر کے ساتھ گانا سننے کا۔

ارشاد: فاسق ہے۔

عرض: حضور اجمیر شریف میں خواجہ صاحب کے مزار پر عورتوں کو جانا جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد: غنیۃ میں ہے یہ نہ پوچھو کہ عورتوں کا مزارات پر جانا جائز ہے یا نہیں بلکہ یہ پوچھو کہ اس عورت پر کس قدر لعنت ہوتی ہے اللہ کی طرف سے اور کس قدر صاحب قبر کی جانب سے۔ جس وقت وہ گھر سے ارادہ کرتی ہے لعنت شروع ہو جاتی ہے اور جب تک واپس آتی ہے ملائکہ لعنت کرتے رہتے ہیں سوائے روضۂ انور کے کسی مزار پر جانے کی اجازت نہیں وہاں کی حاضری البتہ سنت جلیلہ عظیمہ قریب بواجبات ہے اور قرآن عظیم نے اسے مغفرت ذنوب کا تریاق بتایا۔ لو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما اگر وہ جب اپنی جانوں پر ظلم کریں تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کیلئے معافی مانگے تو ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے خود حدیث میں ارشاد ہوا۔ من زار قبری وجبت له شفاعتی جو میرے مزار کریم کی زیارت کو حاضر ہوا اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی، دوسری حدیث میں ہے۔ من حج ولم یزرنی فقد جفانی جس نے حج کیا اور میری زیارت کو نہ آیا بے شک اس نے مجھ پر جفا کی ایک تو یہ

ادائے واجب دوسرے قبول توبہ، تیسرے دولت شفاعت حاصل ہونا چوتھے سرکار کے ساتھ معاذ اللہ جفا سے بچنا یہ عظیم اہم امور ایسے ہیں جنہوں نے سب سرکاری غلاموں اور سرکاری کنیزوں پر خاک بوسی آستان عرش نشان لازم کردی بخلاف دیگر قبور و مزارات کہ وہاں ایسی تاکیدیں مفقود اور احتمال مفسدہ موجود اگر عزیزوں کی قبریں ہیں بے صبری کرے گی۔ اولیا کے مزار ہیں تو محتمل کہ بے تمیزی سے بے ادبی کرلے یا جہالت سے تعظیم میں افراط جیسا کہ معلوم و مشاہدہ ہے لہٰذا ان کے لئے طریقۂ اسلم احتراز ہی ہے۔

بدریا در منافع بے شمار است   اگر خواہی سلامت بر کنار است

عرض: کسی مسجد میں مٹی کا تیل جلایا جاتا تھا اس کا لیمپ اگر فروخت کیا جائے تو اس کی قیمت اس شخص کو جس نے یہ انتظام کیا تھا دی جائے گی یا مسجد کے صرف میں داخل ہوگی اور اس کی قیمت بازار کے نرخ سے لگائی جائے گی یا اصلی۔

ارشاد: اول تو مسجد میں کسی بدبودار تیل کے جلانے کی اجازت نہیں نہ کہ مٹی کا تیل ہاں اگر اس کی بدبو کسی مصالحہ سے دور کردی جائے تو جرم نہیں اور وہ جب تک ثابت و قابل استعمال ہے مسجد کا مال ہے اگر فروخت کی حاجت ہو تو بازار کے نرخ پر فروخت کرنا چاہیے۔

(پھر چند مسائل، متعلق احکام مسجد بیان فرمائے)

(۱) مسجد میں قدم رکھو تو پہلے سیدھا پھر الٹا اور واپسی پر اس کا عکس (۲) مسجد میں آتے وقت اعتکاف کی نیت بِسْمِ اللّٰهِ دَخَلْتُ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَنَوَيْتُ سُنَّةَ الْاِعْتِكَافِ کرلو کہ اس عبادت کا بھی ثواب ملے گا اور اس کے لئے روزہ شرط نہیں نہ کسی معین وقت تک بیٹھنا لازم جب تک ٹھہرو گے معتکف رہو گے جب باہر آئے اعتکاف ختم ہوگیا اور اس کے سبب مسجد میں پانی پینا یا مثلاً پان کھانا بھی جائز ہو جائے گا۔

(۳) بغیر نیت اعتکاف کسی چیز کے کھانے کی اجازت نہیں بہت مساجد میں دستور ہے کہ ماہ رمضان مبارک میں لوگ نمازیوں کے لئے افطاری بھیجتے ہیں وہ بلا نیت اعتکاف وہیں بے تکلف کھاتے پیتے اور فرش خراب کرتے ہیں یہ ناجائز ہے۔

(۴) مسجد کے ایک درجے سے دوسرے درجے کے داخلے کے وقت سیدھا قدم بڑھایا

جائے حتیٰ کہ اگر صف پچھی ہو اس پر بھی پہلے سیدھا قدم رکھو اور جب وہاں سے ہٹو تب بھی سیدھا قدم فرش مسجد پر رکھو یا خطیب جب منبر پر جانے کا ارادہ کرے پہلے سیدھا قدم رکھے اور جب اترے تو سیدھا قدم اتارے۔

(۵) وضو کرنے کے بعد اعضائے وضو سے ایک چھینٹ پانی کی فرش مسجد پر نہ گرے۔(۶) مسجد میں دوڑنا یا زور سے قدم رکھنا جس سے دھمک پیدا ہو منع ہے۔(۷) مسجد میں اگر چھینک آئے تو کوشش کرو کہ آہستہ آواز نکلے اسی طرح کھانسی کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یکرہ العطسۃ الشدیدۃ فی المسجد نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد میں زور کی چھینک کو ناپسند فرماتے اسی طرح ڈکار کو ضبط کرنا چاہیے اور نہ ہو تو حتی الامکان آواز دبائی جائے اگر چہ غیر مسجد میں ہو خصوصاً مجلس میں یا کسی معظم کے سامنے کہ بے تہذیبی ہے حدیث میں ہے ایک شخص نے دربار اقدس میں ڈکار لی فرمایا۔کف عنا جشائک فان اطول الناس جوعا یوالقیمۃ اطولھم شبعا فی الدنیا ہم سے اپنی ڈکار دور رکھ کہ دنیا میں جو زیادہ مدت تک پیٹ بھرے تھے وہ قیامت کے دن زیادہ مدت تک بھوکے رہیں گے اور جماہی میں آواز نکلنا تو کہیں نہ چاہیے اگر چہ غیر مسجد میں تنہا ہو کہ وہ شیطان کا قہقہہ ہے جماہی جب آئے حتیٰ الامکان منھ بند رکھو منھ کھولنے سے شیطان منھ میں تھوک دیتا ہے یوں نہ رکے تو اوپر کے دانتوں سے نیچے کا ہونٹ دبالو اور یوں بھی نہ رکے تو حتیٰ الامکان کم کھولو اور الٹا ہاتھ الٹی طرف سے منھ پر رکھ لو یونہی نماز میں بھی مگر حالت قیام میں سیدھا ہاتھ الٹی طرف سے رکھو کہ الٹا ہاتھ رکھنے میں دونوں ہاتھ اپنی مسنون جگہ سے بدلیں گے اور سیدھا رکھنے میں صرف یہی بضرورت بدلا الٹا اپنی محل سنت پر ثابت رہا جماہی روکنے کا ایک مجرب طریقہ یہ ہے جب جماہی آنے کو ہو فوراً تصور کرے کہ حضرات انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کو کبھی نہ آئی کہ یہ مثل احتلام شیطان کی طرف سے ہے اور وہ دخل شیطان سے معصوم چھینک اچھی چیز ہے اسے بدشگونی جاننا مشرکین ہند کا ناپاک عقیدہ ہے حدیث میں تو یہ ارشاد فرمایا۔ العطسۃ عندالحدیث شاھد عدل بات کے وقت چھینک عادل گواہ ہے یعنی کچھ بیان کیا جاتا ہو جس کا صدق و کذب معلوم نہیں اور اس وقت کسی کو چھینک آئے تو وہ اس

بات کے صدق پر دلیل ہے اور یہ بھی آیا کہ دعا کے وقت چھینک ہونا دلیل قبول ہے لہٰذا چھینک پر حمد الٰہی بجالانا مسنون ہوا بہت لوگ صرف الحمد للہ کہتے ہیں پورا کلمہ کہنا چاہیے۔ الحمد للہ رب العالمین حدیث میں ہے جو چھینک پر الحمد للہ کہے فرشتہ کہتا ہے رب العالمین یعنی اس کلمہ کو پورا کردیتا ہے۔ اور جو کہتا ہے الحمد للہ رب العالمین فرشتہ کہتا ہے یرحمك اللہ اللہ تجھ پر رحم کرے تو کتنی بڑی دولت ہے کہ معصوم فرشتے کی زبان سے دعا رحمت، یہ ملائکہ کے لئے ہے آدمی پر واجب ہے کہ جب چھینکنے والا مسلمان حمد الٰہی بجالائے اگر چہ صرف الحمد للہ کہے یہ یرحمك اللہ کہے پھر اسے مستحب کہ اس سے کہے یغفر اللہ لنا ولکم اللہ ہماری اور تمہاری مغفرت کرے اور چھینک پر افضل واکمل صیغہ حمد کا یہ ہے۔ الحمد للہ رب العالمین علی کل حال ماکان من حال وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقه محمد واهل بیته اسے امام شمس الدین سخاوی نے القول البدیع فی الصلاۃ علی النبی الشفیع میں ذکر کیا یہاں ایک حدیث زبان زد ہے۔ موطنان لا اذکر فیهما العطسة والذبح دو جگہ میرا ذکر نہ کیا جائے یعنی چھینک اور ذبح اجلہ علما نے اس پر اعتماد کر کے ان دونوں مقاموں کو ذکر اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مستثنیٰ فرمادیا مگر تحقیق یہ ہے کہ وہ حدیث ثابت نہیں چھینک کے وقت ذکر شریف کا صیغہ یہ ہے اور ذبح میں بھی معاذ اللہ بطور شرکت نام لینا جائز نہیں بطور برکت میں اصلا مضائقہ نہیں مثلاً بسم اللہ اللہ اکبر وصلی اللہ علی سیدنا محمد واله بلکہ فتاویٰ امام اجل قاضی خاں میں اس کا جواز بھی مصرح کہ بسم اللہ اللہ اکبر محمد رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم) خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک دنبے کی ذبح میں فرمایا۔ بسم اللہ اللہ اکبر اللهم عن محمد واهل بیته، دوسرے کی ذبح میں فرمایا۔ بسم اللہ اللہ اکبر الھم عمن لم یضح من امتی یہ اس کی طرف سے جس نے میری امت سے قربانی نہ کی مسلمانو اپنے نبی روف ورحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحمت دیکھو حدیث میں ارشاد ہے۔ استفر هو اضحا یا کم فانها مطایا کم علی الصراط فربہ وتر وتازہ قربانیاں کرو کہ وہ پل صراط پر

تمہاری سواریاں ہوں گی حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ میری امت میں کروروں وہ ہوں گے جو قربانی سے عاجز ہوں گے یا ان پر واجب نہ ہونے کے سبب قربانی نہ کریں گے حضور نے نہ چاہا کہ وہ صراط پر بے سواری کے رہ جائیں ان کی طرف سے خود قربانی فرمادی کہ اگر وہ اپنی جان بھی قربان کرتے تو ان کے دست مبارک کی فضیلت کو نہ پہنچتے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

کمر بستن بکار امت خود آنچنیں باید ببیں درنام اوگنجیدن میم مشدد را

میں ہمیشہ سے روز عید ایک اعلیٰ درجے کا بیش قیمت مینڈھا اپنے سرکار عالم مدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے کیا کرتا ہوں اور روز وصال حضرت والد ماجد قدس سرہ سے ایک مینڈھا ان کی طرف سے اور اب اس سنت کریمہ کے اتباع سے یہ نیت کرلی ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ تابقاء زندگی اپنے ان اہلسنت بھائیوں کی طرف سے کیا کروں گا جنہوں نے قربانی نہ کی خواہ گزر گئے ہوں یا موجود ہوں یا آیندہ آئیں۔ ہاں کلام کا سلسلہ کہاں پہنچا وہ جو میں نے کہا تھا کہ کوئی مسلمان چھینک کر حمد الٰہی بجالائے تو ہر سننے والا یرحمک اللہ کہے اس قید کا فائدہ یہ تھا کہ اگر وہابی یا رافضی یا دیوبندی یا نیچری یا قادیانی یا صوفی بننے والا غرض کوئی کلمہ گو مرتد چھینک کر لاکھ بار الحمدللہ کہے اسے یرحمك الله کہنا جائز نہیں ایک فائدہ یہ بھی یاد رکھنے کا ہے کہ حدیث میں ہے۔ من سبق العاطس بالحمد لله امن الشوص واللوص والعلوص جو چھینکنے والے سے پہلے حمد الٰہی بجالائے وہ کان اور دانت اور پیٹ کے درد سے محفوظ رہے گا غرض چھینک محبوب چیز ہے مگر وہ کہ نماز میں آئے حدیث میں اسے بھی شیطان کی طرف سے شمار فرمایا ہے یہ سارا بیان اتفاقی چھینک کی نسبت ہے زکام کی چھینکیں کوئی چیز نہیں مگر آواز پست کرنا ان میں بھی تہذیب ہے اور مسجد میں اس کی زیادہ تاکید۔

(۸) مسجد میں دنیا کی کوئی بات نہ کی جائے ہاں اگر کوئی دینی بات کسی سے کہنا ہو تو قریب جاکر آہستہ سے کہنا چاہیے نہ یہ کہ ایک صاحب مسجد میں کھڑے ہوئے دوسرے راہ گیر سے جو سڑک پر کھڑا ہوا ہے چلاکر باتیں کررہے ہیں یا کوئی باہر سے پکار رہا ہے اور یہ اس کا جواب بلند آواز سے دے رہے ہیں۔

(۹) تمسخر ویسے ہی ممنوع اور مسجد میں سخت ناجائز یا ہنسا منع ہے قبر میں تاریکی لاتا ہے ہاں موقع سے تبسم میں حرج نہیں۔

(۱۰) فرش مسجد پر کوئی شے پھینکی نہ جائے بلکہ آہستہ سے رکھ دے موسم گرما میں لوگ پنکھا جھلتے جھلتے پھینک دیتے ہیں یا لکڑی چھتری وغیرہ رکھتے وقت دور سے چھوڑ دیا کرتے ہیں اس کی ممانعت ہے غرض مسجد کا احترام ہر مسلمان پر فرض ہے۔

(۱۱) مسجد میں حدث منع ہے ضرورت ہو تو باہر چلا جائے لہٰذا معتکف کو چاہیے کہ ایام اعتکاف میں تھوڑا کھائے پیٹ ہلکا رکھے کہ قضائے حاجت کے وقت کے سوا کسی وقت اخراج ریح کی حاجت نہ ہو وہ اس کے لئے باہر نہ جاسکے گا۔

(۱۲) قبلہ کی طرف پاؤں پھیلانا تو ہر جگہ منع ہے مسجد میں کسی طرف نہ پھیلائے کہ خلاف آداب دربار ہے حضرت ابراہیم ادھم قدس سرہ مسجد میں تنہا بیٹھے تھے پاؤں پھیلا لیا گوشہ مسجد سے ہاتف نے آواز دی ابراہیم بادشاہوں کے حضور میں یونہی بیٹھتے ہیں معاً پاؤں سمیٹے اور ایسے سمیٹے کہ وقت انتقال ہی پھیلے۔

(۱۳) استعمالی جوتا اگر پاس ہو مسجد میں پہن کر جانا گستاخی و بے ادبی ہے ادب و توہین کا راز عرف و عادت پر ہے ہاں بالکل نیا جوتا پہن سکتا ہے اور اسے پہن کر نماز پڑھنا افضل ہے جب کہ پنجہ اتنا سخت نہ ہو کہ سجدے میں انگلیوں کا پیٹ زمین پر نہ بچھنے دے بحرالرائق میں ہے امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم جوتے کے دو جوڑے رکھتے استعمالی پہن کر دروازہ مسجد تک جاتے دوسرا غیر استعمالی پہن کر مسجد میں قدم رکھتے۔

(۱۴) مسجد میں یہاں کے کسی کافر کو آنے دینا سخت ناجائز اور مسجد کی بے حرمتی ہے فقہ میں جواز ہے تو ذمی کے لئے اور یہاں کے کافر ذمی نہیں کیسا شدید ظلم ہے وہ تم کو بھنگی کی طرح سمجھیں جس چیز کو تمہارا ہاتھ لگ جائے اسے ناپاک جانیں سودا دیں تو دور سے ڈال دیں پیسے لیں تو الگ رکھوالیں حالانکہ ان کی نجاست پر قرآن کریم شاہد ہے تم ان نجسوں کو مسجد میں آنے کی اجازت دو کہ اپنے ناپاک پاؤں تمہارے ماتھا رکھنے کی جگہ رکھیں اپنے گندے بدنوں سے تمہارے رب کے دربار میں آئیں اللہ ہدایت فرمائے۔

مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

شہر یار ارم تاجدار حرم
نو بہار شفاعت پہ لاکھوں سلام

عرش تا فرش ہے جس کے زیر نگیں
اسکی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

دور ونزدیک کے سننے والے وہ کان
کانِ لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
اس جبین سعادت پہ لاکھوں سلام

جس کے آگے سر سروراں خم رہیں!
اس سر تاج رفعت پہ لاکھوں سلام

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آ گیا
اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام

جس سے تاریک دل جگمگانے لگے
اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام

پتلی پتلی گل قدس کی پتیاں
ان لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام

کل جہاں مل کے اور جو کی روٹی غذا
اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

ایک میرا ہی رحمت میں دعویٰ نہیں
شاہ کی ساری امت پہ لاکھوں سلام

کاش محشر میں جب ان کی آمد ہو اور
بھیجیں سب ان کی شوکت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا
مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسلمانانِ عالم کے لئے ایک اعلیٰ ترین اسلامی دستور العمل

یعنی

حصہ سوم ملفوظات حضور پرنور اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت رضی اللہ عنہ



حصہ سوم

مؤلفہ ومرتبہ

شہزادہ اعلیٰ حضرت تاجدار اہلسنت مفتی اعظم
مولانا مصطفےٰ رضا بریلوی قدس سرہٗ

رضوی کتاب گھر



۴۲۵، اردو مارکیٹ، مٹیا محل، جامع مسجد دہلی ۱۱۰۰۰۶

فون 3264524

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فرش والے تری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ

بعد عصر کسی صاحب نے ایک مریض کا ذکر کرتے ہوئے عرض کیا کہ بے حد بخار ہے اس پر ارشاد فرمایا بے حد بخار کے تو یہ معنی ہیں کہ اس کی انتہا ہی نہیں کبھی اترے گا ہی نہیں۔ کوستے تو آپ خود ہیں (پھر فرمایا) سورۂ مجادلہ شریف جو اٹھائیسویں پارہ کی پہلی سورۃ ہے بعد عصر تین مرتبہ پڑھ کر پانی پر دم کر کے پلائیے۔

عرض: عمامہ کے دونوں سرے کا مدار ہوں تو کیا حکم ہے۔

ارشاد: اس میں راجح یہ ہے کہ اگر چار انگل سے زائد ہے تو ممنوع ہے۔

عرض: حضور تانبے یا لوہے کی انگوٹھی کا کیا حکم ہے۔

ارشاد: مرد و عورت دونوں کے لئے مکروہ ہے۔

عرض: اس کی کیا وجہ ہے کہ چاندی کی انگوٹھی جائز رکھی جائے جو اس سے بیش بہا ہے اور تانبے وغیرہ کی مکروہ۔

ارشاد: چاندی کی انگوٹھی تذکیرآخرت کے لئے جائز رکھی گئی ہے کہ سونا چاندی جنتیوں کا زیور ہے تانبے وغیرہ کا وہاں کیا کام (پھر فرمایا) ایک صاحب خدمت اقدس میں حاضر ہوئے ان کے ہاتھ میں پیتل کی انگوٹھی تھی ارشاد فرمایا مالی اریٰ فی یدك حلیة الاصنام کیا ہوا کہ میں تمہارے ہاتھ میں بتوں کا زیور دیکھتا ہوں انہوں نے اتار کر پھینک دی دوسرے دن لوہے کی انگوٹھی پہن کر حاضر ہوئے ارشاد فرمایا مالی اریٰ فی یدك حلیة اهل النار کیا ہوا کہ میں تمہارے ہاتھ میں دوزخیوں کا زیور دیکھتا ہوں انہوں نے اتار کر پھینک دی اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کس چیز کی انگوٹھی بناؤں۔ ارشاد فرمایا۔ اتخذه من الورق ولا تتمه مثقالا چاندی کی بناؤ اور ایک مثقال (یعنی ساڑھے چار ماشے) پوری نہ کرو۔

عرض: ٹوپی یا کپڑے وغیرہ میں سچا کام ہو تو کیا حکم ہے۔

ارشاد: اگر چار انگل تک ہے تو حرج نہیں اور اگر چند بوٹیاں ہیں اور ہر ایک چار انگل سے زیادہ نہیں اور دور سے دیکھنے میں فصل معلوم ہوتا ہو جب بھی کوئی حرج نہیں اگرچہ جمع کرنے سے چار انگل سے زیادہ ہو جائیں ہاں اگر کوئی بوٹی چار انگل سے زیادہ ہے یا مغرق ہے کہ دور سے فصل نہ معلوم ہوتا ہو تو ناجائز۔

عرض: انگوٹھی کونسی انگلی میں پہننا چاہیے۔

ارشاد: بائیں ہاتھ میں بھی آیا ہے اور داہنے میں بھی لیکن بہتر یہ ہے کہ داہنے ہاتھ کی بنصر (وہ انگلی جو چھنگلیاں کے پاس ہے) میں پہنے۔

عرض: اپنا نام اگر انگوٹھی میں کندہ ہو، بیت الخلا میں جا سکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد: نام اگر ایسا زیادہ معظم نہ ہو جب بھی حرفوں کی تعظیم تو چاہیے اور اگر کوئی متبرک نام ہو تو پہن کر جانا ناجائز ہے ہاں جیب میں رکھ لے تو حرج نہیں۔

عرض: نگینہ پر کلمہ طیبہ کندہ کرانا کیسا ہے۔

ارشاد: تبرکاً جائز ہے اور مہر کی حیثیت سے حرام۔

عرض: اللہ صاحب کہنا کیسا ہے۔

ارشاد: جائز ہے حدیث میں ہے۔ اللھم انت الصاحب فی السفر والخلیفۃ فی المال والاھل والولد اور سرکار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے تو قرآن عظیم میں صاحب فرمایا گیا: ماضل صاحبکم وماغوی۔ وما صاحبکم بمجنون۔ لیکن اللہ صاحب کہنا اسماعیل دہلوی کا محاورہ ہے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقیناً ہمارے صاحب ہیں مگر نام پاک کے ساتھ صاحب کہنا آریہ و پادریوں کا محاورہ ہے اس لیے نہ چاہیے (پھر فرمایا) آریہ، پادری، وہابیہ سب ایک سے ہیں۔

عرض: مخمل مردوں کو جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد: اگر اس پر ریشم کا رُوآں بچھا ہوا ہے تو ناجائز ہے ورنہ نہیں۔

عرض: حضور ریشم کا بھی یہی حکم ہے کہ چار انگل سے زیادہ ناجائز۔

ارشـــاد: ہاں اگر تبع مستقل ہو تو چار انگل تک جائز ہے مثلاً ٹوپی کی گوٹ جائز ہے لیکن رامپور جیسی ٹوپی کہ بعض چار انگل کی بھی نہیں ہوتی اگر ریشم کی ہوں تو ناجائز ہے کہ وہ خود مستقل ہیں تبع مستقل نہیں ایسے ہی تعویذ کہ بعض ایک انگل کے بھی نہیں ہوتے ہیں لیکن چونکہ مستقل ہیں اس لیے اگر ریشم کے ہوں تو ناجائز۔

عرض: تانبے پیتل کے تعویذوں کا کیا حکم ہے۔

ارشاد: مرد و عورت دونوں کو مکروہ اور سونے چاندی کے مرد کو حرام عورت کو جائز۔

عرض: چاندی اور سونے کی گھڑی رکھ سکتا ہے یا نہیں۔

ارشـــاد: رکھ سکتا ہے البتہ اس میں وقت نہیں دیکھ سکتا کہ حرام ہے۔ اسی طرح آرسی پہننے میں عورت کے لیے کوئی حرج نہیں اور اس میں منہ دیکھنا حرام (پھر فرمایا) چاندی سونا صرف پہننا عورت کے لئے حلال ہے باقی طرق استعمال اس کے لئے بھی حرام ہیں ہاں کھانا دونوں کیلیے جائز ہے ورق چاندی سونے کے کھائیں یا ریزہ ریزہ کر کے یا کشتہ بنا کر۔

عرض: جو درخت نجس پانی سے سینچا گیا ہو اس کے پھل کھانا جائز ہیں۔

ارشاد: جائز ہے۔

عرض: جس گائے کو غصب یا سرقہ وغیرہ کا بھوسہ دیا جائے اس کا دودھ پینا کیسا ہے۔

ارشاد: دودھ حرام نہ ہوگا ہاں تورع ایک بڑی چیز ہے۔ ایک بی بی امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تشریف لائیں اور فرمایا میں اپنی چھت پر سیتی ہوں روشنی اتنی نہیں کہ سوئی میں سے اگر ڈورا نکل جائے تو ڈال سکوں بادشاہ کی سواری نکلتی ہے اس کی روشنی میں ڈورا ڈال سکتی ہوں یا نہیں کہ وہ روشنی ظالم کی ہے اس کے روپے میں حلال وحرام سب ہے آپ نے ان سے دریافت فرمایا تم کون ہو فرمایا میں بہن ہوں بشر حافی (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی امام نے فرمایا ورع تمہارے گھر سے پید ہوا تمہارے لئے اس روشنی میں ڈورا ڈالنا جائز نہیں پھر فرمایا ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تجارت کرتے تھے ہزاروں روپے لوگوں پر قرض تھے تقاضے کے واسطے دوپہر کو تشریف لے جایا کرتے اور

مقروض کی دیوار کے سائے سے علٰحدہ کھڑے ہوتے کہ یہ قرض سے نفع حاصل کرنے میں داخل نہ ہو جائے ایک شخص پر حضور کے دس ہزار آتے تھے وعدہ گزرے مدت ہو چکی تھی ایک مرتبہ آپ تشریف لیے جاتے تھے سامنے سے وہ آتا تھا آپ کو دیکھ کر ڈر کے مارے ایک گلی میں ہو گیا۔ قسمت کی بات کہ وہ دوسری طرف سے سربستہ تھی امام وہیں تشریف لے گئے فرمایا کیوں تم ادھر کیسے آ گئے سبب بتایا کہ میں حضور کا مقروض ہوں وعدہ گزر گیا میں ڈرا کہ حضور تقاضا فرمائیں گے اور میرے پاس اس وقت موجود نہیں اس لیے میں اس طرف آ گیا فرمایا دس ہزار بھی ایسی چیز ہیں کہ کسی مسلمان کا قلب پریشان کیا جائے میں نے معاف کیے۔

عرض: حضور بزرگان دین کے اعراس میں مزامیر ہوتے ہیں جب تک مزامیر ہوں اس وقت تک نہ جائے اور مزامیر کے بعد قل میں شریک ہونے کے واسطے جا سکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد: جا سکتا ہے امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں جب بلوائیوں نے بلوہ کیا تمام مدینہ منورہ میں ان کا شور تھا امیر المومنین کے مکان کو گھیرے ہوئے تھے نماز بھی وہی پڑھاتے تھے سوال ہوا کہ ان کے پیچھے نماز پڑھی جائے یا نہیں ارشاد فرمایا کہ وہ لوگ جب برائی کریں تو ان سے علٰحدہ رہو اور جب بھلائی کریں تو ان کے شریک ہو۔

عرض: حضور اگر صاحب سجادہ بد مذہب ہو۔

ارشاد: اگر آپ صاحب سجادہ کے پاس جانا چاہتے ہیں تو نہ جائیے اور صاحب مزار کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتے ہیں تو جائیے۔

عرض: حضور بعض احادیث میں یہ واقعہ آیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم ہوا کہ جاؤ ہمارا ایک بندہ فلاں پہاڑ پر ہے اس سے علم حاصل کرو یہ واقعہ توریت مقدس سے پہلے کا ہے یا بعد کا۔

ارشاد: توریت مقدس سے بہت پیشتر (میرے خیال میں پیشتر کی جگہ بعد ہونا چاہیے

جیسا کہ صحیح بخاری شریف کی حدیث انکم علی علم عَلَّمَکُمُ الله لا اعلم ، سے اس کی طرف اشارہ ہے نیز قام موسیٰ خطیبافی بنی اسرائیل بھی اسی کو چاہتا ہے۔۱۲) کا واقعہ ہے۔

عرض: اگر اس کو توریت مقدس سے بعد کا مانا جائے تو یہ اعتراض لازم آئے گا کہ توریت کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ثم اٰتینا موسی الکتاب تماما علی الذی احسن وتفصیلا لکل شئ وھدی ورحمۃ لقوم یؤمنون۔ جب توریت تفصیل کل شے ہے تو دوسرے سے علم حاصل کرنے کی کیا ضرورت۔

ارشاد: کوئی اعتراض نہیں توریت کا تفصیل کل شئی ہونا فرمایا ہے اس تفصیل کا باقی رہنا کہیں نہیں فرمایا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام جب توریت لے کر آئے یہاں دیکھا کہ لوگ گؤ سالہ کے آگے سجدہ کرتے اور اس کی پرستش کرتے ہیں آپ کی شان جلال کی یہ حالت تھی کہ جس وقت جلال طاری ہوتا آدھ گز آگ کا شعلہ کلاہ مبارک سے اوپر کو اٹھتا جلال میں آکر الواح توریت پھینک دیں وہ ٹوٹ گئیں امام مجاہد تلمیذ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول ہے وہ فرماتے ہیں کہ تفصیل کلشئ اڑ گئی صرف احکام باقی رہ گئے۔

عرض: حضور الواح توریت تو کلام خدا ہے ان کے ساتھ یہ برتاؤ کس طرح کیا۔

ارشاد: حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی ہیں اور آپ کے بڑے بھائی اور نبی کی تعظیم فرض ہے ان کے ساتھ تو آپ نے جلال کے وقت یہ کیا اخذ برأس اخیہ یجرہ الیہ ان کا سر اور داڑھی پکڑ کر کھینچنے لگے جانے دیجیے یہ تو آپ کے بڑے بھائی تھے شب معراج حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا کہ کوئی شخص رب عزوجل کے حضور بلند آواز سے کلام کر رہا ہے ارشاد فرمایا اے جبریل یہ کون شخص ہیں عرض کی موسیٰ ہیں فرمایا کیا اپنے رب پر تیزی کرتے ہیں عرض کیا: قد عرف ربہ حدتہ ان کا رب جانتا ہے کہ ان کا مزاج تیز ہے خیر اس کو بھی جانے دیجیے وہ جو رب عزوجل سے عرض کی ہے ان ھی الا فتنتك یہ سب تیرے ہی فتنے ہیں یہاں کیا کہیے گا ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو الفاظ شانِ جلال میں ارشاد کر گئی ہیں

دوسرا کہے تو گردن ماری جائے اندھوں نے صرف شانِ عبدیت دیکھی شانِ محبوبیت سے آنکھیں پھوٹ گئیں۔

عرض: حضور یہ امام مجاہد کا قول ہے اور وہ بھی خبر آحاد ہے۔

ارشاد: تو اس سے آپ کا مطلب یہ ہے کہ ان کا قول نہ مانا جائے قرآن عظیم ایک حرف نہیں چل سکتا تاوقتیکہ احادیث اور ائمہ کے قول کو نہ مانا جائے۔

عرض: ائمہ سے مراد ائمہ تفسیر ہیں۔

ارشاد: ہاں

عرض: بہت مقامات پر ائمہ تفسیر کا قول نہیں مانا جاتا ہے مثلاً قاضی بیضاوی نے یا اور ائمہ مثلاً خازن وغیرہ نے تبیانا لکل شیٔ کو مخصص بتایا ہے۔

ارشاد: قاضی بیضاوی یا خازن وغیرہ ائمہ تفسیر نہیں کسی فن کا امام ہونا اور بات ہے اور اس فن میں کتاب لکھ دینا اور بات ائمہ تفسیر صحابہ ہیں اور تابعین عظام تابعین میں بھی عظام کی تخصیص ہے (پھر اصل جواب کی طرف توجہ فرمائی اور فرمایا) قرآن عظیم میں یہ فرمایا ہے کہ توریت میں ہم نے تفصیل کل شیٔ نازل کی تھی یہ نہیں فرمایا کہ وہ تفصیل ہمیشہ باقی رکھی جائے گی تو اب اس کا تفصیل کل شیٔ ہونا تو قطعی مگر اس کا تفصیل کل شئی رہنا یہ ظنی اور خبر آحاد بھی مفید ظن اور ظن ظن کا مقابل ہو سکتا ہے جب خبر آحاد سے ثابت ہو گیا کہ توریت میں تفصیل کل شئی نہ رہی تو مان لیا گیا۔

عرض: حضور اسی طرح قرآن کو فرمایا گیا ہے تبیانا لکل شئی یہ نہیں فرمایا گیا کہ تبیان لکل شیٔ باقی رہے گا تو اب علم ماکان ومایکون کس طرح ثابت ہوگا۔

ارشاد: بلاشبہہ اگر اس کے خلاف کسی حدیث میں آیا ہو کہ تبیانا لکل شیٔ باقی نہ رہا تو مان لیا جائے گا لیکن خلاف آنا تو درکنار احادیث صحیحہ میں اس کی تائید ہی آئی ہے البتہ مطلقاً علم غیب کا منکر کافر ہے کہ وہ سرے ہی سے نبوت کا منکر ہے نبوت کہتے ہیں علم غیب دینے کو۔ امام قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شفا شریف میں فرماتے ہیں۔ النبوۃ ھی الا طلاع علی الغیب امام ابن حجر مکی مدخل میں اور امام قسطلانی

مواهب اللدنیه میں فرماتے ہیں: النبوة ماخوذة من النباء بمعنی الخبر ای اطلعه الله تعالیٰ علی الغیب نبوت غیب پر مطلع ہونے کا نام ہے۔

عرض: اگر کوئی شخص یہ کہے کہ ہم غیب کی تعریف کرتے ہیں وہ علم جو بلاواسطہ ہو اور اس معنی سے علم غیب کا مطلقاً منکر ہو تو اس پر کیا حکم ہے۔

ارشاد: علم بلاواسطہ کے ساتھ غیب کو خاص کرنا قرآن کے خلاف ہے قرآن فرماتا ہے وما هو علی الغیب بضنین ۔کیا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلاواسطہ کے بتانے پر بخیل نہیں ہیں یہ تو کفر ہو جائے گا جو شخص ذرہ برابر غیر خدا کے لئے علم بلاواسطہ مانے کافر ہے اگر کوئی انسان کے معنی پاگل کے گڑھ لے تو وہ خود پاگل ہے اللہ فرماتا ہے۔ عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احدا ۔ الا من ارتضی من رسول کیا بلاواسطہ اپنے رسولوں کو علم دیتا ہے۔

عرض: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وانا له لحافظون ۔قرآن شریف کی حفاظت کا وعدہ فرمایا گیا جب اس کے الفاظ محفوظ ہوئے تو معانی کی حفاظت ضرور کہ معانی الفاظ سے منفک نہیں ہو سکتے اور معانی قرآن عظیم کی صفت تبیانا لکل شئ ہے تو قرآن عظیم ہی سے تبیانا لکل شئی کا دوام ثابت ہو گیا۔

ارشاد: قرآن عظیم کے الفاظ کی حفاظت کا وعدہ فرمایا گیا اگرچہ معانی ان الفاظ کے ساتھ ہیں لیکن ان معانی کا علم میں ہونا کیا ضرور نبی کلام الٰہی کے سمجھنے میں بیان الٰہی کا محتاج ہوتا ہے۔ثم علینا بیانه۔ اور یہ ممکن ہے کہ بعض آیات کا نسیان ہوا ہو الا ماشاء اللّٰه۔

عرض: ماشاء الله تو ماکان ومایکون میں ہے اور اللہ فرماتا ہے۔ سنقرئك فلا تنسیٰ ۔الا ماشاء الله ۔ہم تم کو پڑھائیں گے پھر تم نہ بھولو گے مگر جو اللہ چاہے اس سے لازم آتا ہے کہ ماشاء الله کا علم حضور کو نہ رہا حالانکہ وہ ماکان ومایکون میں سے ہے۔

ارشاد: ماشاء الله کس کی نسبت فرمایا گیا ہے آیات الٰہی کی نسبت کلام ہے

اورآیات الٰہی صفت الٰہی ہےاوروہ قدیم ہے ماکان ومایکون میں داخل نہیں ماکان ومایکون توان حوادث کا نام ہے جواول روز سے آخرروز تک ہوئے اور ہوں گے۔

عرض: سمدھن کے ساتھ نکاح کرسکتا ہے۔

ارشاد: ہاں

عرض: خورجی جوگھوڑے کی زین میں لٹکی رہتی ہےاس میں قرآن شریف رکھا ہوایسی حالت میں سوار ہوسکتا ہے۔

ارشاد: اگرگلے میں نہیں لٹکا سکتا ہےاورخورجی میں رکھنے پرمجبورمحض ہے توجائز ہے

عرض: بعدطلوع فجرکےسنۃ الفجرمیں تحیۃ الوضواورتحیۃ المسجد کی نیت جائزہے یانہیں۔

ارشاد: نہیں کہ بعدطلوع فجرسوائے سنت فجر کےاورکوئی نفل پڑھنا ناجائز ہے ہاں بغیرنیت کے تحیۃ الوضووتحیۃ المسجد سنت فجرہی سے ادا ہوجائیں گی۔

عرض: حضور۱۳سال میں میری اہلیہ کے چارلڑکےاوردولڑکیاں پیدا ہوئے جن میں سے پانچ اولادیں انتقال کرگئیں کسی کی عمر۳سال کی کسی کی دوسال کسی کی ایک سال ہوئی اورسب کوایک ہی بیماری لاحق ہوئی یعنی پسلی اورام الصبیان فی الحال صرف ایک لڑکی ۳ سالہ حیات ہے حضوردعافرمائیں اوران امراض کے واسطے کوئی عمل جو مناسب ہوارشادفرمائیں۔

ارشاد: مولیٰ تعالیٰ اپنی رحمت فرمائے اب جوحمل ہواسے دومہینے نہ گزرنے پائیں کہ یہاں اطلاع دیجیے اورزوجہ اوران کی والدہ کا نام بھی معلوم ہونا چاہیے اس وقت سے انشاءاللہ تعالیٰ بندوبست کیاجائے اپنے گھرمیں پابندی نمازکی تاکیدشدیدرکھیےاور پانچوں نمازوں کے بعدآیۃ الکرسی ایک ایک بارضرورپڑھاکریں اورعلاوہ نمازوں کے ایک بارصبح سورج نکلنے سے پہلےاورشام کوسورج ڈوبنے سے پہلےاورسوتے وقت جن دنوں میں عورتوں کونمازکاحکم نہیں ان میں بھی ان تین وقت کی آیۃ الکرسی نہ چھوٹے مگر ان دنوں میں آیت قرآن مجید کی نیت سے نہ پڑھیں بلکہ اس نیت سے کہ اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے ہیں۔اورجن دنوں میں نمازکاحکم ہےان میں اس کا بھی التزام رکھیں کہ

تینوں قل ۳۔۳ بار صبح وشام اور سوتے وقت پڑھیں صبح سے مراد یہ ہے کہ آدھی رات ڈھلنے سے سورج نکلنے تک اور شام سے مراد یہ ہے کہ دوپہر ڈھلے سے غروب آفتاب تک اور سوتے وقت اس طور پر پڑھیں کہ چت لیٹ کر دونوں ہاتھ دعا کی طرح پھیلا کر ایک ایک بار تینوں قل پڑھ کر ہتھیلیوں پر دم کر کے سارا منہ اور سینے اور پیٹ اور پاؤں آگے اور پیچھے جہاں تک ہاتھ پہنچ سکے سارے بدن پر ہاتھ پھیریں دوبارہ ایسے ہی سہ بارہ ایسے ہی اور جن دنوں میں عورتوں کو نماز کا حکم نہیں ان میں آپ اسی طرح پڑھ کر تین بار ان کے بدن پر ہاتھ پھیر دیا کیجیے بڑا چراغ یہاں ایک صاحب بناتے ہیں وہ بنوا لیجیے اور ایام حمل میں اور بچہ پیدا ہونے کے بعد جس ترکیب سے بتایا جائے روشن کیجیے اور یہ لڑکی جو موجود ہے اس کو اگر ناسازی لاحق ہو تو اس کے لئے بھی روشن کیجیے وہ چراغ باذنہٖ تعالیٰ سحر وآسیب ومرض تینوں کے دفع میں مجرب ہے بچہ جو پیدا ہو پیدا ہوتے ہی معاً سب سے پہلے اس کے کانوں میں ۷ بار اذانیں دی جائیں ۴ بار اذان سیدھے کان میں اور تین بار تکبیر بائیں میں اس میں ہرگز دیر نہ کی جائے دیر کرنے میں شیطان کا دخل ہو جاتا ہے۔ چالیس روز تک بچہ کو کسی ناج سے تول کر خیرات کیا جائے پھر سال بھر تک ہر مہینے پر دو برس کی عمر تک ہر دو مہینے پر تیسرے سال ہر تین مہینے پر چوتھے سال ہر چار مہینے پر پانچویں سال بھی چار مہینے پر چھٹے سال ہر چھ مہینے پر ساتویں سال سے سالانہ۔ یہ تول اس لڑکی کے لیے بھی کیجیے۔ چوتھے سال میں ہے تو ہر چار مہینے پر تو لیے مکان میں سات دن تک مغرب کے وقت ۷۔ ۷ بار اذان باآواز بلند کہی جائے اور تین شب کسی صحیح خواں سے پوری سورۂ بقر ایسی آواز سے تلاوت کرائی جائے کہ مکان کے ہر گوشہ میں پہنچے شب کو مکان کا دروازہ بسم اللہ کہہ کر بند کیا جائے اور صبح کو بسم اللہ کہہ کر کھولا جائے جب پاخانہ کو جائیں اس کے دروازہ سے باہر بسم اللہ اعوذ باللہ من الخبث والخبائث پڑھ کر بایاں پیر پہلے رکھ کر جائیں اور جب نکلیں تو دہنا پاؤں پہلے نکالیں اور الحمد للہ کہیں اور کپڑے بدلنے یا نہانے کے لئے جب کپڑے اتاریں پہلے بسم اللہ کہہ لیں اور قربت کے وقت نہایت اہتمام کے ساتھ یاد رکھیے کہ شروع فعل کے وقت آپ اور وہ دونوں بسم

اللہ کہیں ان باتوں کا التزام رہے گا تو انشاء اللہ تعالیٰ کوئی خلل نہ ہونے پائے گا۔

عرض: حضور بڑا چراغ روشن کرنے کی کیا ترکیب ہے۔

ارشاد: (۱) یہ چراغ معلق روشن کیا جائے گا کسی چھینکے یا قندیل میں (۲) روشن کرتے وقت لو کے پاس سونے کا چھلہ یا انگوٹھی یا بالی ڈالدیا کریں چلہ ختم ہونے پر وہ مساکین مسلمین پر تصدق کریں (۳) چراغ باوضو نمازی آدمی روشن کرے اگرچہ عورت ہو اور مرد بہتر ہے (۴) مرض ہلکا ہو تو چراغ روز ڈیڑھ گھنٹہ روشن ہو اور سخت ہو تو دو گھنٹے تین گھنٹے اور بہت سخت ہو تو شب بھر (۵) مریض اس کی روشنی میں بیٹھے خواہ لیٹے مگر منہ اسی کی طرف رکھے اور اکثر اوقات اس کی لو کو دیکھے (۶) جتنی دیر تک جلانا منظور ہو اسی حساب سے اعلیٰ درجہ کا پھلیل اس میں ڈالیں اور اسے ڈالکر چراغ کے سب طرف پھرالیں کہ تمام نقوش پر دورہ کرآئے پھر جھکا کر رکھ دیں اور جس طرف بتی کا نشان ہے بسم اللہ کہہ کر اس طرف روشن کریں (۷) اگر مرض نہایت شدید ہو تو چاروں گوشوں میں چار بتیاں جلائیں اور چراغ سیدھا رکھیں اور ہر لو کے پاس سونا رکھیں (۸) جس مکان میں یہ چراغ روشن ہو وہاں نہ کوئی تصویر ہو نہ کتا آنے پائے نہ سوا مریضہ کے کوئی عورت حیض یا نفاس والی یا کوئی ناپاک مرد یا عورت (۹) اس جگہ بیٹھ کر سب ذکر الٰہی و درود شریف میں مشغول رہیں جو بات ضرورت کی ہو بقدر ضرورت آہستگی سے کہہ دیں چپقلش نہ کریں نہ کوئی لغو بیہودہ بات وہاں ہونے پائے (۱۰) جتنی عورتیں وہاں بیٹھیں یا آئیں جائیں سب سنگین کپڑے پہنے ہوں نماز کی طرح سوا منہ کی ٹکلی یا ہتھیلیوں کے سر کا کوئی بال یا گلے یا کلائی یا بازو یا پیٹ یا پنڈلی کا کوئی حصہ اصلا نہ کھلنے پائے (۱۱) چراغ پہلے دن جس وقت روشن ہو وہ گھنٹہ منٹ یاد رکھیں کہ کسی دن اس سے زیادہ دیر روشن کرنے میں نہ ہونے پائے اس کے موکل اپنی حاضری کا وہی وقت مقرر کر لیتے ہیں جس وقت پہلے دن روشن ہوا تھا پھر اگر کسی دن آئے اور چراغ اس وقت روشن نہ پایا تو ان کو تکلیف ہوتی ہے لہٰذا چاہیے کہ پہلے دن قصداً کچھ دیر کر کے روشن کریں کہ اگر کسی دن اتفاقیہ دیر ہو جائے تو اس وقت سے زیادہ نہ ہونے پائے مگر پہلے دن اتنی دیر بھی نہ

کریں کہ کسی دن چراغ روشن ہو کر اس وقت کے آنے سے پہلے ختم ہو جائے (۱۲) جب چراغ بڑھانے کا وقت آئے کوئی باوضو شخص بڑھائے اور اس وقت یہ کہے السلام علیکم ارجعوا ماجورین (۱۳) روز نیا پھلیل ڈالیں کل کا بچا ہوا آج مریض کے سر اور بدن پر مل دیں (۱۴) جس کے لئے چراغ روشن ہوا ہو اس کے سوا اور مریض بھی بہ نیت شفا ان شرائط کی پابندی سے بیٹھ سکتے ہیں۔

عرض: ایک صاحب کی لڑکی بلا ناغہ کچھ عرصہ سے سورۂ مزمل شریف پڑھا کرتی تھیں بلکہ قریب نصف کے حفظ بھی تھی اب ان صاحبزادی کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔

ارشاد: لاحول شریف ۶۰ بار الحمد شریف اور آیۃ الکرسی شریف ایک ایک بار تینوں قل تین بار پانی پر دم کر کے پلایئے۔

عرض: کیا آیات قرآنی بھی یہ اثر رکھتی ہیں۔

ارشاد: جو قیود عامل بتاتے ہیں ان کی پابندی نہ کرنے سے ایسا ہوتا ہے۔

عرض: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کمل اوڑھنا ثابت ہے یا نہیں۔

ارشاد: ہاں حدیث شریف سے ثابت ہے۔

عرض: پیراہن اقدس میں کیا کیا کپڑے ہیں۔

ارشاد: (۱) ردا (۲) تہ بند (۳) عمامہ یہ تو عام طور سے ہوتا اور کبھی قمیص (۴) اور ٹوپی (۵) پاجامہ (۶) ایک بار خریدنا لکھا ہے پہننے کی روایت نہیں عورتیں بھی تہ بند ہی باندھتی تھیں ایک بار حضور تشریف لے جاتے تھے راہ میں ایک بیوی کا پاؤں پھسلا روئے مبارک اس طرف سے پھیر لیا صحابہ نے عرض کیا حضور وہ پاجامہ پہنے ہوئے ہے ارشاد فرمایا اللھم اغفر للمتسرولات۔ اے اللہ بخش دے ان عورتوں کو جو پاجامہ پہنتی ہیں اور غالباً پاجامہ تنگ تھا اس واسطے کہ اگر ڈھیلا ہوتا تو اس میں بھی تہ بند کی طرح کھل جانے کا احتمال ہو سکتا تھا۔

عرض: موم بتی جس میں چربی پڑتی ہے مسجد میں جلانا جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد: اگر مسلمان کی بنائی ہوئی ہے تو جائز ہے ورنہ مسجد ہی میں نہیں ویسے بھی

جلانا نہ چاہیے۔

عرض: یہ جو جرمن وغیرہ غیر ولایتوں سے آتی ہے اس کا کیا حکم ہے۔

ارشاد: ان کا بھی وہی حکم ہے اس واسطے کہ چربی اور گوشت کا ایک حکم ہے اگر چہ گائے ہو یا بکری کسی مسلمان سے کوئی ہندو یا نصرانی لے گیا اور تھوڑی دیر میں واپس لائے اور کہے کہ یہ وہی چربی ہے جو ابھی تم سے لے گیا ہوں اس کا لینا حرام ہے۔ النصرانیہ لا ذبیحۃ لہ بخلاف یہودیوں کے کہ ان کے یہاں اب تک ذبح کرنے کا اہتمام ہے فتاویٰ قاضی خاں میں ہے۔ الیھودیۃ یذبح اویاکل ذبیحۃ المسلم نصرانی و یہودی، کافر دونوں ہیں کہ ایک محبوبان خدا کی محبت میں اور دوسرے عداوت میں کافر ہوئے قرآن عظیم میں یہودیوں کو مغضوب علیھم اور نصاریٰ کو ضالین فرمایا یہی وجہ ہے کہ آج روئے زمین پر کوئی یہودی ایک گاؤں کا بھی حاکم نہیں بخلاف نصاریٰ کے کہ ان کی سلطنت ظاہر ہے اور بعینہٖ یہی مثال روافض و وہابیہ کی ہے کہ روافض مثل نصاریٰ کے محبت میں کافر ہوئے اور وہابیہ مثل یہود کے عداوت میں۔

عرض: امام مسافر کے پیچھے مقتدی مقیم کو ایک رکعت ملی تو بقیہ نماز میں قرأت کس طرح کرے۔

ارشاد: پہلے دو رکعت مثل لاحق کے بغیر قرأت بقدر سورہ فاتحہ قیام کر کے قعدہ کرے اور پچھلی رکعت میں قرات کرے۔

عرض: جماعت ثانیہ جس وقت شروع ہو سنت ظہر اس وقت پڑھنا جائز ہے یا نہیں یا فجر کی سنت جماعت ثانیہ کے قعدہ نہ ملنے کی وجہ سے چھوڑ دی جائیں یا کیا۔

ارشاد: جماعت ثانیہ فقط جائز ہے اس کے لئے سنتیں نہ چھوڑے اصل نماز جماعت اولیٰ ہے جس کے لئے حدیث میں ارشاد ہے کہ اگر مکانوں میں بچے اور عورتیں نہ ہوتیں تو جو لوگ جماعت میں شریک نہیں ہوتے ہیں ان کے مکانوں کو جلوا دیتا ایک مرتبہ مولوی عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے کہ مارہرہ مطہرہ میں اتفاقاً مجھے نماز میں دیر ہوگئی جب میں مسجد کی سیڑھیوں پر پہنچا حضرت میاں صاحب قبلہ نماز پڑھ کر تشریف

لارہے تھے ارشاد فرمایا عبدالقادر نماز تو ہوگئی تو اصل نماز جماعت اولیٰ ہی ہے۔

عرض: نماز جنازہ میں تو تین صف کرنے کی فضیلت ہے اس کی ترکیب درمختار وکبیری میں یہ لکھی ہے کہ پہلی صف میں تین دوسری میں دو اور تیسری میں ایک آدمی کھڑا ہو اس کی کیا وجہ ہے کہ ہر صف میں دو دو کھڑے ہو سکتے تھے۔

ارشاد: اقل درجہ صف کامل کا تین آدمی ہیں اس واسطے صف اول کی تکمیل کر دی گئی اور اس کی دلیل یہ ہے کہ امام کے برابر دو آدمیوں کا کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے اور تین کا مکروہ تحریمی۔ کیونکہ صف کامل ہوگئی اور اس صورت میں امام کا صف میں کھڑا ہونا ہوگیا اور پنج وقتہ نماز میں بھی بعض صورتوں میں تنہا صف میں کھڑا ہونا ناجائز نہیں ہے مثلاً دو مرد اور ایک عورت ہے تو عورت پچھلی صف میں تنہا کھڑی ہوگی۔

عرض: ایام وبا میں بعض جگہ دستور ہے کہ بکرے کے داہنے کان میں سورہ یٰسین شریف اور بائیں میں سورہ مزمل شریف پڑھ کر دم کرتے ہیں اور شہر کے اردگرد پھرا کر چوراہے پر ذبح کرتے ہیں اور اس کی کھال دوسری زمین میں دفن کر دیتے ہیں یہ کیسا ہے۔

ارشاد: کھال دفن کرنا حرام ہے کہ اضاعت مال ہے اور چوراہے پر لے جا کر ذبح کرنا جہالت اور بے کار بات ہے اللہ کے نام پر ذبح کر کے مساکین کو تقسیم کر دے۔

عرض: کیا خطبۂ نکاح بھی کھڑے ہو کر قبلہ رو پڑھنا چاہیے۔

ارشاد: ہاں کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے اور قبلہ رو ہونا کچھ ضروری نہیں سامعین کی طرف منہ ہونا چاہیے خطبۂ جمعہ بھی تو قبلہ کی جانب پشت کر کے پڑھا جانا مشروع ہے۔

عرض: معلم کی اگر تنخواہ مقرر نہ ہو تو بچوں سے کام لے سکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد: اگر والدین کو ناگوار نہ ہو اور بچہ کو تکلیف نہ ہو تو حرج نہیں تنخواہ مقرر ہو یا نہ ہو۔

عرض: میلاد خواں کے ساتھ اگر امرد شامل ہوں یہ کیسا ہے۔

ارشاد: نہیں چاہیے۔

عرض: نوشہ کے ابٹن ملنا جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد: خوشبو ہے جائز ہے۔

عرض: اگر بیسل پور سے بدایوں جانا ہے اور راستے میں بریلی اترا تو قصر کرے گا یا نہیں۔

ارشاد: اس صورت میں قصر نہیں کہ سفر کے دو ٹکڑے ہو گئے۔

عرض: ایک شخص بریلی کا ساکن مرادآباد میں دوکان کھولے اور ہمیشہ وہاں تجارت کا ارادہ ہو اور کبھی کبھی اپنے اہل وعیال کو بھی لے جایا کرے اس صورت میں مرادآباد وطن اصلی ہوگا یا وطن اقامت۔

ارشاد: وطن اصلی نہ ہوگا ہاں اگر وہاں نکاح کر لے تو ہو جائے گا۔

عرض: اگر وہابی نکاح پڑھائے تو ہو جائے گا یا نہیں۔

ارشاد: نکاح تو ہو ہی جائے گا اس واسطے کہ نکاح نام باہمی ایجاب وقبول کا ہے اگرچہ بامن پڑھادے چونکہ وہابی سے پڑھوانے میں اس کی تعظیم ہوتی ہے جو حرام ہے لہٰذا احتراز لازم ہے۔

عرض: ولیمہ نکاح کی سنت ہے یا زفاف کی اور نابالغ کا نکاح ہو تو ولیمہ کب اور کس دن کرے۔

ارشاد: ولیمہ زفاف کی سنت ہے اور نابالغ بھی بعد زفاف کے ولیمہ کرے اور ولیمہ شب زفاف کی صبح کو کرے۔

عرض: نکاح کے بعد چھوہارے لٹانے کا جو رواج ہے یہ کہیں ثابت ہے یا نہیں۔

ارشاد: حدیث شریف میں لوٹنے کا حکم ہے اور لٹانے میں بھی کوئی حرج نہیں اور یہ حدیث دارقطنی وبیہقی وطحاوی سے مروی ہے۔

عرض: خضاب سیاہ اگر وسمہ سے ہو۔

ارشاد: وسمہ سے ہو یا تسمہ سے سیاہ خضاب حرام ہے۔

عرض: کوئی صورت بھی اس کے جواز کی ہے۔

ارشاد: ہاں جہاد کی حالت میں جائز ہے۔

عرض: اگر جوان عورت سے مرد ضعیف نکاح کرنا چاہے تو خضاب سیاہ کر سکتا

ہے یا نہیں۔

ارشاد: بوڑھا بیل سینگ کاٹنے سے بچھڑا نہیں ہوسکتا۔

عرض: بعض کتب میں ہے کہ وقت شہادت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسمہ کا خضاب تھا۔

ارشاد: حضرت امام حسن و حسین و عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم خضاب وسمہ کا کیا کرتے تھے کہ یہ سب حضرات مجاہدین تھے۔

عرض: نماز قصر نہ تھی اور قصر پڑھی تو اعادہ ہوگا یا نہیں۔

ارشاد: ضرور اعادہ ہوگا کہ سرے سے نماز ہی نہ ہوئی۔

عرض: ایک گاؤں میں مسجد بالکل ویرانہ میں ہے اس کے متصل ایک کمہار کا مکان ہے مسجد مذکور میں نماز بھی نہیں ہوتی ہے بلکہ اس کے اردگرد لوگ کوڑا وغیرہ ڈالتے ہیں وہ کمہار زمین مسجد کو خریدنا چاہتا ہے آیا اس کی بیع ہوسکتی ہے یا نہیں۔

ارشاد: حرام ہے اگرچہ زمین کے برابر سونا دے مسجد کے لیے جو لوگ ایسا کریں ان کی نسبت قرآن عظیم فرماتا ہے۔ **لهم فی الدنیا خزی ولهم فی الآخرة عذاب عظیم** دنیا میں ان کے لیے رسوائی ہے اور آخرت میں بڑا عذاب۔

عرض: نماز جنازہ کی تعجیل سے کیا مراد ہے۔

ارشاد: غسل و کفن بغیر تو نماز پڑھ سکتے ہی نہیں ہاں اس کے بعد تاخیر نہ کرے بعض لوگ شب جمعہ میں جس کا انتقال ہوا میت کو تا نماز جمعہ رکھے رہتے ہیں کہ آدمیوں کی نماز میں کثرت ہوجائے یہ ناجائز ہے اور اس کی تصریح کتب فقہ میں موجود ہے اگر قبر تیار ہونے سے پیشتر کسی عذر سے تاخیر کی جائے تو حرج نہیں۔

عرض: مردہ کے ساتھ مٹھائی قبرستان میں چیونٹوں کے ڈالنے کے لئے لے جانا کیسا ہے۔

ارشاد: ساتھ لے جانا روٹی کا جس طرح علمائے کرام نے منع فرمایا ہے ویسے ہی مٹھائی ہے اور چیونٹوں کو اس نیت سے ڈالنا کہ میت کو تکلیف نہ پہنچائیں یہ محض

جہالت ہے اور یہ نیت نہ بھی ہو تو بھی بجائے اس کے مساکین صالحین پر تقسیم کرنا بہتر ہے (پھر فرمایا) مکان پر جس قدر چاہیں خیرات کریں قبرستان میں اکثر دیکھا گیا ہے کہ اناج تقسیم ہوتے وقت بچے اور عورتیں وغیرہ غل مچاتے اور مسلمانوں کی قبروں پر دوڑتے پھرتے ہیں۔

عرض: معمولی چھینٹ جس کے پاجامے عورتوں کے ہوتے ہیں خوشدامن کا پاجامہ ایسی چھینٹ کا ہو اس پر سے اس کے جسم کو ہاتھ بشہوت لگائے تو کیا حکم ہے۔

ارشاد: اگر ایسا کپڑا ہے کہ حرارت جسم کی نہ معلوم ہو جب تو نہیں ورنہ حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی۔

عرض: یہ جو مولود شریف کی بعض کتاب میں لکھا ہے کہ جس رات آمنہ خاتون حاملہ ہوئیں دو سو عورتیں رشک حسد سے مرگئیں یہ صحیح ہے یا نہیں۔

ارشاد: اس کی صحت معلوم نہیں البتہ چند عورتوں کا بہ تمنائے نور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مرجانا ثابت ہے۔

عرض: اسقاط کی حالت میں چند سیر گندم اور قرآن عظیم دیا جاتا ہے اس میں کل کفارہ ادا ہو جائے گا یا نہیں۔

ارشاد: جس قدر ہدیہ قرآن عظیم کا بازار میں ہے اتنے کا کفارہ ادا ہو جائے گا۔

عرض: ثمن کے اندر عاقدین مختار ہیں جتنا چاہیں طے کرلیں۔

ارشاد: یہاں کہ صدقہ دیا جارہا ہے وہی بازار کے بھاؤ کا اعتبار ہوگا۔

عرض: خطبہ کے وقت عصا ہاتھ میں لینا سنت ہے یا کیا؟

ارشاد: اختلاف ہے علما کا بعض کہتے ہیں کہ سنت ہے اور بعض مکروہ بتاتے ہیں۔

عرض: سنت و مکروہ میں تعارض ہو تو کیا کرنا چاہیے۔

ارشاد: ترک اولیٰ ہے جامع الرموز میں محیط سے نقل کیا ہے کہ سنت ہے اور محیط ہی میں ہے کہ مکروہ ہے اسی کو ہندیہ میں نقل کیا ہے۔

عرض: دیہات میں جمعہ نہ پڑھنے کے مسائل ورسائل علماء نے لکھے ہیں اس سے اہل دیہات بہت پریشان ہیں۔

ارشاد: مذہب حنفی میں جمعہ وعیدین جائز نہیں لیکن جہاں قائم ہے وہاں منع نہ کیا جائے اور جہاں نہیں ہے وہاں قائم نہ کیا جائے آخر شافعی مذہب پر تو ہو ہی جائے گا ایسی صورت میں جہلا جمعہ تو جمعہ ظہر بھی چھوڑ دیں گے۔ ارایت الذی ینھیٰ عبداً اذا صلیٰ سے خوف کرنا چاہیے مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے منقول ہے کہ ایک شخص کو طلوع آفتاب کے وقت نفل پڑھتے ہوئے دیکھ کر منع نہ فرمایا جب وہ پڑھ چکا تو مسئلہ تعلیم فرمادیا۔

عرض: حضور کی قسم کھا کر خلاف کرنے سے کفارہ لازم آئے گا یا نہیں۔

ارشاد: نہیں۔

عرض: قسم حضور کی کھانا جائز ہے۔

ارشاد: نہیں۔

عرض: کیا بے ادبی ہے۔

ارشاد: ہاں۔

عرض: خلال تانبے پیتل کا گلے میں لٹکانا کیسا ہے۔

ارشاد: ناجائز ہے کیونکہ یہ تعلیق کے حکم میں ہے ویسے جائز ہے اور سونے چاندی کا حرام ہے بلکہ عورتوں کو بھی ایسے ہی سونے چاندی کے ظروف میں کھانا ناجائز ہے اور گھڑی کی چین بھی عام ازیں کہ چاندی کی ہو یا پیتل کی ہاں ڈورا باندھ سکتا ہے۔

عرض: جوان غیر محرم عورت کے سلام کا جواب دینا چاہیے یا نہیں۔

ارشاد: دل میں جواب دے۔

عرض: اگر غائبانہ نامحرم کو سلام کہلائے۔

ارشاد: یہ بھی ٹھیک نہیں ع بسا کیں آفت از گفتار خیزد۔

عرض: سنة الفجر اول وقت پڑھے یا متصل فرضوں کے۔

ارشاد: اول وقت پڑھنا اولیٰ ہے حدیث شریف میں ہے جب انسان سوتا ہے شیطان تین گرہ لگا دیتا ہے جب صبح اٹھتے ہی وہ رب عزوجل کا نام لیتا ہے ایک گرہ کھل

جاتی ہے اور وضو کے بعد دوسری اور جب سنتوں کی نیت باندھی تیسری بھی کھل جاتی ہے لہٰذا اول وقت سنتیں پڑھنا اولیٰ ہے۔

عرض: ظہر کے وقت بغیر سنت پڑھے امامت کرسکتا ہے۔

ارشاد: بلا عذر نہ چاہیے۔

عرض: سنت جمعہ اگر خطبہ شروع ہونے کی وجہ سے چھوٹ جائیں تو بعد نماز جمعہ پڑھے یا نہیں۔

ارشاد: پڑھے اور ضرور پڑھے۔

عرض: بعض جگہ دستور ہے کہ مسلمان ہندو کی آڑھت میں مال فروخت کرتا ہے اور اس صورت میں ہندو کو کمیشن دینا پڑتا ہے اور وہ لوگ کمیشن کے ساتھ چار آنے سیکڑہ اس بات کا لیتے ہیں کہ اس رقم کا اناج خرید کر کبوتروں کو ڈالا جائے گا یہ دینا جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد: اگر جانوروں کے لیے لیں کچھ حرج نہیں البتہ بت وغیرہ کے لئے ناجائز ہے۔

عرض: دست غیب و کیمیا حاصل کرنا کیسا ہے۔

ارشاد: دست غیب کے لیے دعا کرنا محال عادی کے لئے دعا کرنا ہے جو مثل محال عقلی وذاتی کے حرام ہے اور کیمیا تضیع مال ہے اور یہ حرام ہے آج تک کہیں ثابت نہیں ہوا کہ کسی نے بنالی ہو۔ کباسط کفیه الی الماء وما هو ببالغه (جیسے کوئی دونوں ہاتھ پھیلائے پانی کی طرف بیٹھا ہو اور وہ پانی یوں اسے پہنچنے والا نہیں۔۱۲) دست غیب جو قرآن عظیم میں ارشاد ہے اس کی طرف لوگوں کو توجہ ہی نہیں کہ فرماتا ہے۔ ومن یتق اللہ یجعل له مخرجا . ویرزقه من حیث لا یحتسب -یتق اللہ پر عمل نہیں ورنہ حقیقۃً سب کچھ حاصل ہوسکتا ہے میرے ایک دوست مدینہ طیبہ کے رہنے والے ان کا مدینہ منورہ سے بھیجا ہوا ایک خط اتوار کے روز مجھے ملا جس میں پچاس روپئے (اور جو اللہ سے ڈرے اس کے لیے نجات کی راہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان نہ ہو۔۱۲) کی طلب تھی بدھ کے روز یہاں سے ڈاک جاتی تھی جو ہفتہ کو ڈاک کے جہاز میں روانہ ہوجاتی تھی پیر کے دن تو مجھے خیال ہی نہ رہا

منگل کے روز یاد آیا دیکھا تو اپنے پاس پانچ پیسے بھی نہیں وہ دن بھی ختم ہوا نماز مغرب پڑھ کر...... اور یہ فکر کہ کل بدھ ہے اور ابھی تک روپے کی کوئی سبیل نہیں ہوئی میں نے سرکار میں عرض کیا کہ حضور ہی میں بھیجنا ہیں عطا فرمائے جائیں کہ باہر سے حسنین میاں (اعلیٰ حضرت مدظلہ کے بھتیجے) نے آواز دی ''سیٹھ ابراہیم بمبئی سے ملنے آئے ہیں'' میں باہر آیا اور ملاقات کی چلتے وقت اکیاون روپے انہوں نے دیے حالانکہ ضرورت صرف پچاس روپے کی تھی یہ اکیاون یوں تھے کہ ایک روپیہ فیس منی آرڈر کا بھی تو دینا پڑتا غرض صبح کو فوراً منی آرڈر کر دیا۔

مؤلف: یہ ہے یرزقه من حیث لا یحتسب۔

عرض: بعض اکابر اولیائے کرام سے کچھ کلمات ایسے صادر ہوئے جو بظاہر خلاف شریعت ہیں اس میں ان کو معذور رکھا جاتا ہے اور ان کلمات کی تاویل کی جاتی ہے اگر کوئی اس زمانہ میں ایسے الفاظ کہے اس کو کیوں نہیں معذور رکھا جاتا۔

ارشاد: اگر اس کی ولایت ثابت ہو جائے تو اس کو بھی معذور رکھا جائے گا۔

عرض: ثبوت ولایت کا کیا طریقہ ہے۔

ارشاد: اطباق ائمہ کا علما کا جمہور کا سواد اعظم کا۔ سواد اعظم جس کو ولی مان رہا ہے وہ بے شک ولی ہے اور اگر یہ شرط نہ لگائی جائے بلکہ جس کسی کو بھی خلاف شریعت الفاظ بکتے سنیے اس کو معذور رکھیے تو ہر شرابی ہر بھنگڑ جو چاہے گا بک دے گا اور کہہ دے گا کہ ہم نے حالت سکر میں ایسا کہا شریعت بالکل معدوم ہو جائے گی۔

عرض: بعض وظائف میں آیات اور سورتوں کا معکوس کر کے پڑھنا لکھا ہے۔

ارشاد: حرام اور اشد حرام کبیرہ اور سخت کبیرہ قریب کفر ہے یہ تو درکنار سورتوں کی صرف ترتیب بدل کر پڑھنا اس کی نسبت تو عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کیا ایسا کرنے والا ڈرتا نہیں کہ اللہ اس کے قلب کو الٹ دے نہ کہ آیات کو بالکل معکوس کر کے مہمل بنا دینا۔

عرض: حضور پھر صوفیائے کرام کے وظائف میں یہ اعمال داخل کیوں کر ہوئے۔

ارشاد: احادیث جن کے منقول عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان میں کس قدر موضوعات ہیں (اسی سلسلہ میں فرمایا کہ) جاہلوں میں اسمائے حسنیٰ کی قوت بڑھانے کے واسطے ایک طریقہ یہ رکھا گیا ہے کہ مثلاً یا عزیز تعززت فی غرتك والعزة فی عزة عزتك یا عظیم تعظمت فی عظمتك والعظمة فی عظمة عظمتمك خیر یہاں تک تو صحیح تھا آگے اسکے یہ ہے یامذل تذللت فی ذلتك والذلة فی ذلة ذلتك یا خافض تخفضت فی خفضتك والخفض فی خفض خفضتك اب کہیے یہ کفر ہوا یا نہیں لیکن وہ کافر نہ ہوئے اس واسطے کہ ان کو شیطان نے بہکا دیا ان کو اس عربی عبارت کا ترجمہ نہیں معلوم (پھر فرمایا) صوفیائے کرام فرماتے ہیں۔

صوفی بے علم مسخرہ شیطان است وہ جانتا ہی نہیں شیطان اپنی باگ ڈور پر لگا لیتا ہے حدیث میں ارشاد ہوا۔ المتعبد بغیر فقه كالحمار فی الطاحون بغیر فقہ کہ عابد بننے والا، عابد نہ فرمایا بلکہ عابد بننے والا فرمایا یعنی بغیر فقہ کے عبادت ہو ہی نہیں سکتی عابد بنتا ہے وہ ایسا ہے جیسے چکی میں گدھا کہ محنت شاقہ کرے اور حاصل کچھ نہیں۔ ایک صاحب اولیائے کرام میں سے تھے قد سنا الله تعالیٰ باسرارهم انہوں نے ایک صاحب ریاضت و مجاہدہ کا شہرہ سنا ان کے بڑے بڑے دعاوی سننے میں آئے ان کو بلایا اور فرمایا یہ کیا دعوے ہیں جو میں نے سنے عرض کی مجھے دیدار الٰہی روز ہوتا ہے ان آنکھوں سے سمندر پر خدا کا عرش بچھتا ہے اور اس پر خدا جلوہ فرما ہوتا ہے اب اگر ان کو علم ہوتا تو پہلے ہی سمجھ لیتے کہ دیدار الٰہی دنیا میں بحالت بیداری ان آنکھوں سے محال ہے سوائے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اور حضور کو بھی فوق السمٰوٰت والعرش دیدار ہوا دنیا نام ہے سماوات وارض کا خیر ان بزرگ نے ایک عالم صاحب کو بلایا ان سے فرمایا کہ وہ حدیث پڑھو جس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شیطان اپنا تخت سمندر پر بچھاتا ہے انہوں نے عرض کی۔ بے شک سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ ان ابلیس یضع عرشه علی البحر شیطان اپنا تخت سمندر پر بچھاتا ہے انہوں نے جب یہ سنا تو سمجھے کہ اب تک میں شیطان کو خدا سمجھتا رہا اسی کی عبادت کرتا رہا اسی کو

سجدے کرتا رہا کپڑے پھاڑے اور جنگل کو چلے گئے پھر ان کا پتہ نہ چلا۔

سیدی ابوالحسن جوسقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہیں حضرت سیدی ابوالحسن علی بن ہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اور آپ خلیفہ ہیں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آپ نے اپنے ایک مرید کو رمضان شریف میں چلے میں بٹھایا ایک دن انہوں نے رونا شروع کیا آپ تشریف لائے اور فرمایا کیوں روتے ہو عرض کیا حضرت شب قدر میری نظروں میں ہے شجر وحجر اور در دیوار ودر سجدہ میں ہیں نور پھیلا ہوا ہے میں سجدہ کرنا چاہتا ہوں ایک لوہے کی سلاخ حلق سے سینے تک ہے جس سے میں سجدہ نہیں کر سکتا اس وجہ سے روتا ہوں فرمایا اے فرزند وہ سلاخ نہیں وہ تیر ہے جو میں نے تیرے سینے میں رکھا ہے اور یہ سب شیطان کا کرشمہ ہے شب قدر وغیرہ کچھ نہیں عرض کی حضور تشفی کے لئے کوئی دلیل ارشاد ہو فرمایا اچھا دونوں ہاتھ پھیلا کر تدریجاً سمیٹو سمیٹنا شروع کیا جتنا سمیٹتے تھے اتنی ہی روشنی مبدل بہ ظلمت ہوتی جاتی تھی یہاں تک کہ دونوں ہاتھ مل گئے بالکل اندھیرا ہو گیا آپ کے ہاتھوں میں سے شور وغل ہونے لگا حضرت مجھے چھوڑیئے میں جاتا ہوں تب ان مرید کی تشفی ہوئی (پھر فرمایا) بغیر علم کے صوفی کو شیطان کچے تاگے کی لگام ڈالتا ہے ایک حدیث میں ہے بعد نماز عصر شیاطین سمندر پر جمع ہوتے ہیں ابلیس کا تخت بچھتا ہے شیاطین کی کارگذاری پیش ہوتی ہے کوئی کہتا ہے اس نے اتنی شرابیں پلائیں کوئی کہتا ہے اس نے اتنے زنا کرائے سب کی سنیں کسی نے کہا اس نے آج فلاں طالب علم کو پڑھنے سے باز رکھا سنتے ہی تخت پر سے اچھل پڑا اور اس کو گلے سے لگایا اور کہا انت انت تو نے کام کیا تو نے کام کیا شیاطین یہ کیفیت دیکھ کر جل گئے کہ انہوں نے اتنے بڑے بڑے کام کیے ان کو کچھ نہ کہا اور اس کو اتنی شاباشی دی ابلیس بولا تمہیں نہیں معلوم جو کچھ تم نے کیا سب اسی کا صدقہ ہے اگر علم ہوتا تو وہ گناہ نہ کرتے بتاؤ وہ کونسی جگہ ہے جہاں سب سے بڑا عابد رہتا ہے مگر وہ عالم نہیں اور وہاں ایک عالم بھی رہتا ہو انہوں نے ایک مقام کا نام لیا صبح کو قبل طلوع آفتاب شیاطین کو لیے ہوئے اس مقام پر پہنچا اور شیاطین مخفی رہے اور یہ انسان کی شکل بن کر راستہ پر کھڑا ہو گیا عابد صاحب تہجد کی نماز کے بعد نماز فجر کے

واسطے مسجد کی طرف تشریف لائے راستہ میں ابلیس کھڑا ہی تھا سلام علیکم وعلیکم السلام حضرت مجھے ایک مسئلہ پوچھنا ہے عابد صاحب نے فرمایا پوچھو مجھے نماز کو جانا ہے اس نے اپنی جیب سے ایک چھوٹی شیشی نکال کر پوچھا اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ ان سماوات وارض کو اس چھوٹی سی شیشی میں داخل کردے عابد صاحب نے سوچا اور کہا کہاں آسمان وزمین اور کہاں یہ چھوٹی سی شیشی بولا بس یہی پوچھنا تھا تشریف لے جائیے اور شیاطین سے کہا دیکھو میں نے اس کی راہ ماردی اس کو اللہ کی قدرت ہی پر ایمان نہیں عبادت کس کام کی طلوع آفتاب کے قریب عالم صاحب جلدی کرتے ہوئے تشریف لائے اس نے کہا السلام علیکم وعلیکم السلام مجھے ایک مسئلہ پوچھنا ہے انہوں نے فرمایا پوچھو جلدی پوچھو نماز کا وقت کم ہے اس نے وہی سوال کیا فرمایا ملعون تو ابلیس معلوم ہوتا ہے ارے وہ قادر ہے کہ یہ شیشی تو بہت بڑی ہے ایک سوئی کے ناکے کے اندر اگر چاہے تو کروروں آسمان وزمین داخل کردے ان اللہ علی کل شئی قدیر عالم صاحب کے تشریف لے جانے کے بعد شیاطین سے بولا دیکھا یہ علم ہی کی برکت ہے۔

عرض: عورتوں کے لئے مسواک کیسی ہے۔

ارشاد: ان کے لئے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سنت ہے لیکن اگر وہ نہ کریں تو حرج نہیں ان کے دانت اور مسوڑے بہ نسبت مردوں کے کمزور ہوتے ہیں مسی کافی ہے۔

عرض: بیعانہ کی نسبت کیا حکم ہے۔

ارشاد: بیعانہ آج کل تو یوں ہوتا ہے کہ اگر خریدار بعد بیعانہ دینے کے نہ لے تو بیعانہ ضبط، اور یہ قطعاً حرام ہے۔

عرض: مرنے کے بعد مصنوعی دانت نکالنا چاہئیں یا نہیں۔

ارشاد: نکال لینا چاہئیں اگر کوئی تکلیف نہ ہو اور اس کے ٹوٹے ہوئے دانت کفن میں رکھ دیے جائیں۔

عرض: ایک صف فرض پڑھ رہی ہے درمیان میں ایک شخص بہ نیت نفل شریک

ہے ان کی نماز میں کوئی خرابی ہے یا نہیں۔

ارشاد: کوئی حرج نہیں۔

عرض: کیا قطع صف نہیں۔

ارشاد: نہیں۔

عرض: حالانکہ اس کی نماز اور ہے اور ان کی اور۔

ارشاد: اس کی نماز اور نہیں فرض مشتمل ہے مطلق نماز کو اور مطلق نماز نفل بھی ہے نفل ہر نماز میں داخل ہے ہاں اگر وہ لوگ آج کی ظہر پڑھ رہے ہوں اور یہ کل کی ظہر کی نیت سے امام کے پیچھے کھڑا ہو گیا تو اب اس کی نماز نہ ہوگی کہ اس کی نماز اور ہے اور امام کی اور۔ کل کی ظہر آج کی ظہر میں داخل نہیں۔

عرض: ایک شخص وضو کر رہا تھا اور دو آدمی باوضو تھے یہ خیال کر کے وہ وضو کر کے شامل ہو جائے گا ایک شخص امام بنکر آگے کھڑا ہو گیا اور دوسرا تنہا پیچھے لیکن وہ شخص وضو کر کے شامل ہی نہ ہوا اب ان دونوں کی نماز ہوئی یا نہیں۔

ارشاد: نماز تو ہو گئی لیکن امام اور مقتدی دونوں نے غلطی کی اور خلاف سنت کیا چاہیے تھا کہ امام اور مقتدی دونوں برابر کھڑے ہوتے جب وہ وضو کر کے آتا مقتدی پیچھے ہٹ آتا یا امام آگے بڑھ جاتا (پھر فرمایا) اس غلطی میں عوام تو عوام علما مبتلا ہیں حالت موجودہ کا اعتبار ہے غیب کا کیا علم ممکن ہے کہ وہ وضو کرتے ہی میں مر جائے یا اور کوئی عذر پیش آجائے۔

عرض: دو عورتوں کے بیچ میں سے نکلنے کی ممانعت کی کیا وجہ ہے۔

ارشاد: دو عورتوں کے بیچ میں سے نکلنے کو منع فرمایا عورتوں کے پیچھے چلنے سے منع فرمایا (پھر فرمایا) ایک عورت تین مردوں کی نماز فاسد کرتی ہے ایک وہ جو دہنی طرف ہو ایک وہ جو بائیں طرف ہو اور ایک وہ جو پیچھے ہو اور دو عورتیں کم سے کم چار کی دو دہنے بائیں اور دو دو جوان کے پیچھے ہیں اور تین عورتیں دو دہنے بائیں مردوں کی نماز فاسد کرتی ہیں اور اپنے پیچھے ہر صف میں سے تین تین آدمیوں کی جو ان کے محاذات میں

ہوں اور اگر چار عورتیں ہیں تو دو مردوں کی تو دہنے بائیں نماز فاسد کریں گی اور ان کے پیچھے اگر لاکھ صفیں ہوں تو سب کی نماز فاسد اگرچہ محاذات نہ ہو۔ آخر کچھ تو اثر ہے جو اتنی نمازیں فاسد ہوتی ہیں اسی وجہ سے دو عورتوں کے درمیان نکلنے سے منع فرمایا۔

عرض: کچھ مرد آگے ہیں ان کے پیچھے عورتیں اور ان کے پیچھے ایک دیوار ہے اس دیوار کے پیچھے جو لوگ کھڑے ہوں ان کی نماز کا کیا حکم ہے۔

ارشاد: اگر دیوار اتنی نیچی ہے کہ سینہ یا سر دکھائی دے جب بھی محاذات ہے اور مردوں کی نماز فاسد۔

عرض: اگرچہ عورتیں ضعیفہ ہوں۔

ارشاد: ضعیفہ ہوں یا قویہ عورتوں کو مسجد میں جانا ہی منع ہے حدیث میں ارشاد فرمایا عورت کی نماز اپنے تہ خانہ میں بہتر ہے کوٹھری میں نماز پڑھنے سے اور اس کی کوٹھری میں نماز بہتر ہے دالان میں نماز پڑھنے سے اور اس کی نماز دالان میں بہتر ہے صحن میں نماز پڑھنے سے اور اس کی اپنے صحن میں نماز بہتر ہے میری مسجد میں نماز پڑھنے سے (پھر فرمایا) مسجد اور جماعت کی حاضری عورتوں کو معاف ہے بلکہ ممنوع ہے۔

عرض: ایک صف مردوں کی پوری کھڑی ہے اور ان کے پیچھے عورتیں ہیں اب اور مرد بعد میں آنے والے کہاں کھڑے ہوں۔

ارشاد: اگر یہاں جگہ نہیں تو نماز باطل ہوگی دوسری مسجد میں پڑھیں۔

عرض: اگر امام نے دو آیتیں پڑھیں اور بھول کر اور جگہ کی ایک آیت پڑھ دی تو نماز ہوگئی یا نہیں۔

ارشاد: ہوگئی۔

عرض: رنڈیوں کا روپیہ مسجد کی خدمت میں صرف کر سکتے ہیں یا نہیں۔

ارشاد: نہیں۔ مسجد کے لیے مال حلال طیب ہو۔

عرض: اگر دیوار اس قدر اونچی ہو کہ عورتوں کے سر نہیں دکھائی دیتے تو اب امام کا رکوع وسجود بھی ان لوگوں پر جو دیوار کے پیچھے ہیں مخفی ہو جائے گا تو اقتدا کیونکر صحیح ہوگی۔

ارشاد: آواز پہنچے گی۔

عرض: قرض وصول کرنے میں خرچ ہو وہ مقروض سے لے سکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد: ایک حبہ نہیں لے سکتا۔

مؤلف: دوسری بار کی حاضری میں جو انعامات سرکار سے پائے ان کو بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا وہ خود اپنے مہمانوں کی مدد فرماتے ہیں اور حضور تو حضور ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضور کی امت کے اولیائے کرام کی بھی یہی شان ہے۔ حضرت سیدی احمد بدوی کبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کی مجلس میلاد مصر میں ہوتی ہے مزار مبارک پر آپ کی ولادت کے دن ہر سال مجمع ہوتا ہے اور آپ کا میلاد پڑھا جاتا ہے امام عبدالوہاب شعرانی قدس اللہ سرہ الربانی التزام کے ساتھ ہر سال حاضر ہوتے اپنی کتاب میں بھی بہت تعریف لکھی ہے کئی ورقوں میں اس مجلس کے حالات بیان کیے ہیں مجلس تین دن ہوتی ہے ایک دفعہ آپ کو تاخیر ہوگئی یہ ہمیشہ ایک دن پہلے ہی حاضر ہو جاتے تھے اس دفعہ آخر دن پہنچے جو اولیائے کرام مزار مبارک پر مراقب تھے انہوں نے فرمایا کہاں تھے دو روز سے حضرت مزار مبارک سے پردہ اٹھا اٹھا کر فرماتے ہیں عبدالوہاب آیا عبدالوہاب آیا انہوں نے فرمایا کیا حضور کو میرے آنے کی اطلاع ہوتی ہے انہوں نے فرمایا اطلاع کیسی حضور تو فرماتے ہیں کہ کتنی ہی منزل پر کوئی شخص میرے مزار پر آنے کا ارادہ کرے میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں اس کی حفاظت کرتا ہوں اگر اس کا ایک ٹکڑا رسی کا جاتا رہے گا اللہ تعالیٰ مجھ سے سوال کرے گا (پھر فرمایا) ان پر خاص توجہ تھی اور ان کو بھی خاص نیاز مندی تھی اسی وجہ سے حضرت کو ان سے خاص محبت تھی حدیث میں ہے جو کوئی دریافت کرنا چاہے کہ اللہ کے یہاں اس کی کس قدر قدر و منزلت ہے وہ یہ دیکھے کہ اس کے دل میں اللہ کی کس قدر قدر و منزلت ہے اتنی ہی اس کی اللہ کے یہاں ہے۔ حضرت سیدی عبدالوہاب اکابر اولیائے کرام میں سے ہیں حضرت سیدی احمد بدوی کبیر کے مزار پر بہت بڑا میلہ اور ہجوم ہوتا تھا اس مجمع میں چلے آتے تھے ایک تاجر کی کنیز پر نگاہ پڑی فوراً نگاہ پھیر لی کہ حدیث میں ارشاد ہوا۔ النظرة الا ولی لك والثانية عليك پہلی نظر

تیرے لیے ہے اور دوسری تجھ پر یعنی پہلی نظر کا کچھ گناہ نہیں اور دوسری کا مواخذہ ہوگا خیر نگاہ تو آپ نے پھیر لی مگر وہ آپ کو پسند آئی جب مزار شریف پر حاضر ہوئے ارشاد فرمایا عبدالوہاب وہ کنیز پسند ہے عرض کی ہاں اپنے شیخ سے کوئی بات چھپانا نہ چاہیے ارشاد فرمایا اچھا ہم نے تم کو وہ کنیز ہبہ کی اب آپ سکوت میں ہیں کہ کنیز تو اس تاجر کی ہے اور حضور ہبہ فرماتے ہیں معاً وہ تاجر حاضر ہوا اور اس نے وہ کنیز مزار اقدس کی نذر کی خادم کو اشارہ ہوا انہوں نے آپ کی نذر کر دی ارشاد فرمایا عبدالوہاب اب دیر کا ہے کی فلاں حجرہ میں لے جاؤ اور اپنی حاجت پوری کرو۔

عرض: انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء کرام کی حیات برزخیہ میں کیا فرق ہے۔

ارشاد: انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات حقیقی حسی دنیاوی ہے ان پر تصدیق وعدہ الٰہیہ کے لئے محض ایک آن کو موت طاری ہوتی ہے پھر فوراً ان کو ویسے ہی حیات عطا فرمادی جاتی ہے اس حیات پر وہی احکام دنیویہ ہیں ان کا ترکہ بانٹا نہ جائے گا ان کی ازواج کو نکاح حرام نیز ازواج مطہرات پر عدت نہیں وہ اپنی قبور میں کھاتے پیتے نماز پڑھتے ہیں بلکہ سیدی محمد بن عبدالباقی زرقانی فرماتے ہیں کہ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قبور مطہرہ میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں حضور اقدس ﷺ نے تو ان کو حج کرتے ہوئے لبیک پکارتے ہوئے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور اولیا علما شہدا کی حیات برزخیہ اگرچہ حیات دنیویہ سے افضل، اعلیٰ ہے مگر اس پر احکام دنیویہ جاری نہیں ان کا ترکہ تقسیم ہوگا ان کی ازواج عدت کریں گی اور حیات برزخیہ کا ثبوت تو عوام کے لئے بھی ہے حدیث میں ہے مثل مومن کی اس طائر کی طرح جو قفس میں ہے کہ جب تک وہ قفس میں ہے اس کی اڑان اسی تک ہے اور جب اس سے آزاد ہوا تو اس کی اڑان کتنی ہوگی بعد مرنے کے سمع، بصر، ادراک عام لوگوں کا، یہاں تک کہ کفار کا زائد ہو جاتا ہے اور یہ تمام اہلسنت و جماعت کا اجماعی عقیدہ ہے اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے جو خلاف کرے گمراہ ہے کہ جس کسی کی قبر پر آدمی جاتا ہے اگر صاحب قبر اس کو پہچانتا تھا تو اس کو پہچانتا ہے اور اس سے تسلی پاتا ہے اس کی آواز بلکہ اس کی پہچل

سنتا ہے اور اگر نہیں پہچانتا تھا تو اتنا ضرور جانتا ہے کہ ایک مسلمان میری قبر پر آیا ہے اگر کسی زندہ شخص کو اتنے من مٹی میں دبا دیا جائے تو اس کے اوپر اگر توپ بھی چھوڑی جائے جب بھی نہ سنے گا۔ تو ثابت ہوا کہ بعد مرنے کے سمع و بصر و ادراک بڑھ جاتا ہے۔

عرض: حضور بعض جگہ بچہ پیدا ہوتا ہے اور وہ بیان کرتا ہے کہ میں فلاں جگہ پیدا ہوا تھا اور تمام نشانیاں ظاہر کرتا ہے۔

ارشاد: الشیطان ینطق علی لسانہ شیطان اس کی زبان پر بولتا ہے اس کا شیطان اس بچہ کے شیطان سے پوچھ رکھتا ہے وہی بیان کرتا ہے تاکہ لوگ گمراہ ہوں کہ او ہو یہ تو آوا گون ہو گیا مسلمان کا ہمزاد مقید کر لیا جاتا ہے اور کافر کا بھوت ہو جاتا ہے جب کام کے واسطے لوگ دنیا میں بھیجے جاتے ہیں ان کے ساتھ کراماً کاتبین اور شیاطین ہوتے ہیں جب انسان مرجاتا ہے کراماً کاتبین عرض کرتے ہیں اے رب ہمارا کام ختم ہو گیا وہ شخص دار اعمال سے نکل گیا اجازت دے کہ ہم آسمان پر آئیں اور تیری عبادت کریں رب عزوجل ارشاد فرماتا ہے کہ میرے آسمان بھرے ہیں عبادت کرنے والوں سے کچھ حاجت تمہاری نہیں عرض کرتے ہیں الٰہی ہمیں زمین میں جگہ دے ارشاد ہوتا ہے میری زمینیں بھری ہیں عبادت کرنے والوں سے تمہاری کچھ حاجت نہیں عرض کرتے ہیں الٰہی پھر ہم کیا کریں ارشاد ہوتا ہے میرے بندے کی قبر کے سرہانے قیامت تک کھڑے رہو اور تسبیح و تقدیس کرتے رہو اس کا ثواب میرے بندے کو بخشتے رہو (پھر فرمایا) اچھی باتیں مثلاً سبحان اللہ و الحمد للہ و لا الہ الا اللہ واللہ اکبر ان کا اُخروی نفع تو یہ ہے کہ ہر کلمہ سے ایک پیڑ جنت میں لگایا جاتا ہے اسی کو فرمایا جاتا ہے۔ والباقیات الصالحات خیر عند ربك ثوابا وخیر املا ۔ اور دوسری جگہ فرمایا جاتا ہے۔ والباقیات الصالحات خیر عند ربك ثوابا وخیر مرّدا ۔ اور فی الحال ان کا نفع یہ ہے کہ وہ کلمات منہ سے نکل کر ہوا میں مجتمع رہتے ہیں ۔ قیامت تک تسبیح و تقدیس کریں گے اور اپنے قائل کے واسطے مغفرت مانگیں گے اسی طرح کلمات کفر منہ سے نکل کر ہوا میں مجتمع رہتے ہیں قیامت تک تسبیح و تقدیس کریں گے

اور اپنے قائل پر لعنت کرتے رہیں گے۔

عرض: ایسی الماری جو چھت سے لگی ہوئی ہے اس کے اوپر کے درجے میں قرآن شریف رکھا ہے اب اس کی طرف پیر کر کے سوسکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد: جب پاؤں کے محاذات سے بہت بلند ہے تو حرج نہیں۔

عرض: شراب بیچنے والے کے ہاتھ کوئی چیز بیچنا جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد: اگر شراب بیچنے والا مسلمان ہے اور اس کے پاس سوائے شراب کی آمدنی کے اور کچھ نہیں تو اس سے کوئی چیز بیچنا حرام ہے (یعنی جب کہ وہ قیمت اسی مال حرام سے دے اور اگر اس نے کسی سے مال حلال قرض لیا ہے اور مال حلال کے عوض اس سے کچھ خریدتا ہے تو بیچنے میں حرج نہ ہوگا ۱۲ مولف غفرلہ۔) اور اگر کافر ہے یا اس کے پاس سوائے اس کے اور بھی آمدنی ہے تو جائز ہے۔ کفار کے لیے شراب اور خنزیر ایسے ہیں جیسے ہمارے لیے سرکہ اور بکری، کالخل والشاۃ لنا۔

عرض: رنڈی کو مکان کرایہ پر دینا جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد: اس کا اس مکان میں رہنا کوئی گناہ نہیں رہنے کے واسطے مکان کرایہ پر دینا کوئی گناہ نہیں باقی رہا اس کا زنا کرنا یہ اس کا فعل ہے اس کے واسطے مکان کرایہ پر نہیں دیا گیا (یہاں بھی وہی ہے کہ اگر رنڈی کے پاس سوا اس ناپاک کمائی کے اور مال نہیں جس سے کرایہ ادا کرے تو وہ مال زنانہ لینا چاہئے اور اگر اور ہو خواہ یوں کہ مال حلال قرض لے کر دے تو حرج نہیں۔۱۲ مولف غفرلہ)

عرض: علاج کرنا سنت ہے یا نہ کرنا

ارشاد: دونوں سنت ہیں یہ بھی ارشاد ہوا ہے۔ تداووا عباد اللہ فان الذی انزل الداء انزل الدواء لکل داء علاج کرواے اللہ کے بندو کہ جس نے مرض اتارا ہے اس نے ہر مرض کی دوا بھی اتاری ہے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی عادت کریمہ اکثر یہی رہی ہے کہ امت کے لئے سنت ہو اور اکابر صدیقین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سنت علاج نہ کرنا رہی ہے۔

عرض: انگریزی دوائیاں جائز ہیں یا نہیں۔

ارشاد: ان کے یہاں کی جس قدر رقیق دوائیں ہیں سب میں عموماً شراب ہوتی ہے سب نجس وحرام ہیں۔

عرض: اگر بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر جانور کے تیر مارا اور اس کے پاس پہنچنے سے پہلے بغیر ذبح کیے مر گیا اب اس کا کھانا کیسا ہے۔

ارشاد: جائز ہے خواہ کہیں لگ جائے (پھر فرمایا) اگر تکبیر کہہ کر بندوق ماری اور ذبح کرنے سے پیشتر مر گیا تو حرام ہے اس واسطے کہ بندوق میں توڑ ہے کاٹ نہیں اور تیر میں کاٹ ہے۔

عرض: سنا گیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بلی اور اصحاب کہف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کتا جنت میں جائیں گے یہ صحیح ہے یا نہیں۔

ارشاد: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بلی کے لئے ثابت نہیں اور اصحاب کہف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کتا بلعم باعور کی شکل بنکر جنت میں جائے گا اور وہ اس کتے کی شکل ہو کر دوزخ میں پڑے گا اسی کو فرمایا گیا ہے۔ فمثلہ کمثل الکلب ۥ ان تحمل علیہ یلهث او تترکہ یلهث ہم نے اس کو اپنی آیتیں دیں تو وہ نکل گیا ان سے اور گمراہوں میں سے ہو گیا اور اگر ہم چاہتے تو اس کو ان آیتوں کے سبب بلند فرما لیتے لیکن وہ تو زمین پکڑ گیا اس سے اٹھا نہ گیا اس نے اپنی خواہش کا اتباع کیا تو اس کی مثل کتے کی مثل ہے اگر اس پر بوجھ لادے تو ہانپے اور اگر چھوڑ دے تو ہانپے یہ ان لوگوں کی مثل ہے جنہوں نے ہماری آیتوں کی تکذیب کی (پھر فرمایا) اس نے محبوبانِ خدا کا ساتھ دیا اللہ نے اس کو انسان بنا کر جنت عطا فرمائی۔ اور اس نے محبوبان خدا سے عداوت کی بنی اسرائیل میں بہت بڑا عالم تھا مستجاب الدعوات تھا لوگوں نے اس کو بہت سا مال دیا کہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے بددعا کرے خبیث لالچ میں آ گیا اور بددعا کرنی چاہی جو الفاظ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے کہنا چاہتا تھا اپنے لیے نکلتے تھے اللہ نے اس کو ہلاک کر دیا اور استن حنانہ شریف میں علما کا اختلاف ہے ایک روایت آئی ہے کہ

حضور نے ارشاد فرمایا اگر تو چاہے تو تیرے باغ کے اندر تجھے پھر لگا دیا جائے تجھ میں پتے پھل پھول آئیں یا جنت کا ایک پیڑ ہو جنت کے لوگ تجھ سے فائدہ اٹھائیں اس نے عرض کیا دنیا دار الفنا ہے میں نے دار الفنا پر دار البقا اختیار کیا حضور نے اس کو منبر کے نیچے دفن فرما دیا حضرت مولانا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

آں ستوں را دفن کرد اندر زمیں — تا چو مردم حشر یا بد روز دیں

تا بدانی ہر کرا یزداں بخواند — از ہمہ کارِ جہاں بے کار ماند

عرض: سِرّیتین (فرض کی پچھلی وہ دو رکعتیں جن میں قراءت خفی ہوتی ہے۔۱۲ مؤلف غفرلہ) میں جب امام الحمد شریف پڑھے تو تعوذ اور آمین کہے یا نہیں۔

ارشاد: تعوذ نہ کرے ہاں بسم اللہ پڑھ کر شروع کرے اور ختم پر آمین کہے اور اگر مقتدیوں کے کانوں تک آواز پہنچ جائے تو وہ بھی آمین کہیں۔

عرض: حضور بعض مرض متعدی بھی ہوتے ہیں۔

ارشاد: نہیں۔حدیث میں ارشاد ہوا لا عدوی۔

عرض: پھر جذامی سے بھاگنے کا کیوں حکم دیا گیا۔

ارشاد: وہ حکم ضعیف الایمان کے واسطے ہے کہ اگر وہ اس کے پاس بیٹھے اور تقدیر الٰہی سے کچھ ہو جائے تو شیطان بہکا دے گا کہ یہ اس کے پاس بیٹھنے سے ہو گیا گر نہ بیٹھتا تو نہ ہوتا تقدیر الٰہی کو بھول جائے گا۔

عرض: پھر طاعون سے بھاگنے کی ممانعت کیوں۔

ارشاد: اس کے لئے حدیث میں صاف ارشاد ہے۔الفار من الطاعون کالفار من الزحف طاعون سے بھاگنے والا ایسا ہی ہے جیسا جہاد میں کفار کو پیٹھ دیکر بھاگنے والا اس پر بھی یہی ارشاد ہوا کہ جہاں طاعون ہو وہاں بلا ضرورت نہ جاؤ۔

عرض: ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انکار سماع موتےٰ سے رجوع ثابت ہے یا نہیں۔

ارشاد: نہیں۔وہ جو فرما رہی ہیں حق فرما رہی ہیں وہ مردوں کے سننے کا انکار

فرماتی ہیں مردے کون ہیں جسم۔ روح مردہ نہیں اور بے شک جسم نہیں سنتا سنتی روح ہے اوراس کی دلیل یہ ہے کہ جب ام المومنین کے حضور میں سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث بیان کی گئی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ما انتم باسمع منھم تم اس سے زیادہ سننے والے نہیں۔ ام المومنین نے فرمایا اللہ رحم فرمائے امیر المومنین پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ نہیں ارشاد فرمایا بلکہ فرمایا۔ انھم لیعلمون بے شک وہ جانتے ہیں امیر المومنین کو سہو ہوا انہوں نے فرمایا ما انتم باسمع منھم تو خود ام المومنین مردوں کو علم کا اقرار فرماتی ہیں سماع سے بیشک انکار فرماتی ہیں اور وہ بھی اس کے ان معنوں سے جو عرف میں شائع ہیں۔ سماع کے عرفی معنی ان آلات کے ذریعہ سے سننا اور یہ یقیناً بعد مرنے کے روح کے لیے نہیں روح کو جسم مثالی دیا جاتا ہے اس جسم کے کانوں سے سنتی ہے پھر ام المومنین کا ان آیتوں سے استدلال اور بھی اس کو ظاہر کررہا ہے۔ انك لا تسمع الموتی اور وما انت بمسمع من فی القبور ٥ موتی کون ہیں اجسام۔ قبور میں کون ہیں وہی اجسام تو پھر اجسام ہی کے سننے سے انکار ہوا اور وہ یقیناً حق ہے (پھر فرمایا) خود ام المومنین کا طرز عمل سماع موتیٰ کو ثابت کررہا ہے۔ فرماتی ہیں کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے حجرہ میں دفن ہوئے میں بغیر چادر اوڑھے بے حجابانہ حاضر ہوتی اور کہتی انما ھو زوجی میرے شوہر ہی تو ہیں پھر میرے باپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ دفن ہوئے جب بھی میں بغیر احتیاط کے چلی جاتی اور کہتی انما ھما زوجی وابی میرے شوہر اور میرے باپ ہی تو ہیں پھر جب حضرت عمر دفن ہوئے (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تو میں نہایت احتیاط کے ساتھ چادر سے لپٹی ہوئی حاضر ہوتی اس طرح کہ کوئی عضو کھلا نہ رہے حیاء من عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عمر کی شرم سے تو اگر ارواح کا سمع، بصر نہ مانتیں تو پھر حیاء من عمر کے کیا معنی (پھر فرمایا) تین باتوں میں ام المومنین کا خلاف مشہور ہے اور ان تینوں میں غلط فہمی ایک تو یہی سماع موتیٰ کہ وہ سماع عرفی کا جسموں کے واسطے انکار فرماتی ہیں اور اس کو غلط فہمی سے ارواح کے سماع حقیقی پر محمول

کیا جاتا ہے۔ دوسرے معراج جسدی کے بارہ میں انکار مشہور ہے کہ ام المومنین فرماتی ہیں ما فقدت جسد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جسد اقدس میرے پاس سے کہیں نہ گیا حالانکہ آپ معراج منامی کے بارہ میں فرمارہی ہیں جو مدینہ منورہ میں ہوئی اور وہ معراج تو مکہ معظّمہ میں ہوئی اس وقت ام المومنین خدمت اقدس میں حاضر بھی نہ ہوئی تھیں بلکہ نکاح سے بھی مشرف نہ ہوئی تھیں اسے اس پر محمول کرنا سراسر غلط فہمی۔ تیسرے علم مافی الغد کے بارہ میں ام المومنین کا قول ہے کہ جو یہ کہے کہ حضور کو علم مافی الغد تھا وہ جھوٹا ہے اس سے مطلق علم کا انکار نکالنا محض جہالت ہے علم جب کہ مطلق بولا جائے خصوصاً جب کہ غیب کی طرف مضاف ہو تو اس سے مراد علم ذاتی ہوتا ہے اس کی تصریح حاشیہ کشاف پر میر سید شریف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کردی ہے اور یہ یقیناً حق ہے کہ کوئی شخص کسی مخلوق کے لئے ایک ذرہ کا بھی علم ذاتی مانے یقیناً کافر ہے۔

عرض: ولقد راٰہ نزلۃ اخریٰ ○ عندی سدرۃ المنتھیٰ ○ میں عند کس سے ظرف ہے۔

ارشاد: رَاٰہُ کی ضمیر فاعل سے اور جن لوگوں نے اس سے مراد رویت جبریل لی ہے وہ رَاٰہ کی ضمیر مفعول سے مانتے ہیں (پھر فرمایا) بعض اس پوری سورت کو جبریل علیہ الصلاۃ والسلام کے متعلق مانتے ہیں اور اصح وارجح اور نظم قرآنی سے اوفق وہی ہے جو جمہور صحابہ کرام و تابعین عظام وائمہ اعلام کا مذہب ہے کہ یہ تمام ضمیریں رب العزۃ جل جلالہ کی طرف راجع ارشاد ہوتا ہے۔ فاوحی الی عبدہ ما اوحی ۔ظاہر آیت چاہتی ہے اس بات کو کہ یہ ضمیریں اللہ کی طرف راجع ہوں ورنہ اختلاط ہو جائے گا کہ اوحی کی ضمیریں دونوں جگہ جبریل کی طرف راجع ہوں گی اور عبدہ کی ضمیر بیچ میں اللہ کی طرف، پھر آگے معبودان باطل کا مقابلہ فرمایا جاتا ہے۔ افرئیتم اللّٰت والعزیٰ ۔ ومنوٰۃ الثالثۃ الاخریٰ۔ الی قولہ تعالیٰ ان ھی الا اسماء سمیتموھا انتم وآباء کم ماانزل اللہ بھا من سلطان ۔ ان یتبعون الا الظن ○ کیا تم نے دیکھا ہے لات وعزا ومنات کو وہ تو نہیں ہیں مگر کچھ نام کہ تم نے اور تمہارے باپ دادا

نے گڑھ لیے اللہ نے اس پر کوئی دلیل نہ اتاری وہم کی پیروی کرتے ہو، تو فرمایا جاتا ہے کہ تم اپنے معبودوں کو بغیر دیکھے پوجتے اور یہ اپنے رب کو دیکھ کر اس کی عبادت کرتے ہیں (پھر فرمایا) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اس میں کیا کمال کہ جبریل کو دیکھ لیں جبریل کا کمال ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوں امام احمد حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان ضمائر کو جبریل کی طرف پھیرا کرتے۔ ایک مرتبہ خلوت میں لیٹے ہوئے تھے ایک صاحب نے پوچھا ھل رائ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ربہ کیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا یہ سنتے ہی اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمانے لگے: راٰہ راٰہ راٰہ حتیٰ انقطع نفسہ حضور نے اپنے رب کو دیکھا دیکھا دیکھا فرماتے رہے یہاں تک کہ سانس ختم ہوگئی اس وقت کے عوام کے ذہن میں یہ مسئلہ نہیں آسکتا تھا اس لئے عوام میں اس کے معنی وہ فرماتے تھے اور جب خلوت میں پوچھا تو چونکہ کوئی اندیشہ نہ تھا اس لیے صاف صاف فرمادیا (پھر فرمایا) یہ واقعہ ایسا ہے کہ رب العزۃ جل جلالہ کو اس کی تصریح خود نہیں منظور سورۂ النجم شریف میں کوئی لفظ تصریح کا نہیں خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس حدیث میں اس واقعہ کو بیان فرمایا وہ دونوں معنی کو محتمل فرماتے ہیں نورٌ انیّ اراہ۔ انّی کے معنی کیف کے بھی ہیں تو معنے یہ ہوں گے نور ہے اس کو کیونکر دیکھوں اور انی اینما کا مرادف ہے تو معنی یہ ہیں نور ہے جہاں دیکھوں اس کو۔

مؤلف: مولوی عبدالکریم صاحب رضوی چتوڑی نے عزلت نشینی کے متعلق کچھ عرض کیا اس پر ارشاد فرمایا آدمی تین قسم کے ہیں مفید، مستفید، منفرد، مفید وہ کہ دوسروں کو فائدہ پہنچائے مستفید وہ کہ خود دوسرے سے فائدہ حاصل کرے منفرد وہ کہ دوسرے سے فائدہ لینے کی اسے حاجت نہ ہو اور نہ دوسرے کو فائدہ پہنچا سکتا ہو۔ مفید اور مستفید کو عزلت گزینی حرام ہے اور منفرد کو جائز بلکہ واجب امام ابن سیرین کا واقعہ بیان فرما کر ارشاد فرمایا وہ لوگ جو پہاڑ پر گوشہ نشین ہو کر بیٹھ گئے تھے وہ خود فائدہ حاصل کیے ہوئے تھے اور دوسروں کو فائدہ پہنچانے کی ان میں قابلیت نہ تھی ان کو گوشہ نشینی جائز تھی اور امام ابن

سیرین پر عزلت حرام تھی (پھر فرمایا) امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے ایک عالم صاحب کی وفات ہوئی ان کو کسی نے خواب میں دیکھا پوچھا آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا فرمایا جنت عطا کی گئی نہ علم کے سبب بلکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ اس نسبت کے سبب جو کتے کو راعی کے ساتھ ہوتی ہے کہ ہر وقت بھونک کر بھیڑوں کو بھیڑیے سے ہوشیار کرتا رہتا ہے مانیں نہ مانیں یہ ان کا کام سرکار نے فرمایا کہ بھونکے جاؤ بس اسقدر نسبت کافی ہے۔ لاکھ ریاضتیں لاکھ مجاہدے اس نسبت پر قربان جس کو یہ نسبت حاصل ہے اس کو کسی مجاہدے کسی ریاضت کی ضرورت نہیں (پھر فرمایا) اور اسی میں ریاضت کیا تھوڑی ہے جو شخص عزلت نشین ہو گیا نہ اس کے قلب کو کوئی تکلیف پہنچ سکتی ہے نہ اس کی آنکھوں کو نہ اس کے کانوں کو۔ اس سے کہیے جس نے اوکھلی میں سر دیا ہے اور چاروں طرف سے موسل کی مار پڑ رہی ہے کئی ہزار کی تعداد میں وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے نہ مجھ کو کبھی دیکھا نہ میں نے کبھی ان کو دیکھا اور روزانہ صبح اٹھ کر پہلے مجھے کوستے ہوں گے پھر اور کام کرتے ہوں گے اور بحمد اللہ تعالیٰ لاکھوں کی تعداد میں وہ لوگ بھی نکلیں گے جنہوں نے نہ مجھ کو دیکھا اور نہ میں نے ان کو دیکھا اور روزانہ صبح اٹھ کر نماز کے بعد میرے لیے دعا کرتے ہوں گے (پھر فرمایا) گالیاں جو چھاپتے ہیں اخباروں میں اور اشتہاروں میں وہ اخبار و اشتہار تو ردی میں جل کر خاکستر ہو جاتے ہیں لیکن وہ چٹکیاں جو ان کے دلوں میں لی گئی ہیں وہ قبروں میں ساتھ جائیں گی اور ان شاء اللہ تعالیٰ حشر میں رسوا کریں گی صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے وصال کو تیرہ سو برس سے زائد ہوئے اس وقت تک تبرے سے انہیں نجات نہیں یہ کیوں۔ اس لیے کہ غاشیہ اٹھایا حق کا اپنے کندھوں پر اور دور مٹایا اہل باطل کا رحم اللہ عمر ترکہ الحق مالہ من صدیق اللہ رحمت کرے عمر پر کہ حق گوئی نے اسے ایسا کر دیا کہ اس کا کوئی دوست نہ رہا۔

عرض: یہ دعا کرنا کہ اللہ وہابیوں کو ہدایت کرے جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد: وہابیہ کے لئے دعا فضول ہے ثم لا یعودون ان کے لئے آچکا ہے وہابی کبھی لوٹ کر نہ آئے گا اور جو ہدایت پا جائے وہ وہابی نہ تھا ہو چلا تھا کفار وہاں جا کر

کہیں گے ہمیں واپس دنیا میں بھیج کہ تجھ پر ایمان لائیں فرمایا ہے ولو ردوا لعادوا لما نھوا عنه اگر انہیں پھر بھیجا جائے تو وہی کریں گے جس سے پہلے منع کیا گیا تھا۔

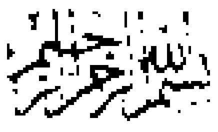
مؤلف: پنجشنبہ کے دن بعد عصر حسب معمول خط بنانے کے واسطے حجام حاضر ہوا اس کے ہاتھوں میں بدبو تھی ناپسند فرما کر دھونے کے لئے ارشاد فرمایا (پھر فرمایا) یہ بھی بےصبری وناشکری ہے سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام ایک مرتبہ لوگوں کے ساتھ تشریف لیے جارہے تھے راستہ میں نہایت لطیف خوشبو آئی تمام لوگوں نے قصداً اسے سونگھا اور آپ نے ناک بند کرلی آگے چل کر ایک نہایت تیز بدبو آئی سب نے ناک بند کرلی مگر آپ کھولے رہے لوگوں نے سبب پوچھا ارشاد فرمایا وہ نعمت تھی میں نے خوف کیا کہ شاید میں اس کا شکریہ ادا نہ کرسکوں اور یہ بلا تھی اس پر میں نے صبر کیا۔

عرض: داڑھی چڑھانا کیسا ہے۔

ارشاد: نسائی شریف میں ہے۔من عقد لحیتهٗ فاخبروه ان محمدا صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم بری منه جو شخص اپنی داڑھی چڑھائے اسے خبر دیدو کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس سے بیزار ہیں۔

عرض: حضور میری آنکھوں کی روشنی بہت کم ہے۔

ارشاد: ا۔آیۃ الکرسی شریف یاد کرلیجیے ہر نماز کے بعد ایک بار پڑھیے نماز پنجگانہ کی پابندی رکھیے اور عورتیں کہ جن دنوں میں انہیں نماز کا حکم نہیں وہ بھی پانچوں وقت آیۃ الکرسی اس نیت سے کہ اللہ کی تعریف ہے نہ اس نیت سے کہ کلام اللہ ہے پڑھ لیا کریں اور جب اس کلمہ پر پہنچیں ولا یؤدہ حفظھما دونوں ہاتھوں کی انگلیاں آنکھوں پر رکھ کر اس کلمہ کو گیارہ بار کہیں پھر دونوں ہاتھوں کی انگلیوں پر دم کر کے آنکھوں پر پھیر لیں۔



نور نور نور نور نور

سفید چینی کی تشتری پر اسے اسی طرح لکھیں کہ واؤ اور میم کے سر کھلے رہیں اور آبِ زمزم شریف اور نہ ملے تو آب باراں اور نہ ملے تو آب جاری اور نہ ملے تو آب تازہ سے دھوکر دوسو چھپن (۲۵۶) بار اس پر **یا نور** پڑھ کر دم کریں اول و آخر تین تین بار یہ درود شریف اللھم یا نور یا نور النور صلّ علی نورک المنیر و آلہ وبارک وسلم یہ پانی آنکھوں پر لگائیں اور باقی پی لیں۔

۳۔ ٹھلیا کے تعویذوں کا چلہ کریں (پھر فرمایا) یہ عمل ایسے قوی التاثیر ہیں کہ اگر صدق اعتقاد ہو تو انشاء اللہ تعالیٰ گئی ہوئی آنکھیں واپس آجائیں۔

مؤلف: ایک صاحب نے پانی پی کر بچا ہوا پھینک دیا اس پر ارشاد فرمایا پھینکنا نہ چاہیے کسی برتن میں ڈال دیتے اس وقت تو پانی افراط سے ہے اس ایک گھونٹ پانی کی قدر نہیں جنگل میں جہاں پانی نہ ہو وہاں اس کی قدر معلوم ہو سکتی ہے کہ اگر ایک گھونٹ پانی مل جائے تو ایک انسان کی جان بچ جائے۔ حضرت خلیفہ ہارون رشید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علما دوست تھے دربار میں علما کا مجمع ہر وقت رہتا تھا۔ ایک مرتبہ پانی پینے کے واسطے منگایا منہ تک لے گئے تھے پینا چاہتے تھے کہ ایک عالم صاحب نے فرمایا امیر المومنین ذرا ٹھہریے میں ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں فوراً خلیفہ نے ہاتھ روک لیا انہوں نے فرمایا اگر آپ جنگل میں ہوں اور پانی میسر نہ ہو اور پیاس کی شدت ہو تنا پانی کس قدر قیمت دے کر خریدیں گے فرمایا واللہ آدھی سلطنت دے کر فرمایا بس پی لیجیے جب خلیفہ نے پی لیا انہوں نے فرمایا اب اگر یہ پانی نکلنا چاہے اور نہ نکل سکے تو کس قدر قیمت دیکر اس کا نکلنا مول لیں گے کہا واللہ پوری سلطنت دیکر۔ ارشاد فرمایا بس آپ کی سلطنت کی یہ حقیقت ہے کہ ایک مرتبہ ایک چلو پانی پر آدھی بک جائے اور دوسری بار پوری اس پر جتنا چاہے تکبر کر لیجیے۔

عرض: سبز رنگ کا جوتہ پہننا کیسا ہے۔

ارشاد: جائز ہے۔

عرض: حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکل مبارک شکل اقدس سے ملتی تھی یا نہیں۔

ارشاد: نہیں۔

عرض: پھر اس شعر کا کیا مطلب ہے۔

نقشہٴ شاہِ مدینہ صاف آتا ہے نظر　　جب تصور میں جماتے ہیں سراپا غوث کا

ارشاد: اس کے یہ معنی ہیں کہ جمال غوثیت آئینہ ہے جمال اقدس کا اس میں وہ شبیہ مبارک دکھائی دیگی (پھر فرمایا) امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکل مبارک سر سے سینہ تک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشابہ تھی اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سینے سے ناخن پا تک اور حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سر سے پاؤں تک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشابہ ہوں گے ایک صحابی حضرت عابس ابن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شباہت کچھ کچھ سرکار سے ملتی تھی جب وہ تشریف لاتے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تخت سے سروقد کھڑے ہو جاتے (پھر فرمایا) اور یہ تو ظاہری شباہت ہے ورنہ فی الحقیقت وہ ذات اقدس تو شبیہ سے منزہ و پاک بنائی گئی ہے کوئی ان کے فضائل میں شریک نہیں امام محمد بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قصیدہ بردہ شریف میں عرض کرتے ہیں۔

منزہ عن شریك فی محاسنه　　فجو هر الحسن فیه غیر منقسم

حضور اپنے تمام فضائل ومحاسن میں شریک سے پاک ہیں جوہر حسن آپ میں غیر منقسم ہے اہلسنت کی اصطلاح میں جوہر اس جز کو کہتے ہیں جس کی تقسیم محال ہو یعنی حضور کے حسن میں سے کسی کو حصہ نہیں ملا۔

عرض: جمعہ پڑھانا کس کا حق ہے۔

ارشاد: سلطان اسلام یا اس کے نائب یا اس کے ماذون کا۔

عرض: جہاں سلطانِ اسلام نہ ہو وہاں کیا عالم دین اس کا قائم مقام مانا جائے گا۔

ارشاد: ہاں عالم دین ہی سلطان اسلام ہے وہ ہو یا اس کا نائب یا اس کا ماذون۔

عرض: بجائے التحیات کے الحمد شریف پڑھ گیا اب کیا کرے۔

ارشاد: سوائے قیام کے تلاوت قرآن نہ رکوع میں جائز ہے نہ سجود میں نہ قعدہ میں بھول کر پڑھ گیا تو سجدہ سہو کرے۔

عرض: جس طرح ایمان کا تعلق قلب سے ہے کہ بغیر تصدیق قلبی زبانی کلمہ گوئی کارآمد نہیں اسی طرح صرف کلمہ کفر بکنے سے بھی کفر نہ ہونا چاہیے جب تک کہ دل سے اس کا اقرار نہ کرے۔

ارشاد: زبان سے بلا کراہ اس کا کلمہ کفر بکنا صراحۃً اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس کے دل میں ایمان نہیں ایمان ہوتا تو بلا اکراہ ایسے لفظ نہ بکتا الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان فرمایا گیا ہے صرف صورت اکراہ کا استثنا ہے حدیث میں ایمان کی تعریف آئی ہے کہ دوبارہ کافر ہونے کو آگ میں ڈالے جانے سے بدتر جانے اگر ایسا جانتا ہرگز بلا اکراہ نہ بکتا۔

عرض: سجدہ شکر کی نیت نماز کے سجدہ میں کرلی تو کچھ حرج تو نہیں۔

ارشاد: کوئی حرج نہیں اور بہتر یہ کہ نماز سے علٰحدہ کرے۔

عرض: نورالایضاح میں ہے سجدة الشکر مکر وهة عندالا مام۔

ارشاد: اس میں امام سے تین قول منقول ہیں ایک تو یہی کہ مکروہ ہے اور ایک لیس بشئ اور صحیح یہ کہ مستحب ہے۔

عرض: جنازہ کی نماز طلوع یا غروب کے وقت پڑھ سکتا ہے۔

ارشاد: جنازہ اگر آیا خاص طلوع یا غروب کے وقت یا نماز عصر کے بعد تو پڑھ سکتا ہے اور اگر پہلے سے لایا ہوا رکھا ہے تو جب تک آفتاب بلند نہ ہو یا غروب نہ ہولے نہ پڑھے۔

عرض: ایک مرتبہ ارشاد عالی ہوا تھا کہ مرنے کے لئے خوشی سے تیار رہے حضور جو مجرم ہے وہ کیسے خوش ہوسکتا ہے۔

ارشاد: گناہ چھوڑے توبہ کرے اور خوشی سے موت کے لیے تیار رہے یہ مطلب نہیں کہ گناہ کرتا رہے اور موت کے لیے خوش رہے یہ کیسے ہوسکتا ہے (پھر فرمایا)

اللہ کا بندہ جب توبہ لاتا ہے رب کے حضور تو وہ اس سے زیادہ خوش ہوتا ہے جتنا وہ شخص جس کی اونٹنی مع زادراہ کے گم گئی اس کے ملجانے پر خوش ہو۔

عــــرض: حضور اگر کوئی شخص ایسے مقام پر زنا کرے جہاں اقامت حدود نہ ہو وہاں توبہ کرنے سے معافی ہو جائے گی یا نہیں۔

ارشاد: جس گناہ میں صرف حق اللہ ہو حق العبد نہ ہو وہ توبہ سے معاف ہو جائے گا اور بعض وہ ہیں جن میں حق العبد بھی شامل ہوتا ہے تو جب تک اس سے معاف نہ کرائے صرف توبہ سے معاف نہ ہوں گے۔

عرض: زنا میں وہ کون ہیں جن کا حق شامل ہوتا ہے۔

ارشاد: بعض وقت عورت کا بھی حق ہوتا ہے جب کہ اس سے جبراً زنا کیا جائے اور اس کا باپ بھائی شوہر جس جس کو اس خبر سے عار لاحق ہو گی ان سب کا حق ہے علما میں اختلاف ہے بعض نے کہا کہ صاف لفظوں میں ان سے معافی مانگے کہ میں نے یہ کام کیا ہے معافی چاہتا ہوں اور بعض نے کہا یوں کہہ سکتا ہے کہ جو چھوٹے سے چھوٹا اور بڑے سے بڑا تمہارا حق میرے ذمہ ہے معاف کر دو لیکن یہ قول مرجوح ہے اور مفتی کو جائز نہیں کہ قول مرجوح پر فتویٰ دے اور نہ قاضی حکم دے سکتا ہے فقہائے کرام تصریح فرماتے ہیں ۔الحکم والفتیا بالقول المرجوح جهل وخرق للاجماع قول مرجوح پر فتویٰ اور حکم دینا جہالت اور اجماع کی مخالفت ہے (پھر فرمایا) اس بریلی میں غدر سے پہلے ایک صاحب نے عجیب شان سے توبہ کی کہ نہ ایسا کہیں دیکھا نہ سنا کسی عورت کے ساتھ ان سے گناہ سرزد ہوا بعد کو نادم ہوئے ایک گڑھا قد آدم اکیلے مکان میں آ کر کھودا اور اس عورت کے شوہر کو وہاں لا کر اس گڑھے میں کو دے تلوار اس کو دی اس وقت کہا یہ خطا مجھ سے سرزد ہوئی ہے خواہ قتل کر کے مجھ کو اس گڑھے میں دفن کر دے کسی کو خبر بھی نہ ہو گی یا اللہ کے واسطے معاف کر دے اس کی زبان سے کچھ نہ نکلا اور معاف ہی کرنا پڑا۔

عرض: اگر قرضدار ہے اور میعاد پوری ہو چکی ہے اور ڈر یہ ہے کہ قرض خواہ قید کرا دے گا اور مکان کوئی لیتا نہیں ہے ایسی حالت میں دخلی رہن کرنا جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد: اگر حاجت صحیح ہے اور سچے دل سے بیچنا چاہتا ہے اور کوئی نہیں لیتا تو اجازت ہے (پھر فرمایا) مگر ایسی صورت بہت کم ہوگی دس کا مال نو میں فروخت کرے گا ہر کوئی لے گا اور رہن میں یہ حالت ہوتی ہے کہ ہزار کا مال چار سو میں۔

عرض: خلال کرنا سنت ہے۔

ارشاد: ہاں تنکے سے کرنا سنت ہے۔

عرض: وضو کی حالت میں جھوٹ بولا یا غیبت کی یا فحش بکا تو وضو میں کوئی خرابی تو نہیں آتی۔

ارشاد: مستحب یہ ہے کہ پھر وضو کر لے اگر نماز اسی وضو سے پڑھ لی خلاف مستحب کیا۔

عرض: اگر دوا میں افیون اس قدر پڑی ہو کہ نشہ نہ لائے تو جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد: ہاں اگر ایسی صورت ہو کہ اس کا کوئی اثر واقع نہ ہوتا ہو اور اس کی عادت نہ پڑے اور آئندہ بھی کوئی بات ظاہر نہ ہو تو جائز ہے۔

عرض: حدیث شریف میں آیا ہے انی حرمت کل مسکر و مفتر اور افیون مفتر ہے تو چاہیے کہ حرام ہو۔

ارشاد: ہاں اگر حد تفتیر کو پہنچے گی تو حرام ہے۔

عرض: تو حضور شراب کا بھی جب تک حد اسکار کو نہ پہنچے یہی حکم ہونا چاہیے۔

ارشاد: وہ تو حرام لعینہ ہے مثل پیشاب کے نجس ہے اپنی نجاست کے سبب حرام ہے نہ اسکار کے سبب اگر ایک قطرہ کوئیں میں پڑ جائے سارا کوآں نجس ہو جائے گا۔

عرض: امام ضامن کا جو پیسہ باندھا جاتا ہے اس کی کوئی اصل ہے۔

ارشاد: کچھ نہیں۔

عرض: حضور یہ کسی صاحب کا لقب ہے۔

ارشاد: ہاں امام علی رضا کا رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

عرض: اگر مٹی آنکھوں میں پڑ جائے اور پانی نکلے تو ناقض وضو ہے یا نہیں۔

ارشاد: یہ وہ پانی نہیں جس سے وضو ٹوٹے ہاں دکھتی آنکھ سے اگر پانی نکلے ناقض وضو ہے۔

عرض: حضور یہ مشہور ہے۔ الولایۃ افضل من النبوۃ ہ

ارشاد: یوں نہیں بلکہ یوں ہے۔ولایۃ النبی افضل من نبوتہ نبی کی ولایت اس کی نبوت سے افضل ہے کہ ولایت کی توجہ الی اللہ ہے اور نبوت کی توجہ الی الخلق ہے۔

عرض: حضور ولی کی ولایت بھی متوجہ الی اللہ ہوتی ہے۔

ارشاد: ہاں مگر اس کی توجہ الی اللہ نبی کی توجہ الی الخلق کے کروڑویں حصہ کو نہیں پہنچتی۔

عرض: حضور بزرگان دین کے اعراس کی تعیین میں بھی کوئی مصلحت ہے۔

ارشاد: ہاں اولیائے کرام کی ارواح طیبہ کو ان کے وصال شریف کے دن قبور کریمہ کی طرف توجہ زیادہ ہوتی ہے چنانچہ وہ وقت جو خاص وصال کا ہے اخذ برکات کے لئے زیادہ مناسب ہوتا ہے۔

عرض: حضور بزرگان دین کے اعراس میں جو افعال ناجائز ہوتے ہیں ان سے ان حضرات کو تکلیف ہوتی ہے۔

ارشاد: بلاشبہ اور یہی وجہ ہے کہ ان حضرات نے بھی توجہ کم فرمادی ورنہ پہلے جس قدر فیوض ہوتے تھے وہ اب کہاں۔

عرض: یہ حکم جو فرمایا گیا ہے کہ مزار شریف پر پائنتی کی طرف سے حاضر ہو ورنہ صاحب قبر کو سر اٹھا کر دیکھنا پڑے گا تو کیا عالم برزخ میں بھی اولیائے کرام کو سر اٹھانے کی ضرورت پڑتی ہے۔

ارشاد: ہاں عوام کو بلکہ عامہ اولیائے کرام کو بھی اس کی ضرورت ہے اور یہ تو شان نبوت میں سے ہے کہ آگے پیچھے یکساں دیکھنا بعض صحابۂ کرام نے جو نئے مسلمان ہوئے تھے نماز میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سبقت کی بعد نماز کے حضور نے ارشاد فرمایا: اترون ان قبلتی امامی انی اری من خلفے کما اری من امامی ۔کیا تم

دیکھتے ہو کہ میرا منہ قبلہ کو ہے میں ایسا ہی اپنے پیچھے دیکھتا ہوں جیسا آگے۔

مؤلف: حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تذکرہ پر فرمایا کہ حضرت خواجہ کے مزار سے بہت کچھ فیوض و برکات حاصل ہوتے ہیں۔ مولانا برکات احمد صاحب مرحوم جو میرے پیر بھائی اور میرے والد ماجد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شاگرد تھے انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ایک ہندو جس کے سر سے پیر تک پھوڑے تھے اللہ ہی جانتا ہے کہ کس قدر تھے ٹھیک دوپہر کو آتا اور درگاہ شریف کے سامنے گرم کنکروں اور پتھروں پر لوٹتا اور کہتا کھواجہ اگن لگی ہے تیسرے روز میں نے دیکھا کہ بالکل اچھا ہو گیا (پھر فرمایا) بھاگلپور سے ایک صاحب ہر سال اجمیر شریف حاضر ہوا کرتے ایک وہابی رئیس سے ملاقات تھی اس نے کہا میاں ہر سال کہاں جایا کرتے ہو بے کار اتنا روپیہ صرف کرتے ہو انہوں نے کہا چلو اور انصاف کی آنکھ سے دیکھو تم کو اختیار ہے خیر ایک سال وہ ساتھ میں آیا دیکھا کہ ایک فقیر سونٹا لیے روضہ شریف کا طواف کر رہا ہے اور یہ صدا لگا رہا ہے خواجہ پانچ روپیہ لوں گا اور ایک گھنٹہ کے اندر لوں گا اور ایک ہی شخص سے لوں گا جب اس وہابی کو خیال ہوا کہ اب بہت وقت گذر گیا ایک گھنٹہ ہو گیا ہوگا اور اب تک اسے کسی نے کچھ نہ دیا جیب سے پانچ روپیہ نکال کر ان کے ہاتھ پر رکھے اور کہا لو میاں تم خواجہ سے مانگ رہے تھے بھلا خواجہ کیا دیں گے لو ہم دیتے ہیں فقیر نے وہ روپیے تو جیب میں رکھے اور ایک چکر لگا کر زور سے کہا "خواجہ تورے بلہاری جاؤں دلوائے بھی تو کیسے خبیث منکر سے" (پھر فرمایا) یمن میں حضرت سیدی احمد بن علوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی مزار شریف ایسا ہی مشہور ہے۔

عرض: حضور قرب قیامت کے علامات احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں۔

ارشاد: ان کے بارہ میں صحیح حدیثیں بھی آئی ہیں اور حسن وضعیف و موضوع بھی مگر دجال کا خروج امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ظہور حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا نزول، آفتاب کا مغرب سے طلوع یہ سب احادیث متواترہ سے ثابت ہے جس روز آفتاب مغرب سے نکلے گا وہی وقت در توبہ بند ہونے کا ہوگا انہیں ایام میں دابۃ الارض

کعبہ معظّمہ کے قرب میں زمین سے نکلے گا اور گھوڑے کی طرح پھریری لے کر غائب ہو جائے گا پھر دوبارہ نکلے گا اور اسی طرح پھریری لے کر غائب ہو جائے گا۔ تیسری مرتبہ جب نکلے گا تو دہنے ہاتھ میں حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا عصا ہو گا اور بائیں ہاتھ میں سیدنا سلیمان علیہ الصلاۃ والسلام کی انگشتری ہو گی جو علم الٰہی میں مسلمان ہو گا اس کی پیشانی پر عصا سے نورانی نشان کر دے گا اور جو کافر ہو گا انگشتری سے کالا داغ لگا دے گا حدیث شریف میں آیا ہے ایک دستر خوان پر چند آدمی بیٹھے ہوئے کھانا کھاتے ہوں گے یہ کہے گا کہ وہ کافر ہے وہ کہے گا کہ یہ مسلمان پھر نہ کوئی مسلمان کافر ہو سکے گا اور نہ کافر مسلمان (پھر فرمایا) قیامت تین قسم کی ہے قیامت صغریٰ یہ موت ہے من مات فقد قامت قیامتہ، جو مر گیا اس کی قیامت ہو گئی دوسری قیامت وسطیٰ وہ یہ کہ ایک قرن کے تمام لوگ فنا ہو جائیں اور دوسرے قرن کے نئے لوگ پیدا ہو جائیں تیسری قیامت کبریٰ وہ یہ کہ آسمان و زمین سب فنا ہو جائیں گے۔

عرض: قرآن شریف میں آیا ہے۔ وان من اهل الكتب الا ليؤمنن به قبل موته ۝ ويوم القيمة يكون عليهم شهيدا۔ اور یہ بھی آیا ہے۔ والقينا بينهم العداوة والبغضاء الىٰ يوم القيمة ۔ جب سب یہود و نصاریٰ قبل قیامت ایمان لے آئیں گے تو عداوت کس طرح ہو گی۔

ارشاد: کتابیوں سے کوئی ایسا نہ ہو گا جو عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے زمانہ میں ان کی وفات سے پہلے ان پر ایمان نہ لائے پھر زمانہ بدلے گا خیر سے شر کی طرف اسلام سے کفر کی طرف یہود و نصاریٰ باقی نہ رہے ہوں گے سب مسلمان ہو گئے ہوں گے لیکن جو ان کی نسلیں ہوں گی اس میں یہود بھی ہوں گے نصاریٰ بھی ہوں گے ہنود بھی ہوں گے غرض سب طرح کے کافر ہوں گے ان کے آپس میں قیامت تک دشمنی و عداوت ہو گی۔

عرض: یہ آیہ کریمہ عام ہے یا خاص وان من اهل الكتب الخ

ارشاد: اس آیت کی دو تفسیریں ہیں اگر موتہٖ کی ضمیر عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی طرف پھیری جائے تو یہ آیت ان سب کے واسطے ہو گی جو ان کے زمانہ میں ہوں گے

اب پہلے جو ہیں وہ کفر پر مرتے ہیں اسی طرح جو بعد میں ہوں گے وہ بھی کفر پر مریں گے ہاں آپ کے زمانہ میں جو کتابی ہوں گے ان میں سے وہ جو تلوار سے بچ رہے ہوں گے کوئی ایسا نہ ہوگا جو آپ پر ایمان نہ لائے اور دوسری تفسیر یہ ہے کہ موتہٖ کی ضمیر کتابی کی طرف پھرتی ہے اب یہ آیت عام ہوگی کوئی کتابی نہیں مرتا مگر مرتے وقت جب اس کو عذاب دکھایا جاتا ہے پردے اٹھا دیئے جاتے ہیں تو کہتا ہے کہ میں ایمان لایا اس عیسیٰ پر جس نے بشارت دی تھی احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی لیکن یہ ایسے وقت کا ایمان ہوگا جب کہ نفع نہ دے گا ایمان یاس بے کار ہے جب نار سامنے ملائکہ عذاب سامنے اس وقت کا ایمان مفید نہیں۔ جب فرعون ڈوبنے لگا بولا اٰمنت بالذی اٰمنت بہ بنواسرائیل میں ایمان لایا اس پر جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے فرمایا گیا اٰلئٰن وقد عصیت من قبل اب ایمان لاتا ہے اور اس کے پہلے نافرمان تھا۔

عرض: حضور قرآن شریف میں آیا ہے۔ ولیست التوبۃ للذین یعملون السیأت۔ حتی اذا حضر احدھم الموت قال انی تبت الئٰن (سائل کی یہ عرض ختم نہ ہوئی تھی ختم ہونے سے پہلے ہی ارشاد فرمایا) ولا الذین یموتون وھم کفار۔ (پھر فرمایا) مسلمان کی توبہ یاس کے مقبول ہونے میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ مقبول ہے اور کفار کی توبہ یاس یقیناً مردود، و نامقبول ہے۔

عرض: ولکم فی الارض مستقر ومتاع الی حین ٥۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بنی آدم میں سے کوئی شخص زمین کے سوا کہیں نہ جائے گا اور یہ خطاب تمام بنی آدم کو عام ہے تو چاہیے کہ عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام بھی آسمان پر تشریف فرما نہ ہوں۔

ارشاد: بے شک یہ عام ہے اور اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ ہر شخص کو زمین پر قرار ہے عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو بھی قرار زمین ہی پر ہے زمین سے کوئی جدا نہ ہوگا اور اگر یہ معنی لیے جائیں کہ زمین سے کوئی کسی وقت جدا نہ ہوگا تو معراج جسدی سے بھی انکار کرنا پڑے گا اور چاہیے کہ سمندر (یو ہیں ہوائی جہاز پر اڑنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تخت کا ہوا پر جانا بعض اولیائے کرام کا اپنی کرامت سے ہوا پر چلنا۔ مؤلف غفرلہ) پر چلنا محال ہو کہ اس

وقت بھی زمین پر قرار نہیں ہوتا لیکن ہر شخص جانتا ہے کہ سمندر پر تھوڑی دیر کے واسطے چلا جانا زمین پر قرار ہونے کے منافی نہیں۔

عرض: لیکن عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام تو کتنی صدیوں سے آسمان پر تشریف فرما ہیں ان کا مستقر تو آسمان ہی پر ہو گیا۔

ارشاد: وہ ایسے عالم میں ہیں جہاں ہزار برس کا ایک دن ہے وان یوما عند ربك كالف سنة مما تعدون ۔تو شاید ایک دن گذرا ہو گا دوسرے دن کے کچھ حصے میں اتر آئیں گے۔

عرض: ایک مناجات حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب ہے اس میں یہ الفاظ ہیں۔ابن موسیٰ ابن عیسیٰ ابن یحییٰ ابن نوح۔

ارشاد: یہ نسبت جھوٹ ہے اور اس کا ورد بھی اچھا نہیں کوئی شخص صدیق تخلص ہوگا جس کو عربی عبارت بھی لکھنا نہ آتی تھی۔

عرض: قرآن عظیم میں فرمایا گیا یا عیسیٰ انی متوفیك ورافعك الی ومطهرك من الذين كفروا، توفّیٰ کے کیا معنی ہیں۔

ارشاد: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اللہ یتوفی الا نفس حین موتها والتی لم تمت فی منامها اللہ لے لیتا ہے جانوں کو ان کی موت کے وقت اور ان جانوں کو جو نہیں مریں ان کے سونے کے وقت۔ایک لفظ "توفّیٰ" کا دونوں کے واسطے فرمایا گیا توفّیٰ منام کو بھی شامل ہے اور موت کو بھی تو اب معنی یہ ہوں گے کہ اے عیسیٰ میں تم کو سلا دینے والا ہوں اور اٹھانے والا ہوں اپنی طرف اور پاک کرنے والا ہوں تم کو کافروں سے اور فرض کیا جائے توفّیٰ کے معنی اگر موت ہی کے ہیں تو یہ کہاں سے نکلا کہ تم کو وفات دینے والا ہوں پھر تم کو اٹھانے والا ہوں اپنی طرف ف نہیں ثم نہیں و ہے اور وہ ترتیب پر دلالت نہیں کرتا صرف جمع کے لئے آتا ہے اور ک خطاب جو رافعك میں ہے وہ نہ صرف روح سے خطاب ہے اور نہ صرف جسم سے بلکہ روح مع الجسد مخاطب ہے اگر صرف روح مراد ہوتی تو رافعک نہ فرمایا جاتا بلکہ رافع روحك الی

طرح علمائے کرام نے معراج جسدی کوفرمایا ہے کہ فرمایا گیا ہے اسریٰ بعبدہ عبدروح مع الجسد کا نام ہے اگر معراج روحی ہوتی تو اسریٰ بروح بعبدہ فرمایا جاتا۔

عرض: بغیر اجازت متولی کے مسجد میں وعظ کہہ سکتا ہے یا نہیں خصوصاً اس حالت میں جب کہ متولی کا حکم ہو کہ بغیر میری اجازت کے کوئی وعظ نہ کہے۔

ارشاد: متولی اگر عالم دین ہے اور یہ روک اس وجہ سے ہے کہ پہلے وہ واعظ کے عقائد جانچ لے سنی صحیح العقیدہ پائے تو وعظ کی اجازت دے ایسی حالت میں بغیر اس کی اجازت کے وعظ کہنا جائز نہیں اور اگر ایسا نہیں تو متولی کو روکنے کا مجاز نہیں۔

عرض: زید اپنی زندگی میں اپنے لیے ایصال ثواب کرسکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد: ہاں کرسکتا ہے محتاجوں کو چھپا کر دے یہ جو عام رواج ہے کہ کھانا پکایا جاتا ہے اور تمام اغنیاء و برادری کی دعوت ہوتی ہے ایسا نہ کرنا چاہیے (پھر فرمایا) چھپا کر دینا محتاجوں کو اعلیٰ و افضل ہے حدیث میں ارشاد فرمایا: صدقة السر تدفع ميتة السوء وتطفئ غضب الرب چھپا کر صدقہ دینا بری موت سے بچاتا ہے اور رب العزۃ جل جلالہ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے (پھر فرمایا) زندگی میں اپنے واسطے صدقہ کرنا بعد موت کے صدقہ سے افضل ہے حدیث میں ارشاد فرمایا۔ افضل الصدقة ان تصدق وانت صحيح شحيح ولا تمهل حتى اذا بلغت الحلقوم قلت لفلا ن كذا ولفلا ن كذا الا وقد كان لفلا ن تأمل الغنى وتخشى الفقر، افضل صدقہ یہ ہے کہ تو تصدق کرے اس حال میں کہ تو تندرست ہو اور مال پر حریص، خواہشمند سے دولت کی تمنا رکھتا ہو اور محتاجی سے ڈرتا ہو یہ نہ ہو کہ جب دم گلے میں اٹکے اس وقت کہے کہ فلاں کو اتنا فلاں کو اتنا کہ اب تو فلاں کے لیے ہو ہی چکا۔

عرض: حکم یہ ہے کہ قبر کی پائنتی سے حاضر ہو قبرستان میں جب کہ قبور کا اختلاط ہے کیونکر ہوگا۔

ارشاد: سب سے پہلے قبرستان کی پائنتی جانب سے آئے اور اسی پائنتی کنارے پر کھڑا ہو کر سلام کہے اور جو کچھ چاہے عام ایصال ثواب کرے کسی کو سرا ٹھانے کی حاجت

نہ ہوگی اور اگر کسی خاص کے پاس جانا ہے تو ایسے راستہ سے جائے جو اس قبر کی پائنتی جانب کو آیا ہو بشرطیکہ کوئی قبر درمیان میں نہ پڑے ورنہ ناجائز ہوگا فقہائے کرام فرماتے ہیں زیارت کے واسطے قبروں کو پھاند کر جانا حرام ہے۔

عرض: حضور یہ حکم ہے کہ قبرستان میں اگر دفن کرنے جائے تو جوتے اتار لے اور اہل قبور کے واسطے استغفار کرتا چلے اگر راستہ میں ببول کے کانٹے وغیرہ پڑے ہوں تو کیا کرے۔

ارشاد: شریعت مطہرہ کا عام قاعدہ ہے کہ کسی کام کو منع فرماتی ہے کسی مصلحت سے اور جب بندہ کو ضرورت پیش آجاتی ہے فوراً اپنی ممانعت اٹھالیتی ہے خمر و خنزیر سے بڑھ کر کونسی چیز حرام فرمائی گئی مگر ساتھ ہی مضطر کا استثنا فرمادیا جنگل میں ہے پیاس کی شدت ہے شراب موجود ہے پانی کہیں نہیں ہے نہ کوئی اور چیز ہے جس سے پیاس بجھ سکے اب اگر شراب نہ پیے تو پیاس کی وجہ سے مرجائے گا یا نوالہ اٹکا اور سوائے شراب کے کوئی ایسی چیز نہیں جس سے نوالہ اتر جائے اگر نہ پیے تو دم گھٹ کر مرجائے گا ایسی حالت میں اگر اس نے شراب نہ پی اور مرگیا گنہگار ہوا حرام موت مرا یا مثلاً بھوک کی شدت ہے اگر اب کچھ نہ کھائے تو مرجائے گا اور سوائے خنزیر کے گوشت کے کچھ موجود نہیں اگر اس نے نہ کھایا اور مرگیا تو گنہگار ہوگا حرام موت مرے گا۔

عرض: وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم اس کے کیا معنے ہیں شبیہ بنادی گئی ان کے واسطے یا شبہہ ڈالدیا گیا۔

ارشاد: عیسٰی علیہ الصلاۃ والسلام کی شبیہ انہیں میں سے ایک کافر پر ڈال کر شبہہ ڈال دیا گیا جب اس خبیث پر سیدنا عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شبیہ آگئی انہیں آسمان پر اٹھالیا گیا اب وہ کہتا ہے میں تمہارا وہی ہوں سب کہتے ہیں ہم تجھ کو جانتے ہیں تو وہی مکار ہے جس نے لوگوں میں فتنہ ڈالدیا یہاں تک کہ اسے قتل کردیا آگے فرمایا جاتا ہے۔ وان الذین اختلفو افیہ لفی شك منه ○ وما لھم به من علم الا اتباع الظن وما قتلوہ یقینا ○ بل رفعه الله الیه ○ وکان الله عزیزا

حکیما اور بے شک وہ لوگ جنہوں نے عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے بارہ میں اختلاف کیا ان کی طرف سے شک میں پڑے ہیں اور ان کو کوئی علم نہیں سوائے وہم کی پیروی کرنے کے اور انہوں نے عیسیٰ کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ غالب حکمت والا ہے یہود و نصاریٰ جو اختلاف کرتے ہیں کوئی بات یقین سے نہیں کہتے اپنے اوہام کے متبع ہیں اس وقت کے نصاریٰ یہی کر رہے ہیں سوائے مہملات کے ان کے پاس اور کیا ہے اور انہیں پر کیا منحصر عام کفار کو یہی فرمایا ان یتبعون الا الظن وما تھوی الا نفس وہ سوائے اپنی خواہش نفسانی اور ظن کے کسی اور کا اتباع نہیں کرتے بلکہ تمام کفار اسلام کی حقانیت پر یقین رکھتے چلے آئے ہیں عناداً اس کے منکر ہیں۔

عرض: ووجدك عائلا فاغنى ۔اس کے معنے یہ کہہ سکتے ہیں کہ آپ کو کثیر امت والا پایا کہ شفاعت کا وعدہ فرما کر آپ کو بے پرواہ کر دیا۔

ارشاد: کہہ سکتے ہیں تاویل کے درجے میں ہوگی۔

عرض: تاویل کہاں تک جائز ہے۔

ارشاد: جہاں تک لفظ محتمل ہو (پھر فرمایا) وللاخرة خيرلك من الاولىٰ کی تفسیر ظاہر یہی ہے کہ آخرت آپ کے واسطے دنیا سے بہتر ہے اور میں ہمیشہ اس کی یہی تاویل کرتا ہوں والساعة الآخرة خيرلك من السلاعة الا ولیٰ کہ جو ساعت آتی ہے وہ گزر جانے والی ساعت سے آپ کے لیے افضل ہے۔

عرض: کھڑاؤں پہننا کیسا ہے۔

ارشاد: صحیح روایت سے ثابت ہے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد وضو کھڑاویں پہنا کرتے۔

عرض: خطبہ میں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا ذکر تو زمانۂ اول میں نہ تھا۔

ارشاد: زمانۂ اوّل میں ثابت ہے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کا ذکر خطبہ میں کیا بعد آپ کے ذکر کے

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کیا اس کی خبر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچی سخت ناراض ہوئے کہ تم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر میرے بعد کیوں کیا مجھ سے پہلے چاہیے تھا ذکر کرنے پر ناراضی نہ فرمائی۔

عرض: رغما لا نوف الوھابیۃ والرافضیۃ خطبہ میں سرکار حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کیسا ہے۔

ارشاد: جائز و مستحسن ہے اور میرے تو اکثر خطبوں میں حضور کا ذکر ہوتا ہے ہاں التزام سے نہیں۔

عرض: جب کہ عالم دین حقیقۃ سلطان اسلام ہے اور اولی الامر منکم سے علمائے دین ہی مراد ہیں تو جس جگہ بادشاہ اسلام نہ ہو وہاں خطبہ میں عالم دین کا نام لیکر اس کے واسطے دعا کرنا کیسا ہے۔

ارشاد: جائز ہے جس طرح سلطان اسلام دعا کا مستحق ہے اسی طرح عالم دین بھی۔

عرض: سید کے لڑکے کو اس کا استاد تادیباً مارسکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد: قاضی جو حدود الٰہیہ قائم کرنے پر مجبور ہے اس کے سامنے اگر کسی سید پر حد ثابت ہوئی تو باوجود کہ اس پر حد لگانا فرض ہے اور وہ حد لگائے گا لیکن اس کو حکم ہے کہ سزا دینے کی نیت نہ کرے بلکہ دل میں یہ نیت رکھے کہ شہزادے کے پیر میں کیچڑ لگ گئی ہے اسے صاف کر رہا ہوں تو قاضی جس پر سزا دینا فرض ہے اس کو تو یہ حکم ہے تا بہ معلم چہ رسد۔

عرض: شعبان میں نکاح کرنا کیسا۔

ارشاد: کوئی حرج نہیں ہاں یہ آیا ہے لا نکاح بین العیدین دو عیدوں کے درمیان نکاح نہیں اس سے مراد یہ ہے کہ جمعہ کے دن اگر عید پڑے تو ظاہر ہے کہ جمعہ و عیدین کے درمیان فرصت کہاں ہو سکتی ہے۔

عرض: حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیونکر اسلام لائے۔

ارشاد: حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت ایمان لائے جب کل مرد و عورت ۳۹ مسلمان تھے آپ چالیسویں مسلمان ہیں اسی واسطے آپ کا نام متمم

الاربعین ہے یعنی چالیس مسلمانوں کے پورا کرنے والے جب آپ مسلمان ہوئے تو یہ
آیت نازل ہوئی یا یھا النبی حسبك الله ومن اتبعك من المومنین ۔اے
نبی تجھ کو کافی ہے اللہ اور اس قدر لوگ جواب تک مسلمان ہو گئے کفار نے جب سنا تو کہا
آج ہم اور مسلمان آدھوں آدھ ہو گئے جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر ہوئے عرض کیا
یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضور کو خوش خبری ہو کہ آج آسمانوں پر عمر کے اسلام
لانے پر شادی رچائی گئی ہے اور آپ کے اسلام لانے کا واقعہ یہ ہے کہ کفار ہمیشہ سرکار کی
ایذا رسانی کی فکر میں رہتے آیہ کریمہ نازل ہوئی والله یعصمك من الناس اللہ تمہارا
حافظ و ناصر ہے کوئی تمہارا کچھ نہیں کر سکتا اس وقت تک یہ بھی مسلمان نہ ہوئے تھے
ابوجہل لعین نے اعلان دیا کہ شخص......اس کو اس قدر انعام دوں گا۔ ان کو جوش آیا تلوار
ننگی کر لی اور قسم کھائی کہ اس کو نیام میں نہ کریں گے جب تک کہ معاذ اللہ اپنے ارادے کو
پورا نہ کر لیں گے معارج میں ہے کہ انہوں نے تو یہ قسم کھائی اور ادھر رب العزۃ جل جلالہ
نے قسم یاد فرمائی کہ یہ تلوار نیام میں نہ ہوگی تاوقتیکہ کفار کو اسی سے قتل نہ کریں۔ جارہے
تھے راستہ میں عبداللہ بن نعیم صحابی ملے دیکھا نہایت غصہ کی حالت میں سرخ آنکھیں ننگی
تلوار لیے ہیں پوچھا۔ کہاں جارہے ہو انہوں نے اپنا ارادہ ظاہر کیا عبداللہ بن نعیم نے کہا
بنی ہاشم کے حملوں سے کیسے بچو گے انہوں نے کہا شاید تو بھی مسلمان ہو گیا ہے تجھی سے
شروع کروں عبداللہ بن نعیم نے فرمایا میری کیا فکر کرتے ہو اپنے گھر میں تو جا کر دیکھو
تمہارے بہن بہنوئی دونوں مسلمان ہو گئے ہیں۔ ان کو غیظ آیا سیدھے بہن کے مکان پر
گئے دروازہ بند پایا اندر سے پڑھنے کی آواز آرہی تھی ان کی بہن کو حضرت خباب رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سورۂ طٰہٰ شریف سکھارہے تھے۔ آواز اجنبی کلام اجنبی خیر آواز دی ان کی بہن
نے صحیفہ کو کسی گوشہ میں چھپا دیا۔ اور حضرت خباب ایک کوٹھری میں چھپ گئے دروازہ
کھولا گیا آتے ہی بہن سے پوچھا تو دین سے پھر گئی اسلام میں رافضیوں کا سا تقیہ کہاں
صاف کہہ دیا میں نے سچا دین اسلام قبول کیا خیر انہوں نے تلوار سے تو نہیں مارا مگر ہاتھ
سے مارنا شروع کیا یہاں تک کہ خون بہنے لگا جب آپ کی بہن نے دیکھا کہ چھوڑتے

ہی نہیں تو کہا اے عمر تم مار ہی ڈالو مگر دین اسلام ہم سے نہ چھوٹے گا جب انہوں نے خون بہتا ہوا دیکھا غصہ فرو ہوا اپنی بہن کو چھوڑ دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد کہا کہ میں نے نئے کلام کی آواز سنی تھی وہ مجھے دکھاؤ آپ کی بہن نے کہا تم مشرک ہو اس کو چھو نہیں سکتے انہوں نے زبردستی کر کے مانگ لیا دو تین آیتیں پڑھیں فوراً ان کے منہ سے نکلا واللہ ما ھذا کلام البشر خدا کی قسم یہ کلام بشر کا نہیں یہ سن کر حضرت خباب فوراً کوٹھری سے نکل آئے اور کہا اے عمر تمہیں خوشخبری ہو کل ہی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا فرمائی۔ اللھم اعزالاسلام بابی جھل بن ھشام اوبعمر بن الخطاب الٰہی اسلام کو عزت دے ابوجہل یا عمر کے ذریعہ سے الحمد للہ کہ حضور کی دعا تمہارے حق میں قبول ہوئی انہوں نے فرمایا حضور کہاں تشریف فرما ہیں حضرت خباب نے فرمایا دارارقم میں انہوں نے کہا مجھے لے چلو حضرت خباب دردولت پر لے کر حاضر ہوئے یہاں مسلمان بخوف کفار چھپ کر نماز پڑھتے تھے۔ دروازہ پر آواز دی اندر سے آواز آئی ''کون'' انہوں نے کہا عمر ضعفائے مسلمین خائف ہوئے دو تین آوازیں دیں مگر جواب نہ دیا گیا جب انہوں نے سختی سے آواز دی سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کواڑ کھولدیا جائے اگر خیر کے لیے آیا ہے فبہا اور اگر ارادہ شر سے آیا ہے تو واللہ اسی کی تلوار سے اس کا سر قلم کردوں گا دروازہ کھلا یہ اندر گئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور ان کے شانہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا عمر کیا وہ وقت نہیں آیا کہ تو مسلمان ہو ۔فرماتے ہیں مجھے یہ معلوم ہوا کہ ایک عظیم الشان پہاڑ میرے اوپر رکھ دیا گیا یہ عظمت نبوت تھی فوراً عرض کیا اشھدان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمد اعبدہ ورسولہ یہ دیکھتے ہی مسلمانوں نے خوش ہو کر باآواز بلند تکبیریں کہیں جن سے پہاڑ گونج اٹھے انہوں نے مسلمان ہوتے ہی عرض کیا یا رسول اللہ کفار علی الاعلان اپنے معبودان باطل کی پرستش کریں اور ہم مسلمان چھپ کر اپنے سچے خدا کی عبادت کریں ہم علانیہ مسجد الحرام میں نماز پڑھیں گے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسلمانوں کو لے کر برآمد ہوئے مسجد حرام شریف میں اذان کہی گئی دو صفیں ہوئیں ایک

میں حضرت حمزہ شریک ہوئے اور دوسری میں عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس کا فر نے دیکھا چپکا اپنے گھر میں گھس گیا جب ضعفائے مسلمین نے ہجرت کی تو کفار سے چھپ چھپ کر چلے گئے انہوں نے جب ہجرت فرمائی ایک ایک مجمع کفار میں ننگی شمشیر لے جا کر فرمایا جس نے مجھے جانا اس نے جانا اور جس نے نہ جانا ہو وہ اب جان لے پہچان لے میں ہوں عمر جسے اپنی عورت بیوہ اور اپنے بچے یتیم کرنا ہوں وہ میرے سامنے آئے میں اب ہجرت کرتا ہوں پھر یہ نہ کہنا کہ عمر بھاگ گیا تمام کفار سر جھکائے بیٹھے رہے کسی نے چوں بھی نہ کی۔ (پھر فرمایا) سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ زیر قدم موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ زیر قدم حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اسی واسطے ان کی شدت اور ان کی رحم دلی درجۂ کمال پر تھی۔

عرض: حضرت ابوذر غفار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کس نبی کے زیر قدم تھے۔

ارشاد: ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابی ہیں کس کس طرح کس کس کے زیر قدم بتاؤں نام بھی تو سب کے نہیں معلوم وہ صحابہ جن کے نام معلوم ہیں سات ہزار ہیں حجۃ الوداع میں ایک لاکھ چوبیس ہزار تھے۔

عرض: یہ بھی حدیث شریف میں آیا ہے کہ علی میرا نظیر ہے۔

ارشاد: ذال سے یا ظا سے اگر ذال سے نذیر مراد ہے تو تمام علما حضور کی نیابت میں نذیر ہیں مگر یہ کوئی حدیث نہیں ہاں یہ آیا ہے العلماء ورثۃ الانبیاء علما انبیا کے وارث ہیں اور اگر ظا سے نظیر لیا ہے تو یہ صریح کلمہ کفر ہے حدیث میں کہاں سے آسکتا ہے وہ ذات تو اللہ تعالیٰ نے بے مثل و بے نظیر بنائی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نظیر محال بالذات ہے تحت قدرت ہی نہیں۔ ہو ہی نہیں سکتا نہ اولین میں نہ آخرین میں نہ انبیا میں نہ مرسلین میں۔

عرض: حضرت سیدی احمد زروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے جب کسی کو کوئی تکلیف پہنچے یا زروق کہہ کر ندا کرے میں فوراً اس کی مدد کروں گا۔

ارشاد: مگر میں نے کبھی اس قسم کی مدد نہ طلب کی جب کبھی میں نے استعانت

کی یاغوث ہی کہا یک درگیر محکم گیر میری عمر کا تیسواں سال تھا کہ حضرت محبوب الٰہی کی درگاہ میں حاضر ہوا احاطہ میں مزامیر وغیرہ کا شور مچا تھا طبیعت منتشر ہوتی تھی میں نے عرض کیا حضور میں آپ کے دربار میں حاضر ہوا ہوں اس شور وشغب سے مجھے نجات ملے جیسے ہی پہلا قدم روضۂ مبارک میں رکھا ہے کہ معلوم ہوا سب ایک دم چپ ہو گئے میں سمجھا کہ واقعی سب لوگ خاموش ہو گئے قدم درگاہ شریف سے باہر نکالا پھر وہی شور وغل تھا پھر اندر قدم رکھا پھر وہی خاموشی۔ معلوم ہوا کہ یہ سب حضرت کا تصرف ہے یہ بین کرامت دیکھ کر مدد مانگنی چاہی بجائے حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام مبارک کے یاغوثاہ زبان سے نکلا وہیں میں نے اکسیر اعظم قصیدہ بھی تصنیف کیا (پھر ارشاد فرمایا) ارادت شرط اہم ہے بیعت میں بس مرشد کی ذرا سی توجہ درکار ہے اور دوسری طرف اگر ارادت نہیں تو کچھ نہیں ہو سکتا۔ ایک صاحب حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلاموں میں سے تھے انہوں نے واقعہ میں یعنی سوتے جاگتے میں دیکھا کہ ایک ٹیلہ پر یاقوت کی کرسی بچھی ہے اس پر حضرت سیدنا جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما ہیں اور نیچے ایک مخلوق جمع ہے ہر ایک اپنی اپنی چٹھی دیتا ہے حضرت اس کو بارگاہ رب العزۃ میں پیش کرتے ہیں یہ چپکے کھڑے رہے جب حضرت نے بہت دیر تک انہیں دیکھا اور انہوں نے کچھ نہ کہا تو خود فرمایا ھات اعرض قصتك لاؤ کہ میں تمہاری عرضی پیش کروں انہوں نے عرض کیا اوشیخی عزلوہ کیا میرے شیخ کو معزول کر دیا گیا فرمایا واللہ ماعزلوہ ولن یعزلوہ خدا کی قسم ان کو معزول نہیں کیا اور نہ کبھی ان کو معزول کریں گے انہوں نے عرض کی تو بس میرا شیخ کافی ہے آنکھ کھلی حاضر ہوئے دربار میں سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہ واقعہ عرض کریں قبل اس کے کہ کچھ عرض کریں حضور نے ارشاد فرمایا ھات اعرض قصتك لاؤ کہ تمہاری عرضی پیش کروں (فرمایا) ارادت یہ ہے۔ ہمہ شیران جہاں بستہ ایں سلسلہ اند (پھر فرمایا) جب تک مرید یہ اعتقاد نہ رکھے کہ میرا شیخ تمام اولیائے زمانہ سے میرے لئے بہتر ہے نفع نہ پائے گا علی بن ہیتی نے جو حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاص خلیفہ

ہیں ایک بار حضور کی دعوت کی ان کے خاص مرید تھے حضرت علی جوسقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ کھانا لائے خیال کرتے ہیں کہ روٹیاں کس کے سامنے پہلے رکھوں اپنے شیخ کے سامنے رکھتا ہوں تو حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان کے خلاف ہے اور اگر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے رکھتا ہوں تو ارادت تقاضا نہیں کرتی انہوں نے اس طرح روٹیاں گھمائیں کہ دونوں کے حضور ایک ساتھ جا کر گریں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ مرید تمہارا بہت باادب ہے علی بن ہیتی نے عرض کیا بہت ترقیاں کر چکا ہے اب اس کو حضور اپنی خدمت میں لیں علی جوسقی یہ سنتے ہی ایک کونہ میں گئے اور رونا شروع کیا حضور نے فرمایا اس کو اپنے ہی پاس رہنے دو جس پستان کا ہلا ہوا ہے اسی سے دودھ پیے گا دوسرے کو نہیں چاہتا (پھر فرمایا) اپنے تمام حوائج میں اپنے شیخ ہی کی طرف رجوع کرے۔

عرض: اس حدیث کے کیا معنے ہیں: لوکان موسیٰ حیا ما وسعہ الا اتباعی۔

ارشاد: اگر موسیٰ تشریف لائیں اور تم مجھے چھوڑ کر ان کا اتباع کرو گمراہ ہو جاؤ گے حالانکہ نبی نبی میں بحیثیت نبوت کے کچھ فرق نہیں وجہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ناسخ جمیع ادیان سابقہ ہیں۔ بہت احکام شریعت موسوی اور شریعت عیسوی کے ہماری شریعت میں منسوخ ہوئے تو اگر ان احکام کو چھوڑ کر ان کی پیروی کی جائے یقیناً گمراہی ہے عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور چند یہود مشرف باسلام ہوئے اور نماز میں توریت شریف بھی پڑھنے کی اجازت چاہی آیہ کریمہ نازل ہوئی۔ یا یھا الذین آمنوا ادخلوا فی السلم کافہ ولا تتبعوا خطوات الشیطان انہ لکم عدو مبین۔ اے مسلمانو! اگر مسلمان ہوتے ہو تو پورے مسلمان ہو جاؤ شیطان کے فریب میں نہ پڑو بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

عرض: شیخ کے حضور چپکا رہنا افضل ہے یا نہیں۔

ارشاد: بے کار باتوں سے تو ہر وقت پرہیز چاہیے اور شیخ کے حضور خاموش رہنا

افضل ہے ضروری مسائل پوچھنے میں حرج نہیں اولیائے کرام فرماتے ہیں شیخ کے حضور بیٹھ کر ذکر بھی نہ کرے کہ ذکر میں دوسری طرف مشغول ہوگا اور یہ حقیقۃً ممانعت ذکر نہیں بلکہ تکمیل ذکر ہے کہ وہ جو کرے گا بلاتوسل ہوگا اور شیخ کی توجہ سے جو ذکر ہوگا وہ بتوسط ہوگا یہ اس سے بدرجہا افضل ہے (پھر فرمایا) اصل کار حسن عقیدت ہے یہ نہیں تو کچھ نفع نہیں اور صرف حسن عقیدت ہے تو خیر اتصال تو ہے (پھر فرمایا) پرنالہ کی مثل تم کو فیض پہنچے گا۔ حسن عقیدت ہونا چاہیے۔

عرض: حضور کیا یہ صحیح ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات اقدس کے وقت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا صبر بہتر ہے مگر آپ پر اور رونا برا ہے مگر آپ پر۔

ارشاد: یہ الفاظ نظر سے نہ گزرے بہت ممکن ہے کہ ایسا ہوا ہو۔

عرض: اگر اس کو صحیح مانا جائے تو اس کے کیا معنی ہوں گے۔

ارشاد: معنی ظاہر ہیں صبر ہوتا ہے متناہی رنج پر اور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جدائی کا رنج ہر مسلمان کو غیر متناہی ہے تو غیر متناہی پر صبر کیونکر ہوگا۔

عرض: لیکن ہمارے علمائے کرام غم تازہ کرنے کو حرام فرماتے ہیں۔

ارشاد: غم تازہ کرنا اپنی طرف سے ہوتا ہے اور یہاں جو رنج ہے وہ اپنے اختیار میں نہیں۔

عرض: تو اگر بے اختیاری میں اپنے عزیز کی موت پر صبر نہ کرے تو جائز ہوگا۔

ارشاد: بے اختیاری بنالیتے ہیں ورنہ اگر طبیعت کو روکا جائے تو یقین ہے کہ صبر ہوسکتا ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لیے جارہے تھے راہ میں ملاحظہ فرمایا کہ ایک عورت اپنے لڑکے کی موت پر نوحہ کررہی ہے حضور نے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا صبر کر، وہ اپنے حال میں ایسی بےخبر تھی کہ اس کو نہ معلوم ہوا کون فرمارہے ہیں جواب بیہودہ دیا کہ آپ تشریف لے جائیں مجھے میرے حال پر چھوڑیں حضور تشریف لے گئے بعد کو لوگوں نے اس سے کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا تھا وہ گھبرائی اور فوراً دربار میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یارسول اللہ مجھے معلوم نہ ہوا کہ حضور منع فرمارہے ہیں اب

میں صبر کرتی ہوں ارشاد فرمایا الصبر عند الصدمۃ الاولیٰ صبر پہلی ہی بار کرتی تو ثواب ملتا پھر تو صبر آ ہی جاتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ اگر آدمی صبر کرے تو ہوسکتا ہے امام محمد بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں نفس بچہ کی مثل ہے کہ اگر اس کو دودھ پلائے جاؤ جوان ہوجائے گا اور پیتا رہے گا اور اگر چھڑا دو چھوڑ دے گا میں نے خود دیکھا گاؤں میں ایک لڑکی ۱۸ یا ۲۰ برس کی تھی ماں اس کی ضعیفہ تھی اس کا دودھ اس وقت تک نہ چھڑایا تھا ماں ہر چند منع کرتی وہ زور آور تھی پچھاڑتی اور سینے پر چڑھ کر دودھ پینے لگتی۔

عرض: حضور نفس اور روح میں فرق اعتباری معلوم ہوتا ہے۔

ارشاد: اصل میں تین چیزیں علیحدہ علیحدہ ہیں نفس، روح، قلب، روح بمنزلہ بادشاہ کے ہے اور نفس وقلب اس کے دو وزیر ہیں نفس اس کو ہمیشہ شر کی طرف لے جاتا ہے اور قلب جب تک صاف ہے خیر کی طرف بلاتا ہے اور معاذ اللہ کثرت معاصی اور خصوصاً کثرت بدعات سے اندھا کردیا جاتا ہے اب اس میں حق کے دیکھنے سمجھنے غور کرنے کی قابلیت نہیں رہتی مگر ابھی حق سننے کی استعداد باقی رہتی ہے اور پھر معاذ اللہ اوندھا کردیا جاتا اب وہ نہ حق سن سکتا ہے اور نہ دیکھ سکتا ہے بالکل چوپٹ ہوکر رہ جاتا ہے (پھر فرمایا) قلب حقیقۃً اس مضغۂ گوشت کا نام نہیں بلکہ وہ ایک لطیفہ غیبیہ ہے جس کا مرکز یہ مضغۂ گوشت ہے سینے کے بائیں جانب اور نفس کا مرکز زیر ناف ہے اسی واسطے شافعیہ سینے پر ہاتھ باندھتے ہیں کہ نفس سے جو وساوس اٹھیں وہ قلب تک نہ پہنچنے پائیں اور حنفیہ زیر ناف باندھتے ہیں۔

کہ سرچشمہ باید گرفتن بہ میل — چو پر شد نشاید گرفتن بہ پیل

یعنی گربہ کشتن روز اول باید اسی واسطے یہ تحریر کیا گیا ہے کہ اگر ہاتھ سختی سے باندھیں جائیں تو وساوس نہ پیدا ہوں۔

عرض: کسی شخص کو ایسی بلا میں مبتلا دیکھے جو بظاہر انسان کی طرف سے پہنچتی ہے اس وقت بھی یہ دعا پڑھ سکتا ہے۔ الحمد لله الذی عافانی مما ابتلاک به وفضلنی علیٰ کثیر ممن خلق تفضیلا۔

ارشاد: ہر بلا میں مبتلا کو دیکھ کر پڑھ سکتا ہے خواہ وہ بلا انسانی ہو یا آسمانی (پھر فرمایا) میں تو کافر کا مردہ بھی دیکھ کر پڑھتا ہوں کہ جس بلا میں وہ مبتلا ہوا یعنی موت علی الکفر اس سے خدا نے ہم کو نجات دی کہ اس پر شکر کرنا چاہیے (پھر فرمایا) حدیث میں ہے کافر کے جنازہ کے آگے شیطان آگ کے شعلے اڑاتا ہوا شور مچاتا ناچتا ہوا چلتا ہے کہ آدمی کفر پر مرا۔ (پھر فرمایا)...... کے جنازہ کے ساتھ شیطان کو تھوڑی دیر ناچنا پڑتا ہے کہ وہ دوڑتے ہوئے لے جاتے ہیں اور...... کے جنازہ کے ساتھ بہت دیر تک اسے ناچنا پڑتا ہے کہ وہ باجا بجاتے جگہ جگہ ٹھہراتے بہت آہستہ آہستہ لے جاتے ہیں اللہ اکبر ہمارے مذہب اسلام میں ہر بات میں توسط کو اختیار فرمایا یہاں بھی حکم ہے کہ میت کو نہ بہت آہستہ لیجاؤ نہ دوڑتے ہوئے۔

عرض: حضور وسط کے معنی افضل کے بھی آتے ہیں جیسے وجعلنکم امۃ وسطاً۔

ارشاد: ہاں وسط کے لئے افضلیت لازم ہے آیت کے معنے یہ ہیں ہم نے تم کو بہترین امت بنایا حدیث میں ارشاد ہوا۔ انتم تتمون سبعین امۃ من قبلکم وانتم آخرھم تم سے پہلے ۶۹ امتیں گزریں اور تم سب سے پچھلے ہو شب معراج رب العزۃ جل جلالہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا۔ اغم علیك ان جعلتك آخرا لا نبیاء کیا تمہیں اس بات کا غم ہوا کہ میں نے تمہیں سب سے پچھلا نبی کیا عرض کی نہیں ارشاد فرمایا کہ تمہاری امت کو اس بات کا غم ہوا کہ میں نے انہیں سب سے پچھلی امت کیا عرض کی نہیں اے رب میرے ارشاد فرمایا میں نے انہیں اس لئے سب سے پچھلی امت کیا کہ سب امتوں کو ان کے سامنے رسوا کروں اور انہیں کسی کے سامنے رسوا نہ کروں (پھر فرمایا) ایک آنکھ کے لئے کروروں آنکھوں کا اعزاز کیا جاتا ہے روز قیامت تمام امتوں کو منادی پکارے گا جب اس امت کی باری آئے گی۔ ندا کرے گا کہاں ہیں امت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دامن رحمت وسیع کیا جائے گا اس میں سب کو لے لیا جائے گا کسی کو ان کے حساب کا پتہ بھی نہ چلے گا ایک حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عرض کی اے رب میری امت کا حساب مجھے دیدے ارشاد فرمایا اے محمد

(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تیری امت میرے بندے ہیں خود حساب لوں گا اور خود ہی بخش دوں گا روز قیامت دامن رحمت میں تمام امت کو جمع فرمایا جائے گا اور ارشاد فرمایا جائے گا میں نے اپنے حقوق معاف کیے تم آپس میں ایک دوسرے کے حقوق معاف کرو اور جنت کو چلے جاؤ یہ سب صدقہ ہے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (پھر فرمایا) بندگی ہونا چاہیے مرتے وقت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پڑھ کر جان نکل جائے پھر تو سب آسان ہے یہی ایک پہلی ہی منزل ہے جو تمام منزلوں سے سخت تر ہے اللہ آسان فرمائے۔ حسبنا الله ونعم الوكيل عليه توكلنا (پھر فرمایا) قیامت کے دن باوجود ان رحمتوں اور مہربانیوں کے ہم میں بعض وہ لوگ ہوں گے جو اس وقت بھی بخل کریں گے حدیث میں ہے ایک شخص کو جنت کا حکم ہوگا وہ جانا چاہے گا کہ اس کا حقدار کھڑا ہوگا عرض کرے گا اے رب میرا حق میرے اس بھائی سے دلا۔ حکم ہوگا کہ اس کی نیکیاں اسے دیکر حق پورا کرو نیکیاں ختم ہو جائیں گی اور اس کا حق باقی رہے گا (فرمایا کہ) تین پیسے جو کسی کے اپنے اوپر آتے ہوں گے ان کے بدلے میں ۷۰۰ باجماعت نمازیں لی جائیں گی حقدار پھر کھڑا ہوگا عرض کرے گا اے رب میرا حق میرے اس بھائی سے دلوا حکم ہوگا اس کی بدیاں اس پر رکھ کر حق پورا کرو اس کی بدیاں بھی ختم ہو جائیں گی اور ابھی حق باقی ہے پھر وہ کھڑا ہوگا عرض کرے گا اے رب میرا حق میرے اس بھائی سے دلوا ارشاد ہوگا اس کی تمام نیکیاں تجھے مل گئیں تیری تمام برائیاں اس پر رکھ دی گئیں۔ فالله خير حفظا وهو ارحم الراحمين اب اس کے پاس کیا ہے جو تو لے گا عرض کرے گا اے رب میرے میرا حق ابھی باقی ہے وہ اس سے دلوا تب فرشتوں کو حکم ہوگا کہ جنت سے ایک مکان خوب آراستہ کر کے عرصات میں لایا جائے سب لوگ اس کو نہایت شوق سے دیکھنے لگیں گے رب العزۃ جل جلالہ ارشاد فرمائے گا میں اس مکان کو بیچتا ہوں کوئی ہے جو اس کو خریدے حق دار عرض کرے گا اے رب میرے اس کی قیمت کس کے پاس ہوگی ارشاد فرمائے گا و لیکن تیرے پاس اس کی قیمت ہے عرض کرے گا اے رب میرے وہ کیا چیز ہے ارشاد فرمائے گا اپنے بھائی کا حق معاف فرما دے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں چلا

جا (پھر فرمایا) خدا نے وعدہ فرمالیا ہے کہ حق العبد کو میں معاف نہ کروں گا ورنہ بندے کا بھی وہی مالک بندے کے حقوق کا بھی وہی مالک وہ چاہے تو تمام بندوں کے تمام حقوق معاف کردے مگر چونکہ اس نے وعدہ فرمالیا ہے اس لیے اس طور پر اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غلاموں سے حقوق العباد معاف کرائے گا۔

عرض: قواعد رویت ہلال یقینی ہیں یا تخمینی۔

ارشاد: تخمینی ہیں۔ سب میں پہلا فن ہیأت کا امام جو گنا جاتا ہے بطلیموس ہے اس نے مجسطی لکھی اس میں تمام افلاک کے احوال ستاروں کا طلوع وغروب ان کا آپس میں نظری فاصلہ یہاں تک کہ ثوابت کا بھی طلوع وغروب لکھا ہے کہ فلاں ستارہ آفتاب سے اتنے بعد پر ہوگا تو نظر آئے گا اور اتنے بعد پر ہوگا تو نہیں اور ہلال کو چھوڑ گیا وہ اس کے قابو کا نہ تھا متاخرین نے اس کا قاعدہ ایجاد کیا ہے آٹھ ورق کامل پر اس کے اعمال آتے ہیں اور اس کے بعد کبھی یقینی جواب آتا ہے اور کبھی اس قدر اعمال کثیرہ کے بعد بھی مشکوک سیدھا حساب جو ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سکھایا ہے وہ کبھی نہ ٹوٹ سکتا ہے نہ ٹوٹے گا۔ انا امة امية لا نكتب ولا نحسب الشهر هكذا وهكذا وهكذا فان غم عليكم فعد واثلثين ہم امت امیہ ہیں نہ لکھتے ہیں نہ حساب کرتے ہیں مہینہ ۲۹ کا ہے یا ۳۰ کا تو اگر تمہیں شبہہ پڑ جائے تو ۳۰ کی گنتی پوری کرلو۔

مؤلف: ولادت کی تاریخوں کا ذکر تھا اس پر ارشاد فرمایا بحمد اللہ تعالیٰ میری ولادت کی تاریخ اس آیۂ کریمہ میں ہے اولئك كتب فى قلوبهم الايمان وايدهم بروح منه جس کا ترجمہ یہ ہے یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا ہے۔ اور اپنی طرف سے روح القدس کے ذریعہ سے ان کی مدد فرمائی ہے اور اس کا صدر ہے۔ لا تجد قوما يؤمنون بالله واليوم الآخر يوادّون من حادّ اللّٰه ورسوله ولو كانوا أباء هم او ابناء هم او اخوانهم او عشيرتهم نہ پائیں گے آپ ان لوگوں کو جو اللہ ورسول اور یوم آخر پر ایمان رکھتے ہیں کہ وہ اللہ ورسول کے مخالفوں سے دوستی رکھیں اگرچہ وہ ان کے باپ ان کی اولاد یا ان کے بھائی

ان کے کنبے قبیلے ہی کے کیوں نہ ہوں اسی کے متصل فرمایا اولئك كتب في قلوبهم الایمان بحمد اللہ تعالیٰ بچپن سے مجھے نفرت ہے اعداء اللہ سے اور میرے بچوں کے بچوں کو بھی بفضل اللہ تعالیٰ عداوت اعداء اللہ گھٹی میں پلادی گئی ہے اور بفضلہٖ تعالیٰ یہ وعدہ بھی پورا ہوا۔ اولئك كتب في قلوبهم الايمان بحمد اللہ اگر قلب کے دوٹکڑے کیے جائیں تو خدا کی قسم ایک پر لکھا ہوگا لا اله الا الله دوسرے پر لکھا ہوگا محمد رسول الله (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور بحمد اللہ تعالیٰ ہر بد مذہب پر ہمیشہ فتح وظفر حاصل ہوئی رب العزۃ جل جلالہ نے روح القدس سے تائید فرمائی اللہ پورا فرمائے۔ ویدخلهم جنت تجري من تحتها الانهر خلدين فيها رضي الله عنهم ورضوا عنه اولئك حزب الله الا ان حزب الله هم المفلحون ٥ (پھر فرمایا) یہ سب برکات ہیں حضرت جد امجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قرآن عظیم میں خضر علیہ الصلاۃ والسلام کے واقعہ میں ہے کہ دو یتیم ایک مکان میں رہتے تھے اس کی دیوار گرنے والی تھی اور اس کے نیچے ان کا خزانہ خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس دیوار کو سیدھا کردیا اس واقعہ کو فرمایا جاتا ہے وكان ابوهما صالحا ان کا باپ صالح تھا اس کی برکت سے یہ رحمت کی گئی۔ عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنما فرماتے ہیں وہ باپ ان کی چودھویں پشت میں تھا صالح باپ کی یہ برکات ہوتی ہیں تو یہاں تو ابھی تیسری ہی پشت ہے دیکھیے کب تک برکات اس سلسلے میں رہیں (پھر ارشاد فرمایا) حضرت جد امجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بحمد اللہ تعالیٰ میرے ساتھ اس وقت تک وہی محبت ہے جو پہلے تھی میرے حضرت جد امجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک حقیقی بھتیجے تھے انہوں نے کوئی دقیقہ میری برائی میں اپنے نزدیک اٹھا نہ رکھا ایک روز میں نے خواب دیکھا کہ حضرت جد امجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ پلنگ پر تشریف فرما ہیں اور وہ صاحب پائتی بیٹھے ہیں اور ہر چند بات کرنا چاہتے ہیں حضرت جواب نہیں دیتے اور متوجہ نہیں ہوتے اتنے میں میں حاضر ہوا حضرت مجھے دیکھ کر فوراً سروقد کھڑے ہوگئے اور فرمایا آیئے مولانا تشریف لایئے باوجود یکہ میں ان کی پاؤں کی جوتی کی خاک مگر حضرت نے مجھ کو نہایت تعظیم سے اپنے پاس

بٹھایا اور جب تک میں بیٹھا رہا حضرت برابر میری طرف متوجہ رہے دو روز ہوئے تھے کہ لکھنؤ سے خمیرہ آیا تھا حضرت حقہ ملاحظہ فرما رہے تھے مجھے خواب میں خمیرہ یاد آیا میں اٹھا اور عرض کیا میں لکھنؤ کا خمیرہ بھرتا ہوں سنتے ہی گھبرا گئے اور فوراً کھڑے ہو گئے فرمانے لگے مولانا آپ تکلیف نہ فرمائیے مولانا آپ تکلیف نہ فرمائیے اور مجھے بٹھا لیا میری محبت کے سبب اپنے حقیقی بھتیجے سے کلام نہ فرمایا (پھر فرمایا) میں روتا ہوا دوپہر کو سو گیا دیکھا حضرت جد امجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور ایک صندوقچی عطا فرمائی اور فرمایا عنقریب آنے والا ہے وہ شخص جو تمہارے درد دل کی دوا کرے گا دوسرے یا تیسرے روز حضرت مولانا عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ بدایوں سے تشریف لائے اور اپنے ساتھ مارہرہ شریف لے گئے وہاں جا کر شرف بیعت حاصل کیا۔ (پھر فرمایا) ایک مرتبہ جائداد کا جھگڑا تھا اور وہ بھی ایسا کہ ظاہری رزق کے بند ہونے کے اسباب تھے۔

اسی دوران میں خواب دیکھا کہ حضرت جد امجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ عربی گھوڑے پر سوار تمام اعضا نہایت روشن عربی لباس میں تشریف لائے میں اسی پھاٹک میں کھڑا تھا حضرت قریب آ کر گھوڑے سے اترے اور فرمایا بشیر الدین وکیل کے یہاں جانا ہے آنکھ کھلی میں نے کہا اب مقدمہ فتح ہو گیا چنانچہ صبح ہی کو مقدمہ میں فتحیابی ہو گئی ۸۔۱۰ برس ہوئے رجب کے مہینے میں حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خواب میں دیکھا فرماتے ہیں **احمد رضا** اب کی رمضان میں تمہیں بیماری ہو گی اور زیادہ ہو گی روزہ نہ چھوڑنا یہاں بحمد اللہ تعالیٰ جب سے روزے فرض ہوئے کبھی نہ سفر نہ مرض کسی حالت میں روزہ نہیں چھوڑا اخیر رمضان شریف میں میں بیمار ہوا اور بہت بیمار ہوا مگر بحمد للہ تعالیٰ روزے نہ چھوڑے، گاؤں میں ایک زمین میری زمین کے متصل ایک صاحب کی تھی وہ ایک سود خوار کے ہاتھ بیچنا چاہتے تھے ان سے کہا گیا مخالفت کی وجہ سے انہوں نے نہ مانا والد ماجد خواب میں تشریف لائے اور فرمایا مجھے نہیں دیتے سود خوار کو دیتے ہیں اور ملے گی مجھی کو چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ایک بار بیمار ہوا اور شدت کا درد ہوا آنکھ لگ گئی خواب میں حضرت والد ماجد اور مولوی برکات احمد صاحب مرحوم جو والد ماجد سے پڑھا کرتے تشریف لائے

مولوی برکات احمد صاحب نے پوچھا مزاج کیسا ہے میں نے کہا درد کی شدت ہے دعا کیجیے کہ ایمان پر خاتمہ ہو جائے یہ کہا ہی تھا کہ والد ماجد کا چہرہ سرخ ہو گیا اور فرمایا ابھی تو باون برس مدینہ طیبہ میں اب اس کے دو معنے ہو سکتے ہیں کہ باون برس کی عمر میں مدینہ طیبہ کی حاضری ہو گی چنانچہ دوسری حاضری میں میری عمر باون برس کی تھی یا یہ کہ اس وقت سے باون برس بعد مدینہ طیبہ کی حاضری ہو گی اور خدا سے امید ہے کہ ایسا ہی کرے آمین۔ ایک مرتبہ کھانا نہ کھایا تھا کئی روز سے والدین کریمین کو خواب میں دیکھا والدہ ماجدہ نے کچھ نہ فرمایا والد ماجد نے فرمایا تمہارے نہ کھانے سے ہم کو تکلیف ہوتی ہے مجبوراً پھر صبح سے کھانا شروع کر دیا ایک بار میں نے دیکھا کہ حضرت والد ماجد کے ساتھ ایک سواری ہے بہت نفیس اور اونچی بھی تھی والد ماجد نے کمر پکڑ کر سوار کیا اور فرمایا گیارہ درجے تک تو ہم نے پہنچا دیا آگے اللہ مالک ہے میرے خیال میں اس سے مراد غلامی ہے سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک صاحب میرے چچا ہوتے تھے گاؤں کا کام وہی کرتے تھے ایک بار حضرت والد ماجد ان سے ناراض ہو گئے فرما دیا تھا کہ اب سے یہ گاؤں کا کام نہ کریں بعد میں مجھے فرصت نہیں اور گاؤں کے کام پر معتمد آدمی درکار تھا اور ان سے بڑھ کر اور کون معتمد ہو سکتا تھا مگر حضرت والد ماجد کی ممانعت تھی سخت فکر تھی ایک روز شب کو تشریف لائے اور ان کا ہاتھ لے کر میرے ہاتھ میں دیدیا میں سمجھ گیا کہ حضرت کی اجازت ہے کہ انہیں کو گاؤں کا کام دیدو چنانچہ صبح ہی کو میں نے انہیں گاؤں کو بھیج دیا۔

عرض: مرغی اگر پانی میں چونچ ڈالدے ناپاک ہو جائے گا؟

ارشاد: ناپاک نہ ہو گا مکروہ ہے ابال دیا جائے کراہت زائل ہو جائے گی۔

عرض: تشابہ لگا تین بار لوٹا مگر نہ نکلا تو سجدہ سہو لازم ہے۔

ارشاد: کیوں اور اگر تین بار سبحان اللہ کے قدر رکا تو سجدہ سہو واجب ہو گا لوٹنے سے نہ ہو گا اگر چہ دس ہزار بار۔

عرض: ناپاک پانی گرم کیا اتنا کہ ابل گیا پاک ہو گا یا نہیں۔

ارشاد: نہیں کہ پاک پانی نے نہ ابالا۔

عرض: کتے کا روآں تو ناپاک نہیں۔

ارشاد: صحیح یہ ہے کہ کتے کا صرف لعاب نجس ہے لیکن بلاضرورت پالنا نہ چاہیے کہ رحمت کا فرشتہ نہیں آتا حدیث صحیح ہے کہ جبریل کل کسی وقت حاضری کا وعدہ کر کے چلے گئے دوسرے دن انتظار رہا مگر وعدہ میں دیر ہوئی اور جبریل حاضر نہ ہوئے سرکار باہر تشریف لائے ملاحظہ فرمایا کہ جبریل علیہ السلام درِدولت پر حاضر ہیں فرمایا کیوں۔ عرض کیا انا لا تدخل بیتا فیه کلب او تصاویر۔ رحمت کے فرشتے اس گھر میں نہیں آتے جس میں کتا ہو یا تصویر ہو اندر تشریف لائے سب طرف تلاش کیا کچھ نہ تھا پلنگ کے نیچے ایک کتے کا پلا نکلا اسے نکالا تو حاضر ہوئے۔

عرض: خلافت راشدہ کس کس کی خلافت تھی۔

ارشاد: ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی، مولیٰ علی، امام حسن، امیر معاویہ، عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خلافت راشدہ تھی اور اب سیدنا امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت خلافتِ راشدہ ہوگی۔

عرض: بعض علی گڑھی کو سید صاحب کہتے ہیں۔

ارشاد: وہ تو ایک خبیث مرتد تھا حدیث میں ارشاد فرمایا۔ لا تقولو اللمنافق سیدا فانه ان یکن سید کم فقد اسخطم ربکم منافق کو سید نہ کہو کہ اگر وہ تمہارا سید ہوا تو یقیناً تم نے اپنے رب کو غضب دلایا۔

عرض: حضور یہ صحیح ہے کہ عالم کی زیارت ثواب ہے۔

ارشاد: ہاں صحیح حدیث میں وارد ہوا النظر الی وجه العالم عبادة النظر الی الکعبة عبادة النظر الی المصحف عبادة عالم کے چہرہ کو دیکھنا عبادت ہے کعبہ معظمہ کو دیکھنا عبادت ہے قرآن عظیم کو دیکھنا عبادت ہے۔

عرض: دل میں اگر الفاظ طلاق بولے تو طلاق ہوگی یا نہیں۔

ارشاد: نہیں جب تک اتنی آواز سے نہ کہے کہ اگر کوئی مانع نہ ہو تو خود اس کے کان سن لیں۔

عرض: کافرہ اگر اسلام لائے اور شوہر والی ہو تو کیا کرے۔

ارشاد: تین حیض تک انتظار کرے اگر اس کے اندر شوہر اسلام لے آیا یہ اس کے نکاح میں ہے ورنہ دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے۔

عرض: حضور یہ صرع کیا کوئی بلا ہے۔

ارشاد: ہاں اور بہت خبیث بلا ہے اور اسی کو ام الصبیاں کہتے ہیں اگر بچوں کو ہو، ورنہ صرع (مرگی) تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ اگر پچیس (۲۵) برس کے اندر اندر ہوگی تو امید ہے کہ جاتی رہے اور اگر پچیس (۲۵) برس کے بعد یا پچیس (۲۵) برس والے کو ہوئی تو اب نہ جائے گی ہاں کسی ولی کی کرامت یا تعویذ سے جاتی رہے تو امر آخر ہے یہ فی الحقیقۃ ایک شیطان ہے جو انسان کو ستاتا ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں ایک عورت اپنی لڑکی کو لائیں عرض کی صبح شام یہ مصروعہ ہو جاتی ہے حضور نے اس کو قریب کیا اور اس کے سینے پر ہاتھ مار کر فرمایا۔ اخرج عدو الله وانا رسول الله نکل اے خدا کے دشمن میں اللہ کا رسول ہوں اسی وقت اسے قے آئی ایک سیاہ چیز جو چلتی تھی اس کے پیٹ سے نکلی اور غائب ہوگئی اور وہ عورت ہوش میں ہوگئی حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ایک شخص کو مرگی ہوگئی حضور نے فرمایا اس کے کان میں کہہ دو غوث اعظم کا حکم ہے کہ بغداد سے نکل جا چنانچہ اسی وقت وہ اچھا ہو گیا اور اب تک بغداد مقدس میں مرگی نہیں ہوتی (پھر فرمایا) بچہ پیدا ہونے کے بعد جو اذان میں دیر کی جاتی ہے اس سے اکثر یہ مرض ہو جاتا ہے اور اگر بچہ پیدا ہونے کے بعد پہلا کام یہ کیا جائے کہ نہلا کر اذان واقامت بچہ کے کان میں کہہ دی جائے تو انشاء اللہ تعالیٰ عمر بھر محفوظی ہے۔

عرض: گراموفون کا کیا حکم ہے۔

ارشاد: بعض باتوں میں اصل کا حکم ہے بعض میں نہیں گراموفون میں اگر قرآن عظیم ہو اس کا سننا فرض نہیں بلکہ ناجائز اور آیت سجدہ پر سجدہ واجب اور گانے میں اصل کا حکم ہے اگر اصل جائز یہ بھی جائز اگر اصل حرام یہ بھی حرام مثلاً عورت وامرد کی آواز نہ ہو مزامیر کی آواز نہ ہو اشعار خلاف شرع نہ ہوں تو جائز ہے ورنہ نہیں اور قرآن عظیم کا سننا

توجد ہے کہ عبادت ہے اور گراموفون سے سننا لہو ہے کہ وہ موضوع ہے اس لیے ہے، اگرچہ کوئی نیت لہو نہ کرے مگر اصل وضع کی تبدیل کوئی نہیں کر سکتا پھر جو مصالحہ اس میں بھرا ہوتا ہے اس میں اکثر اسپرٹ کا میل ہوتا ہے اور اسپرٹ شراب ہے اور شراب نجس ہے تو اس میں قرآن شریف کا بھرنا ہی حرام ہوا۔

عرض: جانوروں کو کھلانے پلانے سے ثواب ملتا ہے یا نہیں۔

ارشاد: ہاں حدیث میں ارشاد ہوا۔ فی کل ذات کبدرطبة اجر ہر تر جگر میں اجر ہے یعنی ہر جاندار کو آرام پہنچانے میں ثواب ہے۔

عرض: تھانوی کو لوگ سید کہتے ہیں اور وہ مانع نہیں ہوتا حالانکہ وہ قوم کا جھوجہ ہے۔

ارشاد: حدیث میں ہے۔ من ادعی الی غیر ابیه فعلیه لعنة الله والملائكة والناس اجمعین لا یقبل الله منه صرفا ولا عدلا جو شخص اپنا باپ چھوڑ کر دوسرے کو باپ بنائے اس پر اللہ اور تمام فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت اللہ نہ اس کا فرض قبول کرے گا نہ نفل دوسری حدیث میں ارشاد ہوا فالجنة علیه حرام تیسری حدیث میں فرمایا۔ فعلیه لعنة الله متتا بعة الی یوم القیمٰة اس پر اللہ کی پے در پے قیامت تک لعنت ہے۔

عرض: ایام بیض میں روزہ رکھنے سے مہینہ بھر کا ثواب ملتا ہے۔

ارشاد: ہاں پہلی، دوسری، تیسری، چودہ، پندرہ یا ستائیس، اٹھائیس، انتیس ان میں سے جس میں روزہ رکھے سب کا ثواب برابر ہے۔ پہلی دوسری تیسری لیالی ہلال اور تیرہ چودہ پندرہ لیالی بیض (سفید راتیں) اور ستائیس اٹھائیس انتیس لیالی سود (سیاہ)

عرض: حضور ایک روایت ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص دو سو برس تک فسق و فجور میں مبتلا رہا اور بعد انتقال اس کی مغفرت فرمادی گئی اس وجہ سے کہ اس نے توریت شریف میں نام پاک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیکھ کر چوم لیا تھا۔

ارشاد: ہاں صحیح ہے ان کا نام مسطح تھا پھر فرمایا اس کے کرم کی کوئی انتہا نہیں اس کی رحمت چاہے تو کروروں برس کے گناہ دھودے غلامی ہونا چاہیے سرکار کی، ایک نیکی سے

معاف فرمادے بلکہ ان گناہوں کو نیکیوں سے بدلدے اور اگر عدل فرمائے تو کروڑوں برس کی نیکیاں ایک صغیرہ کے عوض رد فرمادے حدیث میں ارشاد ہوا کوئی شخص بغیر اللہ کی رحمت کے اپنے اعمال سے جنت میں نہیں جا سکتا صحابہ نے عرض کی و لا انت یا رسول اللہ آپ بھی نہیں یارسول اللہ ارشاد فرمایا و لا انا الا ان یتغمدنی رحمۃ اور میں بھی جب تک کہ میرا رب رحمت نہ فرمائے گناہ نہ سہی استحقاق کس بات کا ہے دنیا ہی کا قاعدہ دیکھیے اگر اجیر ہے مزدوری کرے گا اجرت پائے گا اور اگر عبد ہے مملوک ہے کتنی ہی خدمت کرے کچھ نہ پائے گا ہم سب تو اسی کی مخلوق و مملوک ہیں اس کی رحمت ہی رحمت ہے آپ ہی بندوں کو توفیق دی آپ ہی ان کو اسباب دیے آپ ہی آسان فرمایا اور فرماتا ہے بدلہ ہے ان کے نیک عملوں کا نعم العبد کیا اچھا بندہ ہے ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کتنے عرصہ تک بلا میں مبتلا رہے اور صبر بھی کیسا جمیل فرمایا جب اس سے نجات ملی عرض کیا الٰہی میں نے کیسا صبر کیا ارشاد ہوا اور توفیق کس گھر سے لایا ایوب علیہ السلام نے اپنے سر پر خاک اڑائی عرض کیا بے شک اگر توفیق نہ عطا فرماتا تو میں صبر کہاں سے کرتا۔

عرض: آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام رسول بھی تھے۔

ارشاد: ہاں

عرض: نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اول الرسل کہا جاتا ہے یہ کس وجہ سے۔

ارشاد: کافروں کی طرف جو رسول بھیجے گئے ہیں ان میں سب سے اول حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں آپ سے پہلے جو نبی تشریف لائے وہ مسلمان کی طرف بھیجے جاتے تھے۔

عرض: کلب علی کے کیا معنے ہیں۔

ارشاد: علی کی سرکار کا کتا۔

عرض: اولیائے کرام میں بھی کسی کا نام کلب ہوا ہے۔

ارشاد: سلف صالحین صحابہ تابعین میں کلب کلیب کلاب نام ہوئے۔

عرض: خاندان سالاریہ بھی کوئی خاندان بیعت ہے۔

ارشاد: نہیں۔ حضرت سیدی سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجاہد تھے شہید ہوئے ہیں تو کیا ہر شہید سے بیعت کا سلسلہ شروع ہو جائے گا (پھر بتذکرہ حضرت سیدی احمد کبیر رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا) کہ آپ اجلۂ اکابر اولیا سے ہیں حضرت کے ایک مرید بارگاہ غوثیت میں حاضر تھے عرض کی مجھے اپنے شیخ کی زیارت کا شوق ہے حضور نے ایک شیشہ سامنے رکھ دیا اس میں شیخ کی شکل نظر آئی کہ دانتوں میں انگلی دبائے فرما رہے ہیں جو بحر کے پاس ہو وہ جدول کو چاہے۔

عرض: کیا حضرت مجدد الف ثانی نے کہیں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اپنی تفضیل بھی لکھی ہے۔

ارشاد: تلك امة قدخلت لها ماكسبت ولكم ماكسبتم ولا تسئلون عما كانوا يعملون پھر فرمایا مکتوبات کی اول دو جلدوں میں تو ایسے الفاظ ملیں گے جن میں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تو کیا گنتی تیسری جلد میں فرماتے ہیں جو کچھ فیوض و برکات کا مجمع ہے وہ سب سرکار غوثیت سے ملے ہیں نور القمر مستفاد من نور الشمس اسی میں لکھا ہے کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ جو کچھ میں نے اگلی جلدوں میں کہا صحو سے کہا نہیں بلکہ زیادہ سکر ہے اب اگر کوئی مجددی ان کے قول سے استدلال کرے اس کو وہ جانے ہم تو ایسے شیخ کے غلام ہیں جس نے جو بتایا صحو سے بتایا خدا کے فرمانے سے کہا۔ تمام جہان کے شیوخ نے جو زبانی دعویٰ کیے ہیں ظاہر کر دیا ہے کہ ہمارا سکر ہے اور ایسی غلطیاں دو وجہوں سے ہوتی ہیں یا ناواقفی یا سکر۔ سکر تو یہی ہے اور ناواقفی یہ کہ مثلاً حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ایک بزرگ سیدی عبدالرحمٰن طفسونجی نے ایک روز بر سر منبر فرمایا۔ انا بين الاولياء كالكركي اطول عنقاً میں اولیا میں ایسا ہوں جیسے کلنگ سب میں اونچی گردن وہیں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک مرید حضرت سیدی احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تشریف فرما تھے انہیں ناگوار ہوا کہ حضور پر اپنے آپ کو تفضیل دی گدڑی پھینک کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا میں آپ سے کشتی لڑنا چاہتا ہوں۔ حضرت سیدی عبدالرحمٰن نے ان کو سر سے پیر تک دیکھا پھر پیر سے سر تک دیکھا پھر

سر سے پیر تک دیکھا غرض اسی طرح کئی بار نظر ڈالی اور خاموش ہو گئے لوگوں نے حضرت سے سبب پوچھا فرمایا میں نے دیکھا اس کے جسم کو کہ کوئی رونگٹا رحمت الٰہی سے خالی نہیں ہے اور ان سے فرمایا گدڑی پہن لو۔ انہوں نے کہا فقیر جس کپڑے کو اتار کر پھینک دیتا ہے دوبارہ نہیں پہنتا بارہ روز کے راستہ پر ان کا مکان تھا اپنی زوجہ مقدسہ کو آواز دی فاطمہ میرے کپڑے دو انہوں نے وہیں سے ہاتھ بڑھا کر کپڑے دیے اور انہوں نے ہاتھ بڑھا کر پہن لیے۔ حضرت سیدی عبدالرحمٰن نے دریافت کیا کس کے مرید ہو فرمایا میں غلام ہوں سرکار غوثیت رضی اللہ عنہ کا انہوں نے اپنے دو مریدوں کو بغداد بھیجا کہ حضور سے جا کر عرض کرو بارہ برس سے قرب الٰہی میں حاضر ہوتا ہوں آپ کو نہ جاتے دیکھا نہ آتے ادھر سے یہ دونوں مرید چلے ہیں کہ ادھر غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دو مریدوں سے ارشاد فرمایا طفسونج جاؤ راستہ میں شیخ عبدالرحمٰن کے دو آدمی ملیں گے ان کو واپس لے جاؤ اور شیخ عبدالرحمٰن کو جواب دو کہ وہ جو صحن میں ہے کیونکر دیکھ سکتا ہے اس کو جو دالان میں ہے اور وہ جو دالان میں ہے اسے کیونکر دیکھ سکتا ہے جو کوٹھری میں ہے اور وہ جو کوٹھری میں ہے اسے کیونکر دیکھ سکتا ہے جو نہانخانہ خاص میں ہو۔ میں نہانخانۂ خاص میں ہوں اور علامت یہ ہے کہ فلاں شب بارہ ہزار اولیا کو خلعت عطا ہوئے تھے یاد کرو کہ تم کو جو خلعت ملا تھا وہ سبز تھا اور اس پر سونے سے قل ھو اللہ شریف لکھی تھی یہ سن کر شیخ عبدالرحمٰن نے سر جھکا لیا اور فرمایا صدق الشیخ عبدالقادر وھو سلطان الوقت۔

عرض: کانجی ہاؤس کی لاوارث گائے بکری وغیرہ کا نیلام خریدنا کیسا ہے۔

ارشاد: حرام ہے۔

عرض: جو شخص مہر قبول کرتے وقت یہ خیال کرے کہ کون ادا کرتا ہے اس وقت تو قبول کر لو پھر دیکھا جائے گا ایسے لوگوں کا کیا حکم ہے۔

ارشاد: حدیث میں ارشاد فرمایا ایسے مرد و عورت قیامت کے روز زانی و زانیہ اٹھیں گے۔

عرض: ایک جلسہ میں آریہ و عیسائی اور دیوبندی قادیانی وغیرہ جو اسلام کا نام

لیتے ہیں وہ بھی ہوں وہاں دیو بندیوں کا رد نہ چاہیے۔

ارشاد: کیوں۔کیا ان سے موافقت کی جائے گی حاشا یہ محال ہے اسلام پر اس میں کوئی اعتراض نہیں۔

عرض: آریہ وغیرہ یہ کہیں گے کہ اسلام ہی میں اختلاف ہوگیا۔

ارشاد: حاشا اسلام میں اختلاف نہیں اسلام واحد ہے یہ لوگ اسلام سے نکل گئے مرتد ہوگئے مرتدین کی موافقت بدتر ہے کافر اصلی کی موافقت سے۔

عرض: واوحینا الی امك مایوحی اس وحی سے کیا مراد۔

ارشاد: اس کا بیان آگے فرمادیا ان اقذفیه فی التابوت الخ

عرض: اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر انبیا پر بھی وحی آتی ہے۔

ارشاد: یہاں وحی سے مراد وحی الہام ہے دوسری جگہ فرماتا ہے واوحی ربك الی النحل اس سے بھی الہام مراد ہے وحی شریعت وہ خاص ہے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے واسطے غیر کو نہیں آسکتی (پھر فرمایا) وحی اشارہ سے بات بتانے کو بھی کہتے ہیں کہ فرماتا ہے فاوحی الیھم ان سبحو ابکرۃ وعشیا زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اشارے سے فرمایا کہ خدا کی تسبیح صبح وشام کرو۔

عرض: کھانے میں برکت اور پانی وغیرہ میں اور انگشتان مبارک سے پانی کا جاری ہونا متواتر ہے۔

ارشاد: ہاں یہ اور اس قسم کے وقائع متواتر بالمعنے ہیں صدہا مرتبہ انگشتانِ مبارک سے پانی جاری ہوا تکثیر طعام کے صدہا وقائع ہیں جس سے یہ معجزے متواتر بالمعنی ہوگئے۔

عرض: استن حنانہ کا واقعہ بھی متواتر ہے۔

ارشاد: اس میں اختلاف ہے بعض نے متواتر لکھا ہے اور ہو تو کوئی عجب نہیں تتبع ایسی چیز ہے جس سے بہت پتہ چل جاتا ہے یہ مسئلہ کہ سجدہ غیر خدا کو حرام ہے اس میں صرف دو حدیثیں مجھے یاد تھیں اجماع سے اس کی حرمت قطعیہ میں نے ثابت کی قرآن عظیم میں کہیں اس کا ذکر نہیں تتبع اس کا کیا ۴۰ حدیثیں نکلیں کہ متواتر کی حد سے بھی بڑھ گئیں۔

عرض: متواتر ہونے کے لئے کتنی تعداد درکار ہے۔

ارشاد: بعض نے تیرہ چودہ حدیثیں فرمائی ہیں بعض نے فرمایا کہ تیس اور یہاں چالیس ہوگئیں۔

عرض: انی احرم مابین لا بیتھا یہ حدیث حنفیہ کے یہاں ہے یا نہیں۔

ارشاد: ہے اور اسی پر ان کا عمل ہے اختلاف صرف اس بات میں ہے کہ وہاں (مکہ معظمہ) جزا لازم آتی ہے اور یہاں (مدینہ طیبہ) نہیں

عرض: فاسق اگر مصافحہ کرنا چاہے تو جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد: اگر وہ کرنا چاہے تو جائز ہے ابتدا نہ چاہیے۔

عرض: حضور اگر فاسق معلن ہو۔

ارشاد: اگرچہ معلن ہو مبتدع سے نہ چاہیے۔

عرض: زید نے ایک شخص کو پوشیدگی میں گناہ کرتے دیکھا اب یہ اس کے پیچھے اقتدا کرسکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد: کرسکتا ہے یہ اپنے کو دیکھے اگر اس نے کبھی کوئی گناہ نہ کیا ہو تو نہ پڑھے حدیث میں ہے تری القذاۃ فی عین اخیك ولا تری الجذع فی عینك (ہاں فاسق معلن کے پیچھے نماز پڑھنا گناہ ہے)

عرض: قبر کا اونچا بنانا کیسا ہے۔

ارشاد: خلاف سنت ہے میرے والد ماجد میری والدہ ماجدہ میرے بھائی کی قبریں دیکھیے ایک بالشت سے اونچی نہ ہوں گی۔

عرض: اگر جیب میں کوئی لکھا ہوا کاغذ ہو تو بیت الخلا جا سکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد: چھپا پاہوا ہے جا سکتا ہے اور احتیاط یہ ہے کہ علیحدہ کردے۔

عرض: تمغے جو اسکولوں میں ملتے ہیں ان پر چہرہ بنا ہوتا ہے اس کو لگا کر نماز ہو سکتی ہے یا نہیں۔

ارشاد: ہوگی مگر مکروہ تحریمی ہے۔

عرض: حضور امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ابوحنیفہ کیوں کہتے ہیں۔

ارشاد: حنیف اوراق کو کہتے ہیں حضور کو ابتدا ہی سے لکھنے کا بہت شوق تھا۔

عرض: اگر بیچ دریا میں کشتی کھڑی ہو تو اس پر نماز ہو جائے گی یا نہیں۔

ارشاد: اگر اتر نہیں سکتا تو ہو جائے گی ورنہ نہیں۔

عرض: حضور کشتی تو مستقر ہے۔

ارشاد: کشتی پانی پر ہے یا زمین پر پانی پر بے شک مستقر ہے مگر پانی مستقر نہیں۔

عرض: کرامت اولیا سے اگر تخت ہوا پر رک جائے تو اس پر نماز ہو گی یا نہیں۔

ارشاد: نہیں کہ اس کے نیچے کی ہوا زمین پر مستقر نہیں ہاں اگر یہ ہو کہ تخت سے زمین تک جتنی ہوا ہے سب منجمد ہو جائے تو ہو جائے گی۔ عرض شمالی میں برف کی کثرت سے دریا ایسے جم جاتے ہیں کہ پھاؤڑوں سے کھودے جائیں تب بھی نہ کھدیں اس پر نماز ہو جائے گی جائز ہے۔

عرض: زید کا عمرو سے لین دین ہے اس کا مال لے جا کر اپنی دکان پر بیچتا ہے اگر وہ مال چوری ہو جائے تو عمرو اس کی قیمت زید سے لینے کا مستحق ہے یا نہیں۔

ارشاد: اگر وہ مضارب ہے اور اس کا لین دین مضاربت کے طور پر ہے یعنی یہ کہ اس کا مال لاتا ہے اور جو کچھ نفع ہوتا ہے آدھا یا تہائی اس کو دیتا ہے باقی اپنے آپ لیتا ہے تو قیمت نہیں لے سکتا ہاں اگر عمرو سے مول لاتا ہے تو لے سکتا ہے کہ خود اس کا مال چوری ہوا۔

عرض: زید نے عمرو کو گوٹے کا تار بنانے کے لئے دیا اس نے بکر کو دیدیا اس کے یہاں چوری ہو گیا تو زید عمرو سے لے سکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد: عمرو تو بکر سے نہیں لے سکتا اور زید کو اگر یہ معلوم ہے کہ عمرو دوسرے سے بھی بنوایا کرتا ہے تو یہ بھی نہیں لے سکتا کہ اس کی رضامندی پائی جاتی ہے اور اگر معلوم نہ تھا یا اس نے یہ کہہ کر دیا تھا کہ خاص تمہیں بنانا دوسرے کو نہ دینا تو ظاہراً اس صورت میں زید کو لے لینے کا اختیار چاہیے۔



بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسلمانانِ عالم کے لئے ایک اعلیٰ ترین اسلامی دستور العمل

یعنی

حصہ چہارم ملفوظات حضور پرنور اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت رضی اللہ عنہ



حصہ چہارم

مؤلفہ ومرتبہ

شہزادۂ اعلیٰ حضرت تاجدار اہلسنت مفتی اعظم
مولانا مصطفےٰ رضا بریلوی قدس سرہ

رضوی کتاب گھر



۴۲۵، اردو مارکیٹ، مٹیا محل، جامع مسجد دہلی ۱۱۰۰۰۶

فون: 3264524

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ ط

عرض: حدیث کے متواتر ہونے کے لئے چودہ یا تیں کی تعداد ہے تو چودہ یا تیں چاہے حسن ہو یا صحیح۔

ارشاد: حسن ہوں یا صحیح۔ حسن وصحیح کا فرق محدثین کا کیا ہوا ہے۔ فقہا کے نزدیک دونوں ایک ہیں (پھر فرمایا) استن حنانہ کے معجزہ کو قیاس چاہتا ہے متواتر ہونے کو، مجمع کا وقت تھا صحابہ کرام کا مجمع سب کے سامنے کا واقعہ اور واقعہ بھی ایسا عجیب ہر ایک نے اس واقعہ کو بیان کیا ہوگا بخلاف شق القمر کے کہ وہ آدھی رات میں واقع ہوا تھا صحابہ بھی حضور کے ساتھ کم تھے اس کی حدیث متواتر نہیں قرآن عظیم سے استناد کیا جائے گا (اسی سلسلہ میں فرمایا) فلسفہ میں توغل کی وجہ سے قاضی بیضاوی نے ایک اور تاویل نکالی انہوں نے لکھا ای سینشق یعنی قیامت کے دن شق ہو جائے گا چونکہ یقینی الوقوع ہے اس لیے بصیغہ ماضی فرمایا گیا لیکن اس تاویل کو خود آگے کی آیت رد فرماتی ہے وان یروا اٰیتہ یعرضوا ویقولوا سحرٌ مستمر اور اگر وہ دیکھیں معجزہ کو تو اعتراض کریں گے اور کہیں گے یہ بڑا زبردست جادو ہے قیامت کے دن کوئی اعتراض کرنے والا نہ ہوگا اس دن کیونکر کوئی کہہ سکتا ہے۔

کہ جادو ہے شاہ ولی اللہ نے تفہیمات الٰہیہ میں لکھا کہ شق القمر کوئی معجزہ نہیں محض اس وجہ سے کہہ دیا جائے کہ حضور نے خبر دی تھی چاند شق ہو جائے گا اور یہ محض غلط ہے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیثیں اس کو مردود کر رہی ہیں۔ حدیث میں مصرح ہے کہ حضور نے انگشت شہادت سے اشارہ فرمایا اور وہ شق ہوا اور ارشاد فرمایا اللھم اشھد اے اللہ گواہ ہو جا اس کی احادیث مشہورہ ہیں اور ان سے اجماع مسلمین لاحق ہو گیا۔

عرض: تو اس وجہ سے آیت میں دوسری تاویل کا احتمال نہ رہا۔

ارشاد: اصلا نہ رہا اور نہ پہلے تھا دوسری آیت اس تاویل باطل کو رد کر رہی ہے مگر ہے یہ کہ یابی اللہ العصمۃ الا لکلامہ ولکلام رسولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم (پھر فرمایا) انسان سے غلطی ہوتی ہے مگر رحمت ہے اس پر جس کی خطا کسی امر مہم دینی پر زد نہ ڈالے یہ بڑی رحمت ہے ایسی ہی باتوں کی نسبت شیخ محقق کو مدارج شریف میں غصہ آ گیا فلاسفہ کے اعتراض نقل کیے کہ وہ ایسا کہتے ہیں ایسا کہتے ہیں پھر فرمایا ان سے کوئی تعجب نہیں ایں بدبخت متکلمان راچہ شدہ است (پھر فرمایا) فلاسفہ کے طور پر تو شق القمر محال ہے وہ فلکیات کو قابل خرق والتیام مانتے ہی نہیں۔

عرض: حضور وہ تو فلک محدد الجہات کو قابل خرق والتیام نہیں مانتے ہیں۔

ارشاد: دعویٰ تو ان کا تمام فلکیات کی نسبت ہے مگر دلیل ان کی سوائے محدد الجہات کے اور کہیں نہیں چلتی (پھر فرمایا) الٰہیات و نبوات و معاد کو جو میزان عقل سے تولنا چاہے گا وہ لغزش کرے گا عقائد سمعیہ کے بارہ میں ان نصوص شرعیہ کے ہاتھ میں ایسا ہو جائے جیسے غسال کے ہاتھ میں میت بس آمنا بہ کل من عند ربنا یہ راستہ سیدھا ہے اور یہ عطا ہوتا ہے سلیم الطبع صحیح العقیدہ عوام کو اور خاص کر ان کی عورتوں کو اور خاص کر ان کی بوڑھیوں کو ان سے کتنا ہی کچھ کہو ہرگز نہ مانیں گی جو سن چکی ہیں۔ اسی پر عقیدہ رکھیں گی اسی واسطے ارشاد ہوا۔ علیکم بدین العجائز بوڑھیوں کا دین اختیار کرو امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں ان کا ایک شاگرد آیا وہاں ایک جاہل ان پڑھ بیٹھا تھا اس سے کہا تمہارا کیا مذہب ہے کہا سنی پوچھا اپنے دل میں اس مذہب کی طرف سے کچھ خدشہ پاتے ہو کہا حاشا للہ جیسا مجھے دوپہر کے آفتاب پر یقین ہے ایسا ہی مجھے اپنے مذہب پر ہے امام کا شاگرد یہ سن کر اتنا رویا کہ کپڑے بھیگ گئے اور کہا کہ میں اس وقت تک نہیں جانتا کہ کونسا مذہب حق ہے (پھر فرمایا) اسی واسطے ناقص بلکہ کامل کو بھی بلاضرورت بدمذہبوں کی کتابیں دیکھنا ناجائز ہے کہ انسان ہے ممکن ہے کوئی بات معاذ اللہ دل میں جم جائے اور ہلاک ہو جائے امام حارث محاسبی نے بدمذہبوں کے رد میں ایک کتاب تصنیف کی اور وہ بدمذہبوں کے رد میں پہلی تصنیف تھی امام احمد رحمۃ اللہ

تعالیٰ علیہ نے ان سے کلام کرنا چھوڑ دیا کہا مجھ سے کیا خطا ہوئی میں نے ان کا رد ہی تو کیا ہے فرمایا کیا ممکن نہیں ہے کہ تم نے جو کلام بدمذہبوں کا نقل کیا ہے کسی کے دل میں جم جائے اور وہ گمراہ ہو جائے (پھر فرمایا) پہلے تلوار تھی رد کی حاجت نہ تھی تلوار کے ذریعہ سے سارا انتظام ہو سکتا تھا اب کہ ہمارے پاس سوائے رد کے کوئی علاج نہیں رد کرنا فرض ہے حدیث میں ارشاد ہے ہوا۔ اذا ظهرت الفتن اوقال البدع ولم يظهر العالم علمه فعليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين لا يقبل الله منه صرفا ولا عدلا جب فتنے یا بدمذہبان ظاہر ہوں اور عالم اپنا علم نہ ظاہر کرے تو اس پہ اللہ اور فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت اللہ نہ اس کا فرض قبول کرے نہ نفل (پھر فرمایا) امام سعید ابن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ راستہ میں تشریف لیے جاتے تھے ایک بدمذہب ملا امام سے کہا میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں فرمایا میں سننا نہیں چاہتا اس نے کہا صرف ایک بات آپ نے چھنگلیاں کے پہلے پورے پر انگوٹھا رکھ کر فرمایا۔ ولا نصف كلمة آدھی بات بھی نہیں سنوں گا، لوگوں نے سبب پوچھا فرمایا از ایشاں منہم ہے (پھر فرمایا) اکابر کی تو یہ حالت اور اب یہ حالت ہے کہ جاہل سا جاہل جٹا پڑتا ہے آریوں سے وہابیوں سے اور کچھ خوف نہیں کرتا جو تمام فنون کا ماہر ہو تمام پیچ جانتا ہو۔ پوری طاقت رکھتا ہو تمام ہتھیار پاس ہوں اس کو بھی کیا ضروری کہ خواہ مخواہ بھیڑیوں کے جنگل میں جائے ہاں اگر ضرورت ہی آپڑے تو مجبوری ہے اللہ پر توکل کر کے ان ہتھیاروں سے کام لے۔

مؤلف: ایک مرتبہ بعد عصر تشریف لائے اور ارشاد فرمایا آج چوتھا روز ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بیّن معجزہ ظاہر ہوا، گائے کا گوشت کھانے سے مجھے معاضرر ہوتا ہے ایک صاحب نے میرے یہاں نیاز کا کھانا بھیجا اور ساتھ ایک رقعہ میں لکھ دیا کہ اس میں سے تھوڑا سا چکھ لیں۔ شوربے میں مرچ زیادہ تھی اور میں مرچ کا عادی نہیں میں نے ایک بوٹی صاف کر کے کھائی بہت اچھا پکا تھا میں نے ایک بوٹی اور مانگی اس وقت معلوم ہوا کہ گائے کا گوشت ہے دل میں گھبراہٹ پیدا ہوئی سید محمود علی

صاحب کا خدا بھلا کرے زمزم شریف بہت سا انہوں نے بھیج دیا ہے میں نے جس وقت ابتال ہوا فوراً زمزم شریف پیا صبح تک برابر پیتا رہا کچھ بھی نہ ہوا (پھر فرمایا) زمزم شریف میں یہ معجزہ ہے کہ دو مہینے کا زمزم شریف تھا اس سے یہ نفع ہوا حالانکہ باسی پانی سے فوراً مجھے نقصان ہوتا ہے پہلی بار کی حاضری میں میری بائیس برس کی عمر تھی میں نے دونوں وقت کی روٹی چھوڑ دی تھی صرف گوشت پر اکتفا کرتا اور گوشت بھی دنبے کا جو سنا چرے ہوئے ہوتے ہیں کچھ روز کے بعد پیٹ میں خلش معلوم ہوئی حرم شریف میں جا کر قدح بھر کر زمزم شریف پیا فوراً خلش جاتی رہی (پھر فرمایا) کھانے پینے کی چیزوں میں مجھے زمزم شریف سے زیادہ کوئی چیز مرغوب نہیں یہاں کیا ذریعہ وہاں صبح دوپہر شام ہر وقت پیا صبح آنکھ کھلی تو پہلا کام یہ کہ زمزم شریف پیتا پانچوں نمازوں کے بعد پہلا کام یہی ہوتا تھا۔ (پھر فرمایا) زمزم شریف کا ایک معجزہ یہ بھی ہے کہ ہر وقت مزہ بدلتا رہتا ہے کسی وقت کچھ کھاراپن کسی وقت نہایت شیریں اور رات کے دو بجے اگر پیا جائے تو تازہ دوہا ہوا گائے کا خالص دودھ معلوم ہوتا ہے (پھر فرمایا) زمزم شریف جس کے پاس کافی مقدار سے ہو اسے نہ کسی غذا کی ضرورت نہ دوا کی حدیث شریف میں فرمایا زمزم کھانے کی جگہ کھانا ہے اور دوا کی جگہ دوا ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ضعف اسلام تھا صحابہ چالیس تک نہ پہنچے تھے اس زمانہ میں مکہ معظمہ آئے وہاں نہ کسی سے شناسائی نہ کسی سے ملاقات ایک مہینہ کامل وہی زمزم شریف پیا حالت یہ ہوئی کہ پیٹ کی بلٹیں الٹ پڑیں (اس قدر توانائی آگئی) (پھر فرمایا) یہ جانچ ہے منافق اور مومن کی۔ منافق کبھی پیٹ بھر کر نہیں پی سکتا اور میں تو بحمد اللہ تعالیٰ اس قدر دودھ نہیں پی سکتا ہوں جس قدر زمزم شریف پی لیتا تھا۔ ایک بادیہ جس میں دو سیر پانی آتا تھا کبھی نصف اور کبھی نصف سے زیادہ پی لیتا تھا باقی جو بچتا منہ اور سر پر ڈال لیتا۔

عرض: زمزم شریف بھی تین سانسوں میں پینا چاہیے۔

ارشاد: ہاں ہر چیز کا یہی حکم ہے حدیث میں ارشاد ہوا مصوہ مصا ولا تعبوہ عبا فان منه الكباد چوس چوس کر پیو غٹ غٹ کر کے بڑے بڑے گھونٹ نہ لگاؤ۔

عرض: حضور کن پانیوں کو کھڑے ہو کر پینے کا حکم ہے۔

ارشاد: زمزم اور وضو کا پانی شرع میں کھڑے ہو کر پینے کا حکم ہے اور لوگوں نے دو اور اپنی طرف سے لگا لیے ہیں ایک سبیل کا اور دوسرا جھوٹا پانی اور دونوں جھوٹے سبیل کا تو یوں لگا لیا کہ اکثر کیچڑ ہوتی ہے بیٹھنے کی جگہ نہیں ہوتی۔

(پھر فرمایا) دوسری بار کی حاضری میں مجھے جیٹھ کا مہینہ پورا مدینہ طیبہ میں گزرا دن میں تو کچھ خفیف گرمی ہوتی تھی رات کو اگر نماز عشاء پڑھ کر سوئے تو سوائے موذن کی آواز کے اور کوئی جگانے والا نہیں نہ گرمی نہ پسو نہ کھٹمل نہ مچھر، حدیث میں ارشاد ہوا۔ لیل تھا مۃ لاحر ولا برد ولا خوف ولا سامہ مدینہ کی رات میں نہ گرمی ہے نہ سردی نہ خوف نہ ملال، منیٰ میں تین دن کہ کروروں جانور ذبح ہوتے ہیں نہ مکھی نظر آتی ہے نہ کوّا نہ چیل اگر کوئی کہے وہاں مکھی ہوتی ہی نہ ہو تو مکہ معظّمہ میں شب کے وقت دیکھا گیا کہ اگر سوتے میں ہاتھ اٹھ گیا تو مکھیوں کا ڈنگارا اڑ گیا۔

عرض: زید مرتد ہو گیا تو عورت پر عدت ہے یا نہیں۔

ارشاد: اگر قربت ہو چکی ہے تو عدت کرے گی ورنہ نہیں۔

عرض: عدت تو نکاح کے لئے ہے اور مرتد کا نکاح ہی نہیں۔

ارشاد: شبہہ نکاح کی بھی عدت ہوتی ہے (اور سوال تو بعد نکاح ارتداد کی صورت سے تھا)

عرض: مرتد مسلمان ہو گیا تو اپنی بیوی سے جبراً نکاح کر سکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد: اس کی رضامندی سے کر سکتا ہے۔

عرض: حضور کیا اس صورت میں حلالہ ہے۔

ارشاد: نہیں کہ حلالہ طلاق کے ساتھ خاص ہے۔

عرض: حالت اسلام میں دو طلاقیں دی تھیں پھر معاذ اللہ مرتد ہو گیا اب پھر اسلام لایا اب کتنی طلاق کا مالک ہے۔

ارشاد: ایک طلاق کا۔

عرض: یہ جو کہا جاتا ہے کہ اسلام اپنے ماقبل کو مٹا دیتا ہے۔

ارشاد: اپنے ماقبل کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

عرض: نابالغی میں زید عالم ہوگیا وہ مکلف ہے یا نہیں۔

ارشاد: ابھی سے مکلّف ہوجائے گا علم سبب تکلیف نہیں جاہل محض ہے اور بالغ ہے مکلّف ہے اور علامہ ہے بالغ نہیں تو مکلّف نہ ہوگا۔

عرض: نوشیرواں کو عادل کہہ سکتے ہیں یا نہیں۔

ارشاد: نہیں۔اور اگر اس کے احکام کو حق جان کر کہے کفر ہے ورنہ حرام۔

عرض: حضور میں آج کل بہت پریشان ہوں گزر اوقات مشکل سے ہوتی ہے قرض دار بہت ہوگیا ہوں۔

ارشاد: اللھم اکفنی بحلالك عن حرامك واغننی بفضلك عمن سواك ہر نماز کے بعد ۱۱۔۱۱ بار اور صبح وشام ۱۰۰۔۱۰۰ بار روزانہ اول وآخر درود شریف، اسی دعا کی نسبت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا اگر تجھ پر مثل پہاڑ کے بھی قرض ہوگا تو اسے ادا کردے گا۔

عرض: مدراس سے جو تار آتا ہے اس کے آنے میں کچھ وقفہ نہیں لگتا۔

ارشاد: شاید ایک سکنڈ دو سکنڈ کا وقفہ لگتا ہو۔اگر تار کا سلسلہ برابر متصل ہو کہیں منقطع نہ ہو تو تیس سکنڈ میں ساری زمین کا دورہ کرکے پھر وہیں آجائے گا۔ایک سکنڈ میں تقریباً ایک ہزار میل چلتا ہے اور نور ایک سکنڈ میں ایک لاکھ بانوے ہزار میل چلتا ہے اور روح باصرہ کی رفتار اس سے بھی کہیں تیز ہے اس کی رفتار خدا ہی جانتا ہے ایک نگاہ اٹھائی اور فوراً فلک ثوابت تک پہنچی ایک سکنڈ کا وقفہ نہیں لگتا۔

عرض: فلک ثوابت کا فاصلہ کتنا ہوگا۔

ارشاد: واللہ اعلم سب سے قریب تر ثابتہ جو مانا گیا ہے نوارب انتیس کرور میل ہے (پھر فرمایا) زمین سے سدرۃ المنتہیٰ تک پچاس ہزار برس کی راہ ہے اس سے آگے مستوی اس کا بعد اللہ جانے اس سے آگے عرش کے ستر ہزار حجاب ہیں ہر حجاب سے

دوسرے حجاب تک پانسو برس کا فاصلہ اور اس سے آگے عرش اور ان تمام وسعتوں میں فرشتے بھرے ہیں حدیث میں ہے آسمانوں میں چار انگل جگہ نہیں جہاں فرشتے نے سجدے میں پیشانی نہ رکھی ہو۔ فرمایئے کس قدر فرشتے ہیں وما یعلم جنود ربک الا ھو اور تیرے رب کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا (اسی سلسلہ میں فرمایا) جب فرمایا گیا علیھا تسعة عشر دوزخ پر انیس فرشتے موکل فرمائے اس پر کفار نے استہزا کیا رب عزوجل نے فرمایا یہ اس واسطے تعداد فرمائی گئی تاکہ یقین کریں وہ لوگ جنہیں کتاب ملی اور زیادہ ہو ایمان والوں کا ایمان اور شکر کریں اہل کتاب اور مومنین (پھر فرمایا) ابوجہل لعین نے کہا تھا دوزخ میں صرف انیس فرشتے ہیں دس سے میں نبٹ لوں گا نو سے تم نبٹ لینا۔ ایک اور خبیث نے کہا نو کو اپنے ہاتھوں پر اٹھالوں گا اور آٹھ کو اپنی پیٹھ پر لادلوں گا دورہ گئے ان سے تم نبٹ لینا معاذ اللہ۔

عرض: حضور کتنے فرشتوں پر ایمان لانا چاہیے۔

ارشاد: جتنے ملائکہ ہیں سب پر ایمان لانا ضروری ہے فرماتا ہے کل اٰمن باللّٰہ وملا ئکتہٖ کوئی تعداد مقرر نہ فرمائی تمام فرشتوں پر ایمان لانا ضرور ہے جس طرح وکتبہ فرمایا گیا تمام کتابوں پر ایمان ضرور ہے کتابوں میں چار کے نام معلوم ہیں اور ان کے سوا اور صحف نازل ہوئے یہی کہنا چاہیے کہ ہم تمام کتابوں پر ایمان لائے اسی طرح فرمایا و رسلہ یہاں بھی تمام رسولوں پر ایمالانا ضروری ہے اسی طرح جتنے ملائکہ ہیں سب پر ایمان لازم ہے۔

عرض: اگر کشتی بیچ دریا میں کھڑی ہو اور کنارے اترنا ممکن ہو لیکن کوئی اترنے نہ دے تو نماز ہوگی یا نہیں۔

ارشاد: پڑھ لے جب کنارے پر اترے اعادہ کرے۔

عرض: عورت سے اگر کلمہ کفر نکل جائے تو نکاح ٹوٹے گا یا نہیں بعد توبہ کے پھر تجدید نکاح کرے۔

ارشاد: ہاں عملاً (اور فتویٰ اس پر ہے کہ ارتداد زن سے عورت نکاح سے نہیں نکلتی وہ توبہ

اور شوہر اول کی طرف رجوع پر مجبور کی جائے گی ورنہ امان اٹھ جائے گی۔۱۲ مؤلف عفی عنہ) باصل المذہب یہی ہے کہ نکاح فی الحال فسخ ہو جاتا ہے۔

عرض: کسی مسلمان کو کافر کہہ دیا کیا حکم ہے۔

ارشاد: بطور سب وشتم کہا تو کافر نہ ہوا گنہگار ہوا اور اگر کافر جان کر کہا تو کافر (یہ حکم مسلمان کے کافر کہنے کا ہے اور جو شخص باوجود ادعائے ایمان واسلام کلمات کفر بولے افعال کفر کرے اس کو کافر کہا ہی جائے گا کہ یہاں مسلمان کو کافر کہنا نہیں بلکہ کافر کو کافر کہنا ہے۔۱۲) ہو گیا۔

عرض: حضور ایک صاحب پہلے محدث (یعنی حضرت مولانا وصی احمد صاحب قدس سرہ العزیز۔۱۲ مؤلف غفرلہ) صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے یہاں مدرسہ میں پڑھتے تھے اب ان کی حالت یہ ہے کہ اکثر مخفی باتیں بتاتے ہیں لوگوں کا ہجوم زیادہ ہے اور نماز وغیرہ کی پابندی نہیں ہے۔

ارشاد: ایک صاحب اولیائے کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم میں سے تھے آپ کی خدمت میں بادشاہ وقت قدم بوسی کے لئے حاضر ہوا حضور کے پاس کچھ سیب نذر میں آئے تھے حضور نے ایک سیب دیا اور کہا کھاؤ عرض کیا حضور بھی نوش فرمائیں آپ نے بھی کھائے اور بادشاہ نے بھی اس وقت بادشاہ کے دل میں خطرہ آیا کہ یہ جو سب میں بڑا اچھا۔خوش رنگ سیب ہے اگر اپنے ہاتھ سے اٹھا کر مجھ کو دیدیں گے تو جان لوں گا یہ ولی ہیں۔آپ نے وہی سیب اٹھا کر فرمایا ہم مصر گئے تھے وہاں ایک جگہ جلسہ بڑا بھاری تھا دیکھا کہ ایک شخص ہے اس کے پاس ایک گدھا ہے اس کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہے ایک چیز ایک شخص کی دوسرے کے پاس رکھ دی جاتی ہے اس گدھے سے پوچھا جاتا ہے گدھا ساری مجلس میں دورہ کرتا ہے جس کے پاس ہوتی ہے سامنے جا کر سر ٹیک دیتا ہے یہ حکایت ہم نے اس لیے بیان کی کہ اگر یہ سیب ہم نہ دیں تو ولی ہی نہیں اور اگر دیدیں تو اس گدھے سے بڑھ کر کیا کمال یہ فرما کر سیب بادشاہ کی طرف پھینک دیا بس یہ سمجھ لیجیے کہ وہ صفت جو غیر انسان کے لیے ہو سکتی ہے انسان کے لیے کمال نہیں اور وہ جو غیر مسلم کے لیے ہو سکتی ہے مسلم کے لیے کمال نہیں۔

عرض: مسمریزم کی حقیقت کیا ہے۔

ارشاد: اصل اس کی تصحیح تصور ہے روح کی قوتوں کو ظاہر کرنا روح کی بہت قوتیں ہیں سبع سنابل شریف میں ہے تین صاحب جا رہے تھے دور سے ایک جنگل میں دیکھا کہ بہت آدمیوں کا مجمع ہے ایک راجہ گدی پر بیٹھا ہے جواری حاضر ہیں ایک فاحشہ ناچ رہی ہے شمع روشن ہے یہ صاحب تیراندازی میں بڑے مشاق تھے آپس میں کہنے لگے کہ اس مجلس فسق وفجور کو درہم برہم کرنا چاہیے کیا تدبیر کی جائے ایک نے کہا کہ راجہ قتل کردو کہ سب کچھ اسی نے کیا ہے دوسرے نے کہا کہ اس ناچنے والی عورت کو قتل کرو تیسرے صاحب نے کہا اسے بھی قتل نہ کرو کہ وہ خود نہیں آئی راجہ کے حکم سے آئی ہے اپنی غرض تو مجلس کا درہم برہم کرنا ہے اس شمع کو گل کردو یہ رائے پسند آئی انہوں نے تاک کر شمع کی لو پر تیر مارا شمع گل ہوئی اب نہ وہ راجہ رہا نہ فاحشہ نہ مجمع نہایت تعجب ہوا بقیہ رات وہیں گذری جب صبح ہوئی دیکھا تو ایک الو مرا پڑا ہے اور اس کی چونچ میں وہی تیر لگا ہے تو معلوم ہوا کہ یہ سب کام اسی الو کی روح کر رہی تھی (پھر فرمایا) نمرود کے دروازہ پر ایک درخت تھا جس کا سایہ بالکل نہ تھا جب ایک شخص اس کے نیچے آتا اس کے لائق سایہ ہو جاتا دوسرا آتا تو دو کے لائق ہو جاتا غرض ایک لاکھ تک آدمی اس کے سایہ میں رہ سکتے اور جہاں ایک لاکھ سے بھی زیادہ ہوا سب دھوپ میں اسی کا ایک حوض تھا صبح کو لوگ آتے کوئی اس میں پیالہ بھر کر دودھ ڈالتا کوئی شربت کوئی شہد جس کو جو پسند آتا یہاں تک کہ وہ بھر جاتا اور سب چیزیں خلط ہو جاتیں اب جس کو حاجت ہوتی پیالہ ڈالتا جو شے جس نے ڈالی ہوتی وہی اس کے جام میں آجاتی یہ کافر اور وہ بھی کیسے بڑے کافر کا استدراج تھا۔ اسی واسطے اولیاء کرام فرماتے ہیں کشف وکرامت نہ دیکھ استقامت دیکھ کہ شریعت کے ساتھ کیسا ہے حضرت خواجہ شیخ بہاء الحق والدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے امام ہیں آپ سے کسی نے عرض کی کہ حضرت تمام اولیا سے کرامتیں ظاہر ہوتی ہیں حضور سے بھی کوئی کرامت دیکھیں فرمایا اس سے بڑی اور کیا کرامت ہے کہ اتنا بڑا بھاری بوجھ گناہوں کا سر پر ہے اور زمین میں دھنس نہیں جاتا۔

عرض: مکان میں وضو کے لئے مسجد سے گرم پانی لے جانے کا کیا حکم ہے۔

ارشاد: حرام ہے اگر چہ وضو کے لیے لے جائے۔

عرض: حضور رجال الغیب ملائکہ سے ہیں۔

ارشاد: نہیں۔جنوں یا انسانوں میں سے ہوتے ہیں آپ نے رجال پر خیال نہیں کیا۔ملائکہ پاک ہیں رجال اور نسا ہونے سے۔

عرض: بودار پسینہ بغلوں سے نکلے وضو تازہ کرنا ہوگا یا نہیں۔

ارشاد: پسینہ نکلنے سے وضو ضروری نہیں ہاں اگر کھجالے تو تازہ وضو کر لینا مستحب ہے۔

عرض: مجاذیب بھی کسی سلسلے میں ہوتے ہیں۔

ارشاد: ہاں وہ خود سلسلے میں ہوتے ہیں ان کا کوئی سلسلہ نہیں ان سے آگے پھر نہیں چلتا۔

عرض: کسی کی کرامت کسبی بھی ہوتی ہے۔

ارشاد: کرامت سب کی وہبی ہوتی ہے اور وہ جو کسب سے حاصل ہو بھان متی کا تماشا ہے لوگوں کو دھوکا دینا ہے۔

عرض: رجال الغیب کیوں کہلاتے ہیں۔

ارشاد: غائب رہتے ہیں اس وجہ سے۔

عرض: رجال الغیب بھی سلسلے میں ہوتے ہیں۔

ارشاد: ہاں یہ بھی سلسلے میں ہوتے ہیں البتہ افراد سوائے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اور کسی کے ماتحت نہیں اسی واسطے فرد کہلاتے ہیں سلسلے میں کسی کے نہیں لیکن حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف رجوع سے چارہ نہیں۔

عرض: ان چاروں سلاسل کے علاوہ بھی کوئی اور خاندان ہے جو ان چاروں میں سے کسی کی شاخ نہ ہو۔

ارشاد: ہاں تھے اب تو بہت سے منقطع ہو گئے ایک سلسلہ امیر المومنین فاروق

اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تھا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک سلسلہ علاوہ سلسلہ نقشبندیہ کے حواریہ تھا اس کے امام حضرت سیدی ابوبکر حوار رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے آپ کے مرید حضرت ابومحمد شنبکی اور آپ کے مرید حضرت تاج العارفین ابوالوفاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے (پھر فرمایا) اللہ کو ہدایت فرماتے دیر نہیں لگتی یہ حضرت ابوبکر حوار رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے رہزن تھے قافلے کے قافلے تنہا لوٹا کرتے تھے ایک بار ایک قافلہ اترا آپ وہاں تشریف لے گئے ایک خیمہ کی طرف گئے اس خیمہ میں عورت اپنے شوہر سے کہہ رہی تھی شام قریب ہے اور اس جنگل میں ابوبکر حوار کا دخل ہے ایسا نہ ہو کہ وہ آجائیں بس یہ کہنا ان کا ہادی ہوگیا خود فرمایا ابوبکر تیری حالت یہ ہوگئی کہ خیموں میں عورتیں تک تجھ سے خوف کرتی ہیں۔ اور تو خدا سے نہیں ڈرتا اسی وقت تائب ہوئے اور گھر کو لوٹ آئے شب کو سوئے، خواب میں زیارت اقدس سے مشرف ہوئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے آپ نے عرض کیا بیعت لیجیے ارشاد فرمایا تجھ سے تیرا ہم نام بیعت لے گا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیعت لی اور اپنی کلاہ مبارک ان کے سر پر رکھی آنکھ کھلی تو کلاہ اقدس موجود تھی یہ سلسلہ حواریہ آپ سے شروع ہوا۔

عرض: عرب کے ساتھ محبت رکھنے کا حکم حدیث میں ہے۔

ارشاد: ہاں۔حدیث میں ہے من احب العرب فقد احبنی ومن ابغض العرب فقد ابغضنی دوسری حدیث میں ہے احبو العرب ایمان وبغضھم نفاق ایک اور حدیث میں ہے احبو العرب لثلاث لا نے عربی والقرآن عربی ولسان اھل الجنة عربیة۔

عرض: عربی زبان مرنے کے وقت سے ہوجاتی ہے۔

ارشاد: اس کی بابت تو کچھ حدیث میں ارشاد نہیں ہوا حضرت سیدی عبدالعزیز دباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صاحب کتاب ابریز کے شیخ فرماتے ہیں منکر نکیر کا سوال سریانی

میں ہوگا اور کچھ لفظ بھی بتائے ہیں۔

عرض: عبرانی اور سریانی ایک ہی ہیں۔

ارشاد: عبرانی اور ہے اور سریانی اور عبرانی میں انجیل نازل ہوئی اور سریانی میں توریت ہے۔

عرض: حضور متکلمین جو زماں و مکان کو بعد و امتداد موہوم کہتے ہیں اس کے کیا معنی۔

ارشاد: خارج میں ان کا وجود نہیں وہم حکم کرتا ہے لیکن ان کا وجود اینابِ اغوال کے مثل نہیں اصلیت ہے۔

عرض: حضور خلا ممکن ہے۔

ارشاد: خلا معنی فضا تو واقع ہے اور خلا بمعنی فضاء خالی عن جمیع الاشیا موجود تو نہیں لیکن ممکن ہے فلاسفہ جتنی دلیلیں بیان کرتے ہیں جزء لایتجزی اور خلا وغیرہ کے استحالہ میں وہ سب مردود ہیں کوئی دلیل فلاسفہ کی ایسی نہیں جو ٹوٹ نہ سکے فلاسفہ نے جتنی دلیلیں قائم کی ہیں وہ سب اتصال اجزا کو باطل کرتی ہیں۔ وجود جز کو باطل نہیں کرتیں اور ترکب جسم کے لیے اتصال ضروری نہیں دیوار جسم مرکب ہے اور اس کے اجزء متصل نہیں۔

عرض: حضور مقابلہ تو نکلے گا اور ایک وہ سطح نکلے گی جو مقابل ہوگی اور ایک وہ جو مقابل نہ ہوگی پھر تقسیم ہوجائے گی۔

ارشاد: مقابلہ کل سے ہوگا اس کی صورت یہ ہے کہ اصول موضوعہ میں لکھا ہے کہ سطح اور خط اور نقطہ موجود خارجی ہیں اب ہم ایک نقطہ سے تین خط ایک جانب کو ایک حد تک کھینچیں۔ ہر خط کی انتہا پر نقطہ ہوگا ہم پوچھتے ہیں یہ تینوں نقطے ہر ایک آپس میں کل سے مقابل ہیں یا جز سے اگر جز سے مانا جائے تو نقطے کے اجزا ہوجائیں گے حالانکہ نقطہ متجزی نہیں تو ثابت ہوگیا کہ کل سے مقابلہ ہوسکتا ہے (پھر فرمایا) میں نے تو جزء لایتجزی کا قرآن عظیم سے اثبات کیا ہے فرماتا ہے وَمَزَّقْنٰھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ اور ہم نے ان کو پارہ پارہ کردیا ہے پارہ پارہ کرنا ممزق بمعنی اسم مفعول نہیں کہ اس صورت میں تحصیل حاصل ہوگی بلکہ بمعنی مصدر ہے۔

عرض: کھانا کھاتے وقت بولنا کیسا ہے۔

ارشاد: کھانا کھاتے وقت التزام کر لینا نہ بولنے کا یہ عادت ہے مجوس کی۔ اور مکروہ ہے اور لغو باتیں کرنا ہر وقت مکروہ اور ذکر خیر کرنا یہ جائز ہے۔

عرض: نوکر نماز نہ پڑھے تو آقا پر مواخذہ ہے یا نہیں۔

ارشاد: جتنی تاکید کر سکتا ہے اتنی نہ کرے تو مواخذہ ہے ورنہ نہیں۔

عرض: مسجد میں کرسی بچھا کر اس پر بیٹھ کر وعظ کہنا جائز ہے۔

ارشاد: جائز ہے خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عیدگاہ میں کرسی بچھا کر اس پر وعظ فرمایا ہے۔

عرض: کیا اولیا سے بھی احیاء موتی کا ثبوت ہے۔

ارشاد: ہاں حضرت سیدی احمد جام زندہ پیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ تشریف لیے جاتے راہ میں ایک ہاتھی مرا پڑا تھا لوگوں کا مجمع تھا آپ تشریف لے گئے فرمایا کیا ہے عرض کیا ہاتھی مر گیا ہے فرمایا اس کی سونڈ ویسی ہی ہے آنکھیں بھی ویسی ہیں ہاتھ بھی ویسے ہی پیر بھی ویسے ہی ہیں غرض سب چیزوں کو فرمایا کہ ویسے ہی ہیں پھر مر کیسے گیا یہ فرمانا تھا کہ فوراً زندہ ہو گیا جب سے آپ کا لقب زندہ پیر ہو گیا۔

عرض: اگر لڑکی نابالغ ہو تو اس کا ولی نکاح میں کون ہو سکتا ہے۔

ارشاد: باپ اور باپ کے بعد دادا اور دادا نہ ہو تو بھائی۔ بھائی نہ ہو تو بھتیجا، بھتیجا نہ ہو تو چچا پھر چچا کا بیٹا۔ الخ

عرض: نابالغ لڑکے کا باپ طلاق دے تو ہو گی یا نہیں

ارشاد: نہیں ہو سکتی۔

عرض: حضور جب اس کو نکاح کا اختیار ہے تو طلاق کا بھی ہونا چاہیے۔

ارشاد: نکاح کرا دینے کا مالک ہے کہ وہ نفع ہے طلاق کا نہیں کہ وہ ضرر ہے۔

عرض: بددعا میں یہ کہنا کہ تجھے خدا سمجھے۔

ارشاد: تجھے خدا سمجھے کہہ سکتا ہے یہاں سمجھنے کے معنے انتقام لینے کے ہیں۔

عرض: کسی کو زانی کہہ کر پکارنا کیسا ہے۔

ارشاد: اگر چار گواہ شرعی نہ لا سکے تو قاذف ہے (پھر فرمایا) اس طرح سے تو لوگ کم بولتے ہیں آج کل جو عوام میں جاری ہے اور اس کو معیوب نہیں سمجھتے کسی کو بیٹی کے ساتھ کسی کو بہن کے لفظ کے ساتھ کسی کو لفظ بڑ کے ساتھ وہ فحش لفظ ملاتے ہیں یہ بھی موجب حد قذف ہے ایسے ہی کسی کو حرامی کہنا لڑکی کو حرام زادی کہنا۔

عرض: حضور مرد کو حرام زادہ کہنا۔

ارشاد: یہ حد قذف کا موجب نہیں حرام زادہ کے معنے شریر کے آتے ہیں۔

عرض: اگر کوئی حرام زادی کے معنے شریرہ لے تو حد قذف کا موجب ہوگا یا نہیں۔

ارشاد: ہوگا کیونکہ یہاں عرف کا اعتبار ہے۔

عرض: اور اگر استہزاءً کہہ دیا۔

ارشاد: جب بھی موجب حد قذف ہوگا (پھر فرمایا) بلکہ جو بڑ کے ساتھ ہے اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں سے کہتے ہیں حدیث میں ہے ایک وہ زمانہ آنے والا ہے کہ لوگوں میں ان کی تحیت کی جگہ گالی ہوگی میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سنا سلام کی جگہ گالی بکتے ہوئے۔

عرض: حضور اگر کسی کو یہ الفاظ کہہ دیئے ہیں ان کی تلافی کیونکر ہوگی۔

ارشاد: اگر اس کے منہ پر کہے ہیں یا اس کو خبر ہوگئی تو اس سے معافی مانگے اور اللہ سے توبہ کرے اور اگر منہ پر نہ کہا اور نہ خبر ہوئی تو صرف توبہ کافی ہے۔

عرض: حضور یہ بھی کوئی حدیث ہے لا یقص الا امیر او مامور او مختال۔

ارشاد: یہ حدیث نہیں بلکہ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے (یہ حدیث مشکوۃ شریف میں ہے۔ سہو ہوا ہے۔ بہاء المصطفیٰ غفرلہ)

عرض: اس کے کیا معنی ہیں۔

ارشاد: وعظ نہ کہے گا مگر امیر یا جس کو امیر نے حکم دیا یا اترانے والا۔

عرض: حضور علما ماموروں کی شق میں داخل ہوں گے۔

ارشاد: حاشا علما خود امیر ہیں اولی الامر منکم سے علما ہی مراد ہیں علما نائب ہیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حقیقۃ علما ہی حاکم ہیں علما کی اطاعت فرض ہے سلاطین پر بشرطیکہ علما ہوں۔

عرض: با خدا داریم کار و با خلائق کار نیست کا کیا مطلب ہے وقعات السنان میں لکھا ہے کہ اس کا مطلب جو ہم اہلسنت کے نزدیک ہے وہ تم کو کیوں پسند ہوگا اور جو تمہارا مطلب ہے وہ یقیناً کفر ہے۔

عرض: حضور یہ مشہور ہے کہ جس مباح کو کفار منع کریں واجب ہو جاتا ہے۔

ارشاد: جس مباح کے ترک میں مسلمانوں کے لئے ذلت ہو وہ واجب ہو جاتا ہے کہ مسلمانوں کو ذلت پہنچانا حرام تو جس امر میں مسلمانوں کو ذلت پہنچے اس کا ترک واجب ہے۔

عرض: فتاویٰ عالمگیریہ کس کی تصنیف ہے۔

ارشاد: مولانا نظام الدین صاحب جو مجمع علما کے سردار تھے ان کی تصنیف ہے۔

عرض: حضور پھر اس کو عالمگیریہ کیوں کہتے ہیں۔

ارشاد: سلطان عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ نے علما کو جمع کر کے تصنیف کرائی اور اس میں کئی لاکھ روپیہ صرف کیا کثیر کتب خانہ جمع کیا تمام کتابوں میں دیکھ دیکھ کر یہ فتاویٰ تصنیف ہوا۔

عرض: مناظرہ میں یہ شرط کرنا کہ جو مغلوب ہو غالب کا مذہب اختیار کر لے کیسا ہے۔

ارشاد: حرام ہے اور اگر دل میں یہ ہے کہ دوسرا غالب ہوگا تو وہ شخص اپنے مذہب کو چھوڑ دے گا تو یہ کفر ہے ائمہ کرام کی تصریح ہے کہ جو شخص کفر کا ارادہ کرے مضافاً یا معلقاً ابھی کافر ہو گیا مضافاً یہ کہ مثلاً ارادہ کرے بیس برس بعد کفر کرے گا تو ابھی کافر ہو گیا کہ کفر پر راضی ہوا اور معلق کی شکل یہ ہے کہ اگر وہ کام ہو جائے یا نہ ہو تو وہ شخص

کفر کرے گا ہاں اگر دل میں یہ ہے کہ یقیناً میں ہی غالب آؤں گا تو کفر نہیں۔

عرض: حضور اگر وہابیہ یہ کہیں کہ باری تعالیٰ کے لیے ظلم اس وجہ سے محال ہے کہ غیر مالک مستقل ہے ہی نہیں تو بالذات محال نہیں اس کا کیا جواب ہے۔

ارشاد: یوں تو کوئی شے محال بالذات نہ رہے مخالف پوچھے گا یہ کیوں محال ہے جب اس کی وجہ استحالہ بتایئے گا وہ کہہ دے گا اس وجہ سے محال ہے نفس ذات میں استحالہ نہیں، محال بالذات وہ ہے جس کی نفس ذات ابا کرے وجود سے اور وہ عرض بھی محال بالذات ہوتا ہے جو اپنے وجود کے وقت ایسی شے سے متعلق ہوتا ہے جس کی نفس ذات ابا کرتی ہے وجود سے اور اگر وہ شے مستقل نہیں تو جس کے ساتھ اس کا تعلق ہے اس کی نفس ذات ابا کرے اس کے وجود سے تو وہ بھی محال بالذات ہے وجہ استحالہ بیان کرنے سے شے محال بالغیر نہیں ہو جاتی اللہ نے خبر دی کہ فلاں بات ہوگی یا نہ ہوگی اب اس کا خلاف ممکن ہے یا محال ممکن تو ہے نہیں اور محال بالذات ہو نہیں سکتا کہ نفس ذات میں امکان ہے تو محال بالغیر ہوگا اب وہ غیر کیا ہے جس کے سبب سے یہ محال ہے وہ کذب الٰہی ہے لازم آئے گا کہ کذب الٰہی محال بالذات ہو ورنہ محال بالغیر ممکن بالذات ہوتا ہے اور ممکن بالذات پر کوئی شے موقوف ہونے سے محال بالغیر نہیں ہو جاتی (پھر فرمایا) کذب الٰہی کا امکان مان کر عقائد ایمان، شرائع ادیان کچھ بھی نہ رہے گا ایمان کہتے ہیں اعتقاد ثابت جازم غیر متزلزل کو ہمارا ایمان ہے کہ قیامت آئے گی پھر کیا سبب ہے کوئی دلیل عقلی اس پر قائم نہیں سمعیات محضہ میں سے ہے لامحالہ ماننا پڑے گا کہ اخبار الٰہی اور جب اخبار الٰہی میں کذب ممکن ہوا تو اعتقاد ثابت جازم غیر متزلزل کہاں سے آئے گا پھر تو ہر بات میں یہ رہے گا کہ ممکن ہے جھوٹ کہہ دیا ہو تو نہ دین رہا نہ قرآن نہ اسلام رہا نہ ایمان۔

عرض: حضور اگر کلام لفظی میں کذب ممکن مانا جائے اور کلام نفسی کو اس سے پاک مانا جائے تو کیا خرابی ہے۔

ارشاد: کلام لفظی تعبیر کس سے ہے کسی معنی سے ہے یا یہ معنے سے علیحدہ الفاظ

ہیں ضرور ہے کہ معنیٰ سے تعبیر ہے اور معنی کلام نفسی اب ہم یہ پوچھتے ہیں کہ صدق کذب اولاً معنے کو عارض ہوا یا الفاظ کو ضرور ہے کہ معنی ہی کو عارض ہے اس کے ذریعہ سے الفاظ پر، تو کذب کلام نفسی پر ہوا یا صرف کلام لفظی پر، معنی اگر مطابق واقع ہیں تو صادق، ورنہ کاذب الفاظ اگر اس کے موافق ہیں تو یہ صادق ہوگا تو وہ بھی صادق اور یہ کاذب تو وہ بھی کاذب اور اگر موافق نہیں تو تعبیر ہی نہ ہوئی بشر کا کلام لیجیے زید کے ذہن میں ایک معنی ہیں زَیْدٌ قَائِمٌ اب اگر الفاظ میں زَیْدٌ لَیْسَ بِقَائِمٍ ہیں تو سرے سے اس کی تعبیر ہی نہ ہوئی اور اگر زید قایم ہے تو معنی صادق ہوں گے تو یہ بھی صادق ہوگا اور وہ کاذب تو یہ بھی کاذب (پھر فرمایا) ہم تو کلام باری عزوجل میں لفظی و نفسی کا تفرقہ مانتے ہی نہیں ہمارے نزدیک دونوں ایک ہی ہیں یہ متاخرین متکلمین کی غلطی ہے۔

عرض: متصلب سنی کو اعتراض کی نظر سے خبثا کی کتابیں دیکھنا جائز ہیں یا نہیں۔

ارشاد: فقط متصلب ہونا کافی نہیں بلکہ عالم ہو پورا ماہر ہو وسیع نظر ہو اس کے ساتھ متصلب سنی بھی ہو کیا اعتماد رکھتا ہے اپنے نفس پر اور جو اپنے نفس پر اعتماد کرے اس نے بڑے کذاب پر اعتماد کیا حدیث میں ہے۔ القلوب فی اصبعی الرحمن یصرفها کیف یشاء انسان کے دل رحمٰن کے دست قدرت کی دو انگلیوں میں ہیں پھیرتا ہے ان کو جس طرف چاہتا ہے اس کے بعد مغرب کی نماز کا وقت آ گیا خود اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قیام فرمانے سے پہلے حسب معمول یہ دعا پڑھی۔ سبحانك اللهم وبحمدك اشهد ان لا اله الا انت استغفرك واتوب اليك ایک خادم نے عرض کیا حضور اس کی فضیلت کیا ہے ارشاد فرمایا حدیث میں ہے جو شخص جلسہ سے اٹھتے وقت اس دعا کو پڑھے گا جس قدر نیک باتیں اس جلسہ میں کی ہوں گی ان پر مہر لگا دی جائے گی کہ ثابت رہیں اور جتنی بری باتیں کی ہوں گی وہ محو کر دی جائیں گی۔

عرض: مخلوقات خالق تبارک وتعالیٰ میں ہیوده ہزار عالم کہ مشہور ہیں اس طرح ہوتے ہیں اول عالم عقول دوم عالم ارواح نو (۹) عالم افلاک چار عالم عناصر تین عالم

موالید مجموع اٹھارہ ہوئے اور خداوند عالم کے ہزار نام ہیں ہر نام ان میں ایک تصرف مخصوص رکھتا ہے جب اٹھارہ کو ایک ہزار میں ضرب دی جائے گی اٹھارہ ہزار ہوں گے بعض روایات سے سی صدوشست ہزار یعنی تریسٹھ ہزار پائے جاتے ہیں بعض ستر ہزار بتاتے ہیں بعض کے نزدیک اٹھارہ عالم ہیں عقلیہ، روحیہ، نفسیہ، طبعیہ، جسمانیہ، عنصریہ، مثالیہ، خیالیہ، برزخیہ، حشریہ، جناتیہ، جہنمیہ، اعرافیہ، رویتیہ، صوریہ، جمالیہ، جلالیہ یہ سترہ ہوتے ہیں یقیناً ایک رہ گیا ہے وہ ارشاد ہو۔

ارشاد: یہ کسی کا تخیل ہے اور غیر صحیح اس کی تکمیل کیا ہو۔

عرض: برزخ کی تعریف تو یہ ہے کہ وہ شے جو متوسط ہو درمیان دو شے کے جسے دونوں سے علاقہ ہو سکے، جب صرف برزخ کا لفظ بولا جاتا ہے تو اس کا مفہوم قبر ہوتا ہے سوال یہ ہے کہ برزخ سے مراد قبر ہے یا وہ زمانہ جو بعد مرنے سے قیامت یا حشر تک ہے۔

ارشاد: نہ قبر نہ وہ زمانہ بلکہ وہ مقامات جن میں ارواح بعد موت حشر تک حسب مراتب رہتی ہیں۔

عرض: قیامت اور حشر کا فرق، قیامت وہ ہے جس میں سب موجودات فنا کیے جائیں گے اور حشر میں پھر از سرِ نو پیدا کیے جائیں گے اگر برزخ کا زمانہ قیامت ہے تو بعد قیامت حشر تک کے زمانہ کا کوئی نام ہے یا نہیں اور قیامت کے کتنے عرصہ کے بعد حشر ہوگا۔

ارشاد: وہ ساعت ہے کبھی اسے بھی قیامت کہتے ہیں ورنہ قیامت و حشر ایک ہیں ساعت و حشر کے درمیان جو زمانہ ہے اسے مابین النفختین کہتے ہیں حشر چالیس برس بعد ہوگا۔

عرض: درجات برزخ علیین اور سجین اور ان کے سوا جو ہوں ارشاد ہوں۔

ارشاد: علیین اور سجین برزخ ہی کے مقامات ہیں اور ہر ایک میں حسب مراتب تفاوت بے شمار۔

عرض: درجات فقر ترتیب وار ارشاد ہوں کہ جب طالب سلوک کی راہ چلتا ہے

تو اول کون سا درجہ حاصل ہوتا ہے پھر کونسا۔

ارشاد: صلحا، سالکین، قانیین، واصلین اب ان واصلوں کے مراتب ہیں نجبا، نقبا، ابدال، بدلا، اوتاد، امامین، غوث، صدیق، نبی، رسول تین پہلے سیر الی اللہ کے ہیں باقی سیر فی اللہ کے اور ولی ان سب کو شامل۔

عرض: انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے فضلات شریفہ پاک ہیں۔

ارشاد: پاک ہیں اور ان کے والدین کریمین کے وہ نطفے بھی پاک ہیں جن سے یہ حضرات پیدا ہوئے (پھر فرمایا) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا حضور کو قضائے حاجت کی ضرورت ہوئی۔ دو متفرق پیڑ الگ الگ کھڑے تھے اور کچھ پتھر اِدھر اُدھر پڑے تھے حضور نے ارشاد فرمایا اے جابر ان پیڑوں اور پتھروں سے جا کر کہہ دو کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ تم آپس میں مل جاؤ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جا کر فرمایا دونوں پیڑوں نے جنبش کی اور اپنے تمام رگ وریشہ زمین سے نکالے ایک ادھر سے چلا اور دوسرا ادھر سے اور دونوں مل گئے اور پتھروں نے ایک دیوار کی مثل ہو کر اڑنا شروع کیا اور درختوں کے پاس آ کر کھڑے ہوئے پھر حضور وہاں تشریف لے گئے اور قضائے حاجت فرمائی جب فارغ ہو کر تشریف لائے۔ میں گیا اس قصد سے کہ جو کچھ خارج ہوا ہو اس کو کھاؤں وہاں کچھ نہ تھا البتہ اس جگہ مشک کی خوشبو آ رہی تھی فرمایا ان پیڑوں اور پتھروں سے کہو اپنی اپنی جگہ چلے جاؤ وہ اپنی اپنی جگہ چلے گئے میں نے عرض کیا کہ حضور میں اس نیت سے گیا تھا کہ جو کچھ ملے اس کو تبرکاً کھاؤں وہاں سوائے مشک کی خوشبو کے اور کچھ نہ پایا فرمایا کیا تم کو معلوم نہیں کہ زمین نگل لیتی ہے جو انبیا سے خارج ہوتا ہے (پھر مسکرا کر فرمایا) جو اچھی چیز ہوتی ہے اس کو زمین ہی نہیں چھوڑتی (پھر فرمایا) سب انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام طاہر محض ہیں اور جو شے ان سے علاقہ رکھنے والی ہے سب طاہر ہاں ان کے فضلات خود ان کے حق میں ایسے ہی نجس ہیں جیسے ہمارے نزدیک ہمارے فضلات نجس ہیں اور اگر ان سے کوئی فضلہ خارج ہو جو ہمارے لیے ناقض وضو ہے تو بے

شک ان کا وضو بھی ٹوٹ جائے گا (پھر فرمایا) میری نظر میں امام ابن حجر عسقلانی شارح صحیح بخاری کی وقعت ابتداءً امام بدرالدین محمود عینی شارح صحیح بخاری سے زیادہ تھی فضلات شریفہ کی طہارت کی بحث ان دونوں صاحبوں نے کی ہے امام ابن حجر نے ابحاث محدثانہ لکھی ہیں کہ یوں کہا جاتا ہے اور اس پر یہ اعتراض ہے یوں کہا جاتا ہے اور اس پر یہ اعتراض ہے اخیر میں لکھا ہے کہ فضلات شریفہ کی طہارت ان کے نزدیک ثابت نہیں امام عینی نے بھی شرح بخاری میں اس بحث کو بہت بسط سے لکھا ہے آخر میں لکھتے ہیں کہ یہ سب کچھ ابحاث ہیں جو شخص طہارت کا قائل ہو اس کو میں مانتا ہوں اور جو اس کے خلاف کہے اس کے لیے میرے کان بہرے ہیں میں سنتا نہیں یہ لفظ ان کی کمال محبت کو ثابت کرتا ہے اور میرے دل میں ایسا اثر کر گیا کہ ان کی وقعت بہت ہو گئی۔

عرض: انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے اعضائے شریفہ مثلاً موئے مبارک اور دندان شریف اور ناخن شریف کا کھانا جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد: یہ ناجائز و حرام ہے ابتذال و توہین ہے جو چیز حرام کی گئی اس کی حلت کی کوئی وجہ نہیں وہ مباح نہیں ہو سکتی اگر چاہتا ہے پانی میں دھو کر پیے۔

عرض: کلو امما رزقکم اللہ حلا لا طیباً میں طیباً کی قید کیسی ہے کیونکہ ہر حلال طیب ہے۔

ارشاد: جو چیز حلال ہو اور طیب ہو اسے کھاؤ یہ معنی ہیں (پھر فرمایا) ہر طیب حلال ہے اور ہر حلال طیب نہیں جو چیزیں مکروہ ہیں وہ طیبات سے خارج ہیں۔

عرض: آدمیوں کی ہڈی طیب ہے اور حلال نہیں۔

ارشاد: طاہر ہے طیب نہیں طاہر کے معنے پاک کے اگر نماز میں پاس ہو تو حرج نہیں اور طیب کے معنے پاک جائز الاستعمال جس میں کسی جہت سے نقصان نہ ہو، ناقص چیز کو خبیث کہا جاتا ہے طاہر عام ہے حلال اس سے خاص ہے طیب اس سے بھی خاص ہے۔

عرض: قیدی لوگ قید خانہ میں جو اشیا بناتے ہیں گورنمنٹ ان کو فروخت کرتی ہے ان کا استعمال جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد: ظلماً بنوائی گئی ہیں ناجائز ہے۔

عرض: پاگل خانہ کی اشیا کا بھی کیا یہی حکم ہے۔

ارشاد: جو واقع میں پاگل ہیں ان کو ایک جگہ پر رکھنا ظلم نہیں بلکہ خلائق کو فائدہ پہنچانا ہے اور کام جو ان سے لیتے ہیں یہ روٹی کپڑے کے عوض۔

عرض: اوجھڑی کھانا کیسا ہے۔

ارشاد: مکروہ ہے۔

عرض: تفریحاً جھولا جھولنا کیسا ہے۔

ارشاد: شارع عام پر نہ ہو مکان میں ہو کچھ حرج نہیں یہ تو بدن کی ریاضت ہے بعض امراض میں اطبا مفید بتاتے ہیں۔

عرض: حضور عورتوں کو بھی جائز ہے۔

ارشاد: کوئی محرم نہ ہو، اگر گھر کے اندر ہوں اور گانا نہ گائیں تو ان کے واسطے بھی جائز، ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں مجھے اپنے نکاح کی کوئی خبر نہ تھی میں اپنے مکان میں جھولا جھول رہی تھی کہ میری ماں مجھ کو اٹھا کر لے گئیں۔

عرض: کفار کے جنازے کے ساتھ جانا کیسا ہے۔

ارشاد: اگر اس اعتقاد سے جائے گا کہ اس کا جنازہ شرکت کے لائق ہے تو کافر ہو جائے گا اور اگر یہ نہیں تو حرام ہے حدیث میں فرمایا گیا اگر کافر کا جنازہ آتا ہو تو ہٹ کر چلنا چاہیے کہ شیطان آگے آگے آگ کا شعلہ ہاتھ میں لیے اچھلتا کودتا خوش ہوتا ہوا چلتا ہے کہ میری محنت ایک آدمی پر وصول ہوئی۔

عرض: ہندوؤں کے رام لیلا وغیرہ دیکھنے جانا کیسا ہے۔

ارشاد: **یا یھا الذین آمنوا ادخلوا فی السلم کافة ولا تتبعوا خطوٰت الشیطان ۝ انه لکم عدو مبین** ۔ مسلمان ہوئے ہو تو پورے مسلمان ہو جاؤ شیطان کی پیروی نہ کرو وہ تمہارا ظاہر دشمن ہے حضرت عبداللہ ابن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے استدعا کی کہ اگر اجازت ہو تو نماز میں کچھ آیتیں توریت شریف کی بھی ہم لوگ

پڑھ لیا کریں اس پر یہ آیۂ کریمہ ارشاد فرمائی۔ توریت شریف پڑھنے کے واسطے تو یہ حکم ہوا رام لیلا کے واسطے کیا کچھ حکم نہ ہوگا۔

عرض: گردے کھانے کا کیا حکم ہے۔

ارشاد: جائز ہے مگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پسند نہ فرمایا اس وجہ سے کہ پیشاب ان میں سے ہو کر مثانہ میں جاتا ہے۔

عرض: حضور یہ مانا ہوا ہے کہ نجاست اپنے محل میں پاک ہے اور اوجھڑی میں جو فضلہ ہے وہ بھی نجس نہیں تو پھر کراہت کی کیا وجہ۔

ارشاد: اسی وجہ سے تو مکروہ کہا گیا اگر نجاست کو نجس مانا جاتا تو اوجھڑی مکروہ نہ ہوتی بلکہ حرام ہو جاتی۔

عرض: لن یجعل اللہ للکافرین علی المومنین سبیلا سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی کوئی کافر کسی مسلمان پر غالب نہ ہوگا حالانکہ واقعہ اس کے خلاف ہے۔

ارشاد: اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے کوئی ولایت نہیں رکھی کافروں کے واسطے مسلمانوں پر، ولایت کہتے ہیں حکم نافذ التصرف کو شاء اوابیٰ چاہے مانے یا نہ مانے اور شریعت بھی اس کو قبول کر لے یہ بات کبھی حاصل نہ ہوگی کسی کافر کو کسی مسلم پر، والد اپنی نابالغ اولاد پر ولایت رکھتا ہے یہ ان کا نکاح کر دے اور وہ چلاتے رہیں ہمیں نہیں منظور نکاح نافذ ہو گیا بعد بالغ ہونے کے بھی کچھ اختیار نہیں یا دو عادل مسلمان کسی پر گواہی دیں وہ کہہ رہا ہے یہ جھوٹے ہیں میں نے ایسا نہیں کیا وہ کہہ دیں کہ اس نے ایسا کیا گواہی نافذ ہو گئی۔

عرض: حضور عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واسطے آیا ہے یضع الجزیۃ اور ہماری شریعت میں جزیہ ہے تو عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہماری شریعت کے ناسخ ہوئے۔

ارشاد: یہ حکم کس میں ہے انجیل میں ہے یا توریت میں ظاہر ہے کہ ان میں نہیں بلکہ حدیث میں ہے یہ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم ہوا اگر حضور یہ فرماتے کہ جزیہ ہمیشہ ہے اور عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آکر اتار دیتے تو البتہ نسخ ہوتا۔

عرض: حضور قرآن مجید میں ہے کہ مسلمانوں نے یہ دعا کی ربنا لا تجعلنا فتنۃ للذین کفروا اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان اس طرح سے کافروں کے ہاتھ میں بیدست و پا نہ کردیے جائیں گے کہ ان کو یہ کہنے کا موقع ملے کہ اگر اسلام سچا ہوتا تو ایسا کیوں ہوتا۔

ارشاد: یہ دعا کی تھی کہ کسی مسلمان کو فتنہ نہ کر یا ہم کو فتنہ نہ کر، ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ دعا ہے۔ ربنا لا تجعلنا فتنۃ للذین کفرو اواغفر لنا ربنا انك انت العزیز الحکیم اور وہ قبول ہوئی اگر اس کے معنے یہ لیے جائیں کہ کبھی کوئی مسلمان کسی کافر کے فتنے میں نہ پھنسے گا تو پھر اس کے کیا معنے ہوں گے جو اصحاب الاخدود کے لیے فرمایا گیا۔ ان الذین فتنوا المومنین والمومنٰت ثم لم یتوبوا فلھم عذاب جھنم۔

عرض: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کتب اللہ لا غلبن انا ورسلی تو بعض انبیا شہید کیوں ہوئے۔

ارشاد: رسولوں میں سے کون شہید کیا گیا انبیا البتہ شہید کئے گئے رسول کوئی شہید نہ ہوا۔ یقتلون النبیین فرمایا گیا نہ کہ یقتلون الرسل (اور شہید ہو جانا مغلوبی نہیں غلبہ سے مراد غلبۂ حجت ہے کما سیأتی۔ ۱۲ مؤلف غفرلہ)

عرض: حضور مسلمان کتنا ہی بڑا گنہگار ہو لیکن کلمہ اسلام پڑھتا ہے مسلمان پھر مسلمان ہے کافر سے بدتر تو کیا برابر بھی نہیں ہو سکتا قطع نظر یفعل مایشاء کے کوئی وجہ کافر کو مسلمان پر مسلط ہونے کی نہیں معلوم ہوتی۔

ارشاد: اس کا جواب حدیث دے گی کما تکونو ایول علیکم جیسے تم ہو گے ویسا ہی حاکم تم پر بھیجا جائے گا۔

عرض: حضور کچھ بھی ہو آخر مسلمان تو ہیں ان کا غلبہ اسلام کا غلبہ اور ان کی مغلوبیت سے اسلام کی مغلوبیت حالانکہ یہ ثابت ہے الاسلام یعلوو لا یعلی تو چاہیے کہ مسلمان کبھی مغلوب نہ ہوں۔

ارشـــاد: اسلام کبھی مغلوب نہ ہوگا مسلمان مغلوب ہو جائیں مسلمانوں کے مغلوب ہونے سے اسلام کی مغلوبیت نہیں اسلام جب مغلوب ہوتا، کہ کفار کی حجت مسلمانوں کی حجت پر غالب آجاتی حجتهم داحضة ان کی حجت مغلوب ہے (پھر فرمایا) حدیث میں ہے اگر دنیا کی قدر اللہ کے نزدیک ایک مچھر کے پر کے برابر ہوتی تو ایک گھونٹ اس میں سے کافر کو نہ دیتا۔ ذلیل ہے ذلیلوں کو دی گئی جب سے اسے بنایا ہے کبھی اس کی طرف نظر نہ فرمائی دنیا کی روحانیت آسمان وزمین کے درمیان جو میں معلق ہے فریادوزاری کرتی ہے اور کہتی ہے اے میرے رب تو مجھ سے کیوں ناراض ہے مدتوں کے بعد ارشاد ہوتا ہے ''چپ خبیثہ'' سورہ زخرف شریف میں تو یہ ارشاد ہوتا ہے کہ اندھے کہیں گے یہ کفر ہی حق ہے ورنہ ہم کافروں کے واسطے ان کے گھروں کی چھتیں اور سیڑھیاں چاندی کی بنا دیتے اور ان کے گھروں کے دروازے اور تخت سونے کے۔ ولولا ان یکون الناس امة واحدة لجعلنا لمن یکفر بالرحمن لبیوتهم سقفا من فضة ومعارج علیها یظهرون ○ ولبیوتهم ابوابا وسررا علیها یتکون۔ وزخرفا ط وان کل ذلك لما متاع الحیوٰة الدنیا والاٰخرة عند ربك للمتقین ۔صرف اس بات پر کہ کفار کو دنیا بہت دی ہے اور ہم کو تھوڑی اس پر تو آپ جیسے عالم یہ کہہ رہے ہیں اگر سب دنیا انہیں دے دی جاتی اور ہم کو بالکل نہ ملتی تو نہ معلوم کیا حال ہوتا (پھر فرمایا) سونا چاندی خدا کے دشمن ہیں وہ لوگ جو دنیا میں سونے چاندی سے محبت رکھتے ہیں قیامت کے دن پکارے جائیں گے کہاں ہیں وہ لوگ جو خدا کے دشمن سے محبت رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ دنیا کو اپنے محبوب سے ایسا دور فرماتا ہے جیسے بلاتشبیہ بیمار بچے کو اس کی مضر چیزوں سے ماں دور رکھتی ہے۔ ویدع الانسان بالشر دعاء ہ بالخیر۔وکان الا نسان عجولا ۔آدمی اپنے منہ برائی مانگتا ہے جس طرح کہ اپنے لیے بھلائی مانگتا ہے اللہ جانتا ہے کہ اس میں کتنا ضرر ہے یہ دعا مانگتا ہے اور وہ نہیں دیتا (پھر فرمایا) ارشاد ہوتا ہے۔ لا یغرنك تقلب الذین کفروا فی البلاد ۔ متاع قلیل ۔ ثم ماوٰهم جهنم وبئس المهاد ۔ ثم

کو دھوکے میں نہ ڈالدے کافروں کا اہلے گہلے شہروں میں پھرنا یہ تھوڑی پونجی ہے پھر ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور برا ٹھکانا ہے۔

عرض: احلیل میں اگر پچکاری لگائی جائے تو پانی جو پچکاری کو واپس آئے گا وہ پاک ہے یا نہیں۔

ارشاد: ناپاک ہے اور ناقض وضو ہے۔

مؤلف: اعلیٰ حضرت قبلہ کی حدت مزاج کا تذکرہ تھا ایک صاحب نے عرض کیا ایک تو مزاج گرم دوسرے علم کی گرمی اس پر ارشاد فرمایا حدیث میں ہے۔ان الحدة تعترى قراء امتى لعزة القرآن فى اجو افهم قراء محاورۂ حدیث میں علماء کو کہتے ہیں یعنی میری امت کے علما کو گرمی پیش آئے گی قرآن کی عزت کے سبب ان کے دلوں میں ہے۔

عرض: حضور کشتی لڑنا جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد: کشتی آج کل جس طور پر لڑی جاتی ہے محمود نہیں اس میں تن پروری ہوتی ہے مجمع عام ہوتا ہے اور اگر اس کے سبب نماز کی پابندی نہ کرے یا ستر کھولے تو حرام ہے ہاں اگر خاص مجمع ہے اپنے ہی لوگ ہیں بند مکان میں نماز کی پابندی کے ساتھ بغیر ستر کھولے ہوئے لڑیں تو مضائقہ نہیں حضرت بہاء الحق والدین خواجہ نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ بخارا میں حضرت امیر کلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شہرہ سن کر خدمت میں حاضر ہوئے آپ کو دیکھا کہ مکان کے اندر خاص لوگوں کا مجمع ہے اکھاڑے میں کشتی ہو رہی ہے حضرت بھی تشریف فرما ہیں اور کشتی میں شریک ہیں حضرت خواجہ نقشبند عالم جلیل پابند شریعت ان کے قلب نے کچھ پسند نہیں کیا حالانکہ کوئی ناجائز بات نہ تھی یہ خطرہ آتے ہی غنودگی آ گئی دیکھا کہ معرکۂ حشر بپا ہے ان کے اور جنت کے درمیان ایک دلدل کا دریا حائل ہے یہ اس کے پار جانا چاہتے تھے دریا میں اترے جتنا زور کرتے دھنستے جاتے یہاں تک کہ بغلوں تک دھنس گئے اب نہایت پریشان کہ کیا کیا جائے اتنے میں دیکھا کہ حضرت امیر کلال تشریف لائے اور ایک ہاتھ سے نکال کر دریا کے اس پار کر دیا آپ

کی آنکھ کھل گئی قبل اس کے کہ یہ کچھ عرض کریں حضرت امیر کلال نے فرمایا ہم اگر کشتی نہ لڑیں تو یہ طاقت کہاں سے آئے یہ سن کر فوراً قدموں پر گر پڑے اور بیعت کی (پھر بتذکرہ نفس کشی ارشاد فرمایا امام داؤد طائی امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگردوں میں سے تھے امام نے جب دیکھا کہ ان کی دنیا کی طرف توجہ نہیں ان کو سب سے الگ کر کے پڑھانا شروع کیا ایک دن تنہائی میں فرمایا اے داؤد آلہ تیار کر لیا مقصود کس دن حاصل کرو گے ایک سال درس میں حاضر رہے یہ ریاضت کی کہ طلبا آپس میں مذاکرہ کرتے ان کو آفتاب سے زیادہ وجہیں روشن معلوم ہوتیں نفس بولنا چاہتا مگر یہ چپ رہتے غرض ایک سال کامل سکوت فرمایا جب ان کے والد ماجد کا انتقال ہوا اسی (۸۰) درہم اور ایک مکان ورثہ میں ملا وہ درہم عمر بھر کے لئے کافی ہوئے اور مکان کے ایک درجے میں بیٹھا کرتے جب وہ گر گیا دوسرے میں بیٹھنا شروع کیا جب وہ اس قابل نہ رہا تو اور درجے میں ادھر ان کی روح نے پرواز کیا ادھر بعض صالحین نے خواب میں دیکھا کہ داؤد طائی نہایت خوشی کے ساتھ ہشاش بشاش دوڑے ہوئے چلے جارہے ہیں انہوں نے کبھی آپ کو اس حالت میں نہ دیکھا تھا پوچھا کیا ہے کیوں دوڑے جاتے ہو فرمایا ابھی جیل خانہ سے چھوٹا ہوں خبر پائی کہ وہی وقت انتقال کا تھا۔ الدنیا سجن المومن وجنۃ الکافر (پھر فرمایا) مسلمان عمر بھر کتنے ہی تنگی و مصائب میں رہے ایک ہوا جنت کی دیں گے اور پوچھیں گے تم نے دنیا میں کیا تکلیف اٹھائی کہیں گے واللہ کوئی تکلیف نہ اٹھائی اور کافر کو ہزار برس تک ناز و نعم میں رکھا جائے کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچائی جائے گرم ہوا بھی نہ لگنے پائے قبر میں ایک جھونکا اسے جہنم کا دیں گے کہے گا واللہ مجھے دنیا میں کوئی آرام نہیں ملا (پھر فرمایا) واذا رأیت ثم رأیت نعیما وملکا کبیرا ۝ نعیم اور ملک کبیر دیتے ہیں دنیا کی ایک ذراسی تکلیف، پر عقل تو گوارا نہیں کرتی کہ ملک کبیر آرام دنیا کی متاع قلیل کے بدلے چھوڑ دیا جائے مگر نفس اس کے عکس کو گوارا نہیں کرتا۔ خلق الانسان من عجل وکان الانسان عجولا انسان اپنے قدموں کے نیچے دیکھتا ہے آگے نظر نہیں کرتا یہاں کے آرام کو آرام سمجھتا ہے اور یہاں کی تکلیف کو تکلیف

حالانکہ بہت سے آرام یہاں کے وہاں کی تکلیف ہیں اور بہت سی یہاں کی تکلیف وہاں کے آرام ہیں (پھر فرمایا) میرے حضرت والد ماجد قدس اللہ سرہ العزیز کے خالہ زاد بھائی الف کے نام ب نہ جانتے تھے یہاں ایک شخص صوفی بنے ہوئے تھے ان کے پاس آمد ورفت زیادہ تھی انہوں نے تفضیلیہ کرلیا میرا پندرہ سولہ برس کا سن تھا میں انہیں حدیثیں سناتا اور سمجھاتا کہ اہلسنت کا مذہب یہ ہے کہ تفضیل باطل ہے وہ نہ مانتے افیون کے عادی تھے جب حج کو گئے اور تین منزل مدینہ طیبہ رہ گیا افیون کی ڈبیہ نکالی کھانا چاہی فوراً بدن میں ایک جھرجھری پیدا ہوئی اور کہا کیا حضور کے سامنے بھی کھاؤں گا اور ہاتھ سے پھینک دی وہاں سے واپس آنے پر چند روز زندہ رہے راہ میں افیون کھانا چھوڑ دیا تھا یہ (یعنی افیون کا کھانا) تھی بداعمالی مگر وہ تھی عقیدے کی برائی اور عقیدے کی برائی بدتر ہے بداعمالی سے مرتے وقت بیوی کو بلا کر کہا میرا بھتیجا مجھے سمجھایا کرتا تھا اور میری سمجھ میں نہ آتا تھا اب میں سمجھا کہ وہی حق تھا تم شاہد رہو کہ میرا وہی عقیدہ ہے جو احمد رضا کا ہے میں نے ان کو ایک روز خواب میں دیکھا.......... (یہاں الفاظ کریمہ ساقط ہوگئے ۔۱۲ مؤلف غفرلہ) کہنے لگے تم نے وہ حدیث مجھ سے نہیں بیان کی تھی کہ جو دنیا میں ہنستے وہ وہاں روتے ہیں اور جو دنیا میں روتے ہیں وہ وہاں ہنستے ہیں (پھر فرمایا) تین چیزیں ضروری ہیں ایک لقمہ جس سے جان باقی رہے اور ایک پارچہ جس سے اپنا ستر ڈھانک لے اور ایک سوراخ جس میں گھس کر بیٹھ رہے اس کے لئے حلال مال بہت مل سکتا ہے (پھر فرمایا) جب نفس کمزور ہو جائے گا روح اور قلب قوی ہو جائے گا کھانا نہ کھایئے آٹھ دن کامل بیٹھے رہیے کچھ اثر نہ ہوگا۔

عرض: حضور یہ شعر کیسا ہے۔

ارے یہ وہ ہیں عبدالقادر محبوب سبحانی ۔۔۔ کہ نابینا کو بینا چور کو ابدال کرتے ہیں

ارشاد: کوئی حرج نہیں حضور نے تو کافروں کو اوتاد وابدال بنایا ہے (پھر فرمایا) ایک صاحب پیر کامل کی تلاش میں تھے بہت کوشش کی مگر پیر کامل نہ ملا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا وہ جو ہماری راہ میں مجاہدہ کرتے

ہیں ضرور ہم انہیں اپنی راہ دکھائیں گے یہ جو لوگ کہتے ہیں ہم نے اس قدر مجاہدات کیے کچھ نہ ہوا۔ جھوٹے ہیں تاکید کے ساتھ فرمایا جاتا ہے لنھدینھم حقیقۃ مجاہدہ ہی نہیں کرتے خیر ان کی طلب صادق تھی جب کوئی نہ ملا تو مجبور ہو کر ایک رات عرض کیا اے رب تیری عزت کی قسم آج صبح کی نماز سے پہلے جو ملے گا اس سے بیعت کرلوں گا صبح کی نماز پڑھنے جا رہے تھے سب میں پہلے راہ میں ایک چور ملا جو چوری کیے آ رہا تھا انہوں نے ہاتھ پکڑ لیا کہ حضرت بیعت لیجیے وہ حیران ہوا بہت انکار کیا نہ مانے آخر کار اس نے مجبور ہو کر کہہ دیا کہ حضرت میں چور ہوں یہ دیکھیے چوری کا مال میرے پاس موجود ہے آپ نے فرمایا میرا تو میرے رب سے عہد ہے کہ آج صبح کی نماز سے پہلے جو ملے گا بیعت کرلوں گا اتنے میں حضرت سیدنا خضر علیہ السلام تشریف لائے اور اس چور کو مراتب دیے تمام مقامات فوراً طے کرائے ولی کیا اور اس سے بیعت لی اور انہوں نے ان سے بیعت لی (پھر فرمایا) طلب صادق کبھی خالی نہیں جاتی دنیا میں جن چیزوں کو طلب کرتے ہیں وہ دو قسم ہیں ایک وہ کہ آپ طلب کریں اور وہ بھاگیں اور دوسری وہ جو اپنی جگہ پر رہیں کہیں بھاگ کر نہ جائیں نہ آپ کی طرف آئیں اور یہاں فرمایا جاتا ہے جو میری طرف ایک بالشت آتا ہے میں اس کی طرف ایک گز آتا ہوں اور جو میری طرف دو گز آتا ہے اس کی طرف چار گز آتا ہوں اور جو میری طرف آہستہ آتا ہے میں اس کی طرف لپک کر آتا ہوں اور جو میری طرف لپک کر آتا ہے میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں (پھر فرمایا) حضرت سیدنا شاہ آل محمد رضی اللہ تعالٰی عنہ آپ مارہرہ شریف میں تشریف فرما ہیں ایک صاحب سب سجادوں میں گھومے ہوئے مجاہدے ریاضتیں کیے ہوئے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے یہی شکایت کی کہ اتنی برسوں سے طلب میں پھرتا ہوں مقصود حاصل نہیں ہوتا فرمایا ٹھہرو ایک حجرہ میں خانقاہ شریف کے ٹھہرایا خادم کو حکم دیا انہیں مچھلی کھانے کو دی جائے اور پانی کا ایک قطرہ نہ دیا جائے اور بعد کھانا کھانے کے فوراً حجرہ باہر سے بند کر دیا جائے خادم نے مچھلی دی جب وہ کھا چکے فوراً زنجیر بند کر دی اب یہ اندر سے چلاتے ہیں چیختے ہیں کہ مجھے پانی دیا جائے مگر کون سنتا ہے صبح کو حضور نماز

کے واسطے تشریف لائے خادم نے حجرہ کھولا۔ کھلتے ہی پانی پر جا گرے اور جس قدر پیا گیا خوب پیا نماز کے بعد حضرت نے فرمایا خیریت ہے عرض کیا حضور رات تو خادموں نے مار ہی ڈالا تھا کہ مجھے ایسی گرمی میں اوّل تو مچھلی کھانے کو دی۔ دوسرے ایک قطرہ پانی کا نہ دیا اور پیاسا ہی حجرہ میں بند کر دیا فرمایا پھر رات کیسی گزری عرض کیا جب تک جاگتا رہا پانی کا خیال جب سویا سوائے پانی کے اور کچھ نہ دیکھا فرمایا طلب صادق اس کا نام ہے کبھی ایسی طلب بھی کی تھی جس کی شکایت کرتے ہو وہ مجاہدات کیسے ہوئے تھے قلب صاف تھا نفس کا جو دھوکا تھا فوراً کھل گیا اور مقصود حاصل ہو گیا اپنا نام لینے والے کو وہ ضائع نہیں چھوڑتا (اسی سلسلہ میں فرمایا) سلطان عالمگیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ایک بہروپیے نے صوفی بن کر دھوکا دیدیا آپ نے حسب وعدہ انعام دینا چاہا اس نے کہا خدا کا جھوٹا نام لینے سے تو تم جیسا بادشاہ میرے پاس حاضر ہوا سچا نام لوں گا تو کیوں نہ مجھ پر رحم فرمائے گا (پھر فرمایا) یہی معنے ہیں حضرت جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس شعر کے۔

متاب از عشق رو گرچہ مجازیست　　　کہ آں بحر حقیقت کارساز یست

جو کسی کا تشبہ کرتا ہے اللہ اس کو بھی اسی گروہ میں شامل کر دیتا ہے۔ من تشبہ بقوم فھو منھم تشبہ کا یہ فائدہ ہوتا ہے (پھر فرمایا) یہ حاصل ہے ہماری نماز و روزہ کا صرف اصلی نمازیوں کا تشبہ ہے اور من تشبہ بقوم فھو انشاء اللہ تعالیٰ منھم امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے تو اجد سے وجد پیدا ہوتا ہے تشبہ کی صورت یہ ہے کہ بہ تکلف وجد بنائے ہوتے ہوتے ہو جائے گا ہاں یہ نیت نہ ہو کہ لوگ میری تعریف کریں یہ ریا ہے اور حرام ہے حدیث میں ہے۔ لا تمارضوا فتمرضوا بہ تکلف بیمار نہ بنو۔ کہ حقیقۃً بیمار ہو جاؤ گے دوسری حدیث سخت تر ہے۔ لا تمارضوا فتمرضوا فتموتوا فتدخلوا النار جھوٹے بیمار مت بنو کہ سچے بیمار ہو جاؤ گے اور مر جاؤ گے تو جہنم میں داخل ہو گے۔

عرض: تو حضور بہ تکلف بیمار بننا گناہ کبیرہ ہے۔

ارشاد: ہاں اگر یہ حدیث صحیح ہو تو کبیرہ ہو جائے گا کہ ایک تعریف کبیرہ کی یہ ہے

کہ جس پر حدیث صحیح میں لعنت آئی ہو یا وعید وارد ہو۔

عرض: صغیرہ کا استخفاف کبیرہ ہے۔

ارشاد: بعض وقت صغیرہ کا استخفاف کفر ہو جائے گا جب کہ اس کا گناہ ہونا ضروریات دین سے ہو علما فرماتے ہیں کسی نے کوئی گناہ کیا اس سے لوگوں نے کہا توبہ کر جواب دیا چہ کردہ ام کہ توبہ کنم، کفر، بہت سے صغائر ایسے ہیں جن کا معصیت ہونا ضروریات دین سے ہے مثلاً اجنبیہ سے مس و تقبیل صغیرہ ہے الا اللمم میں داخل ہے اگر حلال جانے کافر ہے (پھر فرمایا) جس کو سمجھا کہ یہ ہلکا گناہ ہے فوراً صغیرہ سے کبیرہ ہو گیا اولیائے کرام فرماتے ہیں اس گناہ کو دوسرے گناہ سے نسبت دیتا ہے کہ یہ اس سے چھوٹا ہے یہ نہیں دیکھتا کہ گناہ کس کا کر رہا ہے اگر دیکھتا تو یہ فرق نہ کرتا۔

عرض: حضور چاند دیکھنے کے وقت ایک دعا آئی ہے۔ اعوذ باللہ من شر ھذا اس کے کیا معنی ہیں۔

ارشاد: دنیا میں ایمان خیر محض ہے اور کفر شر محض ان دونوں کے سوا نہ کوئی چیز شر محض ہے نہ خیر محض آفتاب کے غروب ہونے کے بعد چاند جب روشن ہوتا ہے اس وقت سرکش و متمرد جن زمین پر منتشر ہوتے ہیں اسی واسطے حدیث میں آیا ہے اپنے بچوں کو روکے رہو مغرب سے عشا تک بہت لوگ اس بات کو بہادری سمجھتے ہیں کہ جب لوگوں کی پہچل موقوف ہو اس وقت چلیں پھریں یہ جہالت ہے حدیث میں ہے جب پہچل موقوف ہو باہر نہ نکلو اور اکیلے مکان میں تنہا سونے کو بھی لوگ فخر سمجھتے ہیں حالانکہ اس کو بھی منع فرمایا ہے اس کے بعد کچھ واقعات مار گزیدہ اشخاص کے ذکر ہوئے اس پر ارشاد فرمایا حدیث میں ہے۔ اعوذ بکلمت اللہ التامات من شر ما خلق جو صبح کو پڑھ لے گا تمام دن زہریلے جانوروں سے محفوظ رہے گا اور جو شام کو پڑھ لے تو صبح تک۔

عرض: حضور گیند کھیلنا کیسا ہے۔

ارشاد: عبث ہے اگرچہ صاحب ہدایہ نے ہر عبث کو حرام لکھا ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ عبث باطل ہے حدیث میں ہے۔ کل لھو المومن باطل الا فی ثلاث

مسلمان کا ہر لہو باطل ہے مگر تین باتوں میں اول گھوڑا پھرانا دوسرے تیر اندازی تیسرے اپنی عورت سے ملاعبت یہ ان تینوں باتوں میں داخل نہیں اس لئے باطل ہے۔

(حضور ایک صاحب کی طرف متوجہ ہو کر حکم مسئلہ ارشاد فرمارہے تھے ایک اور صاحب نے یہ موقع قدم بوسی سے فیضیاب ہونے کا اچھا سمجھا) قدم بوس ہوئے فوراً چہرہ مبارک کا رنگ متغیر (حضرت قدس سرہ کو اپنی قدم بوسی نہایت ناگوار ہوتی بار ہا لوگوں کو اس سے سختی سے منع فرمایا۔۱۲ مؤلف غفرلہٗ) ہو گیا اور ارشاد فرمایا اس طرح میرے قلب کو سخت اذیت ہوتی ہے یوں تو ہر وقت قدم بوسی ناگوار ہوتی ہے مگر دو صورتوں میں سخت تکلیف ہوتی ہے ایک تو اس وقت کہ میں وظیفہ میں ہوں دوسرے جب میں مشغول ہوں اور غفلت میں کوئی قدم بوس ہو کہ اس وقت میں بول سکتا نہیں (پھر فرمایا کہ) میں ڈرتا ہوں خدا وہ دن نہ لائے کہ لوگوں کی قدم بوسی سے مجھے راحت ہو اور جو قدم بوس نہ ہو تو تکلیف ہو کہ یہ ہلاکت ہے (پھر فرمایا) تعظیم اسی میں ہے کہ جس بات کو منع کیا جائے وہ پھر نہ کی جائے اگر چہ دل نہ مانے کون مسلمان ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک سنے تو سجدہ کرنے اور سر جھکا دینے کو اس کا دل نہ چاہے واللہ العظیم اگر سجدہ کیا جائے تو مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ناراض ہوں گے راضی نہ ہوں گے ورنہ ہم سے تو سجدہ بھی ان کی عظمت کے لائق نہیں ہو سکتا ان کو فرشتوں نے سجدہ کیا ان کو جبریل نے سجدہ کیا۔

عرض: حضور جبریل علیہ السلام نے بھی کسی وقت سجدہ کیا تھا۔

ارشاد: فرشتوں کو سجدہ کرنے کا حکم تھا اور ایسا قطعی حکم کہ ایک جوان میں ملا ہوا تھا اس نے نہ مانا ملعون ابدی کر دیا گیا اور ان میں سے جو نہ مانتا یہی حال ہوتا مگر ملائکہ تو معصوم ہیں ائمہ دین فرماتے ہیں ملائکہ کو آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سجدہ کا جو حکم ہوا تھا وہ حقیقۃً سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تھا آدم علیہ الصلاۃ والسلام قبلہ تھے جیسے کعبہ قبلہ ہے اور سجدہ اللہ کو (پھر فرمایا) وہ فضائل جو عطا کیے حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کو جیسے مردوں کو زندہ کرنا اور مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کر دینا اور ان کے سوا۔ ان کا

اثر تو یہ ہوا کہ ان کے امتی بننے والے ان کو خدا اور خدا کا بیٹا کہنے لگے۔ کس کے فضائل ہیں جو اس سرکار ﷺ کے فضائل تک پہنچ سکیں فرمایا گیا تمہارا دین یہ ہے۔ اشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ عبدہ پہلے ہے رسولہ بعد کو عبد کے درجہ سے نہ بڑھا دینا احادیث میں کس قدر تاکید کے ساتھ سجدہ کی ممانعت فرمائی گئی کہیں فرمایا سجدہ بغیر اللہ حرام ہے کہیں فرمایا سجدہ اللہ کے لیے خاص ہے کہیں فرمایا سجدہ غیر اللہ کو نہ کرو اتنی احتیاطوں کے ساتھ سجدہ حرام کیا گیا ورنہ کیا جانیے کیا ہوتا (پھر ان صاحب سے فرمایا) اللہ آپ کو شر سے بچائے اور امن و امان میں رکھے معاف فرمایئے غصے میں ایسے الفاظ نکل گئے میں سچ کہتا ہوں کہ اس سے مجھے ایسی ناگواری ہوتی ہے گویا تیر سینہ سے پیٹھ کو نکل گیا۔

عرض: حضور اکثر دوکاندار جب کسی کو سودا قرض دیتے ہیں تو قیمت سے زیادہ لیتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد: کوئی حرج نہیں غایت کہ خلاف اولیٰ ہے۔

عرض: حضور عقد انامل بھی حدیث میں آیا ہے۔

ارشاد: کوئی خاص طریقہ اس کا حدیث میں مذکور نہیں البتہ ایک حدیث میں ہے۔ اعقدن الا نامل فانھن مسئولات مستنطقات پوروں پر ذکر الٰہی کا شمار کرو کہ ان سے سوال ہونا ہے یہ بولیں گے۔

عرض: حضور سحر میں قلب حقیقت ہو جاتا ہے یا نہیں۔

ارشاد: سحر میں اصل شے بالکل متغیر نہیں ہوتی ہے سحرۂ فرعون کے بارہ میں فرمایا جاتا ہے۔ سحروا اعین الناس واسترھبو ھم لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا اور انہیں ڈرا دیا۔ یخیل الیہ من سحر ھم انھا تسعی ۔ موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے خیال میں ان کے جادو سے یہ بات پیدا ہوگئی کہ وہ رسیاں اور لاٹھیاں دوڑتی ہیں سلطان جہانگیر مرحوم جد سلطان عالمگیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دربار میں ایک بازیگر آیا اور چند تماشے دکھائے پھر عرض کی حضرت مجھے آسمان پر جانے کی ضرورت ہے ایک میرا دشمن آسمان پر ہے عورت کو حفاظت کے لئے محلات شاہی میں بھجوا دیجیے خیر عورت

بھیج دی گئی اس نے پیچک نکالکر آسمان کی طرف پھینکی اب یہ اس کچے ڈورے پر چڑھتا ہوا آسمان کی طرف چلا یہاں تک کہ نظروں سے غائب ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد شور وغل کی آوازیں آنے لگیں اور ایک ہاتھ آ کر گرا پھر دوسرا ہاتھ پھر ایک پاؤں پھر دوسرا پھر سر اور دھڑ بھی جدا ہو کر گرا جس سے معلوم ہوا کہ دشمن غالب اور یہ مغلوب ہوا عورت نے جب یہ خبر سنی محل سے نکل کر آئی تمام اعضا جمع کیے پھر خوب آگ روشن کر کے مع ان اعضا کے جل کر خاکستر ہو گئی تھوڑی دیر میں دیکھا تو وہی بازی گر اسی ڈورے پر سے اترا چلا آتا ہے اس نے حاضر ہو کر بادشاہ سے کہا کہ حضور کی توجہ سے میں اپنے دشمن پر غالب آیا اب حضور میری بیوی کو محل سے بلوا دیں یہاں حضور خود ہی حیران تھے کہ کون بازیگر اور کس کی بیوی ابھی ابھی تو دونوں آگ میں جل گئے جب اس نے تقاضا کیا تو بادشاہ نے ساری کیفیت بیان کی کہ یہ راکھ جلی ہوئی پڑی ہے اس نے کہا حضور ہم غریبوں کے ساتھ ایسا معاملہ کیا جائے گا میری بیوی تو محل میں ہے میں تو حضور کے سپرد کر گیا تھا اب بادشاہ اور تمام حاضرین حیران کہ اس کو کیا جواب دیں اس نے کہا اگر حضور اجازت دیں تو میں آواز دیکر محل سے بلا لوں بادشاہ کی اجازت پر اس نے آواز دی فوراً وہ عورت محل سے نکل آئی۔

عرض: حضور والا اگر اس میں اعمال بد جیسے شیاطین سے استعانت وغیرہ نہ ہوں تو جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد: اعمال جس میں کچھ نہ ہوں جیسے آج کل کے بھان متی تماشے کرتے ہیں اس میں محض ہتھ پھیری ہوتی ہے علمائے کرام فرماتے ہیں یہ بھی حرام ہے کہ اس میں دھوکا دینا ہے اور دھوکا دینا شریعت پسند نہیں فرماتی حدیث میں ہے من غشنا فلیس منا وہ ہم میں سے نہیں جو دھوکا دے ہاں کافر حربی سے ایسا کر سکتا ہے ذمی سے نہیں کہ وہ ہماری امان میں ہے۔ لھم مالنا وعلیھم ماعلینا ایسے ہی مستامن ہے کہ اس کے لئے ایک سال تک ذمی کے احکام ہیں غدر ہماری شریعت میں جائز نہیں۔

عرض: معجزہ میں قلب ماہیت ہوتا ہے یا نہیں۔

ارشاد: اس میں علما کا اختلاف ہے کہ قلب ماہیت محال ہے یا ممکن جو کہتے ہیں

کہ محال ہے ان کے نزدیک پہلی حقیقت فنا ہو جاتی ہے اور دوسری حقیقت رب العزۃ پیدا فرمادیتا ہے تو معجزہ میں تبدیل حقیقت نہ ہوئی بلکہ تجدید ماہیت اور جو ممکن مانتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ معجزہ میں قلب حقیقت ہوتا ہے لیکن اس پر سب کا اتفاق ہے کہ معجزہ واقعی ہوتا ہے قلنا لهم كونوا قردة خاسئين۔ وہ سب بندر ہو گئے اس میں کوئی شبہ نہیں یہ تاویل کہ ان کی عقلیں بندر کی سی ہو گئیں وہی لوگ کرتے ہیں جن کی عقلیں بندر کی سی ہیں ان کے دل میں نصوص قرآنیہ کی عظمت نہیں جتنے گمراہ ہوئے سب اسی دروازہ سے کہ انہوں نے نصوص میں تاویلیں کرنا شروع کیں جو نص اپنی اوندھی عقل کے موافق ہوئی خیر اور جہاں ذرا اور ہوئی فوراً تاویل گڑھ دی (پھر فرمایا) ان کی عقلیں بندر کی عقل سے بھی بدتر ہیں بندر کے قلب میں عظمت ہے قرآن عظیم کی۔ ایک مرتبہ ننھے میاں (برادر خورد اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز) اپنی چھت پر قرآن عظیم پڑھ رہے تھے سامنے دور، پر ایک بندر بیٹھا تھا یہ کسی کام کو اٹھ کر گئے بندر دوڑتا ہوا سامنے دیوار پر گزرا اور اس پار جانا چاہتا تھا جیسے ہی قرآن عظیم کے محاذات پر آیا۔ قرآن عظیم کو سجدہ کیا اور اپنی راہ چلا گیا (پھر فرمایا) میں نے بندر کو قیام کرتے دیکھا میں اپنے پرانے مکان میں جس میں میرے منجھلے بھائی مرحوم رہا کرتے تھے مجلس میلاد پڑھ رہا تھا۔ ایک بندر سامنے دیوار پر چپکا مؤدب بیٹھا سن رہا تھا جب قیام کا وقت آیا مؤدب کھڑا ہو گیا پھر جب بیٹھے وہ بھی بیٹھ (جناب مرزا ذاکر بیگ صاحب نے مجھ سے اس قسم کے سانپ کا واقعہ بیان کیا کہ انہوں نے مجلس میلاد شریف کی تھی جب خوب مجمع ہو گیا ایک سانپ تیزی سے آیا اور منبر کے نیچے بیٹھ گیا جب تک مجلس شریف ہوتی رہی بیٹھا سنتا رہا بعد ختم چلا گیا نہ آتے کسی کو آزار پہنچایا نہ جاتے، لوگوں نے بہت چاہا کہ اسے ماردیں مرزا صاحب فرماتے ہیں میں نے سب کو باز رکھا کہ یہ سرکاری مہمان کی حیثیت سے ہے میں ہرگز نہ مارنے دوں گا۔ ۱۲ مؤلف غفرلہ) گیا وہ بندر تھا۔ وہابی نہ تھا حدیث میں ہے مامن شئ الا ويعلم انى رسول الله الا مردة الجن والانس کوئی شی ایسی نہیں جو مجھے اللہ کا رسول نہ جانتی ہو، سوائے سرکش جن اور آدمیوں کے (پھر فرمایا) وہ تو وہ ہیں ان کے غلاموں کا کہنا ایسا مانتے ہیں کہ مطیع غلام بھی ایسا نہ مانے گا حضرت سیدی ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکابر اولیا سے ہیں نفعنا الله تعالىٰ ببركاتهم فى الدين والدنيا والآخره آپ جنگل میں

رہتے تھے ایک شخص نے ایک بیل نذر ماناجب وہ خوب موٹا تازہ ہوگیا تو اس کو لیکر حضرت کی خدمت میں چلا۔ تیار بہت تھا راستہ میں چھوٹ گیا ہر چند تلاش کیا نہ ملا خیر مایوس ہوکر لوٹ آیا ایک اور شخص کہ اس کے پاس ایک ہی بیل تھا تمام کھیتی وغیرہ کا کام اسی سے لیتا نہایت لاغر ونحیف ہوگیا تھا لیکر حاضر ہوا عرض کیا حضرت میرے رزق کا ذریعہ یہی بیل ہے دعا فرمایئے یہ دبلا بہت ہے اس میں طاقت آجائے آپ کے پاس چند شیر بیٹھے تھے ایک کو اشارہ فرمایا وہ گیا اور اس بیل کا شکار کیا اور کچھ کھایا پھر دوسرے کو اشارہ فرمایا وہ گیا اور کچھ کھایا اسی طرح سب نے کھایا اور وہ بیل ختم ہوگیا یہ شخص اپنے دل میں کہنے لگا میں اچھی دعا کرانے آیا تھا کہ میرا دبلا بیل بھی ہاتھ سے گیا تھوڑی دیر میں ایک اچھا موٹا تازہ بیل آیا جو اس آدمی سے چھوٹ گیا تھا اور سامنے آکر مؤدب کھڑا ہوگیا فرمایا اسے اس کے بدلے میں لیلے اس نے لے تو لیا لیکن دل میں یہ خطرہ گزرا کہ یہ شیر حضرت کی خدمت میں بیٹھے ہیں حضرت کے سامنے تک تو کچھ نہیں بولتے یہاں سے پھر مجھے اور اس بیل کو کھالیں گے آپ کو فوراً اس کے خطرہ پر اطلاع ہوگئی اور کیوں نہ ہو جو اس کو جانتا ہے اس سے کوئی شے پوشیدہ نہیں فرمایا شیروں سے ڈرتے ہو اب ان کے دل میں یہ خطرہ آیا کہ معلوم نہیں کس کا بیل ہے کوئی پوچھے تو کیا کہوں گا خود ہی فرمایا تم سے کوئی نہ بولے گا ایک شیر کو اشارہ فرمایا وہ ان کے ساتھ کتے کی طرح ہولیا اور ان کی اور ان کے بیل کی حفاظت کی آبادی کے قریب آکر وہ شیر واپس چلا گیا (اسی سلسلہ میں فرمایا) ایک صاحب اولیائے کرام میں سے تھے ان کی خدمت میں دو عالم حاضر ہوئے آپ کے پیچھے نماز پڑھی تجوید کے بعض قواعد مستحبہ ادا نہ ہوئے ان کے دل میں خطرہ گزرا کہ اچھے ولی ہیں ان کو تجوید بھی نہیں آتی اس وقت تو حضرت نے کچھ نہ فرمایا مکان کے سامنے ایک نہر جاری تھی یہ دونوں صاحب نہانے کے واسطے وہاں گئے کپڑے اتار کر کنارے پر رکھ دیئے اور نہانے لگے اتنے میں ایک نہایت مہیب شیر آیا اور سب کپڑے جمع کر کے ان پر بیٹھ گیا۔ یہ دونوں صاحب ذرا ذرا سی لنگوٹیاں باندھے ہوئے اب نکلیں تو کیسے علما کی شان کے بالکل خلاف جب بہت دیر ہوگئی حضرت نے فرمایا کہ بھائیو

ہمارے دومہمان سویرے آئے تھے وہ کہاں گئے کسی نے کہا حضور وہ اس شکل میں ہیں تشریف لے گئے اور شیر کا کان پکڑ کر ایک تپانچہ مارا اس نے دوسری طرف منہ پھیر لیا آپ نے اس طرف مارا اس نے اس طرف منہ پھیر لیا فرمایا ہم نے نہیں کہا تھا کہ ہمارے مہمانوں کو نہ ستانا جا چلا جا شیر اٹھ کر چلا گیا پھر ان صاحبوں سے فرمایا تم نے زبانیں سیدھی کی ہیں اور ہم نے قلب سیدھا کیا یہ ان کے خطرہ کا جواب تھا۔

عرض: مندر میں نماز پڑھنا کیسا ہے۔

ارشاد: اگر وہ کفار کے قبضہ میں ہے تو مکروہ وممنوع ہے کہ وہ ماوائے شیاطین ہے اور اول تو مندروں میں جانا ہی کب جائز ہے۔

ایک روز بعد نماز ظہر باہر تشریف فرما ہوئے عالی جناب فواضل اکتساب مولوی چودھری عبدالحمید خاں صاحب رئیس سہاور مصنف کنز الآخرہ بھی حاضر تھے ان سے ارشاد فرمایا کہ اس بار مجھے ۳۴ دن کامل بخار رہا کسی وقت کم نہ ہوا انہوں نے عرض کیا حضور جاڑا بھی آتا تھا اس پر ارشاد ہوا جاڑا طاعون اور وبائی امراض جس قدر ہیں اور نابینائی ویک چشمی برص، جذام وغیرہ وغیرہ کا مجھ سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وعدہ ہے کہ یہ امراض تجھے نہ ہوں گے جس پر میرا ایمان ہے (پھر فرمایا) اس میں بھی خوف ہے کہ کوئی مرض نہ ہو بفضلہٖ تعالیٰ بخار و درد سر و درد کمر تو اکثر رہتا ہے ایک مرتبہ کمر میں بہت شدت سے درد ہوا اور اس کا اثر اعصاب پر پڑا کہ ہاتھ سیدھا نہ ہرتا تھا (پھر فرمایا) بخار و درد سر تو مبارک امراض ہیں کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو ہوا کرتے ایک صاحب حضرات اولیائے کرام میں سے تھے ان کو درد سر لاحق ہوا تمام رات نوافل گزار دی اس شکریہ میں کہ مجھے وہ مرض دیا جو حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا مرض ہے اور یہاں یہ حالت ہے کہ جب کبھی درد سر ہوا تو یہی کوشش کی جاتی ہے کہ اول وقت نماز عشا سے فارغ ہو جائیں ایک صاحب کے رخسارہ پر لقوہ کا اثر ہو گیا تھا انہوں نے حاضر ہو کر حضور والا سے دعائے خیر چاہی ارشاد فرمایا لوہے کے پتر پر سورہ زلزال شریف کندہ کرا لیجیے اور اسے دیکھتے رہا کیجیے۔

عرض: حضور بسم اللہ کرانے کی کوئی عمر شرعاً مقرر ہے۔

ارشاد: شرعاً مقرر نہیں ہاں مشائخ کرام کے یہاں چار برس چار مہینے چار دن مقرر ہیں حضرت خواجہ قطب الحق والدین بختیار کاکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر جس دن چار برس چار مہینے چار دن کی ہوئی تقریب بسم اللہ مقرر ہوئی لوگ بلائے گئے حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تشریف فرما ہوئے بسم اللہ پڑھانا چاہی مگر الہام ہوا کہ ٹھہرو حمید الدین ناگوری آتا ہے وہ پڑھائے گا ادھر ناگور میں قاضی حمید الدین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو الہام ہوا کہ جلد جا میرے ایک بندے کو بسم اللہ پڑھا قاضی صاحب فوراً تشریف لائے اور آپ سے فرمایا صاحبزادے پڑھیے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آپ نے پڑھا۔ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور شروع سے لے کر پندرہ پارے حفظ سنا دیے حضرت قاضی صاحب اور خواجہ صاحب نے فرمایا صاحبزادے آگے پڑھیے فرمایا میں نے اپنی ماں کے شکم میں اتنے ہی سنے تھے اور اسی قدر ان کو یاد تھے وہ مجھے یاد ہو گئے۔

عرض: حضور کے کاکی ہونے کی کیا وجہ ہے۔

ارشاد: کاک کلچے کو کہتے ہیں حضرت کو ایک مرتبہ چند فاقہ ہوئے تھے اور گھر بھر میں کسی کے پاس کچھ کھانے کو نہ تھا اس وقت آسمان سے آپ کے واسطے کاکیں آئی تھیں یوں کاکی مشہور ہو گئے (پھر فرمایا) حضرت شیخ فرید الحق والدین گنجشکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک متربہ ۸۰ فاقے ہو چکے تھے نفس بھوکا تھا الجوع الجوع پکار رہا تھا اس کے بہلانے کے لئے کچھ سنگریزے اٹھا کر منہ میں ڈالے ڈالتے ہی شکر ہو گئے جو کنکر منہ میں ڈالتے شکر ہو جاتا اسی وجہ سے آپ گنج شکر مشہور ہیں۔ حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب زر بخش ہے حضرت کی بخشش کی یہ حالت تھی کہ بادشاہ کے یہاں سے خوان بڑے بڑے قیمتی جواہرات کے لا کر رکھے گئے ایک صاحب حاضر تھے انہوں نے عرض کی الھدایا مشترکۃ ارشاد فرمایا اما تنہا خوشتر، یہ فرما کر سب ان کو دیدیئے حضرت سیدنا امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ہارون رشید نے روپے اشرفیوں کے خوان بھیجے ایک صاحب نے عرض کی الھدایا مشترکۃ ارشاد فرمایا یہ امثال فواکہ

کے لیے ہے کہ جو ہدیہ پیش کیا جائے تو تمام حاضرین میں مشترک ہوتا ہے ان کے سوا اور چیزوں کا یہ حکم نہیں ان دونوں واقعوں کو لکھ کر ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ اعتراض کیا کہ دونوں کا جواب آپس میں موافق نہیں اور میں نے اس کے حاشیے پر یہ جواب لکھا کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مقام تشریع میں تھے ان کے افعال واقوال واحوال یہاں تک کہ ان کی ایک ایک وضع سے استدلال کیا جاتا ہے اور یہ تھے مقام تجمل میں ان کا مرتبہ ان کے مرتبہ سے علحدہ ہے یہاں غیر سے بالکل انقطاع ہے بخلاف اس کے ان کا ایک ایک فعل بلکہ ان کی پوشش تک حجت ہوتی ہے ان کے تمام حالات منقول ہوتے ہیں کتب فقہ میں ہے کہ ایک مرتبہ آپ یوم الشک میں یعنی جس روز شبہہ ہو کہ وہ رمضان کی پہلی ہے یا شعبان کی تیس آپ بعد ضحوہ کبریٰ کے بازار میں تشریف لائے اور فرمایا روزہ کھولدو اس وقت کی وضع منقول ہے کہ سیاہ گھوڑے پر سوار تھے سیاہ لباس پہنے تھے سیاہ عمامہ باندھے تھے غرض کہ سوائے ریش مبارک کے کوئی چیز سفید نہ تھی اس سے یہ مسئلہ استنباط کیا گیا کہ سواد (سیاہ رنگ) کا پہننا جائز۔ ایک صاحب نے سوال کیا آپ کا روزہ ہے یا نہیں چپکے سے کان میں فرمایا انا صائم میں روزے سے ہوں اس سے یہ مسئلہ نکلا کہ مفتی خود یوم الشک میں روزہ رکھے اور عوام کو نہ رکھنے کا حکم دے غرض کہ حاصل جواب یہ ہے کہ آپ نے ان دونوں صاحبوں کے مراتب میں فرق نہیں کیا انہوں نے یہ کہا دونوں قولوں میں کتنا فرق ہے لیکن دونوں کے مرتبوں میں بھی تو کتنا فرق ہے۔

عرض: حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں یا نہیں۔

ارشاد: جمہور کا مذہب یہی ہے اور صحیح بھی یہی ہے کہ وہ نبی ہیں زندہ ہیں خدمت بحر انہیں سے متعلق ہے اور الیاس علیہ السلام بر (خشکی) میں ہیں (پھر فرمایا) چار نبی زندہ ہیں کہ ان کو وعدہ الٰہیہ ابھی آیا ہی نہیں یوں تو ہر نبی زندہ ہیں۔ ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق بے شک اللہ نے حرام کیا ہے زمین پر کہ انبیاء علیہ الصلاۃ والسلام کے جسموں کو خراب کرے تو اللہ کے نبی زندہ ہیں روزی دیے جاتے ہیں انبیاء علیہ الصلاۃ والسلام پر ایک آن کو محض

تصدیق وعدۂ الٰہیہ کے لیے موت طاری ہوتی ہے بعد اس کے پھر ان کو حیات حقیقی حسی دنیوی عطا ہوتی ہے خیر ان چاروں میں سے دو آسمان پر ہیں اور دو زمین پر خضر والیاس علیہما السلام زمین پر ہیں اور ادریس وعیسیٰ علیہما السلام آسمان پر ہیں۔

عرض: حضور ان پر بھی موت طاری ہوگی۔

ارشاد: ضرور کل نفس ذائقة الموت (پھر فرمایا) جب یہ آیت نازل ہوئی کل من علیها فان۔ جتنے زمین پر ہیں سب فنا ہو جائیں گے فرشتے خوش ہوئے کہ ہم بچے کہ ہم زمین پر نہیں جب دوسری آیت نازل ہوئی کل نفس ذائقة الموت ملائکہ نے کہا اب ہم بھی گئے۔

عرض: حضور ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آسمان پر جانے کا واقعہ کیا ہے۔

ارشاد: آپ کے واقعہ میں علما کو اختلاف ہے اتنا تو ایمان ہے کہ آپ آسمان پر تشریف فرما ہیں قرآن عظیم میں ہے ورفعنٰه مكانا عليا۔ ہم نے ان کو بلند مکان پر اٹھا لیا بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ بعد موت آپ آسمان پر تشریف لے گئے ایک روایت میں یہ ہے ایک بار آپ دھوپ کی شدت میں تشریف لیے جا رہے تھے دوپہر کا وقت تھا آپ کو سخت تکلیف ہوئی خیال فرمایا کہ جو فرشتہ آفتاب پر موکل ہے اس کو کس قدر تکلیف ہوتی ہوگی عرض کی اے اللہ اس فرشتہ پر تخفیف فرما فوراً دعا قبول ہوئی اور اس پر تخفیف ہوگئی اس فرشتہ نے عرض کیا یا اللہ مجھ پر تخفیف کس طرف سے آئی ارشاد ہوا میرے بندے ادریس نے تیری تخفیف کے واسطے دعا کی میں نے اس کی دعا قبول کی عرض کی مجھے اجازت دے کہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوں اجازت ملنے پر حاضر ہوا تمام واقعہ بیان کیا اور عرض کیا کہ حضرت کا کوئی مطلب ہو تو ارشاد فرمائیں فرمایا ایک مرتبہ جنت میں لے چلو عرض کی یہ تو میرے قبضہ سے باہر ہے لیکن عزرائیل ملک الموت سے میرا دوستانہ ہے ان کو لاتا ہوں شاید کوئی تدبیر چل جائے غرض عزرائیل علیہ السلام آئے آپ نے ان سے فرمایا انہوں نے عرض کیا حضور بغیر موت کے تو جنت میں جانا نہیں ہوسکتا فرمایا روح قبض کر لو انہوں نے بحکم خدا ایک آن کے لیے روح قبض کی

اور فوراً جسم میں ڈالدی آپ نے فرمایا کہ مجھ کو دوزخ و جنت کی سیر کراؤ حضرت عزرائیل علیہ السلام دوزخ پر لائے طبقات جہنم کھلوائے آپ دیکھتے ہی بیہوش ہوکر گر پڑے عزرائیل علیہ السلام وہاں سے لے آئے جب ہوش ہوا تو عرض کیا یہ تکلیف آپ نے اپنے ہاتھوں سے اٹھائی پھر جنت میں لے گئے وہاں کی سیر کرنے کے بعد عزرائیل علیہ السلام نے چلنے کے واسطے عرض کیا آپ نے التفات نہ فرمایا پھر دوبارہ عرض کیا آپ نے جواب نہ دیا جب پھر انہوں نے عرض کیا تو فرمایا اب چلنا کیسا جنت میں آکر بھی کوئی واپس جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ کو ان دونوں میں فیصلہ کرنے کے واسطے بھیجا اس نے آکر پہلے حضرت عزرائیل علیہ السلام سے سارا واقعہ سنا پھر آپ سے دریافت کیا کہ آپ کیوں نہیں تشریف لے جاتے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کل نفس ذائقة الموت اور میں موت کا مزہ چکھ چکا ہوں اور فرماتا ہے وان منکم الا واردھا تم میں سے ہر ایک جہنم کی سیر کرے گا اور میں جہنم کی بھی سیر کر آیا اور فرمایا ہے وما ھم منھا بخارجین اور وہ لوگ جنت سے کبھی نہ نکلیں گے اب میں جنت میں آگیا کیوں جاؤں حکم ہوا میرا بندہ ادریس سچا ہے اس کو چھوڑ دو۔

عرض: حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لقا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے یا نہیں۔

ارشاد: لقا ثابت ہے (پھر فرمایا) کس نبی کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لقا نہ ہوئی سب اولین و آخرین و انبیا و مرسلین نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے بیت المقدس میں نماز پڑھی حضرت جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

دراں مسجد امام انبیا شد   صف پیشیناں راپیشوا شد

نماز اسرا میں تھا یہی سرعیاں ہوں معنی اول آخر
کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت آگے کر گئے تھے

(پھر فرمایا) یہاں تمام انبیا اور مرسلین کے ساتھ نماز پڑھی اور بیت المعمور میں سب انبیا اور امت مرحومہ نے بھی کچھ لوگ پہلی صف میں تھے کچھ دوسری کچھ تیسری اور کچھ

ان صفوں میں تھے جو بیت المعمور کے باہر تھیں فرق مراتب میں تھا ان میں کچھ کے کپڑے سپید تھے اور کچھ کے میلے سپید والے صالحین ہیں اور میلے ہم جیسے گنہگار پڑھی سب نے بیت المعمور میں۔

عرض: حضور بعض لوگ تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دیتے ہیں پھر نیت باندھتے ہیں۔

ارشاد: نہیں چاہیے بلکہ بعض لوگ تو پہلوانوں کی طرح جھٹکا بھی دیتے ہیں۔

عرض: حضور مسجد میں بدبو کے ساتھ نہ جانا چاہیے اگر کوئی دوا بدبودار لگائی ہو تو کیا کرے۔

ارشاد: کھجلی وغیرہ میں اگر گندھک وغیرہ لگائی ہو تو مسجد کی حاضری معاف ہے۔

ایک صاحب فرائض کا ایک استفتا لائے کہ سوتیلی ماں کی اولاد کو ترکہ پہنچتا ہے یا نہیں اس پر ارشاد فرمایا یہ عجیب سوال ہے ایسا سوال اب تک نہیں آیا مستفتی یہ چاہتا ہے کہ دھوکے سے اس کے موافق لکھ دیا جائے اس وقت ضرورت اس بات کی ہے کہ جواب کے سوچنے سے پہلے سوال کو سمجھے کہ اس میں دھوکا تو نہیں ہے ایک مرتبہ ایک صاحب میرے پاس استفتا لائے کہ زوجہ نے ایک مکان اپنے شوہر کے ہاتھ بیع بلا بدل کیا اب زوجہ کے مرنے کے بعد وہ مکان اس کے ترکہ میں ہوگا یا نہیں میں نے کہا میں اس وقت تک فتویٰ نہیں دے سکتا جب تک بیعنامہ کی نقل نہ لاؤ فقہائے کرام لکھتے ہیں کہ بیع بلا بدل باطل ہے یعنی بلا معاوضہ بیع کرنا اور ہمارے یہاں عرف میں بیع بلا بدل کے یہ معنی ہیں کہ بیع تو ہوئی لیکن اس کا معاوضہ قرض ہے ادا نہیں ہوا میں نے ان سائل سے کہا اگر بیع بلا بدل کی صورت ہوگی تو یہی ہوگی اس کے سوا نہیں ہوسکتی غرض بیعنامہ دیکھنے سے معلوم ہوا کہ یہی صورت تھی وہ اسی مسئلہ کو شاہجہانپور لے گئے اور لکھا لائے کہ بیع بلا بدل باطل ہے اور وہ مکان اس عورت کا ترکہ ہے مجھے لاکر دکھایا چھ سات مہریں بھی تھیں (پھر فرمایا) مجھے چاہیے تھا کہ اسی وقت اس پر جواب لکھ دیتا (پھر فرمایا) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اختیار تھا خواہ حقیقت پر حکم فرمائیں یا ظاہر پر لیکن اکثر احکام ظاہر ہی پر فرماتے اور بعض

دفعہ باطن پر بھی حکم فرمایا ایک شخص حاضر لایا گیا جس نے چوری کی تھی فرمایا اقتلوہ اس کو قتل کرو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ اس نے تو چوری کی ہے فرمایا فاقطعوہ اچھا ہاتھ کاٹا جائے دہنا ہاتھ کاٹ لیا گیا اس نے پھر چوری کی بایاں پیر کاٹ لیا اس نے پھر چوری کی بایاں ہاتھ کاٹ لیا چوتھی بار پھر چوری کی اور دہنا پیر کاٹ لیا گیا۔ پانچویں مرتبہ اس نے منہ میں کوئی شے چھپا کر رکھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے قتل کا حکم دیا اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سچ فرمایا تھا اقتلوہ یہ اسی کا نتیجہ تھا۔

بتذکرہ اعداؤ حاسدین ارشاد فرمایا میری اتنی عمر گزری لوگ میری مخالفت ہی کرتے رہے ایک طرف کفار کا نرغہ دوسری طرف حاسدین کا مجمع مجھ سے بعض لوگوں نے کہا کہ مجموعہ اعمال بھرا ہوا ہے سیفیاں بھری پڑی ہیں کوئی عمل کر لیجیے میں نے کہا جنہوں نے یہ تلواریں مجھے دی ہیں انہیں کا یہ حکم ہے کہ تلوار ہاتھ میں کبھی نہ لینا ہمیشہ ڈھال ہی سے کام لینا چنانچہ کبھی کسی پر حربہ نہ کیا سوائے ایک دفعہ کے کہ میں نے کرنا چاہا اور نہ ہوا جس سے ثابت کر دیا گیا کہ تیرے کیے کچھ نہیں ہوسکتا ہم کرتے ہیں (پھر فرمایا) وہ خود ایسی مدد کرتا ہے کہ اپنے آپ انتظام کرنے کی ضرورت نہیں میری عمر ۱۹ سال کی تھی اس وقت رامپور کو ریل نہ تھی بیل گاڑی پر سوار ہو کر گیا ساتھ میں عورتیں بھی تھیں راستہ میں دریا پڑا گاڑی والے نے غلطی سے بیلوں کو اس میں ہانک دیا اس میں دلدل تھی بیل پہنچتے ہی گھٹنوں تک دھنس گئے اور نصف پہیہ گاڑی کا جتنا بیل زور کرتے اندر دھنستے چلے جاتے تھے اب میں نہایت حیران کہ ساتھ میں عورتیں ہیں اتر سکتا نہیں کہ دلدل میں میں خود دھنس جانے کا اندیشہ اسی پریشانی میں تھا کہ ایک بوڑھے آدمی جن کی صورت نورانی اور سفید داڑھی تھی نہ اس سے پہلے انہیں دیکھا تھا نہ جب سے اب تک دیکھا تشریف لائے اور فرمایا کیا ہے میں نے تمام واقعہ عرض کیا فرمایا یہ تو کوئی بات نہیں گاڑی والے سے فرمایا ہانک اس نے کہا کدھر ہانکوں آپ دیکھتے ہیں دلدل میں گاڑی پھنسی ہے فرمایا ارے تجھے ہانکنا نہیں آتا ادھر کو ہانک یہ کہہ کر پہیہ کو ہاتھ لگایا فوراً گاڑی

دلدل سے نکل گئی (پھر فرمایا) ایسی معونتیں تو الحمدللہ بہت زائد ہوئیں پہلی بار کی حاضری میں منیٰ شریف کی مسجد میں مغرب کے وقت حاضر تھا اس وقت میں وظیفہ بہت پڑھا کرتا تھا اب تو بہت کم کردیا ہے بحمد اللہ تعالیٰ میں اپنی حالت وہ پاتا ہوں جس میں فقہائے کرام نے لکھا ہے کہ سنتیں بھی ایسے شخص کو معاف ہیں لیکن الحمدللہ سنتیں کبھی نہ چھوڑیں نفل البتہ اسی روز سے چھوڑ دیئے ہیں خیر جب سب لوگ مسجد سے چلے گئے تو مسجد کے اندرونی حصہ میں ایک صاحب کو دیکھا کہ قبلہ وظیفہ میں مصروف ہیں میں صحن مسجد میں دروازہ کے پاس تھا اور کوئی تیسرا مسجد میں نہ تھا یکایک آواز گنگناہٹ کی سی اندر مسجد کے معلوم ہوئی جیسے شہد کی مکھی بولتی ہے فوراً میرے قلب میں یہ حدیث آئی اہل اللہ کے قلب سے ایسی آواز نکلتی ہے جیسے شہد کی مکھی بولتی ہے میں وظیفہ چھوڑ کر ان کی طرف چلا کہ ان سے دعائے مغفرت کراؤں کبھی میں کسی بزرگ کے پاس بحمد اللہ تعالیٰ دنیاوی حاجت لیکر نہ گیا جب گیا تو اسی خیال سے کہ ان سے دعائے مغفرت کراؤں گا غرض دو ہی قدم ان کی طرف چلا تھا کہ ان بزرگ نے میری طرف منہ کر کے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر تین مرتبہ فرمایا۔ اللھم اغفر لاخی ھذا اللھم اغفر لاخی ھذا اللھم اغفر لاخی ھذا میں سمجھ گیا کہ فرماتے ہیں ہم نے تیرا کام کردیا اب تو ہمارے کام میں مخل نہ ہو میں ویسے ہی لوٹ آیا (پھر فرمایا) بریلی میں ایک مجذوب بشیر الدین صاحب اخوان زادہ کی مسجد میں رہا کرتے تھے جو کوئی ان کے پاس جاتا کم سے کم پچاس گالیاں سناتے مجھے ان کی خدمت میں حاضر ہونے کا شوق ہوا میرے والد ماجد قدس سرہ کی ممانعت کہ کہیں باہر بغیر آدمی کے ساتھ لیے نہ جانا ایک روز رات کے گیارہ بجے اکیلا ان کے پاس پہنچا اور فرش پر جا کر بیٹھ گیا وہ حجرہ میں چارپائی پر بیٹھے مجھ کو بغور پندرہ بیس منٹ تک دیکھتے رہے۔ آخر مجھ سے پوچھا صاحبزادہ تم مولوی رضا علی خاں صاحب کے کون ہو میں نے کہا میں ان کا پوتا ہوں فوراً وہاں سے جھپٹے اور مجھ کو اٹھا کر لے گئے اور چارپائی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا آپ یہاں تشریف رکھیے پوچھا کیا مقدمہ کے لئے آئے ہو میں نے کہا مقدمہ تو ہے لیکن میں اس لیے نہیں آیا ہوں میں تو صرف دعائے

مغفرت کے واسطے حاضر ہوا ہوں قریب آدھے گھنٹے تک برابر کہتے رہے اللہ کرم کرے اللہ رحم کرے اللہ کرم کرے اللہ رحم کرے اس کے بعد میرے منجھلے بھائی (مولوی حسن رضا خاں صاحب مرحوم) ان کے پاس مقدمہ کی غرض سے حاضر ہوئے ان سے خود ہی پوچھا کیا مقدمہ کے لئے آئے ہو انہوں نے عرض کیا جی ہاں فرمایا مولوی صاحب سے کہنا قرآن شریف میں یہ بھی تو ہے۔نصر من الله وفتح قريب بس دوسرے ہی دن مقدمہ فتح ہو گیا۔

عرض: امام کو دوسری رکعت میں یاد آیا کہ میں بے وضو ہوں اس نے بے وضو ہی نماز ختم کی تو کافر ہو گا یا نہیں۔

ارشاد: اگر لوگوں کی شرم کی وجہ سے اس نے وضو نہ کیا تو کفر نہ ہو گا حرام اور گناہ کبیرہ کا ارتکاب کیا اور اگر معاذ اللہ استحقاراً ایسا کیا اور مسلمان سے ایسا متصور نہیں تو البتہ کفر ہو جائے گا۔

عرض: نصاب کا مالک اگر نابالغ کو کر دے تو زکوۃ ہے یا نہیں۔

ارشاد: نہیں ہوگی کہ نابالغ مکلف نہیں۔

عرض: تملیک کس طرح ہوگی۔

ارشاد: یا تو کچھ دے اور زبان سے کہے کہ میں نے تم کو یہ دیدیا۔ یا دلالۃً تملیک پائی جائے جیسے کچھ دیا اور نیت ہبہ کی کی اور سمجھا گیا کہ مالک کر دیا تو ہبہ صحیح ہو جائے گا تعاطی سے بیع ہو جاتی ہے ہبہ تو دوسری چیز ہے (پھر فرمایا) عورتوں کو زیور بنا دیتے ہیں اگر عرف میں وہاں مالک کر دینا سمجھا جاتا ہو تو عورت مالک ہو گئی اگر عرف اس کا نہ ہو یا مختلف ہو تو نہیں۔

عرض: نابالغ اگر مال فروخت کرے تو بیع ہوگی یا نہیں۔

ارشاد: ولی کی اجازت پر موقوف ہے بشرطیکہ ثمن مثل (نرخ بازار) پر بیچے اور ثمن قلیل بقدر ما يتغابن فيه الناس کا اعتبار نہیں۔

مؤلف: چند علمائے کرام حاضر خدمت تھے حضور والا نے ان سے استفسار فرمایا

وہ کونسا ہبہ ہے جو نابالغ کرے اور ولی کی اجازت نہیں بلکہ ممانعت ہے اور ہبہ صحیح ہو حالانکہ ولی کی اجازت پر بھی نابالغ کا ہبہ صحیح نہیں سب نے سکوت کیا اور عرض کیا حضور ہی ارشاد فرمائیں فرمایا وہ ہبہ ثواب کا ہے کہ گھٹتا نہیں بلکہ بڑھتا ہے۔

عرض: حضور اس ثواب کے ہبہ کرنے والے کو بھی ثواب ملے گا۔

ارشاد: ہاں۔ اس میں تو کسی کا اختلاف نہیں اختلاف اس میں ہے کہ وہ ثواب اگر چند آدمیوں کو ہبہ کیا جائے تو وہ تقسیم ہو کر پہنچایا اتنا ہی اتنا سب کو ملے گا اور صحیح یہ ہے کہ اللہ کے فضل سے اتنا ہی اتنا سب کو ملے گا ہاں وہابیہ نے لکھا ہے کہ یہ نیابت ہوئی یعنی اس ہبہ کرنے والے نے اس کی طرف سے یہ عمل کیا اب اس کے لئے کوئی ثواب نہیں اور معتزلہ مطلقاً پہنچنے کا انکار کرتے ہیں۔

عرض: علم منطق سے علم بیان افضل ہے یا نہیں۔

ارشاد: ہاں فلاسفہ کی بنائی ہوئی منطق سے تو افضل ہی ہے۔

عرض: اور حضور شریعت کی منطق۔

ارشاد: ہاں شریعت کی منطق بے شک علم بیان سے افضل ہے۔

عرض: اس کی کیا تعریف ہے۔

ارشاد: وہ ایک ایسا قانون ہے جس کی مراعات خطاء کفر سے بچائے۔

عرض: حضور اس کے جاننے والے بھی ہوئے ہیں۔

ارشاد: حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں کیا تھا جس سے وہ خطاء کفر سے بچتے تھے حالانکہ فلاسفہ کی منطق اس وقت تھی بھی نہیں اور پھر ائمہ مجتہدین کونسی منطق جانتے تھے۔

عرض: علمائے ظاہر میں کوئی ایسا گزرا یا نہیں۔

ارشاد: میں جس کو بتاؤں گا آپ کہیں گے یہ علمائے باطن میں سے تھے شریعت کی منطق ایک نور کا نام ہے جس کو خدا عطا فرمائے آپ چاہیں کہ ظلمت والوں میں کوئی ایسا ہو میں ظلمت والوں میں سے کس کو لاؤں جو نور والا ہو۔

عرض: علم ظاہری میں وہ کونسا علم ہے۔

ارشاد: وہ علم اصول فقہ وحدیث ہے اور باقی یہ سب منطق وفلسفہ تو فضول ہے

حضرت مولانا فرماتے ہیں ۔

چند خوانی حکمت یونانیاں　　حکمت ایمانیاں راہم بخواں
پائے استدلالیاں چوبیں بود　　پائے چوبیں سخت بے تمکیں بود
گر بہ استدلال کارِ دیں بدے　　فخر رازی راز دارِ دیں بدے

(پھر فرمایا) استدلال پر دار و مدار، دو باتوں کی طرف لے جاتا ہے یا حیرت یا ضلالت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نزع کا جب وقت آیا شیطان آیا کہ اس وقت شیطان پوری جان توڑ کوشش کرتا ہے کہ کسی طرح اس کا ایمان سلب ہو جائے اگر اس وقت پھر گیا تو پھر کبھی نہ لوٹے گا اس نے ان سے پوچھا کہ تم نے عمر بھر مناظروں مباحثوں میں گزاری خدا کو بھی پہچانا آپ نے فرمایا بے شک خدا ایک ہے اس نے کہا اس پر کیا دلیل آپ نے ایک دلیل قائم فرمائی وہ خبیث معلم الملکوت رہ چکا ہے اس نے وہ دلیل توڑ دی انہوں نے دوسری دلیل قائم کی اس نے وہ بھی توڑ دی یہاں تک کہ ۳۶۰ دلیلیں حضرت نے قائم کیں اور اس نے سب توڑ دیں اب یہ سخت پریشانی میں اور نہایت مایوس آپ کے پیر حضرت نجم الدین کبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہیں دور دراز مقام پر وضو فرما رہے تھے وہاں سے آپ نے آواز دی کہہ کیوں نہیں دیتا کہ میں نے خدا کو بے دلیل ایک مانا ۔

آفتاب آمد دلیل آفتاب　　گر دلیلے خواہی ازوے رومتاب

عرض: حضور دوربین سے آسمان نظر آتا ہے یا نہیں۔

ارشاد: ہم اپنی آنکھوں سے تو آسمان دیکھ رہے ہیں کیا دوربین لگانے سے اندھا ہو جاتا ہے کہ بغیر دوربین کے دیکھتے ہیں اور دوربین سے نہ سوجھائی دے ہمارا ایمان ہے کہ جس کو ہم دیکھ رہے ہیں یہی آسمان ہے۔ افلم ینظروا الی السماء فوقهم کیف بنینها وزینها ومالها من فروج۔ وزینها للنظرین۔ والی

السمــاء کیف رفعت۔ کیا انہوں نے اپنے اوپر آسمان کو نہیں دیکھا ہم نے اس کو کیسا بنایا اور ہم نے اس کو کیسی زینت دی اور اس میں کوئی شگاف نہیں ہم نے اسے خوبصورت بنایا دیکھنے والوں کے واسطے کیا وہ آسمان کو نہیں دیکھتے کیسا شفاف بنایا گیا۔ فلاسفہ بھی یہی کہتے تھے کہ جو نظر آتا ہے یہ آسمان نہیں آسمان شفاف بے لون ہے (پھر فرمایا) اس سے اکذب کون جس کی تکذیب کرے قرآن (پھر فرمایا) نجات منحصر ہے اس بات پر کہ ایک ایک عقیدہ اہلسنت و جماعت کا ایسا پختہ ہو کہ آسمان وزمین ٹل جائیں اور وہ نہ ٹلے پھر اس کے ساتھ ہر وقت خوف لگا ہو علماء کرام فرماتے ہیں جس کو سلب ایمان کا خوف نہ ہو مرتے وقت اس کا ایمان سلب ہو جائے گا۔ سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اگر آسمان سے ندا کی جائے کہ تمام روئے زمین کے آدمی بخشد یئے گئے مگر ایک شخص تو، میں خوف کروں گا کہ وہ شخص میں ہی نہ ہوں اور اگر ندا کی جائے روئے زمین کے تمام آدمی دوزخی ہیں سوائے ایک شخص کے تو میں امید کروں گا کہ وہ شخص میں ہی نہ ہوں خوف ورجا کا مرتبہ ایسا معتدل ہونا چاہیے (پھر فرمایا) خیر یہ تو حصہ عمر کا تھا (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) لیکن کم سے کم ہر مسلمان کو اتنا تو ہونا ہی چاہیے کہ صحت وتندرستی کے وقت خوف غالب ہو اور مرتے وقت رجا۔ حدیث میں ہے ہر جھٹکا موت کا ہزار ضرب تلوار سے سخت تر ہے ملائکہ دبوچے بیٹھے رہتے ہیں ورنہ آدمی تڑپ کر نہ معلوم کہاں جائے اس وقت اگر معاذ اللہ کچھ اس طرف سے ناگواری آئی تو سلب ایمان ہو گیا اس لیے اس وقت بتایا جائے کہ کس کے پاس جارہا ہے۔

عرض: اگر خدائے تعالیٰ کے سمیع و بصیر ہونے پر ایمان ہے تو کبیرہ تو درکنار صغیرہ بھی نہیں ہو سکتا۔

ارشاد: ایمان اور ہے اور شہود اور ایمان ارتکاب سیئات کے منافی نہیں ہاں اگر شہود ہو گا تو بے شک کبیرہ تو درکنار صغیرہ بھی نہیں ہو سکتا اکابر اولیا پر بھی اکل و شرب ونوم کے وقت ایک گونہ غفلت دی جاتی ہے ورنہ کھانے پینے پر قادر نہ ہوں (پھر فرمایا) غفلت مطلقہ کفر ہے اور غفلت غالبہ فسق اور تذکر غالب ولایت اور تذکر مطلق نبوت پھر تذکر

غالب میں بھی مراتب ہیں رجال لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله واقام الصلوٰة وايتاء الزكوٰة يخافون يوماتتقلب فيه القلوب والابصار یہ وہی تذکر غالب ہے اور غفلت مطلقہ یہ ہے جسے حضرت مولانا فرماتے ہیں۔

اہل دنیا کا فران مطلق اند — روز وشب درزقرق وور بق بق اند

اہل دنیا چہ کہین وچہ مہیں — لعنة الله علهيم اجمعين

چیست دنیا ازخدا غافل بدن — نے قماش ونقرۂ وفرزندوزن

عرض: حضور بچہ سے محبت تو بچہ کی بنا پر ہوتی ہے اللہ کے واسطے کون کرتا ہے۔

ارشاد: الحمد للہ کہ میں نے مال من حیث ہو مال سے کبھی محبت نہ رکھی صرف انفاق فی سبیل للہ کے لئے اس سے محبت ہے اسی طرح اولاد من حیث ہو اولاد سے بھی محبت نہیں صرف اس سبب سے کہ صلۂ رحم عمل نیک ہے اس کا سبب اولاد ہے اور یہ میری اختیاری بات نہیں میری طبیعت کا تقاضا ہے۔

عرض: حضور بیوی بچہ کے سبب سے اکثر اوقات انسان گناہ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

ارشاد: پھر اس کا کیا علاج اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ يا يها الذين آمنوا ان من ازواجكم واولادكم عدولكم فاحذروهم ۔اور فرماتا ہے۔ انما اموالكم واولادكم فتنة اور فرماتا ہے يا يها الذين آمنو الا تلهكم اموالكم ولا اولادكم عن ذكر الله ومن يفعل ذلك فاولٰئكم هم الخسرون۔ اے ایمان والو تمہاری بیویوں اور تمہاری اولاد میں سے تمہارے دشمن بھی ہیں تم ان سے بچو اور تمہارے مال واولاد فتنہ ہیں اور اے ایمان والو تمہارے مال اور تمہاری اولاد تم کو خدا کے ذکر سے غافل نہ کر دیں اور جو ایسا کرے تو وہی لوگ خسارہ میں ہیں ایک بار امامین رضی اللہ تعالیٰ عنہما دربار اقدس میں حاضر ہوئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سینہ سے لگا لیا اور فرمایا۔ انكم لتجبنون ولتبخلون تم لوگوں کو نامرد کر دیتے ہو اور بخیل بنا دیتے ہو۔ چونکہ ازواج واولاد کو دشمن بتایا گیا تھا ممکن تھا کہ کوئی سمجھ لیتا ان کو تکلیف دینا چاہیے لہٰذا اسی جگہ فرما دیا۔ وان تعفوا وتصفحوا وتغفروا فان

اللہ غفور رحیم ۝ اور اگر تم معاف کردو اور در گزر کردو اور بخشدو تو بے شک اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

عرض: کامدار جوتہ کا کیا حکم ہے۔

ارشاد: اگر جھوٹا کام ہے تو مطلقاً مکروہ ہے حتیٰ کہ عورتوں کو بھی اور اگر سچا ہے تو چار انگل سے کم مردوں کو جائز ہے اس سے زیادہ نہیں اور عورتوں کو مطلقا جائز ہے۔

مؤلف: ایک مسئلہ طلاق کا پیش ہوا جس میں لکھا تھا زید نے کہا میں نے اپنی بیوی کو طلاق کو دیا اس پر ارشاد فرمایا کیا خوب اب اگر لکھنے والے کی غلطی کہی جائے تو اور حکم ہوتا ہے اور اگر انہیں الفاظ کو صحیح مانا جائے تو حکم بدل جائے گا یوں کہنا کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق کو دیا اس کے معنی یہ ہوں گے کہ اس نے اپنی بی بی کو طلاق دلوانے کے لئے دوسرے کو حوالہ کر دیا اور اس میں طلاق نہیں پڑے گی اور اگر یوں کہا کہ میں نے اپنی بی بی کو طلاق دیا تو طلاق ہو جائے گی لوگ اسقدر دھوکے دے کر سوال کرتے ہیں۔

عرض: شیخ سے بظاہر کوئی ایسی بات معلوم ہو جو خلاف سنت ہے تو اس سے پھر جانا کیسا۔

ارشاد: محرومی اور انتہائی گمراہی ہے۔

عرض: اگر زید نے ایک وقت شیخ پر اعتراض کیا اور دوسرے وقت نادم ہوا تو کیا اب بھی اس پر کوئی الزام ہے۔

ارشاد: اس پر کوئی الزام نہیں الندم توبة التائب من الذنب كمن لا ذنب له۔

عرض: درمختار کبیری صغیری وغیرہ میں لکھا ہے کہ رکوع میں دونوں ٹخنوں کو ملانا سنت ہے۔

ارشاد: لم یثبت کہیں ثابت نہیں دس بارہ کتابوں میں یہ مسئلہ لکھا ہے اور سب کا منتہی زاہدی ہے۔

عرض: ایک مریض کا گلا پھول گیا ہے اس کے لئے کوئی دعا ارشاد ہو۔

ارشاد: ام ابرموا امر آفانا مبرمون ٥ لکھ کر گلے میں ڈال لیا جائے۔

عرض: حضور نئی روشنی والے کہتے ہیں کہ خطبہ سے مقصود عوام کو ترغیب وترتیب وتذکیر ہے اگر اردو میں نہ پڑھا جائے تو یہ فائدہ حاصل نہ ہوگا تو خطبہ معاذ اللہ بیکار ہوجائے گا۔

ارشاد: صحابہ کرام کے زمانہ میں عجم کے کتنے ہی شہر فتح ہوئے کئی ہزار منبر نصب ہوئے کئی ہزار مسجدیں بنائی گئیں کہیں منقول نہیں کہ صحابہ نے ان کی زبان میں خطبہ فرمایا ہو اس واسطے کہ وہ جانتے تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واقف ہیں تمام ماکان ومایکون سے تمام وقائع گزشتہ آئندہ کی آپ کو خبر ہے حضور کو یہ معلوم تھا کہ ہندی حبشی رومی، عجمی ہر زبان والے مسلمان ہوں گے عربی نہ سمجھیں گے اور کبھی اجازت نہ دی کہ ان کی زبان میں خطبہ پڑھا جائے خود دربار اقدس میں رومی حبشی عجمی ابھی تازہ حاضر آئے ہیں عربی ایک حرف نہیں سمجھتے مگر کہیں ثابت نہیں کہ حضور نے ان کی زبان میں خطبہ فرمایا ہو یا کچھ خطبہ عربی میں اور کچھ ان کی زبان میں فرمایا ہو ایک حرف بھی ان کی زبان کا خطبہ میں منقول نہیں۔ ما اٰتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھوا اب رہا یہ اعتراض کہ پھر تذکیر سے فائدہ کیا اس کا جواب یہ ہے کہ دو دو پیسے کی نوکری کے واسطے عمریں انگریزی میں گنواتے ہیں اور عربی زبان جو ایسی متبرک اسی میں ان کا قرآن ان کا نبی عربی ان کی جنت کی زبان عربی اس کے لئے اتنی کوشش بھی نہ کریں کہ خطبہ سمجھ سکیں یہ اعتراض تو انہیں پر پڑے گا نہ کہ خطیب پر۔

عرض: وقفوھم انھم مسئولون کی تفسیر میں عن ولایۃ علی صحیح ہے یا نہیں۔

ارشاد: روافض کے نزدیک یہ تفسیر ہے۔

عرض: قل لا اسئلکم علیه اجرا الا المودۃ فی القربیٰ کے کیا معنے ہیں۔

ارشاد: اس کی دو تفسیر ہیں ایک تو یہ کہ کوئی قبیلہ کفار مکہ کا ایسا نہ تھا جو سرکار سے قرابت نہ رکھتا ہو اور قبیلہ والے ساتھ کرم اہل عرب کی طینت میں رکھا گیا تھا تو وہ جو تکلیفیں پہنچاتے تھے ان کی بابت ارشاد فرمایا گیا کہ اور کسی بات کا خیال نہ کرو قرابت

داری ہی کا پاس کر کے حضور کو تکلیف پہنچانے سے باز رہو۔ دوسری تفسیر یہ ہے کہ قربیٰ سے مراد سادات کرام واہلبیت عظام ہیں اور استثنا بہر صورت منقطع ہے لا اسئلکم علیه اجرا سالبہ کلیہ ہے۔

عرض: لاصلوٰۃ الا بحضور القلب کیا حدیث ہے۔

ارشاد: امام طحاوی نے معانی الآثار میں اسے بطور حدیث کے بلاسند ذکر کیا ہے۔

عرض: ایک قبر کچی ہے ہر بار پانی بھر جاتا ہے اس میں پکی ڈاٹ لگا دیں۔

ارشاد: قبر پر ڈاٹ لگانے میں حرج نہیں ہاں کھولی نہ جائے میت کو دفن کر کے جب مٹی دیدی گئی تو وہ امانت ہو جاتا ہے اللہ کی اس کا کشف جائز نہیں دو حال سے خالی نہیں معذب ہے یا منعم علیہ اگر معذب ہے تو دیکھنے والا دیکھے گا اسے جس سے اسے رنج پہنچے گا اور کر کچھ نہیں سکتا اور اگر منعم علیہ ہے تو اس میں اس کی ناگواری (فقیر کہتا ہے کہ اگر صورت معاذ اللہ صورت اولیٰ ہے تو ناگواری اور زیادہ ہونی چاہیے اور بے وجہ ناحق ایذائے مسلم حرام خصوصا ایذائے میت نیز حدیث کے ارشاد سے ثابت ہے کہ مردے کو قبر سے تکیہ لگانے سے بھی اذیت ہوتی ہے تو معاذ اللہ محض اپنی خواہش کے لیے نہ ضرورت وحاجت کے لیے اس پر کدال چلانا اور قبر کو کھود ڈالنا کس قدر سخت ایذا کا باعث ہوگا آہ مسلمانوں کے قبرستانوں کی آج جو ردی حالت ہے اس پر جس قدر رویا جائے کم ہے قبر پر لوگ بیٹھ بیٹھ کر حقے پیتے خرافات کرتے لغو باتیں بناتے گالیاں بکتے قہقہے اڑاتے ہیں غیر قوم ہی کے لوگوں پر بس نہیں خود مسلمان بھی یہ ناشائستہ بیہودہ حرکتیں کرتے ہیں۔ بچے قبور پر کھیلتے کودتے پھرتے ہیں بلکہ گدھے ان پر لوٹتے لید کرتے ہیں بکریاں بیٹھتی مینگنیاں کرتی ہیں ولاحول ولاقوۃ الا باللہ مسلمانو! خدا کے لئے آنکھیں کھولو ایک دن تمہیں بھی جانا ہے ان مردوں کی خاطر کچھ انتظام نہیں کرتے اپنے ہی لیے کرو۔ ۱۲ مؤلف غفرلہ) ہے علامہ طاش کبریٰ زادہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ حدیث دیکھی کہ علما دین کے بدن کو مٹی نہیں کھاتی بدن ان کا سلامت رہتا ہے شیطان نے ان کے دل میں وسوسہ ڈالا ہمارے استاذ بہت بڑے عالم ہیں ان کی قبر کھول کر دیکھوں کہ ان کا بدن کس حال پر ہے اس وسوسہ نے ان پر ایسا غلبہ کیا کہ ایک شب میں جا کر قبر کھولی دیکھا کفن بھی میلا نہ تھا جب دیکھ چکے۔

قبر سے آواز آئی دیکھ چکا اللہ تجھے اندھا کرے اسی وقت دونوں آنکھیں بہ گئیں۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شرح الصدور میں لکھا ہے کہ ایک عورت کا انتقال ہوا دفن کردی گئی اس کے شوہر کو بہت محبت تھی محبت نے مجبور کیا کہ اس کی قبر کھول کر دیکھے کیا حال ہے ایک عالم صاحب سے یہ ارادہ ظاہر کیا انہوں نے منع کیا نہ مانا اور ان کو قبرستان تک ساتھ لے گیا عالم نے ہر چند منع کیا لیکن اس نے قبر کھولی عالم صاحب قبر کے کنارے بیٹھے رہے وہ نیچے اترا دیکھا کہ اسی عورت کے دونوں پاؤں پیچھے سے لیجا کر اس کی چوٹی سے باندھ دیے گئے ہیں اس نے چاہا کہ کھولدوں ہر چند طاقت کی مگر نہ کھول سکا اللہ کی لگائی ہوئی گرہ کون کھول سکے ان عالم صاحب نے منع فرمایا نہ مانا دوبارہ پھر زور کیا عالم صاحب نے پھر منع کیا کہ دیکھ اسی میں خیریت ہے اسے ایسے ہی رہنے دے اس نے کہا ایک بار تو اور زور کرلوں پھر جو ہوگا دیکھا جائے گا زور کر ہی رہا تھا کہ بالآخر زمین دھنسی اور وہ مردو عورت دونوں زمین میں چلے گئے والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

عرض: وہ کون ہیں جن کے بدن کو زمین نہیں کھاتی۔

ارشاد: حافظ بشرطیکہ عمل کرتا ہو قرآن پر، بہتیرے قرآن کی تلاوت کرتے ہیں اور قرآن انہیں لعنت کرتا ہے۔ رب تالی القرآن والقرآن یلعنه اور عالم دین اور شہید فی سبیل اللہ اور ولی اور وہ کہ درود شریف بکثرت پڑھا کرتا ہو اور وہ جسم جس نے کبھی اللہ کی نافرمانی نہ کی اور وہ مؤذن جو بلا اجرت اذان دیا کرتا ہو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو بلا اجرت سات برس محض اللہ کی رضا کے لیے اذان دے۔ وجبت له الجنة اس کے لیے جنت واجب ہوگئی۔

عرض: یہ حدیث ہے۔ وکان موسیٰ وعیسیٰ حیین ماوسعهما الا اتباعی۔

ارشاد: یہ قادیانی ملعونوں کا حدیث پر افترا اور زیادت ہے حدیث میں اتنا ہے۔ وکان موسیٰ حیا وادرك نبوتی ماوسعه الا اتباعی اگر موسیٰ زندہ ہوتے اور میری نبوت کا زمانہ پاتے تو انہیں کچھ گنجائش نہ ہوتی سوا میری اطاعت کے افترا ابھی

کیا اور کال نہ کٹا ان کا مقصود اس افترا سے وفات مسیح ثابت کرنا ہے اور جب وفات ثابت ہو جائے گی تو ان کے نزدیک نزول نہ ہوگا تو ایک مثل کا نزول ماننا پڑے گا حالانکہ تمام انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات حقیقی حسی دنیوی ہے صحیح حدیث میں ہے۔ ان اللہ حرم علی الارض ان تأکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اجسام کھانا حرام فرما دیا ہے تو اللہ کے نبی زندہ ہیں روزی دیئے جاتے ہیں دوسری صحیح حدیث میں ہے الانبیاء احیاء فی قبور ھم یصلون انبیا سب زندہ ہیں اپنی قبروں میں نمازیں پڑھتے ہیں اگر عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات مان بھی لیجائے تو ان کی موت بلکہ تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے صرف آنی ہے ایک آن کو موت طاری ہوتی ہے یہ مسئلہ قطعیہ یقینیہ ضروریات مذہب اہلسنت سے ہے۔اس کا منکر نہ ہوگا مگر بد مذہب گمراہ تو پھر عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ ہی ہیں ان کا نزول ممتنع کیونکر ہو گیا (پھر فرمایا) چار انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام وہ ہیں جن پر ابھی ایک آن کے لیے بھی موت طاری نہیں ہوئی دو آسمان پر سیدنا ادریس (علیٰ احد القولین کما سبق ۔۱۲مؤلف غفرلہ) علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دو زمین پر سیدنا الیاس علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سیدنا خضر علیہ الصلاۃ والسلام ہر سال حج میں یہ دونوں حضرات جمع ہوتے ہیں حج کرتے ہیں ختم حج پر زمزم شریف کا پانی پیتے ہیں کہ وہ پانی ان کو کفایت کرتا ہے سال بھر کے طعام وشراب سے۔

عرض: صوم وصال تو غیر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ناجائز ہے پھر جب یہ سال بھر کچھ نوش نہیں فرماتے ہیں تو سال بھر کا صوم متصل ہوا۔

ارشاد: صوم میں نیت ضروری ہے بغیر نیت کے روزہ نہیں ہوتا۔

عرض: ایام تشریق وعید الفطر میں کچھ نہ کچھ کھانا ضروری ہے۔

ارشاد: ان ایام میں روزہ حرام ہے کھانا ضروری نہیں روزہ ایک ماہ کا فرض ہے اور کھانا کسی (یعنی علی التعیین ۱۲مؤلف غفرلہ) روز کا فرض نہیں۔

عرض: روزے کے لیے تو افطار رکن ہے بغیر افطار کے روزہ نہیں ہوسکتا۔

ارشاد: روزے کے لیے افطار رکن کیا معنی ضروری بھی نہیں روزہ ہوجائے گا اگرچہ کبھی افطار نہ کرے ثم اتموا الصیام الی اللیل رات آئی اور روزہ پورا ہوگیا بخلاف نماز کے کہ اس میں خروج بصنعہ ایک فعل ضروری ہے نماز ہے فعل اس کے لیے ایک فعل ایسا کرنا ضروری ہے جس سے معلوم ہو کہ نماز ختم ہوگئی اور روزہ ہے ترک یا کف باختلاف قولین اور کف فعل ہے قلب کا نماز صرف نیت سے بغیر افعال جوارح کے ادا نہیں ہوسکتی اور روزہ میں کوئی فعل نہیں صرف نیت ہے کسی فعل کی ضرورت نہیں قلب نے جیسے سمجھا تھا کہ میرا روزہ ہے اب سمجھ لے کہ میرا روزہ ختم ہوگیا بس اب افطار کرے یا نہیں روزہ ختم ہوگیا (پھر فرمایا) مسئلہ ہے کہ تاخیر افطار مکروہ ہے مگر اگر کسی کے پاس کھانے کو نہ ہو تو کیا کھائے افطار ان کے واسطے رکھا گیا ہے جو بشریت میں پھنسے ہوئے ہیں قوت ملکیہ ان میں نہیں اور خضر و الیاس علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اعلیٰ درجہ کی ملکوتی قوت حاصل ہے۔

عرض: اولیائے الٰہی کی کیا پہچان ہے۔

ارشاد: حدیث میں ارشاد فرمایا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اولیاء اللہ الذین اذا رؤوا ذکر اللہ اولیا اللہ وہ لوگ ہیں جن کے (جو منصف کبھی آستانۂ قدسیہ حضور پرنور رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حاضر ہوکر زیارت سے مشرف ہوا اسے بیشک ضرور خدا یاد آیا۔۱۲ فقیر عبید الرضا غفرلہ) دیکھنے سے خدا یاد آئے۔

عرض: دائرہ دنیا کہاں تک ہے۔

ارشاد: ساتوں آسمان و زمین دنیا ہے اور ان سے وراء سدرۃ المنتہیٰ عرش و کرسی دار آخرت ہے (پھر فرمایا) دار دنیا شہادت ہے اور دار آخرت غیب غیب کی کنجیوں کو مفاتح اور شہادت کی کنجیوں کو مقالید کہتے ہیں قرآن عظیم میں ارشاد ہوتا ہے وعندہ مفاتیح الغیب لا یعلمھا الا ھو اللہ ہی کے پاس ہیں غیب کی مفاتح (کنجیاں) ان کو خدا کے سوا کوئی (بذات خود) نہیں جانتا اور دوسری جگہ فرمایا ہے لہ مقالید السمٰوٰت والارض خدا ہی کے لیے ہیں مقالید (کنجیاں) آسمان و زمین کی اور مفاتح

کا حرف اول (م) وحرف آخر (ح) اور مقالید کا حرف اول (م) وحرف آخر (د) انہیں مرکب کرنے سے نام اقدس ظاہر ہوتا ہے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس سے یا تو اس طرف اشارہ ہے کہ غیب وشہادت کی کنجیاں سب دیدی گئی ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کوئی شے ان کے حکم سے باہر نہیں۔

دو جہاں کی بہتر یاں نہیں کہ امانی دل وجاں نہیں
کہو کیا ہے وہ جو یہاں نہیں مگر اک نہیں کہ وہ ہاں نہیں

عرض: حضور والا کرسی کی کیا صورت ہے۔

ارشاد: کرسی کی صورت اہل شرع وحدیث نے کچھ ارشاد نہ فرمائی فلاسفہ کہتے ہیں کہ وہ آٹھواں آسمان ہے ساتوں آسمانوں کو محیط ہے تمام کواکب ثابتہ اسی میں ہیں۔ مگر شرع نے یہ نہ فرمایا اسی طرح عرش کو جہلائے فلاسفہ کہتے ہیں کہ نواں آسمان ہے اور اس کو فلک اطلس کہتے ہیں کہ اس میں کوئی کوکب نہیں مگر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تمام آسمان وزمین کو محیط ہے اور اس میں پائے ہیں یاقوت کے اس وقت تو چار فرشتے اس کو کندھوں پر اٹھائے ہیں اور قیامت کے دن آٹھ فرشتے اُٹھائیں گے اور یہ تو قرآن عظیم سے ثابت ہے ویحملون عرش ربك فوقهم (فرشتے) ان فرشتوں کے پاؤں سے زانوؤں تک پانسو برس کی راہ کا فاصلہ ہے آیۃ الکرسی کو اسی وجہ سے آیۃ الکرسی کہتے ہیں کہ اس میں کرسی کا ذکر ہے وسع کرسیه السمٰوت والارض اس کی کرسی آسمان وزمین کی وسعت رکھتی ہے (پھر فرمایا) آسمان ہی کی وسعت خیال میں نہیں آتی بیچ کا آسمان جس میں آفتاب ہے اس کا نصف قطر نو کروڑ تیس لاکھ میل ہے اور پانچواں اس سے بڑا پانچویں کا ایک چھوٹا پرزہ جسے تدویر کہتے ہیں وہ آفتاب کے آسمان سے بڑا ہے پھر یہی نسبت پانچویں کو چھٹے کے ساتھ ہے اور اس کو ساتویں کے ساتھ اور صحیح حدیث میں آیا کہ یہ سب کرسی کے سامنے ایسا ہے کہ ایک لق ودق میدان میں جس کا کنارہ نظر نہیں آتا ایک چھلا پڑا ہو ما السموت السبع والارضون السبع مع الکرسی الا کحلقة ملقاة فی ارض فلاة اور یہ سب زمین وآسمان کرسی کے

آگے ایسے ہیں کہ ایک لق ودق میدان میں ایک چھلا پڑا ہو۔ اوران سب عرش وکرسی وزمین وآسمان کی وسعت ایسی ہی ہے عظمت قلب مبارک سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے اور قلب مبارک کی عظمت کو کوئی نسبت ہی نہیں ہوسکتی عظمت رب العزۃ جل جلالہ سے یہ غیر متناہی وہ متناہی اور متناہی کو غیر متناہی سے نسبت محال (پھر فرمایا) اولیائے کرام فرماتے ہیں ما السموت السبع والا رضون السبع فی نظر العبد المومن الا کحلقة ملقاة فی فلاة من الارض سیدی شریف عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں مؤمن کامل کی وسعت نگاہ میں ایسے ہیں جیسے کسی لق ودق میدان میں ایک چھلا پڑا ہو اللہ اکبر جب غلاموں کی یہ شان ہے تو عظمت شان اقدس کو کون خیال کر سکے۔

عرض: صحابہ کرام کو بھی کشف ہوتا تھا۔

ارشاد: لا الہ الا اللہ ان کے غلاموں اولیائے کرام کے پیش نظر عرش سے تحت الثریٰ تک ہوتا ہے پھر صحابہ کی شان کا کیا پوچھنا حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک صحابی سے دریافت فرمایا کیف اصبحت تم نے کیونکر صبح کی عرض کی اصبحت مومنا حقا میں نے صبح کی اس حال میں کہ میں سچا مومن تھا ارشاد فرمایا ہر دعویٰ کی ایک دلیل ہوتی ہے جس سے اس دعویٰ کی سچائی ثابت ہوتی ہے تمہارے دعوے کی کیا دلیل ہے عرض کی میں نے صبح کی اس حال میں کہ عرش سے تحت الثریٰ تک تمام موجودات عالم میری پیش نظر ہے جنتیوں کو جنت میں عیش کرتے دیکھ رہا ہوں اور جہنمیوں کو جہنم میں چیختے چلاتے عذاب پاتے دیکھ رہا ہوں ارشاد فرمایا تم پہنچ لیے ہو اطمینان رکھو (پھر فرمایا) ماضی تو ماضی مستقبل بھی ان کی پیش نظر ہوتا ہے اولیائے کرام فرماتے ہیں کوئی پتا سبز نہیں ہوتا مگر عارف کی نگاہ میں۔

عرض: حضور جو اشیا اب تک وجود میں نہ آئیں ان کو وجود سوا زمانے کے اور کسی چیز میں تو ہے نہیں اور زمانے ہی میں وہ حضرات ملاحظہ فرماتے ہیں تو زمانہ کا وجود ثابت ہو گیا۔

ارشاد: زمانہ کو پہلے موجود مان لو گے جب تو اشیا کا ظرف اسے مانو گے اور وہ ہے موہوم اس کا وجود ہی نہیں وجود اشیا کا ظرف کیا ہے جو صورتیں ان اشیا کی ہونگی وہی پیش نظر ہوتی ہیں۔

عرض: جس وقت پیش نظر ہیں اسوقت ان اشیا کا وجود نہیں تو ان کی صور کہاں سے آئیں گی لامحالہ ماننا پڑے گا کہ اپنے وقت موجود میں ان کی صورتیں موجود ہیں وہی پیش نظر ہوتی ہیں۔

ارشاد: وقت کس چیز کا نام ہے وقت ہے ہی نہیں اصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو زمانے اور جہت میں گھیر دیا کسی چیز کو بغیر زمانے کے نہیں سمجھ سکتے رب العزۃ زمانے سے پاک ہے مگر بولتے ہیں وہ ازل میں بھی ایسا ہی تھا جیسا اب ہے اور ابد تک ایسا ہی رہے گا۔ تھا اور ہے اور رہے گا یہ سب زمانے پر دلالت کرتے ہیں اور وہ زمانے سے پاک اور حوادث جو ہیں فی الحقیقۃ وہ بھی زمانہ سے جدا ہیں مگر ان کا زمانے سے جدا ہونا عقل بتائیگی اور کسی ذریعہ سے نہ معلوم ہوگا۔

عرض: مشبہ کہتے ہیں ید اللہ فوق ایدیھم یہ اور اس کے سوا جو آیات تشبیہ پر دلالت کرتی ہیں محکم ہیں اور لیس کمثلہ شئی وغیرہ آیات تنزیہ متشابہ اس طرح وہابیہ کہدیں کہ لا یعلم من فی السموٰت والارض الغیب الا اللہ محکم اور وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ متشابہ اور جبریہ اس کا عکس کہتے ہیں اس کا معیار کیا ہے جس سے محکم اور متشابہ کا امتیاز ہو جائے۔

ارشاد: جس آیت کو اس کے ظاہر معنی پر حمل کرنے سے کوئی عقلی استحالہ لازم آتا ہو وہ متشابہ ہے ید اللہ فوق ایدیھم کے معنی ظاہر اگر لیں تو اس کا ہاتھ ماننا اور جب ہاتھ ہوا تو جسم بھی ہوا اور ہر جسم مرکب اور مرکب اپنے وجود میں اپنے ان اجزا کا محتاج ہے جن سے وہ مرکب ہے جب تک وہ موجود نہ ہولیں یہ موجود نہیں ہوسکتا تو خدا کا محتاج ہونا لازم آیا اور ہر محتاج حادث اور کوئی حادث قدیم نہیں اور جو قدیم نہ ہو خدا نہیں ہوسکتا تو سرے سے الوہیت کا ہی انکار ہو گیا اس لیے ثابت ہوا کہ ید اللہ فوق ایدیھم محکم

نہیں متشابہ ہے اور لیس کمثلہ محکم ہے اسی طرح لا یعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا اللہ کو اپنے ظاہر پر رکھا جائے تو یہ معنی ہوں گے کہ کسی طرح کا علم غیب کسی کو نہیں سوا رب عزوجل کے حالانکہ انبیا کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے صدہا علوم غیب جنت، ونار وملائکہ وجن، حساب ثواب، عذاب عقاب، میزان صراط، اعراف کے متعلق بیان فرمائے تو معاذ اللہ کذب الٰہی لازم آیا تو معلوم ہوا کہ یہ اپنے عموم ظاہر پر نہیں بلکہ آیات مثبتہ نے علم عطائی کی تخصیص کر دی ہے اور جب اس آیت میں بالعطا وبالذات دونوں کو عام ٹھہرالیا تو معنی یہ ہو جائیں گے کہ ذاتی علم غیب بھی سوا خدا کے کسی کو نہیں اور عطائی علم غیب بھی کسی کو سوا خدا کے نہیں معاذ اللہ کیسا بڑا استحالہ لازم آیا کہ خدا کو کسی دوسرے نے علم عطا کیا تو جاہل ہوا اور جہل نقصان ہے اور جس میں نقصان ہو خدا نہیں ہو سکتا تو الوہیت سے ہاتھ دھو بیٹھنا ہوا تو یہ اپنے عموم ظاہری پر محکم نہیں ہو سکتی ہاں اپنے معنی میں ضرور محکم ہے اس طرح وما ظلمنھم ولکن کانوا انفسھم یظلمون۔ کو اگر اسکے ظاہر پر رکھو تو یہ معنے ہونگے کہ بندے خود ان افعال کا خلق کرتے ہیں تو قرآن عظیم میں جو سوال فرمایا گیا ہے ھل من خالق غیر اللہ کیا خدا کے سوا اور خالق ہے ہر عاقل کے نزدیک اس کا جواب نفی میں ہوگا اور اس کا جواب معاذ اللہ اثبات میں ہوگا کہ ہاں ہزاروں سے زائد خالق خدا کے سوا موجود ہیں جو اپنے افعال کے خود خالق ہیں معاذ اللہ تو ظاہر ہوا کہ یہ بھی محکم نہیں بس یہ محکم ہے لا یسئل عما یفعل وھم یسئلون وماتشاؤن الا ان یشاء اللہ بندے کچھ ارادہ بھی نہیں کر سکتے جب تک مشیت الٰہی نہ ہو پھر بھی خدا جو کچھ چاہے کرے کوئی اس سے یہ سوال کرنے والا نہیں کہ تو نے ایسا کیوں کیا وہ فاعل مختار ہے یفعل مایشاء ویحکم ما یرید اور بندے جو کچھ بھی کریں ان سے سوال ہوگا باوجود اس کے وما ربک بظلام للعبید۔ لا یظلم مثقال ذرۃ تمہارا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں، ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا۔

عرض: تشبیہ صحیح ہے یا تنزیہ

ارشاد: تشبیہ محض کفر ہے اور تنزیہ محض گمراہی اور تنزیہ مع تشبیہ بلا تشبیہ عقیدہ حقہ اہلسنت ہے۔

عرض: تنزیہ مع تشبیہ بلا تشبیہ کا کیا مطلب ہے۔

ارشاد: لیس کمثلہ شئی انہ ھوا لسمیع البصیر۔ یہ تنزیہ مع تشبیہ بلا تشبیہ ہے تشبیہ محض تو یہ ہوئی کہ وہ ہماری ہی طرح ایک جسم من الاجسام ہے اس کے کان آنکھ ہماری ہی طرح گوشت پوست سے مرکب ہیں وہ انہیں سے دیکھتا سنتا ہے اور یہ کفر ہے اور تنزیہ محض یہ کہ دیکھنے سننے میں اس کو بندوں سے مشابہت ہوتی ہی لہٰذا اس سے بھی انکار کردیا جائے کہ ہم نہیں کہہ سکتے کہ خدا دیکھتا سنتا ہے یہ کچھ اور صفات ہیں جن کو دیکھنے سننے سے تعبیر کیا گیا ہے اور یہ گمراہی ہے اصل صحیح عقیدہ یہ ہے کہ لیس کمثلہ شئی یہ تنزیہ ہوئی کہ اس کی مثل کوئی شئی نہیں اور انہ ھو السمیع البصیر۔ تشبیہ ہوئی اور جب سننے دیکھنے کو بیان کیا کہ اس کا دیکھنا آنکھ کا سننا کان کا محتاج نہیں وہ بے آلات کے سنتا دیکھتا ہے یہ نفی تشبیہ ہے کہ بندوں سے جو وہم مشابہت ہوتا اس کو مٹادیا تو ماحصل وہی نکلا تنزیہ مع تشبیہ بلا تشبیہ (پھر فرمایا) تنزیہ مع تشبیہ بلا تشبیہ سے تو قرآن عظیم پڑھے، علم وکلام یقیناً اس کی صفات ہیں یہ تشبیہ ہوئی مگر اس کا علم دل و دماغ و عقل کا اور کلام زبان کا محتاج نہیں۔ یہ نفی تشبیہ اور وہی لیس کمثلہ شئی ہر ایک کے ساتھ ملکر پھر وہی حاصل ہوا تنزیہ مع تشبیہ بلا تشبیہ حیات اس کی صفت ہے اب اگر یہ کہا جائے کہ وہ زندہ ہے تو اس میں اسی طرح روح ہے ہماری ہی طرح اس کی رگ و پے میں خون دوڑتا پھرتا ہے جیسا مشبہ ملاعنہ کہتے ہیں تو یہ کفر ہے اور اگر اس سے انکار کردیا جائے جیسے ملاحدہ باطنیہ بکا کرتے کہ وہ حی لا حی نور لا نور ہے تو یہ کھلی ضلالت ہے حق یہ ہے کہ وہ حی ہے خود زندہ ہے اور تمام عالم کی حیات اس سے وابستہ ہے مگر نہ روح سے کہ روح خود اس کی مخلوق ہے نہ وہ گوشت و پوست و خون و استخواں سے مرکب ہے نہ وہ جسم ہے جسم و جسمانیات و زمان و جہت سے پاک ہے یہ وہی تنزیہ مع تشبیہ بلا تشبیہ ہے (پھر فرمایا) اصل یہ ہے کہ الفاظ اس کے لئے وضع ہی نہیں کیے گئے الفاظ تو مخلوق نے مخلوق

کے لیے بنائے ہیں خدا کو عالم قادر محیی ممیت رازق متکلم مومن مہیمن خالق باری مصور وغیرہا صفات سے موصوف کرتے ہیں اور یہ سب ہیں اسم فاعل اور اسم فاعل دلالت کرتا ہے حدوث اور زمانہ حال یا زمانہ مستقبل پر اور وہ حدوث و زمانے سے پاک ہے قال اللہ تعالیٰ ویبقی وجہ ربك اور اس کے سوا صد ہا صیغے قرآن پاک نے فرمائے ہیں جو ماضی یا حال یا مستقبل سے خالی نہیں اور وہ زمانوں سے منزہ اور قرآن میں برابر آتا ہے۔ باللہ للہ علی اللہ فی اللہ من اللہ اور بے آتی ہے الصاق کے لئے اور اللہ اس سے پاک ہے کہ کوئی شئی اس سے ملتصق ہو سکے لام آتا ہے نفع کے لئے اور وہ اس سے پاک ہے کہ کسی شے سے اس کو نفع پہنچ سکے علیٰ آتا ہے ضرر یا استعلال کے لئے اور وہ اس سے برتر ہے کہ کسی شے سے اس کو ضرر پہنچ سکے وہ اس سے متعالی ہے کہ کوئی اس سے بلند ہو سکے فی آیا ہے ظرفیت کے لئے اور وہ اس سے پاک ہے کہ وہ کسی شئی کا ظرف بن سکے من آتا ہے ابتدائے غایت کے لیے اور وہ اس سے پاک ہے کہ وہ کسی کا ابتدائی کنارہ یا حد ابتدائی بن سکے الیٰ آتا ہے انتہائے غایت کے لئے اور وہ اس سے پاک ہے کہ وہ کسی کا انتہائی کنارہ بن سکے فی الحقیقۃ یہ سب افعال واسماو حروف اپنے معانی حقیقیہ سے معدول ہیں (پھر فرمایا) یہ سب وہی تنزیہ مع تشبیہ بلا تشبیہ ہے۔

مؤلف: مولوی حشمت علی صاحب قادری رضوی لکھنوی سلمہ کے دل میں یہ خیال آیا کہ قرآن عظیم میں یعملون لہ ما یشاء من محاریب وتماثیل ہے یعنی سیدنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے جن ان کی حسب منشاء محرابیں اور تصویریں بناتے تھے اور یہ ثابت ہے کہ اگلی شریعتوں کو جب رب عزوجل بغیر انکار کے بیان فرمائے تو وہ احکام ہمارے لئے بھی ہوتے ہیں اور تصویروں پر قرآن عظیم نے انکار نہ فرمایا اور جن احادیث سے حرمت ثابت ہوتی ہے وہ سب آحاد ہیں تو قرآن عظیم کو منسوخ نہیں کرسکتیں یہ شبہہ دل میں لیے ہوئے حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا حضور والا حرمت تصاویر متواتر ہے۔

ارشاد: ہاں حرمت تصاویر متواتر ہے مگر وہ احادیث جن سے حرمت ثابت ہوتی

ہے وہ سب فرداً فرداً آحاد ہیں مگر مجموعہ سے حرمت متواتر ہو جاتی ہے تو یوں کہہ سکتے ہیں کہ حرمت تصاویر کی حدیث متواتر المعنی ہے اور حدیث متواتر المعنی قرآن عظیم کو منسوخ کر سکتی ہے جیسے ایسی احادیث نے یعلمون له مایشاء من محاریب وتماثیل کو منسوخ کر دیا۔(یہ حضرت کی کرامت کہیے تو بجا ہے اور یہ اسی بار نہیں اکثر ایسا ہوا ہے کہ شبہہ بیان ہوا نہیں اور جواب فرما دیا۔۱۲مؤلف غفرلہ)

عرض: اللہ کا لفظ مرکب ہے یا مفرد۔

ارشاد: مشہور یہ ہے کہ ال تعریف اور اله سے مرکب ہے ہمزہ کی حرکت لام کو دے کر اس کو حذف کر دیا اور لام کو لام میں ادغام کر دیا لفظ اللہ ہو گیا مگر مجھے دوسرا قول پسند ہے کہ لفظ اللہ مرکب نہیں بلکہ بہیئت کذائیہ علم ہے ذات باری کا کہ جس طرح اس کی ذات غیر مرکب ہے اسی طرح اس کا نام بھی غیر مرکب ہونا چاہیے اور ان کا موید اس کا طرز استعمال بھی ہے کہ وقت ندا اس کا الف نہیں گرتا یا اللہ میں ایسا نہیں ہوتا کہ ہمزہ اور الف گر کر یے لام میں مل جائے اگر لام تعریف ہوتا تو ضرور ایسا ہوتا کہ اس کا ہمزہ وصلی ہوتا ہے اور منادیٰ بیا معرف بالام کے پہلے ایہا زیادہ کرتے ہیں یہاں حرام ہے اور اگر معنی کا تصور کر کے ہو تو کفر ہے ایہا کے معنی ہوتے ہیں ایک مبہم ذات جس کا بیان آگے ہے وہاں ابہام کیسا وہ تو اعرف المعارف ہے ہر شے کو تعین تو وہیں سے عطا ہوتی ہے (پھر فرمایا) وہ تو اس قدر ظاہر ہے کہ اس کا بے غایت ظہور وہی سبب ہو گیا اس کی بے نہایت بطون کا، قاعدہ ہے کہ شی جب تک ایک حد معتاد تک ظاہر رہتی ہے مرئی ہوتی ہے اور جب اس حد سے گزرتی ہے نظر نہیں آتی آفتاب طلوع کے بعد کچھ بخارات سحابات وغیرہ میں ہوتا ہے پوری طرح نظر آتا ہے خوب اچھی طرح اس پر نگاہ جم سکتی ہے اور جتنا بلند ہوتا جاتا ہے نگاہ میں خیرگی آتی جاتی ہے یہاں تک کہ جب بالکل نصف النہار پر آجاتا ہے نگاہ کی مجال نہیں کہ اس پر جم سکے مگر پھر بھی اس کا ظہور ایک حد ہی تک ہے اس لیے اگرچہ ہم اس کو دیکھ نہیں سکتے پھر بھی اس کی روشنی سے مستفید ہو سکتے ہیں۔ چودھویں شب کو جب آفتاب ہم سے بالکل پوشیدہ ہو جاتا ہے کسی کی طاقت نہیں کہ

آفتاب سے روشنی لے سکے اس وقت ماہتاب آفتاب اور اہل زمین کے درمیان متوسط ہوکر آفتاب سے نور لیتا ہے اور اہل زمین کو نور پہنچاتا ہے جو چاہے کہ اس ماہتاب سے نور نہ لوں گا بلکہ آفتاب ہی سے لوں گا ہرگز نہیں لے سکتا بلا تشبیہ ذات باری تعالیٰ بیحد ظاہر تھی اور اسی سبب سے بیحد باطن تھی تمام موجودات میں اس سے مستفید ہونے کی استعداد بھی نہ تھی اس لیے اللہ تعالیٰ نے ایک ماہتاب نبوت بنایا کہ آفتاب الوہیت سے منور ہوکر تمام مخلوقات کو منور کردے

عرش تک پھیلی ہے تاب عارض یوں چمکتے ہیں چمکنے والے

جو چاہے کہ بغیر وسیلے اس ماہتاب رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کچھ حاصل کرلوں وہ خدا کے گھر میں نقب لگانا چاہتا ہے بغیر اس توسل کے کوئی نعمت کوئی دولت کسی کو کبھی نہیں مل سکتی ہے جس سے تمام عالم منور و موجود ہے وہ نہ ہو تو تمام عالم پر تاریکی عدم چھا جائے وہ قمر برج رسالت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں علمائے کرام فرماتے ہیں۔ هو صلی الله تعالیٰ علیه وسلم خزانة السر وموضع نفوذ الا مرجعل خزائن کرمه وموائد نعمه طوع یدیه یعطی من یشاء ویمنع من یشاء لا ینفذ امرالا منه ولا ینقل خیر الا عنه حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خزانہ سر الٰہی اور جائے نفاذ حکم خدا ہیں رب العزۃ جل جلالہ نے اپنے کرم کے خزانے اپنی نعمتوں کے خوان حضور کے قبضے میں کردیے جس کو چاہیں دیں اور جس کو چاہیں نہ دیں کوئی حکم نافذ نہیں ہوتا مگر حضور کے دربار میں سے کوئی نعمت کوئی دولت کسی کو کبھی نہیں ملتی مگر حضور کی سرکار سے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہی معنی ہیں انما انا قاسم والله یعطی جز ایں نیست کہ میں ہی بانٹنے والا ہوں اور اللہ دیتا ہے۔

وہ نہ تھا تو باغ میں کچھ نہ تھا وہ نہ ہو تو باغ ہو سب فنا

وہ ہے جان جان سے ہے بقا وہی بُن ہے بُن سے ہی بار ہے

عرض: یہ حدیث ہے لولاک لما اظهر ت الربوبیة۔

ارشاد: میں نے حدیث میں نہیں دیکھا ہاں صوفیہ کی کتاب میں آیا ہے لولاک

لما اظہرت ربوبیتی باایں ہمہ معنی صحیح اور صحیح حدیث کے موافق ہیں صحیح حدیث میں ہے خلقت الخلق لا عرفهم كرامتك ومنزلتك عندي ولو لاك ماخلقت الدنيا۔ اے میرے حبیب میں نے خلق کو اس لیے پیدا کیا کہ جو عزت و منزلت تمہاری میرے یہاں ہے میں ان کو پہچنوا دوں اور اے میرے حبیب اگر تم نہ ہوتے تو میں دنیا کو نہ پیدا کرتا یعنی اور نہ آخرت کو کہ دنیا دار العمل اور آخرت دار الجزا ہے جب دار العمل نہ ہوتا دار الجزا کہاں سے آتا یہ تو اس پر متفرع ہے تو جب نہ دنیا ہوتی نہ آخرت تو خدا کا خدا ہونا کس پر ظاہر ہوتا یہی معنی ہیں اس کے کہ اے میرے حبیب اگر تم نہ ہوتے تو میں اپنا خدا ہونا اپنی الوہیت نہ ظاہر کرتا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

عرض: موت وجودی ہے یا عدمی۔

ارشاد: موت اور حیات دونوں وجودی ہیں قرآن عظیم فرماتا ہے۔ خلق الموت والحيوة ليبلوكم ايكم احسن عملا اس نے موت وحیات کو پیدا کیا تا کہ دیکھے کہ تم میں کون اچھے عمل کرتا ہے موت ایک مینڈھے کی شکل پر ہے عزرائیل علیہ الصلاۃ والسلام کے قبضے میں جس کے پاس سے وہ ہو کر نکلتی ہے وہ مر جاتا ہے اور حیات ایک گھوڑی کی شکل پر ہے جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سواری میں جس بے جان کے پاس سے ہو کر نکلتی ہے وہ زندہ ہو جاتا ہے (پھر فرمایا) اللہ اکبر یہ موت ایسی چیز ہے کہ سوا ذات باری عز جلالہ کے کوئی اس سے نہ بچے گا جب آیت نازل ہوئی کل من عليها فان ٥ ويبقى وجه ربك ذو الجلال والاكرام ۔ جتنے زمین پر ہیں سب فنا ہونے والے ہیں اور باقی رہے گا وجہ کریم رب العزۃ جل جلالہ کا فرشتے بولے ہم بچے کہ ہم زمین پر نہیں پھر آیت نازل ہوئی كل نفس ذائقة الموت۔ ہر جاندار موت کو چکھنے والا ہے فرشتوں نے کہا اب ہم بھی گئے جب آسمان وزمین سب فنا ہو جائیں گے اور صرف ملائکہ مقربین میں جبریل، مکائیل، اسرافیل، عزرائیل اور چار فرشتے حملۂ عرش (عرش کے اٹھانے والے) رہ جائیں گے ارشاد فرمائے گا اور وہ خوب جاننے والا ہے عزرائیل اب کون باقی ہے عرض کریں گے کہ باقی ہیں تیرے بندے جبریل

میکائیل اسرافیل عزرائیل اور چار فرشتے عرش کے اٹھانے والے اور یہ بھی فنا ہو جائیں گے اور باقی ہے تیرا وجہ کریم اور وہ ہمیشہ رہے گا ارشاد فرمائے گا جبریل کی روح قبض کر جبریل علیہ الصلاۃ والسلام کی روح قبض کریں گے وہ ایک عظیم پہاڑ کی طرح سجدہ میں رب العزۃ کی تسبیح وتقدیس کرتے ہوئے گر پڑیں گے پھر فرمائیں گے عزرائیل اب کون باقی ہے عرض کریں گے باقی ہیں تیرے بندے میکائیل، اسرافیل، عزرائیل اور عرش کے اٹھانے والے اور یہ بھی فنا ہوں گے اور باقی ہے تیرا وجہ کریم اور کبھی فنا نہ ہوگا فرمائے گا میکائیل کی روح قبض کر میکائیل علیہ الصلاۃ والسلام بھی ایک عظیم پہاڑ کی مانند سجدے میں تسبیح کرتے ہوئے گر پڑیں گے پھر ارشاد فرمائے گا عزرائیل اب کون باقی ہے عرض کریں گے باقی ہیں تیرے بندے اسرافیل عزرائیل اور حملۂ عرش اور یہ بھی فنا ہوں گے اور باقی ہے تیرا وجہ کریم اور وہ ہمیشہ رہے گا ارشاد فرمائے گا اسرافیل کی روح قبض کر اسرافیل علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی ایک عظیم پہاڑ کی طرح سجدہ میں تسبیح وتقدیس کرتے ہوئے گر پڑیں گے اور پھر فرمائے گا عزرائیل اب کون باقی ہے عرض کریں گے باقی ہیں تیرے بندے حملہ عرش اور باقی ہے تیرا بندہ عزرائیل اور یہ بھی فنا ہوں گے اور باقی ہے تیرا وجہ کریم اور وہ ہمیشہ باقی رہے گا فرمائے گا حملہ عرش کی روح قبض کر وہ سب بھی اسی طرح مر جائیں گے پھر ارشاد فرمائے گا عزرائیل اب کون باقی ہے عرض کریں گے باقی ہے تیرا بندہ عزرائیل اور یہ بھی فنا ہوگا اور باقی ہے تیرا وجہ کریم اور کبھی فنا نہ ہوگا ارشاد فرمائے گا مت مر جا عزرائیل علیہ الصلاۃ والسلام بھی ایک عظیم پہاڑ کی مانند رب العزۃ کے حضور سجدے میں تسبیح کرتے ہوئے گر پڑیں گے اور روح نکل جائے گی اس وقت سوا رب العزۃ جل جلالہ کے کوئی نہ ہوگا اس وقت ارشاد ہوگا۔ لمن الملك اليوم آج کس کے لئے بادشاہت ہے کوئی ہو تو جواب دے خود رب العزۃ جل جلالہ جواب فرمائے گا۔ لله الواحد القهار۔ اللہ واحد قہار کے لیے ہے جب تک چاہے گا یہی حالت رہے گی پھر جب چاہے گا اسرافیل علیہ الصلاۃ والسلام کو زندہ فرمائے گا وہ صور پھونکیں گے قیامت قائم ہوگی حساب ہوگا جنتی جنت میں اور ابدی دوزخی دوزخ میں

داخل ہو جائیں گے اور گنہگار مسلمان جہنم سے نجات پا جائیں گے کہ منادی جنت ودوزخ کے درمیان جنت ودوزخ والوں کو ندا کرے گا جہنمی نہایت خوشی کے ساتھ جھانکنے لگیں گے کہ شاید نجات کے لیے ہم کو ندا دی گئی ہے اور جنت والے نہایت خوف کے ساتھ جھجکتے ڈرتے غرفات جنت سے جھانکیں گے کہ کہیں پھر ہم سے کوئی خطا ہو گئی ہے جس سے دوزخ میں بھیج دیے جائیں پھر موت کا مینڈھا لایا جائے گا جنتیوں سے پوچھا جائے گا تم اس کو پہچانتے ہو سب کہیں گے ہاں یہ موت ہے پھر جہنمیوں کی طرف منہ کر کے پوچھا جائے گا تم اس کو پہچانتے ہو سب کہیں گے ہاں ہم پہچانتے ہیں یہ موت ہے پھر جنت ودوزخ کے درمیان یحییٰ علیہ السلام اپنے ہاتھ سے اس کو ذبح فرمائیں گے پھر جہنمیوں سے کہا جائے گا اب تم ہمیشہ جہنم میں رہو کبھی مرنا نہیں بالکل مایوس ہو کر پلٹیں گے ایسا رنج ان کو کبھی نہ ہوا ہوگا پھر جنتیوں سے کہا جائے گا اب تم جنت میں ہمیشہ رہو اب کبھی مرنا نہیں وہ نہایت خوش ہو کر پلٹیں گے ایسی خوشی ان کو کبھی نہ ہوئی ہوگی۔

عرض: تراویح میں ختم کے روز مفلحون تک پڑھنا کیسا ہے۔

ارشاد: سنت ہے حدیث میں ایسا کرنے والے کو حال مرتحل فرمایا ہے یعنی منزل پر پہنچ کر کوچ کر دینے والا جب ایک پارہ پڑھ چکتا ہے شیطان کہتا ہے اب شاید رک جائے نہ پڑھے جب دوسرا پارہ ختم کرتا ہے کہتا ہے اب شاید نہ پڑھے اسی طرح ہر پارہ پر کہتا ہے یہاں تک کہ جب تیسوں پارے ختم ہو جاتے ہیں کہتا ہے اب نہ پڑھے گا اب تو ختم کر چکا پھر جب مفلحون تک پڑھتا ہے کہتا ہے یہ نہ مانے گا پڑھتا ہی رہے گا مایوس ہو جاتا ہے اس کی امید ٹوٹ جاتی ہے۔

عرض: جن دو رکعتوں میں اول میں قل اعوذ برب الناس اور دوسری میں الم مفلحون تک پڑھائے گا ان میں خلاف ترتیب لازم آئے گا۔

ارشاد: کیوں لازم آئے گا اولیائے کرام نے ایک ایک رکعت میں دس دس ختم کیے ہیں آخر ان میں قل اعوذ برب الناس کے بعد الم پڑھا ہی ہوگا۔

عرض: سورۂ اخلاص کا تراویح میں تین بار پڑھنا کیسا ہے۔

ارشاد: مستحب ہے صحیح حدیث میں آیا کہ سورہ اخلاص ثلث قرآن ہے تو تین بار پڑھنے میں پورے قرآن عظیم کے ثواب کے ملنے کی امید ہے۔

عرض: یہ بھی آیا ہے کہ سورہ کفرون ربع قرآن ہے تو اس کو اگر چار مرتبہ پڑھے۔

ارشاد: خیر مسلمانوں میں رائج یوں ہے اور سورہ اخلاص کا ثلث قرآن ہونا متواتر حدیث میں ہے اور سورہ کفرون کا ربع ہونا متواتر نہیں۔

عرض: بعض لوگ قل هو الله شریف تین بار پڑھتے ہیں اور ہر بار بسم اللہ بآواز پڑھتے ہیں۔

ارشاد: ایک بار بآواز تسمیہ ہونا چاہیے خواہ کہیں ہو الم کے اول ہو یا سورہ قل اعوذ برب الناس کے اول ہو یا سورہ اخلاص شریف کے اول ہو اور باقی آہستہ ہو۔

عرض: ولقد آتیناك سبعا من المثانی سے کیا مراد ہے۔

ارشاد: سبع مثانی کی تفسیر کی گئی ہے سورہ فاتحہ شریف کے ساتھ۔

عرض: قبرستان میں بآواز قرآن عظیم پڑھنا کیسا ہے۔

ارشاد: ایسی آواز سے پڑھنا مستحسن ہے کہ اموات سنیں اور ان کا دل بہلے نہ اتنی کریہ آواز سے کہ مردے کو بھی پریشان کرے۔

عرض: وقت دفن اذان کیوں کہی جاتی ہے۔

ارشاد: دفع شیطان کے لئے حدیث میں ہے اذان جب ہوتی ہے شیطان ۳۶ میل بھاگ جاتا ہے الفاظ حدیث میں یہ ہیں کہ روحا تک بھاگتا ہے اور روحا مدینہ طیبہ سے ۳۶ میل ہے اور وہ وقت ہوتا ہے دخل شیطان کا جس وقت منکر نکیر سوال کرتے ہیں من ربك تیرا رب کون ہے یہ لعین دور سے کھڑا اشارہ کرتا ہے اپنی طرف کہ مجھ کو کہہ دے جب اذان ہوتی ہے بھاگ جاتا ہے وسوسہ نہیں ہوتا پھر سوال کرتے ہیں مادینك تیرا دین کیا ہے اس کے بعد سوال کرتے ہیں ماتقول فی هذا الرجل ان کے بارے میں کیا کہتا ہے اب نہ معلوم کہ سرکار خود تشریف لاتے ہیں یا روضہ مقدسہ سے پردہ اٹھا دیا جاتا ہے شریعت نے کچھ تفصیل نہ بتائی اور چونکہ امتحان کا وقت ہے اس لیے

ھذا لنبی نہ کہیں گے ھذا الرجل کہیں گے۔

عرض: یہ زمین قیامت کے روز دوسری زمین سے بدل دی جائے گی۔

ارشاد: ہاں ان زمین وآسمان کا دوسرے زمین وآسمان سے بدلا جانا تو قرآن عظیم سے ثابت ہے ارشاد ہوتا ہے یوم تبدل الارض غیر الارض والسمٰوٰت وبروز اللہ الواحد القھار۔ جس دن بدل جائے گی یہ زمین دوسری زمین سے اور آسمان بھی اور کھل جائیں گے (قبروں سے لوگ) اللہ واحد قہار کے لیے مگر آسمان کے لیے یہ نہیں معلوم کہ وہ آسمان کاہے کا ہوگا ہاں زمین کے بارے میں صحیح حدیث آئی ہے جس میں ہے کہ آفتاب قیامت کے دن سوا میل پر آجائے گا صحابی جو اس کے راوی ہیں فرماتے ہیں مجھے نہیں معلوم کہ میل سے مراد میل مسافت ہے یا میل سرمہ (پھر فرمایا) اگر میل مسافت ہی مراد ہے تو بھی کتنا فاصلہ ہے آفتاب چار ہزار برس کے فاصلہ پر ہے اور پھر اس طرف پیٹھ کیے ہے اس روز کہ سوا میل پر ہوگا اور اس طرف منہ کیے ہوگا اس روز کی گرمی کا کیا پوچھنا اسی حدیث میں ہے کہ زمین لوہے کی کردی جائے گی (پھر فرمایا) اور جنت میں چاندی کی زمین ہو جائے گی اور یہ زمین وسعت کیا رکھتی ہے ان تمام انسانوں جانوروں کے لیے جو روز ازل سے روز آخر تک پیدا ہوئے ہوں گے حدیث میں ہے کہ رحمٰن بڑھائے گا زمین کو جس طرح روٹی بڑھائی جاتی ہے اس وقت کروی شکل پر ہے اس لیے اس کی گولائی ادھر کی اشیا کو حائل ہے اور اس وقت ایسی ہموار کردی جائے گی کہ اگر ایک دانہ خشخاش کا اس کنارہ پر پڑا ہو اس کنارۂ زمین سے دکھائی دے گا حدیث میں ہے۔ یبصرھم الناظر ویسمعھم الداعی دیکھنے والا ان سب کو دیکھے گا اور سنانے والا ان سب کو سنائے گا۔

عرض: حضور یہ صحیح ہے کہ یہ زمین جنت کی شکر بنادی جائے گی۔

ارشاد: میں نے نہ دیکھا ہاں یہ تو ہے کہ محشر کے عرصات میں گرمی شدت کی ہوگی پیاس بہت ہوگی اور دن طویل ہے بھوک کی تکلیف بھی ہوگی اس لیے مسلمان کے لیے زمین مثل روٹی کے ہو جائے گی کہ اپنے پاؤں کے نیچے سے توڑے گا اور کھائے گا۔

عرض: حضور والا یہ صحیح ہے کہ کعبۂ معظّمہ جنت میں جائے گا۔

ارشاد: ہاں کعبۂ معظّمہ اور تمام مساجد۔

عرض: اور حضور روضۂ اقدس۔

ارشاد: روضۂ اقدس افضل ہے یا کعبۂ معظّمہ۔

عرض: روضۂ اقدس۔

ارشاد: پھر جب مفضول جائے گا تو افضل کے جانے میں کیا شبہہ صرف روضہ اقدس ہی نہیں بلکہ تمام تربتیں انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی۔

عرض: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قسم کھا کر خلاف کرنے سے کفارہ لازم آتا ہے۔

ارشاد: نہیں۔

عرض: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قسم کھانا جائز ہے۔

ارشاد: نہیں۔

عرض: کیوں۔ کیا بے ادبی ہے۔

ارشاد: ہاں۔

عرض: سیدنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عصا میں دیمک لگ جانا صحیح ہے۔

ارشاد: ہاں سیدنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام جنوں سے بیت المقدس بنوار ہے تھے اور آپ کا قاعدہ یہ تھا کہ خود کھڑے ہو کر کام لیتے تھے اگر آپ وہاں تشریف فرما نہ ہوتے تو وہ معمار شرارت کرتے تھے ابھی ایک سال کا کام باقی تھی کہ آپ کے انتقال کا وقت آگیا آپ نے غسل فرمایا کپڑے نئے پہنے خوشبو لگائی اور اسی طرح تشریف لائے اور عصا پر تکیہ فرما کر کھڑے ہو گئے عزرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کی روح قبض کر لی آپ اسی طرح عصا پر ٹیک لگائے رہے پہلے تو جنوں کو رات کو فرصت مل بھی جاتی تھی اب دن رات برابر کام کرنا پڑتا تھا حضرت ہر وقت کھڑے ہی رہے تھے اور اجازت مانگنے کی کسی میں ہمت نہ تھی ناچار سال بھر تک یک لخت رات دن برابر کام کیا

انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اجسام بعینہا ویسے ہی رہتے ہیں ان میں کوئی تغیر نہیں آتا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جسم مبارک بھی اسی طرح رہا جب کام پورا ہو چکا دیمک کو حکم ہوا اس نے آپ کے عصا کو کھانا شروع کیا جب عصا کمزور ہوا آپ نیچے تشریف لائے جن پہلے غیب کے علم کا ادعا رکھتے تبینت الجن ان لوکانوا یعلمون الغیب مالبثوا فی العذاب المهین ۔کھل گیا جنوں کا حال کہ اگر غیب جانتے کیوں رہتے ایک سال سخت عذاب میں۔

عرض: کیا حضور حیوانات بھی ناطق ہیں۔

ارشاد: بلاشبہہ۔

عرض: انسان کو اور حیوانات سے تمیز ناطق ہی تھی ناطق ہی فصل ہے اور فصل کا دو جنسوں میں اشتراک محال۔

ارشاد: یہ تمیز کس کے نزدیک ہے جاہل فلاسفہ حمقاء کے نزدیک، ہر شے ناطق ہے شجر، حجر، دیوار و در سب ناطق ہیں نص ہے۔قالوا انطقنا الله الذی انطق کل شئی ط اعضا کہیں گے کہ ہم کو اس اللہ نے ناطق کیا جس نے ہر شئی کو ناطق کر دیا اور نصوص کا ان کے ظواہر پر حمل واجب بلاضرورت ان میں تاویل باطل و نامسموع ان من شئ الا یسبح بحمده ولکن لا تفقهون تسبیحهم کوئی شئی ایسی نہیں کہ اللہ کی تسبیح و تحمید نہ کرتی ہو لیکن تم ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتے ہر شے مکلف ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور خدا کی تسبیح کے ساتھ۔

عرض: کل قد علم صلوٰته وتسبیحه ط سے ان کا نماز پڑھنا ثابت ہے۔

ارشاد: اول تو یہ آیت خاص پرندوں اور ذوی العقول کے باب میں ہے سیاق آیت ہے الم تران الله یسبح له من فی السموت والا رض والطیر صٰفّٰتٍ ۔ کل قد علم صلوته وتسبیحه ط کیا نہیں جو لوگ زمین و آسمان میں ہیں اور پرندے صف باندھے ہوئے اللہ کی تسبیح کرتے ہیں ہر ایک نے اپنی نماز اور اپنی تسبیح کو پہچان لیا دوسرے یہ کہ اس آیت میں لف و نشر مرتب مانا جائے کہ من فی السموت

والارض نے اپنی نماز کو جان لیا اور پرندوں نے اپنی تسبیح کو تیسرے یہ کہ اگر اس آیت کو عام رکھا جائے تو از قبیل عطف عام علی الخاص ہو جائے گا جمادات نباتات کی نماز وہی ان کا ایمان و تسبیح ہے۔

(پھر فرمایا) ان میں مادۂ معصیت بھی ہے ان کے لائق جو سزا ہوتی ہے وہ ان کو دی جاتی ہے اہل کشف فرماتے ہیں تمام جانور تسبیح کرتے ہیں جب تسبیح چھوڑ دیتے ہیں اسی وقت ان کو موت آتی ہے ہر پتا تسبیح کرتا ہے جس وقت تسبیح سے غفلت کرتا ہے اسی وقت درخت سے جدا ہو کر گر پڑتا ہے جب مجمع ہوا کفار کا مدینہ طیبہ پر کہ اسلام کا قلع قمع کر دیں غزوہ احزاب کا واقعہ ہے رب عزوجل نے مدد فرنا چاہی اپنے حبیب کی، شمالی ہوا کو حکم ہوا جا اور کافروں کو نیست و نابود کر دے اس نے کہا الحلائل لا یخرجن باللیل بیاں رات کو باہر نہیں نکلتیں فعاقمها الله تعالیٰ تو اللہ تعالیٰ نے اس کو بانجھ کر دیا اسی وجہ سے شمالی ہوا سے کبھی پانی نہیں برستا پھر صبا (یعنی پروائی) سے فرمایا فقالت سمعنا واطعنا تو اس نے عرض کیا ہم نے سنا اور اطاعت کی وہ گئی اور کفار کو برباد کرنا شروع کیا صرف ایک خندق درمیان تھی اس پر مسلمان تھے اس پار کفار ادھر صبح تک چراغ جلتے رہے اور دوسری طرف اونٹ بارہ بارہ کوس پر گرے تو پروائی کو یہ نعمت دی کہ بارش اسی کے ساتھ ہوتی ہے پھر فرمایا ایک ایک روحانیت تو ہر ہر نبات ہر ہر جماد سے متعلق ہے اسے خواہ اس کی روح کہا جائے یا اور کچھ وہی مکلف ہے ایمان و تسبیح کے ساتھ حدیث میں ہے۔ مامن شئی الا ویعلم انی رسول الله الا مردة الجن والانس کوئی شے ایسی نہیں جو مجھ کو خدا کا رسول نہ جانتی ہو سوا سرکش جن اور انسانوں کے۔

عرض: پھر انسان اور دیگر حیوانات میں مابہ الامتیاز کیا ہے۔

ارشاد: عقل ہے اور وہ تکالیف شرعیہ جو رکھی گئی ہیں اس پر اور وہ امانت ہے جس کو اٹھا لیا انسان نے انا عرضنا الا مانة علی السموت والا رض والجبال فابین ان یحملنها واشفقن منها وحملها الانسان انه کان ظلو ما

جھولا ہ بیشک ہم نے امانت پیش فرمائی آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر تو انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے اور آدمی نے اٹھالی بیشک وہ اپنی جان کو مشقت میں ڈالنے والا بڑا نادان ہے۔

عرض: حضور والا وہ امانت کیا تھی۔

ارشاد: اس میں اختلاف ہے علما فرماتے ہیں وہ عشق الٰہی ہے (پھر فر بیان سابق کی طرف توجہ فرمائی فرمایا) علما فرماتے ہیں جوان کے سمع وادراک پر ایمان نہ لائے اس کے ایمان میں نقص ہے یہ سب ایمان لائے ہیں حضور پر (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کوئی چیز ایسی نہیں یہاں تک کہ مصنوعات انسانیہ جیسے (اپنی گھڑی اور ڈبیہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ گھڑی یہ ڈبیہ کہ ان کو انسان نے بنایا ہے مگر روز ازل سب سے عہد لیا گیا تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ تو اگر فہم وادراک نہ تھا تو یہ عہد کیسا قرآن عظیم میں ہے۔ فقال لها وللارض ائتيا طوعا اوكرها۔ قالتا اتينا طائعين ہ فرمایا آؤ تم خوشی سے یا مجبوراً (کہ چاہتے نہ تھے مگر مجبور ہو کر چلے آئے) تو انہوں نے کہا کہ ہم خوشی سے آئے جس طرح تمہارا بدن نہیں سمجھتا وہ روح سمجھتی ہے جو اس بدن سے متعلق ہے اسی طرح وہ اجسام بھی سننے سمجھنے والے نہیں بلکہ وہ روحانیتیں جو ان سے متعلق ہیں۔

عرض: تو پھر یہ تقسیم موجودات دنیا کی حیوانات نباتات جمادات کی طرف غلط ٹھہرے گی۔

ارشاد: ہاں یہ ظاہر بینوں کی تقسیم ہے اور ظاہر نظر میں یہ تقسیم صحیح بھی ہے مگر نظر دقیق میں نہیں ابتدائے اسلام میں کفار دشمن سخت تھے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لیے جارہے تھے راہ میں ایک پہاڑ پر تشریف لے جانے کا ارادہ فرمایا پہاڑ سے آواز آئی حضور مجھ پر نہ تشریف لائیں کہ مجھ پر کوئی جگہ امن کی نہیں مجھے خوف ہے کہ اگر کفار نے حضور کو مجھ پر پالیا اور ایذا دی تو اللہ مجھ پر وہ سخت عذاب نازل کرے گا کہ کبھی نہ نازل کیا ہوگا سامنے دوسرا پہاڑ تھا اس نے آواز دی الی یارسول اللہ یارسول اللہ

حضور میری طرف تشریف لائیں سرکار اس پر تشریف لے گئے تو اگر علم وادراک ونطق نہ تھا تو کیوں کر ایسا ہوا جب آیہ کریمہ نازل ہوئی وقود ھاالناس والحجارۃ جہنم کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں والعیاذ باللہ تعالیٰ پہاڑوں نے رونا شروع کیا یہ آنسو ہیں دریا جو بہ گئے ہیں (پھر فرمایا) رجوع وخشوع وخضوع عام ہے تمام حیوانات ونباتات وجمادات کو یٰجبال اوبی معه والطیرo والناله الحدیدo داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے لوہے کا نرم ہوجانا اسی کے حکم سے تھا محض ارادۂ اللہ سے موم ہوجاتا تھا جیسے ٹھنڈا ہوجانا آگ کا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر فرمایا ینار کونی بردا وسلماً علی ابراھیم۔ اے آگ ٹھنڈی اور سلامتی ہوجا ابرہیم پر یا نار عام فرمایا تھا جتنی آگیں تھیں دنیا کی سب ٹھنڈی ہوگئیں روئے زمین پر کہیں آگ کا نام ونشان نہ رہا اور یہ آگ تو ایسی ٹھنڈی ہوگئی کہ علما فرماتے ہیں اگر سلاماً نہ فرماتا تو اتنی ٹھنڈی ہوجاتی کہ اس کی ٹھنڈک ایذا دیتی کئی کوس کے گرد میں وہ آگ تھی کوئی اس کے قریب بھی نہ جاسکتا تھا اب فکر ہوئی کہ ان کو ڈالیں گے کیونکر شیطان ملعون آیا اور گوپھن بنانا سکھایا کہ اس طرح کا بنا کر اس میں ابراہیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو بٹھا کر پھینکد و جب آپ کو گوپھن میں بٹھا کر پھینکا آپ آگ کی محاذات پر آئے جبریل علیہ الصلاۃ والسلام حاضر ہوئے عرض کی الك حاجة ابراهيم کوئی حاجت ہے فرمایا۔ اما منك فلا ہے تو مگر تم سے نہیں عرض کی تو جس سے ہے اسی سے کہیے فرمایا علمه بحالی کفانی عن سوالی وہ خود جانتا ہے عرض کی ضرورت نہیں قلنا ینار کونی بردا وسلما علی ابراھیم۔

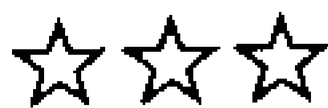
عرض: یہ صحیح ہے کہ حیوانات مٹی ہوجائیں گے تو ان کی ارواح کہاں جائیں گی۔

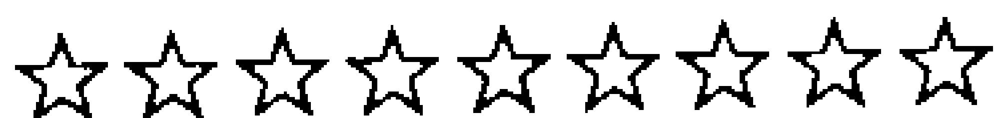
ارشاد: مٹی ہوجائیں گی یہ تو ثابت ہے آگے کچھ نہ فرمایا شرع نے، جو حیوانات موذی ہیں وہ دوزخ میں کافروں کو عذاب دینے کے لئے جائیں گے ان کو خود کوئی تکلیف نہ ہوگی جس طرح فرشتگان عذاب کو خود کوئی تکلیف نہ ہوگی اور اصحاب کہف کا کتا بلعم باعور کی شکل میں جنت میں جائے گا اور بلعم اس کتے کی شکل ہوکر جہنم میں جائے

گا اور ناقہ صالح علیہ الصلاۃ والسلام اور ناقہ عضبا جنت میں جائیں گے باقی حیوانات مٹی کردیے جائیں گے ان کو مٹی ہوتا دیکھ کر کفار کہیں گے یلیتنی کنت ترابا۔ کاش میں بھی (انہیں کی مانند) مٹی ہوجاتا)

عرض: کیا حضور جنت میں جنات نہ جائیں گے۔

ارشاد: ایک قول یہ بھی ہے کہ جنت کے آس پاس مکانوں میں رہیں گے جنت میں سیر کو آیا کریں گے (پھر فرمایا) جنت تو جاگیر ہے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ان کی اولاد میں تقسیم ہوگی۔





نوٹ

آئندہ صفحات پر جو اعتراضات ہیں الملفوظ کے کسی دوسرے ایڈیشن کے ہیں۔ اس لئے وہی نمبرات درج ہیں

اعتراض وجواب

واقعہ حکیم برکات احمد مرحوم

حصہ دوم صفحہ نمبر ۲۵

الحمدللہ! یہ جنازۂ مبارکہ میں نے پڑھا

اس عبارت کا حاصل صرف یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے ایک مقبول بارگاہ رسالت حکیم برکات احمد صاحب مرحوم کی نماز جنازہ پڑھانے پر مسرت کا اظہار کیا اور حمد باری بجالائے نہ یہ کہ اعلیٰ حضرت نے اس خواب کی بنا پر جو مولانا برکات احمد صاحب کے بارے میں کسی خدارسیدہ نے دیکھا تھا خود کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا امام تصور کرلیا اور اس پر فخر کیا یہ مخالفین کا افتراء اور محض بکواس ہے اس پر الملفوظ کی عبارت کا کوئی لفظ دلالت نہیں کرتا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنے کسی امتی پر کرم فرماتے ہوئے اس کی نماز جنازہ پڑھنا کوئی بعید نہیں لیکن یہ لازم نہیں کہ یہ نماز جنازہ ظاہری نماز جنازہ کی جماعت میں شامل ہوکر ہی ادا کی جائے اور اگر بالفرض ساتھ بھی ہوتو کیا استحالہ کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی حیات ظاہری میں حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اقتداء میں نمازیں ادا نہیں فرمائیں۔

یہاں یہ بھی ثابت ہوگیا کہ امام کا ماموم سے نہ افضل ہونا ضروری ہے نہ تساوی اور یہ کہ نبی غیر نبی کی اقتداء میں نماز ادا کرسکتا ہے الغرض مخالفین کا اعتراض بالکل لچر ہے۔

اعتراض وجواب

واقعہ عبدالرحمٰن قاری

حصہ دوم صفحہ ۲۷

یہاں دیوبندی علماء یہ اعتراض کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن قاری صحابی یا تابعی تھے۔ اعلیٰ حضرت نے انہیں کافر کہہ دیا لیکن باوجود پیہم مطالبہ کے آج تک یہ نہ ثابت کر سکے کہ عبدالرحمٰن قاری کوئی صحابی یا تابعی تھے فریب دینے کے لئے عبدالرحمٰن ابن عبدالقاری کا نام پیشکرتے ہیں جو بقول اکثر تابعی اور بقول واقدی ان صحابہ میں سے ہیں جو حضور کے زمانے میں پیدا ہوئے مگر انہوں نے نہ حضور سے کچھ سنا نہ روایت کیا کجا عبدالرحمٰن قاری جس کی بغاوت وسرکشی کا تذکرہ کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت نے اس کے کفر کی صراحت کی ہے اور کجا عبدالرحمٰن بن عبدالقاری عداوت میں قاری اور عبدالقاری کا فرق بھی نہ سوجھا مزید یہ کہ عبدالرحمٰن ابن عبدالقاری جو عندالاکثر تابعی اور واقدی کے قول کے بموجب صحابی ہیں ان کی پیدائش ۹ھ میں ہوئی اور جو واقعہ اعلیٰ حضرت نے عبدالرحمٰن قاری کا ذکر کیا ہے وہ محرم ۷ھ کا ہے اور وہ عبدالرحمٰن اسی موقع پر قتل ہوا تو تاریخ سے بھی ثابت ہوا کہ وہ عبدالرحمٰن اور ہے اور یہ دوسرے ہیں۔

مسئلہ حفاظت قرآن اور علماء وہابیہ کے جھوٹے الزامات

سائل نے قرآن پاک کے تبیانا لکل شئی ہونے کا دوام ثابت کرنے کے لئے یہ دلیل پیش کی کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کے الفاظ کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے انا له لحافظون اور جب الفاظ محفوظ تو معانی بھی محفوظ اس لئے معانی الفاظ سے جدا نہیں ہو سکتے اور معانی کی صفت ہے۔ تبیا نا لکل شئی ہونا تو یہ صفت بھی معانی کے ساتھ محفوظ لہٰذا ثابت ہوا کہ انا له لحافظون، ہی سے قرآن پاک کے تبیانا لکل شئ ہونے کا دوام ثابت ہے بالفاظ دیگر سائل کے گمان میں الفاظ کی حفاظت معانی کی حفاظت کو مستلزم ہے اور معانی کی حفاظت تبیانا لکل شئ کی حفاظت کو اور چونکہ لازم کا لازم لازم ہوتا ہے لہٰذا الفاظ کی حفاظت کو تبیا نا لکلشئ کی حفاظت لازم ہے جب الفاظ محفوظ تو تبیان ہونا بھی محفوظ۔

سائل کی دلیل کا پہلا مقدمہ یعنی الفاظ کی حفاظت معانی کی حفاظت کو مستلزم ہے درست تھا اس لئے کہ معانی الفاظ سے جدا نہیں ہو سکتے لیکن دوسرا مقدمہ کہ معانی کی حفاظت معانی کی صفت، تبیا نا لکل شئ کی حفاظت کو مستلزم ہے درست نہیں اس لئے کہ معانی کا تبیانا لکل شئ ہونا ان معانی کے سمجھنے پر موقوف ہے معانی کے صرف محفوظ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ سمجھ بھی لیے جائیں ورنہ لازم آئے گا کہ الفاظ کے علم میں آتے ہی تمام معانی کا بھی علم ہو جائے تعلیم الٰہی کی ضرورت نہ رہے حالانکہ ایسا نہیں ہے یعنی الفاظ قرآن کے علم کے بعد معانی مراد جاننے کے لئے بیان الٰہی کا محتاج ہے جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہے ثم انا علینا بیانه یعنی قرآن پاک کو آپ کے سینے میں جمع کرنے کے بعد ہم پر اس کا بیان ہے تو واضح طور پر ثابت ہوا کہ الفاظ قرآن کی محفوظی اور تبیا نا لکل شئ ہونے کی محفوظی کے درمیان ملازمہ نہیں اور جب ملازمہ نہیں تو اس دلیل سے سائل کا مدعا یعنی قرآن کے تبیا نا لکل شئ۔

ہونے کا دوام ثابت نہیں یہی بات اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب میں افادہ فرمائی ہے فرماتے ہیں قرآن کے الفاظ کی حفاظت کا وعدہ فرمایا گیا ہے اگرچہ معانی ان الفاظ کے ساتھ ہیں لیکن ان معانی کا علم میں ہونا کیا ضروری نبی کلام الٰہی کے سمجھنے میں بیان الٰہی کا محتاج ہوتا ہے ثم انا علینا بیانه ظاہر ہے کہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت نے جواب مذکور میں نہ الفاظ قرآن کے محفوظ ہونے کا انکار کیا ہے نہ معانی کے محفوظ ہونے کا نہ تبیانا لکل شئ ہونے کا بلکہ سائل کی پیش کردہ دلیل سے تبیا نا لکل شئ ہونے کے دوام کے ثبوت کا انکار کیا ہے جو عقل ونقل کی روشنی میں درست ہے عقلاً تو یوں کہ ملازمہ نہ ہونا واضح ہے اور نقلا خود اسی آیت سے ثابت ہے جو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمائی ہے فلله الحجة السامیه رہا اس کے بعد یہ فرمانا اور ممکن ہے کہ بعض آیات کا نسیان ہوا ہو دلیل مذکور سے مدعا کے ثابت نہ ہونے پر دوسری تنبیہ ہے یعنی جب بعض آیات کا نسیان ممکن ہے اور معانی الفاظ کے ساتھ ہیں تو معانی کا نسیان بھی ممکن تو تبیانا لکل شئ کے دوام کا اس آیت سے کیسے اثبات ہوگا ظاہر ہے کہ اس میں بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کوئی توہین نہیں نہ قرآن کے محفوظ ہونے کا انکار ہے بلکہ نسیان ہونا تو خود قرآن سے ثابت ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ماننسخ من ایةٍ اوننسها نأت بخیر منها اومثلها جب کوئی آیت ہم منسوخ فرمائیں یا بھلادیں تو اس سے بہتر یا اس جیسی لے آئیں گے رہا یہ کہ محفوظ ہونے کا کیا مطلب ہے تو وہ یہ ہے کہ نسخ وانساء کے بعد جو بچا، جو حضور سے متواتر منقول ہے جس کو حضرت ابوبکر صدیق نے پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جمع فرمایا اور ما بین الدفتین آج تک موجود ہے وہ ہر قسم کی تبدیلی اور تغیر سے محفوظ ہے اور رہے گا تو معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت کے کلام کا یہ حصہ بھی پہلے کی طرح ارشاد قرآنی کے مطابق ہے اور مخالفین کے اعتراضات محض الزام تراشی اور بہتان پر مبنی ہیں۔

(الملفوظ حصہ سوم۔ ص ۸-۹)

انبیاء کرام کی توہین کے الزام کا دندان شکن جواب

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ نے اس روایت کو حضرت علامہ عبدالباقی زرقانی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی قبور مطہرہ میں حیات حقیقی حسی دنیوی کے ساتھ رونق افروز ہیں۔ بلکہ سیدی محمد بن عبدالباقی زرقانی فرماتے ہیں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قبور مطہرہ میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں۔

اس پر مخالفین خواہ مخواہ واویلا کرتے ہیں کہ اس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کی گئی ہے بات دراصل یہ ہے کہ وہابیوں نے اور ان کے علماء نے اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں جو گستاخیاں اور توہینیں کی ہیں جن کی بنا پر ان کے اوپر حکم کفر عائد کیا گیا ہے ان کفریات کے جوابات تو بن نہ پڑے پریشان ہو کر اپنی پرانی عادت اور بے بنیاد اور غلط پروپیگنڈے کے ساتھ اب یہ کوشش کر رہے ہیں کسی طرح اعلیٰ حضرت کے کلام میں بھی کوئی ایسی بات مل جائے جس کی بنیاد پر توہین خدا و رسول کا مرتکب ٹھہرا کر حکم کفر عائد کیا جا سکے مگر ان کی سعی، سعی لاحاصل و ناکام رہی اور انشاء اللہ تعالیٰ وہ اپنے معاندانہ مشن میں ہرگز کامیاب نہ ہو سکیں گے۔

اولاً تو یوں کہ یہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا اپنا قول نہیں بلکہ حضرت علامہ عبدالباقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے جو زرقانی جلد سادس۔ ص ۱۶۹ پر موجود ہے۔

نقل السبکی فی طبقاته عن ابن فورك انه علیه السلام حی فی قبره علی الحقیقة لا المجاز یصلی فیه باذان واقامة قال بن عقیل ویضاجع ازواجه۔

ترجمه: سبکی نے طبقات میں ابن فورک سے نقل کیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں حقیقی حیات کے ساتھ بلا شائبہ مجاز زندہ ہیں اس میں اذان

واقامت کے ساتھ نماز ادا فرماتے ہیں ابن عقیل نے کہا یہاں تک کہ ازواج مطہرات کے ساتھ مباشرت بھی فرماتے ہیں۔

مگر وہابیوں میں ہمت ہو تو علامہ زرقانی امام سبکی اور ابن عقیل پر کفر کا فتویٰ لگائیں جنہوں نے اس روایت کو نقل کیا اور اپنی کتابوں میں جگہ دی ثانیاً یہ کہ انبیاء کا اپنی ازواج مطہرات سے شب باشی کرنا کوئی عیب یا بری بات نہیں ہے کہ جس کی بنا پر اس کو انبیاء کی توہین قرار دیا جائے۔

لکن الوھابیۃ قوم لا یعقلون (الملفوظ جلد سوم۔ص ۳۰)

ایک مہمل اعتراض کا مسکت جواب

اس حکایت پر جو اعلیٰ حضرت نے بادشالی کی نافرمانی کے بارے میں پیش کی ہے وہابیوں نے یہ اعتراض کیا ہے کہ اعلیٰ حضرت نے معاذ اللہ لکھ دیا کہ بادشالی پر اللہ تعالیٰ کا حکم نہیں چلا۔

درج ذیل عبارت آپ کے سامنے موجود ہے اس میں کہیں یہ نہیں ہے کہ بادشالی پر اللہ کا حکم نہیں چلا یہ لکھا ہے کہ۔

بادشالی کو حکم ہوا کہ جا کافروں کو نیست و نابود کردے اس نے کہا الحرائر لا یخرجن باللیل ، بیبیاں رات کو نہیں نکلتیں جس کا مفاد یہ ہے کہ بادشالی کو حکم ہوا اس نے نہیں، نافرمانی کی تو اللہ نے اس کو نافرمانی کی سزا دی حکم نہ ماننا اور اطاعت نہ کرنا اور بات ہے اور نہ چلنا اور بات ہے دیکھیے اللہ تعالیٰ نے تعظیم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم دیا وتعزروہ وتوقروہ ۔ان کی تعظیم وتوقیر کرو۔ وہابیوں نے اس کی تعمیل نہیں کی اور وہ تعظیم نہیں کرتے یونہی کہا جائے گا وہابیوں نے خدا کے حکم کی نافرمانی کی نہ یہ کہ ان پر خدا کا حکم نہیں چلا جیسا کہ شیطان کو حکم ہوا تھا کہ سجدہ کرے اس نے انکار کیا نافرمانی کی تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوسکتا کہ اس پر خدا کا حکم نہیں چلا۔

ظالموں نے عبارت کا مفہوم ہی بدل دیا۔ (الملفوظ حصہ چہارم۔ص ۸۷)

مسئلہ شہادت انبیاء علیہم السلام پر وہابیہ کے اعتراضات کا رد بلیغ

اعلیٰ حضرت کے اس ارشاد پر کہ رسولوں میں سے کون شہید کیا گیا انبیاء البتہ شہید کئے گئے دیوبندیوں کو اعتراض ہے کہ اعلیٰ حضرت نے شہادت رسل کا انکار کر کے معاذ اللہ قرآن کا انکار کیا ہے اس لئے کہ قرآن میں شہادت رسل کا صراحتاً ذکر ہے جیسا کہ سورہ بقرہ کی آیت۔ افکلما جاءکم رسول بما لا تھوی انفسکم استکبرتم ففریقا کذبتم وفریقاً تقتلون ٥ وغیرہ آیات سے ظاہر ہے وہابیوں کا یہ اعتراض بھی مغالطہ کے سوا کچھ نہیں کہ اعلیٰ حضرت نے رسول بمعنی صاحب شریعت جدیدہ کی شہادت سے انکار کیا ہے کہ یہی معنی محاورات علماء میں معروف ہیں اور اس معنی کے اعتبار سے نبی عام اور رسول خاص ہے یعنی ہر رسول نبی ہے لیکن ہر نبی رسول نہیں اس لئے کہ نبی وہ انسان ہے جو تبلیغ احکام کے لئے مبعوث ہوا ہو عام ازیں کہ شریعت جدیدہ لایا ہو یا نہ لایا ہو اور رسول وہ ہے جو تبلیغ احکام کے لئے ہوا ہو اور شریعت جدیدہ بھی رکھتا ہو اعلیٰ حضرت کے ارشاد میں اس معنی کے مراد ہونے پر قرینہ یہ ہے کہ آپ نے رسول کو نبی کے مقابلے میں استعمال کیا اور جس آیت میں رسولوں کی شہات کا تذکرہ ہے انبیاء ہی مراد ہیں اس لئے کہ اسی رکوع میں انہیں یہود کے بارے میں فرمایا گیا۔ قل فلم تقتلون انبیاء اللہ من قبل ان کنتم مومنین (ترجمہ) آپ فرمادیجیے کہ تم اللہ کے نبیوں کو کیوں قتل کرتے ہو اگر مومن ہو۔

ان القراٰن یفسر بعضہ بعضاً قرآن کا بعض، بعض کی تفسیر کرتا ہے تو قرآن ہی سے ثابت ہوگیا کہ آیت میں رسل سے مراد انبیاء ہی ہیں اور اعلیٰ حضرت کا یہ فرمانا کہ رسولوں میں سے کون سا شہید کیا گیا، انبیاء البتہ شہید کئے گئے قرآن کے عین مطابق ہے چنانچہ تفسیروں سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے جیسا کہ ''التحقیقات'' مصنفہ حضرت علامہ مفتی شریف الحق صاحب میں تفصیل سے مذکور ہے نیز تفسیروں میں ان آیات کے تحت حضرت زکریا و یحییٰ علیہما السلام کے اسماء گرامی پیش کئے گئے جو بالاتفاق نبی ہیں اس سے ثابت ہوگیا کہ آیات میں جہاں جہاں شہادت رسل کا تذکرہ ہے انبیاء ہی مراد ہیں۔ (بحوالہ الملفوظ حصہ چہارم۔ ص ۲۷)

رضوی کتاب گھر

بحمدہٖ تعالیٰ آج اہلسنّت کے متعدد بڑے کتب خانے ملک کے مختلف شہروں وقصبوں میں قائم ہیں۔ جو اپنے اپنے انداز سے دینی وعلمی کتابوں کی طباعت واشاعت میں مصروف ہیں۔ اوران کے ذریعہ کتب ورسائل اہلسنّت کی نشرواشاعت کے ساتھ تبلیغ سنیت کا کام بھی عظیم پیمانے پر ہورہا ہے۔ اوراچھا خاصا سنی لٹریچر مارکیٹ میں پھیل چکا ہے۔

رضوی کتاب گھر کا آغاز اس دور میں ہوا جب کہ یہ ماحول نہیں تھا۔ اوراس شعبہ کی طرف اہل سنت کی قابل ذکر توجہ بھی نہیں تھی۔ ۱۹۷۶ء میں بھیونڈی (مہاراشٹر) سے رضوی کتاب گھر نے اپنا تجارتی اور پھر اشاعتی سفر شروع کیا۔ بمبئی کے علاوہ مہاراشٹر کے بہت سے دور دراز خطوں تک اس نے اپنا دائرہ عمل نہایت مختصر مدت میں وسیع کرلیا۔ لوگوں کے اعتماد اور طلب میں اضافہ ہوتا گیا۔ فتاوی رضویہ جلد اوّل، کشف المحجوب اور مکاشفۃ القلوب جیسی کتابیں اس نے بھیونڈی ہی سے شائع کر کے شائقین وقارئین سے خراج عقیدت وصول کیا۔

۱۹۹۵ء میں دہلی میں اس نے اپنا ایک دفتر قائم کیا۔ دہلی آکر اسے بہت جلد فروغ اور پھر عروج حاصل ہوا۔ اس نے ایک دوسرا آفس بھی خرید لیا ہے۔ ۱۹۹۸ء سے اردو اور ہندی میں اس نے ماہنامہ کنزالایمان کا اجراء کیا، جو اب ہندوستان کے علاوہ بیرون ممالک میں بھی کامیابی کے ساتھ اپنا مقام بنا چکا ہے، تین کمپیوٹر لگ چکے ہیں۔ جن پر مختلف قسم کی کتابیں وجرائد کی کمپوزنگ کا مسلسل کام چل رہا ہے پندرہ ضخیم جلدوں میں چند ماہ پیشتر اس نے تفسیر روح البیان مترجم کی طباعت کر کے ایک بہت بڑا اشاعتی کارنامہ انجام دیا ہے۔ چند دیگر ضخیم کتابوں کا بھی اشاعتی منصوبہ ہے۔ جو انشاء اللہ بہت جلد منظر عام پر آرہی ہیں۔

رضوی کتاب گھر کی مدت کارکردگی پچیس سال پر محیط ہے۔ اس دوران اس نے جس خلوص و لگن اور محنت ومشقت سے عوام اہلسنّت کے درمیان شہرت ومقبولیت حاصل کی ہے۔ یہی اس کا بہترین سرمایہ ہے۔ اوراس سرمایہ میں وہ شب وروز اضافہ کا خواہاں ہے۔

دینی وعلمی کتابیں رعایتی شرح کے ساتھ لینی ہوں، کسی کتاب ورسالہ کی کمپوزنگ کرانی ہو، کوئی کتاب، رسالہ، کیلنڈر چھپوانا ہو۔ مدارس ومساجد کی رسیدیں یا جلسہ وجلوس کے اشتہارات چھپوانے ہوں۔ ہرصورت میں آپ رضوی کتاب گھر سے رابطہ کیجئے۔ انشاءاللہ آپ کا مطلوبہ کام حسن وخوبی کے ساتھ انجام پذیر ہوگا۔ ہم آپ کی ہر خدمت کے لئے ہمہ وقت مستعد اور سرگرم عمل ہیں۔ والسلام

آپ کا خادم:- **محمد قمرالدین رضوی**

رضوی کتاب گھر کی اہم مطبوعات

تفسیر روح البیان (مکمل پندرہ جلدوں میں) (شیخ اسماعیل حقی علیہ الرحمہ) Rs.4500	قرآن پاک (کنزالایمان) (امام احمد رضا (اردو ہندی، انگریزی) Rs.150	تفسیر الم نشرح مکمل جلد (علامہ نقی علی بریلوی) Rs.150/=	امام احمد رضا اور علم حدیث (تین جلدوں میں) (مولانا محمد عیسیٰ رضوی قادری) Rs.450/=
تاریخ کربلا (مولانا امین القادری) Rs.110/=	سبع سنابل شریف (حضرت میر عبدالواحد بلگرامی) Rs.90/=	شرح الصدور اردو ترجمہ (امام جلال الدین سیوطی) Rs.60/=	احیاء العلوم مکمل چار جلدوں میں (حضرت امام غزالی) Rs.1600/=
سیرۃ الرسول سات جلدوں میں (پیر محمد کرم شاہ ازہری) Rs.1500/=	سفینۂ نوح مکمل (مفتی محمد شفیع اوکاڑوی) Rs.50/=	مکاشفۃ القلوب اردو ترجمہ (حضرت امام غزالی) Rs.100/=	سچی حکایات مکمل ابوالنور محمد بشیر Rs.160/=
کتاب الشفاء مکمل دو جلد (قاضی عیاض مالکی) Rs.200/=	تاریخ نجد و حجاز (مولانا عبدالقیوم قادری) Rs.100/=	سنی بہشتی زیور (مفتی خلیل احمد برکاتی) Rs.90/=	جذب القلوب اردو ترجمہ (شیخ عبدالحق محدث دہلوی) Rs.60/=
امام پاک اور یزید پلید (مفتی محمد شفیع اوکاڑوی) Rs.50/=	افکار رضا (مولانا قمر الحسن بستوی) Rs.50/=	اصلاح فکر و اعتقاد (مولانا یٰسین اختر مصباحی) Rs.100/=	کھانے پینے کی سنتیں (مولانا انیس احمد رضوی) Rs.60/=
خون کے آنسو مکمل مجلد (علامہ مشتاق احمد نظامی) Rs.75/=	حدائق بخشش نعتیہ دیوان (امام احمد رضا) Rs.60/=	کشف المحجوب اردو ترجمہ (داتا گنج بخش) Rs.100/=	سنت خیر الانام (حضرت پیر کرم شاہ ازہری) Rs.60/=
خطبات غزالی اردو ترجمہ (حضرت امام غزالی) Rs.50	حصن حصین (محمد صدیق ہزاروی) Rs.50/=	امام احمد رضا اور ردِ بدعات مولانا یٰسین اختر مصباحی Rs.100/=	شمع شبستان رضا (اقبال احمد نوری) Rs.90/=
جاء الحق مکمل Rs.110/=	شان حبیب الرحمٰن (مفتی احمد یار خاں) Rs.50/=	بہار اسلام (مولانا محمد الیاس رضوی) Rs.50/=	قانون شریعت Rs.110/=

اپنی مطبوعات کے علاوہ اہلسنت کی آ... مطبو...
فہرست دیکھ کر بذریعہ خط ہمیں آ... افٹ یا منی آرڈر سے روانہ کریں۔

RAZVI KITAB GHAR

425/ Matia Mahal Jama Masjid Delhi-6

Rs. 90/=